کتب ذخیرہ
ربیع عطاری
حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ
المعروف بہ حضور غوث الأعظم رحمۃ اللہ علیہ
کی سوانح مبارکہ پر مشتمل مشہور زمانہ کتاب "بہجۃ الاسرار" نئی ترتیب کے ساتھ بنام
امام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ
کاوش
ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری قادری
مکتبہ اعلیٰ حضرت
https://archive.org/details/@zohaibhasanattari
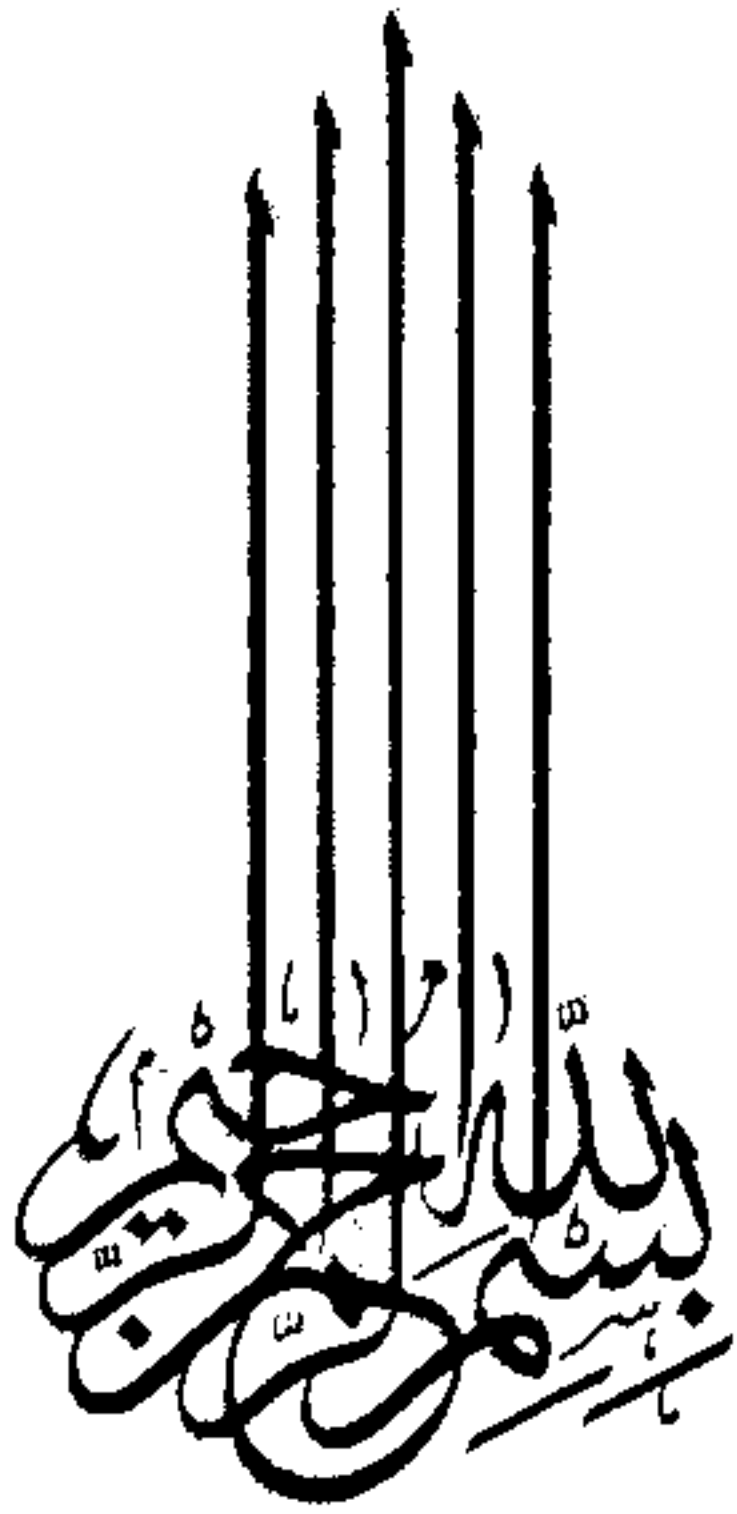
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اللہ کے نام سے شروع جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا
امام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ

موضوع	تذکرہ وسوانح
زبان	اُردو
نام کتاب	امام الاولیاءؒ
کاوش	ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری قادری
سن اشاعت	جنوری 2012 ربیع الاول ۱۴۳۳ھ
تعداد صفحات	480
ہدیہ عام	600
ہدیہ خاص	
ہدیہ خاص الخاص	
ناشر	مکتبہ اعلیٰ حضرت دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین

انتساب

والدین کریمین اور ''ام حنظلہ''

کے نام

کہ اس کتاب کی تیاری نیز میری دیگر دینی مصروفیات کی وجہ سے جب کبھی بھی ان کے حق کی ادائیگی میں کمی یا تاخیر ہوئی تو انھوں نے خندہ پیشانی سے عفو ودرگزر سے کام لیا۔

اللہ عزوجل میری اس دینی معاونت پر سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری

کچھ ابوحنظلہ کے قلم سے

الحمدللہ ﷻ عظیم المرتبت کتاب "بھجة الاسرار فی معدن الانوار" کا اردو زبان میں اولین مفصل خلاصہ بنام "امام الاولیاء" جوکہ احوال شیخ عبدالقادر جیلانی المعروف غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر ایک جامع کتاب ہے آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس کتاب کے مصنف ایک بلند پایہ علمی وروحانی شخصیت "ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جوکہ 644ھ میں پیدا ہوئے جبکہ وصال 713ھ میں ہوا۔ اکابر محدثین اور علمائے عظام آپ کی تعریف فرماتے تھے چندایک کے اقوال مطالعہ فرمایئے۔

1۔ امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "بغیة الوعادة" میں فرمایا "له الید الطولیٰ فی علم التفسیر" یعنی علم تفسیر میں آپ کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ جبکہ اپنی دوسری کتاب "حسن المحاضرة فی اخبار المصر والقاهره" میں فرمایا کہ امام شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ یکتائے روزگار امام تھے۔ جامعہ ازھر کے "شیخ القراء" تھے جبکہ طلباء کا ان پر ہجوم تھا (بکثرت حصول علم کے لیے حاضر ہوتے)

2- امام شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "نهایة الدرایات فی اسماء الرجال القراء ت" میں فرمایا: کہ امام شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ "استاد محقق البارع" (جن کے کمالات وجمال دیکھ کر انسان کو حیرت ہو) تمام بلاد مصر کے شیخ، ان کے فوائد اور تحقیق کی وجہ سے لوگوں کا ان پر ہجوم تھا۔

3- شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: امام اجل، فقیہ، عالم، مدرس، قاری یکتا، عجب صاحب کمال "ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف لخمی شافعی" رحمۃ اللہ علیہ اور حضور سیدنا غوث اعظم میں صرف دوواسطے ہیں۔ اور وہ حضور پرنور سرکار غوثیت کی اس بشارت میں داخل ہیں کہ فرمایا:

طوبی لمن رانی و لمن رای من رانی و لمن رای رای من رانی

یعنی شادمانی اسے جس نے مجھ کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والوں کو دیکھا اور اسے جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والوں کو دیکھا۔ دیگر کئی اہل علم نے بھی آپ کی شان وعظمت کو بیان فرمایا ہے جبکہ آپ کی تصنیف مبارک کی عظمت کو کچھ یوں بیان کیا گیا ہے۔

-1 امام اجل شمس الدین الجزری رحمۃ اللہ علیہ جوکہ اجلہ محدثین وعلمائے قرأت سے تھے اپنی کتاب "طبقات القراء" میں

فرماتے ہیں:

میں نے کتاب "بھجة الاسرار" مصر میں خزانہ شاہی سے حاصل کر کے "شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ" سے جو کہ اکابر "مشائخ مصر" سے ہیں پڑھی اور انہوں نے مجھے اس کی روایت کی اجازت دی۔

2- محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "زبدة الآثار" میں فرماتے ہیں:

ایں کتاب بھجة الاسرار کتابے عظیم و شریعت و مشہور است

یعنی یہ کتاب "بھجة الاسرار" عظیم، (شریعت) اور مشہور کتاب ہے نیز اپنی کتاب "صلوٰة الاسرار" میں فرمایا:

کتاب عزیز "بھجة الاسرار و معدن الانوار" معتبر و مقرر و مشہور و مذکورات و مصنف آں از مشاہیر مشائخ و علماء ست

کتاب عزیز جو "بھجة الاسرار و معدن الانوار" قابل اعتبار، پختہ اور مشہور و معروف ہے اس کتاب کے مصنف مشہور علماء و مشائخ میں سے ہیں۔

الحاصل یہ کہ یہ کتاب ہر دور میں مقبول رہی ہے علماء و محدثین با قاعدہ اس کی اجازت حاصل کرتے کیونکہ یہ کتاب احوال غوث اعظم میں بے مثل و بے نظیر اور بنیادی ماخذ کی حامل ہے جبکہ اس کا اسلوب "بطرز حدیث بسند متصل" ہے۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے "زبدة الآثار" کے نام سے اس کی مختصر "تلخیص" فرمائی۔ جبکہ امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان نے منقبت غوثیہ کے ایک شعر میں اس کتاب کے نام اور مضمون کا ذکر کچھ یوں فرمایا:

بھجت اس سرّ کی ہے جو بھجة الاسرار میں ہے

کہ فلک وار مریدوں پہ ہے سایہ تیرا

یعنی مجھے خوش کن رازوں پر مشتمل کتاب "بھجة الاسرار" میں موجود اس "سرّ" (راز) کو جان کر نہایت خوشی ہے کہ آپ کا (غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ) کا ظل عاطفت ہم مریدوں کے سروں پر ہے۔

نیز آپ اپنی کتاب "طرد لافاعی عن حمی ھاد رفع الرفاعی" میں فرماتے ہیں:

"مناقب غوثیہ" میں کتاب بھجة الاسرار سے اکابر ائمہ نے استناد کیا اور کتب احادیث کی طرح اس کی اجازتیں لیں، دیں۔ کتب مناقب سرکار غوثیت میں باعتبار "علو اسانید" اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں "موطا امام مالک" کا ہے اور کتب مناقب اولیاء میں "باعتبار صحت اسانید" اس کا وہ مرتبہ ہے جو کتب حدیث میں "صحیح بخاری" کا بلکہ صحاح میں بعض شاذ بھی ہوتی ہیں مگر اس میں کوئی روایت شاذ نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صرف صحت حدیث کا التزام کیا ہے اور امام جلیل نے صحت و عدم شذوذ دونوں کا اور بشہادت "امام علامہ عمر بن عبدالوہاب الحلبی رحمۃ اللہ علیہ" وہ التزام تام ہوا کہ اس کی ہر روایت کے لیے متعدد متابع موجود ہیں جیسا کہ مصنف کتاب نے کتاب کے خطبے میں اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے لکھا۔

لحضة کتابا مفردا مرفوع الاسانید متمدا فیہا علی الصحۃ دون الشذوذ یعنی میں نے کتاب کو یکتا کر کے مھذب و منقح کیا اور اس کی سندیں منتہی تک پہنچائیں جن میں خاص اس صحت پر اعتماد کیا کہ شذوذ سے منزہ ہو۔

اب قارئین جان گئے ہوں گے کہ کس قدر عظیم کتاب سے استفادہ کرنے جا رہے ہیں۔ اگرچہ اس بات کا اعتراف ہے کہ اس کی اشاعت شایان شان طریقے پر نہیں کر سکا۔ مگر اپنے تئیں کوشش ضرور کی ہے کہ اس کو بہتر سے بہتر اور سہل سے سہل کر کے اپنے قارئین کی نظر کروں اس ضمن میں جن چیزوں کو خصوصیت کے ساتھ مدنظر رکھا ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

-1 ابتدائے کتاب میں چند مختلف فیہ مسائل کو عنوان بنا کر ''عقائد و نظریات اور معمولات اہل سنت'' کو بیان کیا گیا ہے نیز شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی ذات کے حوالہ سے چند تحریرات کو بھی جمع کیا گیا ہے۔

-2 ترتیب کتاب یہ ہے کہ اس میں کل گیارہ ابواب قائم کیے گئے ہیں جبکہ پہلے باب کو پانچ فصلوں سے مزین کیا گیا ہے۔

-3 اصل عربی نسخہ کے ساتھ تقابل کر کے بعض جگہ عربی عبارات کو بھی شامل کیا تا کہ قاری اپنے ممدوح حضور غوث پاک کے متعلق علماء و محدثین کے اصل الفاظ کو پڑھ کر فرحت پا سکے۔

-4 آیات و احادیث کی تخریج کے ساتھ ساتھ ہر واقعہ کے آخر میں "بھجۃ الاسرار" کے عربی ایڈیشن کا حوالہ مع صفحہ نمبر و مطبوعہ کے درج کر دیا ہے۔

-5 چونکہ کتاب کی استنادی حیثیت عند العلماء والمحدثین مسلمہ ہے اور اکابر اس کی توثیق فرما چکے اور شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تلخیص رقم فرما چکے لہٰذا عوام الناس کی سہولت کے لیے اسناد کو حذف کر دیا ہے۔ تا کہ اصل مطالب تک آسانی سے رسائی ہو سکے۔

-6 کتاب میں حضور غوث پاک کا عارفانہ کلام و مواعظ متعلقہ توحید نقل تھا جس کے مطالب تک خواص ہی کی رسائی ہو سکتی ہے لہٰذا اس کو اکثر مقامات سے حذف کر دیا ہے اور بعض جگہ اختصار کے ساتھ نقل کیا ہے۔

-7 جہاں عربی اشعار کو نقل کیا ہے وہاں ترجمہ و اعراب کا اہتمام کیا ہے۔

-8 کتاب کے مضامین تک آسانی سے رسائی کے لیے مفصل فہرست کا اہتمام کیا اور کتاب کے اندر جگہ جگہ موضوع کی مناسبت سے سرخیوں کا اضافہ کیا ہے۔

-9 اردو ترجمہ میں ''پروفیسر سید احمد علی بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ'' کے ترجمہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

-10 پروف ریڈنگ پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔

یہ سب اپنی بساط کے مطابق ہے۔ پھر بھی قارئین کو کوئی اصلاح طلب چیز نظر آئے تو ضرور مطلع کریں تا کہ آئندہ اس کا اہتمام کیا جائے۔

آخر میں ممنون ہوں شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ حضرت علامہ مولانا ''مفتی محمد صدیق ہزاروی مدظلہ العالی'' (ممبر اسلامی نظریاتی

کونسل پاکستان) کا کہ جنہوں نے اس پر تقریظ جلیل تحریر کرنے کی میری عرض کو خوش دلی سے قبول فرمایا نیز اپنے ان دوستوں کا جنہوں نے اس کام میں میری دل وجان سے معاونت کی۔ اللہ عزوجل سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دست بدعا ہوں کہ میری اس کاوش کو قبول فرما کر میری اور میرے والدین کریمین کے لیے ذریعۂ نجات اخروی بنائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

خادم العلم والعلماء

ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری

۲۲ صفر المظفر ۱۴۳۳ھ بمطابق

۱۷ دسمبر بروز منگل ۲۰۱۱ء

تقریظ

امام الانبیاء سید المرسلین حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوی ذمہ داریوں میں جہاں کتاب وحکمت کی تعلیم شامل ہے وہاں تزکیہ قلوب بھی منصب نبوت کا ایک اہم تقاضا ہے ارشاد خداوندی ہے۔

﴿رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾ (پ ۱، البقرہ : ۱۲۹)

''اے رب ہمارے اور بھیج ایک رسول انہیں میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرما دے بے شک تو ہی غالب، حکمت والا ہے۔)

چونکہ رسول اکرم ﷺ کو ختم نبوت کے تاج سے سرفراز فرمایا گیا اس لیے یہ دونوں ذمہ داریاں امت مسلمہ کے اہل علم وتقویٰ کو منتقل ہو گئیں۔

علماء ربانیین میں سے بعض نے درس وتدریس تعلیم کتاب وحکمت اور تبلیغ دین کا شعبہ اور میدان اختیار کیا جس کی بنیاد پر وہ علماء فقہاء اور مبلغین کے لقب سے مشرف ہوئے۔ اور ان علماء ربانیین میں سے بعض شخصیات نے اصلاح نفس اور تزکیہ قلوب کے مشن کو اپنایا تو وہ "اولیاء اللہ" ایسے عظیم لقب کے مستحق قرار پائے اور یہ بات یاد رہے کہ یہ تمام لوگ چاہے وہ علماء کے زمرے میں آتے ہیں چاہے اولیاء وصوفیاء کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں، علم اور تقویٰ کی دولت سے مالا مال تھے۔ اولیاء کرام علم سے بے بہرہ نہیں تھے اور علماء تقویٰ کی نعمت سے خالی نہ تھے۔

اولیاء امت محمدیہ (ﷺ) میں حضرت ''غوث اعظم سید عبد القادر جیلانی ﷫'' کا اسم گرامی چار دانگ عالم میں مشہور ہے۔ دیگر اولیاء امت کی طرح آپ نے بھی ملت اسلامیہ کو قرب خداوندی، شریعت کی پاسداری اکل حلال اور صدق مقال کا درس دیا۔

جب آپ بغداد میں داخل ہوئے تو اس وقت خلیفہ "المستظهر باللہ ابو العباس" (م ۵۱۲) کا دور حکومت تھا۔ اس کے بعد المسترشد باللہ، پھر الراشد باللہ پھر المقتفی لامر اللہ اور پھر المستنجد باللہ اقتدار کی مسند پر فائز ہوا۔

حضرت شیخ کا دور حیات عظیم حوادث سے بھرپور تھا اور ان حوادث کا مرکز بغداد تھا خلفاء بنو عباس اور سلجوقی بادشاہوں کے درمیان رسہ کشی جاری تھی، سلجوقی حکمران دولت عباسیہ پر قبضہ کرنا چاہتے تھے کبھی وہ خلیفہ کی حمایت کرتے کبھی

مخالفت اور یوں مسلمانوں کے درمیان لڑائی جاری رہی۔ ①

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان دردناک حوادث کا مشاہدہ کیا اور مسلمانوں کے درمیان افتراق وانتشار کی جو فضا پیدا ہوئی اسے دیکھا چونکہ سب کچھ حرص وآز کی وجہ سے تھا اس لیے آپ نے اپنے خطبات ومواعظ میں دنیا کی محبت سے اجتناب اور قرب خداوندی پر زور دیا آپ اپنے ایک جامع خطاب میں فرماتے ہیں۔

اس کی طرف دیکھو جو تمہیں دیکھ رہا ہے، اس کی طرف متوجہ ہو جو تمہاری طرف متوجہ ہے اس سے محبت کرو جو تم سے محبت کرتا ہے اس کی بات قبول کرو جو تمہیں اپنی طرف بلا رہا ہے۔ اپنا ہاتھ اس کے حوالے کرو جو تمہیں گرنے سے بچاتا ہے جو تمہیں جہالت کے اندھیروں سے نکالتا ہے، تمہیں ہلاک ہونے سے بچاتا ہے تمہیں نجاستوں اور میل کچیل سے پاک کرتا ہے۔ (ایضاً ص ۲۷۰)

یہ ایک طویل خطبہ ہے آپ کا مقصود انسانیت کو نفس وشیطان کے چنگل سے بچا کر خالق ومالک کے دامن رحمت سے وابستہ کرنا ہے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ واقعی "امام الاولیاء" تھے آپ کی کرامات اسی طرح بے شمار ہیں جس طرح رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات بے حد وحساب ہیں۔ نیز آپ کی کرامات میں اصلاحی پہلو بھی نمایاں ہے جس کی ایک جھلک اس واقعہ میں نظر آتی ہے۔

المستنجد باللہ نے آپ کی خدمت میں دیناروں کی دو تھیلیاں بطور نذرانہ پیش کیں تو آپ نے یہ نذرانہ قبول نہ فرمایا۔ جب خلیفہ کی طرف سے اصرار بڑھا تو آپ نے ان دونوں تھیلیوں کو دونوں ہاتھوں میں لے کر دبایا تو ان سے خون جاری ہو گیا آپ غصے میں آ گئے اور فرمایا اگر مجھے تمہاری نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال نہ ہوتا تو میں اس خون کو یوں چھوڑتا کہ تمہارے محل تک پہنچ جاتا تم لوگوں کا خون چوس کے مجھے نذرانہ پیش کرتے ہو۔ (بہجۃ الاسرار)

اس واقعہ میں جہاں آپ کی کرامت کا ظہور ہو رہا ہے کہ سونے میں پوشیدہ خون کو ظاہر کر دیا وہاں آپ نے حاکم وقت کو ظلم وستم سے باز رہنے کا درس بھی دیا۔ یہی نہیں بلکہ ارباب طریقت کو یہ سبق بھی دیا کہ آنکھیں بند کر کے نذرانے قبول نہ کریں۔ نذرانہ پیش کرنے والے کی حالت کو دیکھیں اگر وہ حرام کھاتا ہے تو اسے رزق حلال کھانے کا درس دیں اگر وہ ظالم ہے اور لوگوں کا مال لوٹتا ہے تو اسے جرم سے باز رہنے کی تلقین کریں۔

"بهجة الاسرار فی معدن الانوار" حضرت ابوالحسن نور الدین علی بن یوسف بن جریر لخمی شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ (م ۷۱۳ھ) کی تصنیف لطیف ہے جس میں حضرت مصنف نے حضرت سید شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے احوال بالخصوص کرامات کو جمع کیا ہے اس کتاب کی خوبی یہ ہے کہ تمام کرامات کو سند کے ساتھ بیان کیا گیا اور اکابر علماء وصوفیاء نے اس کتاب اور اس کے مصنف کی زبردست تحسین افزائی ہے۔

زیر نظر کتاب "امام الاولیاء" اسی عظیم المرتبت کتاب کی ترتیب جدید ہے جو پروفیسر سید احمد علی بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ کے ترجمہ سے

① ابوالحسن علی الحسنی ندوی رجال الفکر والدعوۃ فی الاسلام ص 267 مطبوعہ دارالقلم کویت

مستفاد ہے۔ کتاب "امام الاولیاء" جن خوبیوں پر مشتمل ہے وہ آپ فاضل نوجوان علامہ محمد اجمل قادری عطاری کے مقالہ "کچھ ابو حنظلہ کے قلم سے" میں ملاحظہ فرمائیں گے "علامہ محمد اجمل قادری عطاری زید مجدہ" اہل سنت کی طرف سے مبارک باد کے مستحق ہیں کہ وہ عمدہ سے عمدہ ترین کتب نہایت دیدہ زیب طباعت کے ساتھ منظر عام پر لا رہے ہیں۔

"امام الاولیاء" ان کے اسی مشن کا ایک نگینہ ہے۔ دعا ہے کہ اللہ ﷻ اس کتاب مستطاب کو مقبول عام بنائے "مکتبہ اعلیٰ حضرت" کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی دے۔ اور اس کے پروپرائٹر "علامہ محمد اجمل قادری زید مجدہ" کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

آمین۔ بجاہ سید المرسلین علیہ التحیۃ والتسلیم

محمد صدیق ہزاری سعیدی ازہری
استاذ و شیخ الحدیث جامعہ ہجویریہ
مرکز معارف اولیاء دربار عالیہ
حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
ممبر اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان

غیر صحابی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہنا کیسا؟

سوال: کیا صحابیٔ رسول کے علاوہ کسی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہہ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: مذکورہ سوال کے جواب سے پہلے یہ جان لینا انتہائی ضروری ہوگا کہ ہمیں اس عربی عبارت کا معنی معلوم ہو نیز قرآن نے اس کو کہاں اور کس کس کے لیے استعمال کیا اور کیا کسی خاص گروہ اور افراد کے لیے اس کے استعمال کو منع کیا ہے؟

اولاً یہ دیکھیے کہ قرآن نے اس کو کہاں کہاں بیان کیا؟

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَالَ اللّٰهُ هٰذَا يَوْمُ يَنْفَعُ الصّٰدِقِيْنَ صِدْقُهُمْ ؕ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾

''اللہ نے فرمایا کہ یہ ہے وہ دن جس میں سچوں کو ان کا سچ کام آئے گا ان کے لیے باغ ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے'' اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی' یہ ہے بڑی کامیابی۔''①

پھر فرمایا:

﴿وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝﴾

''اور سب میں اگلے پہلے مہاجر اور انصار اور جو بھلائی کے ساتھ ان کے پیرو ہوئے'' اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی' اور ان کے لیے تیار کر رکھے ہیں باغ جن کے نیچے نہریں بہیں ہمیشہ ہمیشہ ان میں رہیں گے۔''② اور فرمایا:

﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ۝﴾

''اس دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن نے اذن دے دیا ہے اور اس کی بات پسند فرمائی۔''③

نیز فرمایا: ﴿رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾

---

① پارہ 7 سورۃ المائدۃ: 119

② پارہ 11 سورۃ التوبہ 100

③ پارہ 17 سورۃ طٰہٰ 109

''اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی' یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔''①

ایک اور مقام پر ارشاد ہوا:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَھْلِ الْکِتٰبِ وَالْمُشْرِکِیْنَ فِیْ نَارِ جَھَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْھَاؕ اُولٰٓئِکَ ھُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِؕ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لا اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِؕ جَزَآؤُھُمْ عِنْدَ رَبِّھِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًاؕ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُؕ ذٰلِکَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّہٗ﴾

''بے شک جتنے کافر ہیں اور کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔ وہی تمام مخلوق میں بدترین بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے بہیں نہریں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔ ''اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی' یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔''②

جبکہ سورۃ الفتح آیت نمبر 18 میں ارشاد وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ ہے کہ:

﴿لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ﴾

''بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت کرتے تھے۔''③

مذکورہ بالا آیت مبارکہ میں اللہ ﷻ نے اصحاب رسول ﷺ کے ایک گروہ جن کی تعداد صحیح مسلم کی روایت کے مطابق 1400 بیان کی جاتی ہے' کے لیے اپنے رضا کا مژدہ دیا ہے۔ جبکہ بعض حضرات نے اس آیت مبارکہ کی روشنی میں اس ''رضا'' کی تخصیص ذات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ خاص ہونا مراد لیا ہے اور برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ غیر صحابی کو ''رضی اللہ عنہ'' کہنا جائز و درست نہیں۔

یقیناً ارباب علم اس کی علمی نوعیت کو خوب جانتے ہیں لہٰذا یہاں اس سلسلہ میں کچھ باتیں عام فہم انداز میں تحریر کرنے کی کوشش کی ہے اس امید پر کہ ۔

شاید کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

① سب سے پہلے تو یہ جان لیں کہ صحابہ کرام علیھم الرضوان کے ناموں کے ساتھ اس لاحقہ کا استعمال زیادہ سے زیادہ ''مستحب'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ یعنی نہ تو ایسا لازم و ضروری کہ ترک کا وعید اور نہ ہی اتنا مؤکد کہ ادا کرنے پر کوئی فضیلت وارد ہوئی ہو۔ تو پھر جب یہ مسئلہ مستحب کے درجہ سے تعلق رکھتا ہے تو پھر اس کو باعث نزع بنانے کی کونسی حاجت شدیدہ لاحق ہوئی؟ لہٰذا اگر کوئی

---

① پارہ 26 سورۃ الفتح آیت نمبر 18

② پارہ 28 سورۃ المجادلہ آیت نمبر 22 ③ پارہ 30 سورۃ البینہ آیت نمبر 8

صحابہ کے لیے " رضی اللہ عنہ "اور غیر صحابی کے لیے "رحمۃ اللہ علیہ" کا لاحقہ استعمال کرے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ بلکہ اگر کوئی اس کے برعکس کرے یعنی صحابہ کے لیے "رحمۃ اللہ علیہ" اور غیر صحابہ کے لیے "رضی اللہ عنہ جیسا کہ تنویر الابصار کے حوالہ سے فتاویٰ فیض الرسول میں نقل کیا گیا ہے۔

یستحب الرّضی للصحابة والترحم للتابعین ومن بعدھم من العلماء ولاخیاء وکذا یجوزعکسه علی الراجع ①

② پھر اگر آیت مذکورہ کی روشنی میں کوئی اس کی تخصیص صحابہ کرام علیہم الرضوان کے کرے تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ مفسرین نے اس آیت کا شان نزول "بیعت رضوان" کے موقع پر بتایا ہے اور اس وقت وہاں صرف 1400 صحابہ موجود تھے۔ تو پس اگر اس آیت سے تخصیص ثابت ہوگی تو صرف ان افراد کے لئے جو اس "بیعت رضوان" میں شامل تھے۔ نہ کہ تقریباً سوالاکھ سے زائد صحابہ کے لیے۔ جبکہ صحیح یہ بات ہے کہ اس آیت سے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تخصیص ثابت نہیں ہے بلکہ اس آیت کے الفاظ عمومیت کے حامل ہیں جیسا کہ لَقَدْ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ "بے شک اللہ ایمان والوں سے راضی ہے" اور یقیناً ایمان والوں سے مراد تمام اہل ایمان ہیں نہ کہ چند صحابہ جو وہاں موجود تھے۔ نیز اس آیت کریمہ سے مراد تمام اہل ایمان ہیں اس پر بطور دلیل دوسرے مقام پر اللہ رب العزت ﷻ کا ارشاد پڑھئے۔

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِیْنَ فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا ؕ اُولٰٓىٕكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِیَّةِ ۝ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰٓىٕكَ هُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّةِ ۝ جَزَآؤُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ؕ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِیَ رَبَّهٗ﴾

"بے شک جتنے کافر اور کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں۔ ہمیشہ اس میں رہیں گے وہی تمام مخلوق میں بدترین بے شک جو ایمان لائے اور اچھے کام کیے وہی تمام مخلوق میں بہتر ہیں ان کا صلہ ان کے رب کے پاس بسنے کے باغ ہیں جن کے نیچے بہیں نہریں ان میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں۔" اللہ ان سے راضی اور وہ اس سے راضی یہ اس کے لیے ہے جو اپنے رب سے ڈرے۔" ②

مندرجہ بالا آیت مبارکہ میں اولاً کفار کا ذکر اور ان کو بدتر مخلوق بیان کر کے اہل ایمان کا ذکر فرمایا اور ان کے مقام و مرتبے کا ذکر فرماتے ہوئے ان کو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ کا مصداق ٹھہرایا گیا پس واضح ہوگیا کہ "رضی اللہ عنہ" تمام اہل ایمان کے لیے ہے آیات قرآنی کے بعد اب حدیث مصطفیٰ ﷺ پیش خدمت ہیں مطالعہ فرمائیں۔

---

① فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 194 مطبوعہ انڈیا

② پارہ 30 البینہ 5تا8 ترجمہ کنزالایمان

حدیث مبارکہ سے دلیل

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جنت والوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمائے گا:

[یَآاَھْلَ الْجَنَّۃِ]

''اے اہل جنت'' تو وہ جواب دیں گے۔

[لَبَّیْکَ رَبَّنَاوَسَعْدَیْکَ وَالْخَیْرُ کُلُّہٗ فِیْ یَدَیْکَ]

''اے ہمارے رب! ہم حاضر ہیں اور اطاعت کے لیے تیار ہیں اور بھلائی تیرے ہی پاس ہے۔''

تب اللہ تعالیٰ فرمائے گا:

[ھَلْ رَضِیْتُمْ؟]

''کیا تم راضی ہو؟''

وہ عرض کریں گے کہ مولیٰ اب بھی راضی نہ ہوں ہمیں کیا ہے جبکہ اب تو نے ہمیں وہ سب کچھ عطا فرما دیا جو کسی اور مخلوق کو نہ ملا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم کو اس سے افضل اور بہتر نعمت دوں؟

وہ عرض کریں اے ہمارے رب! اس سے افضل اور کیا چیز ہو سکتی ہے؟

اللہ تعالیٰ فرمائے گا میں تم پر اپنی رضا حلال کرتا ہوں اس کے بعد کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔ [1]

مذکورہ احادیث میں دائمی ''رضا'' کی اطلاع و خبر دی جا رہی ہے اور یہ خطاب تمام مسلمانوں سے ہوگا نہ کہ چند سے۔

رضی اللہ عنہ سے مراد

③ ضمناً عرض ہے کہ جب ''رضی اللہ عنہ'' اللہ تعالیٰ مومنین کے لیے فرمائے گا تو اس سے مراد اس کی رضا کی ''اطلاع'' ہے اور جب عام مسلمان کسی کے لیے استعمال کریں گے تو مراد ''دعا'' ہوگی۔ نیز بعض کے لیے یہ ''یقینی خبر'' کے معنیٰ میں ہوگا اور بعض کے لیے ''امید'' پر مبنی۔

④ ذیل میں اب ہم فتاویٰ فیض الرسول سے اکابرین امت کے اقوال اس سلسلے میں نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کس کس غیر صحابی کو کہاں کہاں ''رضی اللہ عنہ'' تحریر کیا۔

(i) علامہ ابن عابدین شامی نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو چھ (6) جگہ ''رضی اللہ عنہ'' تحریر کیا۔ [2]

---

① صحیح بخاری رقم الحدیث 6549 صحیح مسلم 2829، سنن ترمذی 2555

② فتاویٰ شامی جلد اول صفحہ 42-37-36-35 مطبوعہ دیوبند۔

بزازی علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کل سات (7) مقامات پر "رضی اللہ عنہ" لکھا حالانکہ یہ دونوں بزرگ تابعی ہیں صحابی نہیں۔ [1]

حضرت علامہ علاء الدین محمد ابن حصکفی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کو "رضی اللہ عنہ" لکھا حالانکہ یہ بھی تابعی ہیں۔ [2]

امام المحدثین ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کو "رضی اللہ عنہ" لکھا ہے۔ [3]

امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کو "رضی اللہ عنہ" لکھا ہے۔ [4]

شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔ [5]

شارح صحیح مسلم امام ابوزکریا امام محی الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ نے امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کو "رضی اللہ عنہ" لکھا ہے۔ [6]

علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت علامہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کو "رضی اللہ عنہ" لکھا۔ [7]

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو "رضی اللہ عنہ" لکھا۔ [8]

اس کے علاوہ کئی اکابرین امت نے تابعین اور تبع تابعین کو رضی اللہ عنہ تحریر کیا۔ مثلاً حضرت عبداللہ ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حضرت لیث بن سعد رحمۃ اللہ علیہ حضرت امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت ابراہیم ادہم رحمۃ اللہ علیہ کو اور حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ تمام اصحاب کو "رضی اللہ عنہ" لکھا۔ [9]

امام صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام جلال الدین محلی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب سیرۃ حلبیہ علامہ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نیز دیگر کئی بزرگوں کو "رضی اللہ عنہ" لکھا۔ [10]

امام المحققین سند المحدثین حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کو "رضی اللہ عنہ" لکھا گیا۔ [11]

---

1. فتاوی شامی جلد اول صفحہ 43-41-38-37-35 مطبوعہ دیوبند
2. درمختار مع رد المحتار جلد اول صفحہ 43 مطبوعہ دیوبند
3. مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ 3 مطبوعہ بمبئی انڈیا
4. احیاء العلوم جلد دوئم صفحہ 7
5. مقدمہ فتح الباری شرح بخاری صفحہ 21-18
6. مقدمہ شرح صحیح مسلم صفحہ 11
7. نسیم الریاض جلد اول صفحہ 5 مطبوعہ مصر
8. تفسیر کبیر جلد 6 صفحہ 382
9. مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد اول صفحہ 27 مطبوعہ بمبئی انڈیا
10. تفسیر صاوی علی الجلالین جلد اول صفحہ 3
11. اشعۃ اللمعات جلد 4 صفحہ 733

انھوں نے ہی حضرت شیخ عبدالقادر محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کو پندرہ (15) مقامات پر "رضی اللہ عنہ" لکھا۔[1]

نوٹ: اس کتاب کے ٹائٹل پیج پر شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا نام یوں لکھا، "سید المحققین برگزیدۂ جناب باری تعالیٰ" اور تو اور مولوی قاسم نانوتوی اور مولوی رشید احمد گنگوہی جیسوں کو بھی ان کے سیرت نگاروں نے رضی اللہ عنہ لکھا ہے۔[2]

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات کو پڑھنے کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرے تو اس کو سمجھانا ہمارے بس اور اختیار میں نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

اس ساری تحریر کے باوجود گزارش ہے کہ یہ "رضی اللہ عنہ" کا لاحقہ ہمارے معاشرہ میں بڑا توقیر اور عزت والا جانا جاتا ہے۔ اس کو ہر ایک کے نام کے ساتھ استعمال نہ کرنا بہتر ہوگا۔ البتہ جلیل القدر ہستیوں کے لیے استعمال ہوتا رہا ہے اور ہوتا رہے گا۔ اس پر کسی کو زبان طعن دراز نہ کرنا چاہیے اور خواہ مخواہ اس کو باعث نزاع نہیں بنانا چاہیے۔

❀❀❀

---

① اشعۃ اللمعات جلداول صفحہ17 اخبارالاخیار: صفحہ 15-16-18-21-22--23-24-209-210-211-212-213-214 کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

② تذکرۃ الرشید جلداول صفحہ 28

غیراللہ سے مدد مانگنا کیسا؟

سوال: کیا اللہ ﷻ کے علاوہ بھی کوئی مدد کرسکتا ہے؟ کیونکہ بعض لوگ نبیوں اور ولیوں سے مدد طلب کرتے ہیں؟

جواب: یاد رکھیے یہ دنیا عالم اسباب ہے یہاں پر مخلوق اپنے وجود اور عدم میں اسباب سے وابستہ اور یہاں ایک دوسرے کی مدد کے بغیر کام نہیں چلتا ہے۔ چنانچہ ہم چلنے کے لیے پاؤں سے مدد لیتے ہیں۔ پکڑنے کے لیے ہاتھ کی مدد سننے کے لیے کان دیکھنے کے لیے آنکھ سونگھنے کے لیے ناک جبکہ چکھنے کے لیے زبان سے مدد لیتے ہیں۔ بلکہ یہاں تک کہ اپنے دنیاوی کاموں کے لیے دنیاداروں کی سفارش ڈھونڈ کر کام کیے اور کروائے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے جلسوں اجتماعات اور سیمیناروں میں ہاتھ پھیلا پھیلا کر اللہ ﷻ کے بندوں سے مدد مانگتے ہیں۔ اور پھر یہ کہتے ہیں کہ اللہ ﷻ کے سواء کسی سے مدد نہ مانگو۔ کیا یہ عجیب نہیں لگتا کہ جب آپ کی مرضی ہو تو جس سے چاہیں مدد مانگ بھی لیں اور مدد لے بھی لیں اور جب آپ چاہیں تو مسلمانوں پر اللہ ﷻ کے علاوہ کسی سے مدد مانگنے پر کفر و شرک کا فتویٰ صادر فرمادیں۔

جبکہ اللہ ﷻ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کی تلقین کی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ﴾

''نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر باہم مدد نہ کرو۔''[1]

اس آیت کریمہ میں مطلقاً مدد کرنے کی طرف حکم دیا گیا اور کوئی قید نہیں کہ وہ امور دینی ہوں یا دنیاوی بلکہ جو مدد کرسکتا ہے اور جس کو مدد چاہیے یقیناً وہ مدد مانگے گا۔ اور سوال یہ ہے کہ مدد کون کرسکتا ہے اور کون نہیں؟

اہل ایمان سے مدد کا معاملہ تو مذکورہ بالا آیت سے واضح ہوجاتا ہے۔ البتہ کافر و مشرک سے مدد نہیں مانگی جاسکتی ہے جیسا کہ اللہ ﷻ کے حبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

[عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّا لَا نَسْتَعِيْنُ بِمُشْرِكٍ]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم کسی مشرک سے مدد نہیں مانگتے۔''[2]

اس حدیث میں مشرک کا خاص کرنا اس جانب اشارہ ہے کہ مسلمان و مومن سے مدد نا جائز نہیں۔

② پھر عموماً منکرین یہ کہتے ہیں کہ دنیاوی کاموں میں مدد مانگی جاسکتی ہے ان سے بڑے ادب کے ساتھ عرض ہے کہ کیا اسلام

---

① پارہ 6 المائدہ:2

② ابو داؤد رقم الحدیث

دنیاوی کاموں میں شرک کرنے کی اجازت دیتا ہے؟

اور دوسری بات یہ ہے کہ اسلام میں دین اور دنیا دونوں شامل ہے یہ کوئی الگ الگ نہیں بلکہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جو انسان کی ہر طرح کی ضرورت کو پورا کرتا ہے۔

⑤ انکار کرنے والے عموماً یہ بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان کی زندگی میں تو ان سے مدد مانگ سکتے ہیں جبکہ وصال کے بعد نہیں۔

یہ اعتراض کرنے والا کم از کم یہ تو مان رہا ہے کہ ان کی زندگی میں مدد مانگنا جائز و درست ہے۔ لہٰذا ہم یہ ہی ثابت کر دیتے ہیں کہ انبیاء و اولیاء کی روح نکلنے کے بعد وہ مردہ نہیں ہو جاتے۔ بلکہ ان کی طاقت اور قوت دنیاوی زندگی سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے۔ دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

انبیاء علیہم السلام کی حیات پاک پر دلائل

اس پر درج ذیل تین احادیث ملاحظہ فرمائیں

① حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "معراج کی رات میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا وہ سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔"[1]

② حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اَلْاَنْبِیَآءُ اَحْیَآءٌ فِیْ قُبُوْرِہِمْ یُصَلُّوْنَ]

یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز ادا فرماتے ہیں۔[2]

③ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

[اِنَّ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُرْزَقُ]

"یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام علیہم السلام کے جسموں کو کھانا حرام فرما دیا ہے۔ پس اللہ عزوجل کے نبی زندہ ہیں۔ انھیں رزق دیا جاتا ہے۔"[3]

اولیاء کرام رحمہم اللہ کی حیات پاک پر دلائل

بعدِ وفات اولیاءِ عظام رحمہم اللہ کی حیات اقدس کی دلیل کے بیان سے پہلے ایک اصول یاد رکھنا بہت ضروری ہے کہ "قرآن پاک میں جب کوئی حکم بیان کیا جائے تو جس چیز کے بارے میں حکم فرمایا گیا اس کے برابر اور اس سے اعلیٰ چیزیں اس حکم میں بغیر ذکر کیے

① مسلم۔ باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام

② بیہقی شریف، صفحہ 3، سلسلة الاحادیث الصحیحه للالبانی رقم الحدیث 621۔

③ ابن ماجه۔ کتاب ماجاء فی الجنائز

خود بخود داخل ہوتی ہیں۔'' مثلاً اللہ تعالیٰ نے ماں باپ کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾

ترجمہ: تو ان سے ''ہوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا۔ [1]

اس آیت پاک میں ماں باپ کو لفظ ''ہوں'' کہنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ''اس کے باعث والدین کو تکلیف پہنچے گی۔'' یقیناً اس سے معلوم ہو گیا کہ ہر وہ لفظ جو والدین کے لیے باعث تکلیف ہو کہنا ممنوع ہے۔ اور جب ''ہوں'' یا اس سے ہم مثل الفاظ ''تکلیف کا سبب'' بن جانے کی وجہ سے ممنوع ہوئے تو ان سے زیادہ اذیت پہنچانے والا عمل مثلاً مارنا پیٹنا تو بدرجہ اولیٰ ناجائز و حرام ہوگا۔''

پس ''اصل میں ممانعت تو صرف لفظ ''ہوں'' کے بارے میں نازل فرمائی گئی تھی لیکن تھوڑا سا غور کیا تو معلوم ہوا کہ اس کے ہم مثل الفاظ اور کوئی بھی ایسا عمل جو باعث رنج و غم ہو ناجائز و ممنوع ہے۔'' نتیجہ وہی نکلا حکم ایک چیز کے بارے میں نازل ہوا لیکن اس کے برابر اور اعلیٰ چیزیں خود بخود تحتِ حکم داخل ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اسی اصول کو ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں کہ ''قرآن کریم کے ایجازات (اختصارات) میں سے یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں کہ اور اس کے امثال (ہم مثل) اور اس سے اشمل (یعنی اعلیٰ و افضل) پر دلالت (یعنی رہنمائی) فرما دیتے ہیں۔ جیسے:

﴿فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا﴾

''ماں باپ کو ہوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اس سے زیادہ ہو وہ خود ہی منع ہو گیا۔'' [2]

جب یہ اصول سمجھ میں آ گیا تو ملاحظہ فرمائیے کہ ''اللہ تعالیٰ نے شہدائے کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ارشاد فرمایا:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ﴾

''ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔'' [3]

معلوم ہوا کہ شہداء کرام بعد وفات بھی زندہ ہیں۔ لیکن ہمیں اس کا شعور حاصل نہیں۔ اب اصول کے مطابق جب شہداء کی حیات قرآن سے ثابت ہوئی تو ان سے اعلیٰ ''یعنی علماء و اولیاء و انبیاء علیہم السلام، رضی اللہ عنہم کی حیات بدرجہ اولیٰ ثابت ہوگی۔

علماء کے شہداء سے افضل ہونے پر دلیل یہ حدیث کریمہ ہے کہ ''بروز قیامت علماء کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔'' [4]

اور اولیاء اللہ رحمہم اللہ کے علماء سے افضل ہونے پر دلیل یہ مسئلہ ہے کہ ''ولایت بے علم کو نہیں ملتی'' خواہ علم بطور ظاہر حاصل کیا ہو یا اس

---

[1] کنزالایمان: بنی اسرائیل: 23 پارہ 15

[2] فتاویٰ رضویہ۔ جلد 9 صفحہ نمبر 9 مطبوعہ، رضا فاؤنڈیشن لاہور

[3] پارہ 2، البقرہ: 154 ترجمہ کنزالایمان

[4] کنزالعمال

مرتبہ پر پہنچنے سے پیشتر اللہ عزوجل نے اس پر علوم منکشف فرمادیے ہوں۔"[1]

معلوم ہوا کہ ہر عالم ولی نہیں ہوسکتا۔ ہاں ہر ولی کے لیے عالم ہونا ضروری ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے عالم سے کہ درجہ ولایت تک نہ پہنچا ہو اللہ تعالیٰ کا ہر ولی "افضل واعلیٰ" ہے۔

اور انبیاء علیہم السلام کا افضل ہونا تو بلا دلیل ہی تسلیم شدہ ہے۔

☆ خلاصہ یہ ہوا کہ جب شہداء دنیا سے پردہ فرماجانے کے بعد زندہ ہیں تو ان سے افضل واعلیٰ یعنی علماء واولیاء وانبیاء علیہم السلام و رحمہم اللہ کی زندگی تسلیم کرنا بھی بالکل درست ہے۔

☆ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ "اولیائے کرام بعد وفات زندہ ہیں۔ مگر نہ مثل انبیاء کرام علیہم السلام انبیاء علیہم السلام کی حیات "روحانی" جسمانی، دنیاوی" ہے۔ یہ حضرات بالکل اسی طرح زندہ ہوتے ہیں جس طرح دنیا میں تھے۔ اور اولیاء کرام رحمہم اللہ کی حیات ان سے کم اور شہداء سے زائد، جن کے بارے میں قرآن عظیم میں دو مرتبہ فرمایا "ان کو مردہ مت کہو وہ زندہ ہیں۔"[2]

حدائق بخشش میں ہے

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے
مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اس کے بعد ان کی حیات
مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا
جسم پر نور بھی نورانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف
ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
یہ پیش حی ابدی ان کی رضا
صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

پس جب ثابت ہوگیا کہ انبیاء واولیاء حیات ہیں تو پھر جس دلیل سے ان کی زندگی میں مدد مانگنا جائز تھا۔ اسی دلیل سے ان کے وصال کے بعد بھی مدد مانگنا جائز و درست ہوگئی ہے۔

---

[1] بہارشریعت حصہ اول مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

[2] فتاویٰ رضویہ: جلد9 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

نوٹ: جس طرح بعد از وصال یہ حضرات زندہ اور حی ہیں اور مدد کر سکتے ہیں تو ان کو وسیلہ بنانا تو بدرجہ اولیٰ جائز ہوگا۔

اعتراض: یہاں پھر ایک اور اعتراض کیا جاتا ہے کہ جی قریب والا تو مدد کر سکتا ہے جو ہم سے دور ہے وہ کس طرح مدد کرے؟

جواب: دور والا بھی ان کے فیوض و برکات سے مالا مال ہونے کی سعادت حاصل کرے گا۔

☆ اعلیٰ حضرت امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ ''اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو دور سے مدد کے واسطے پکارنا کیسا ہے؟ اولیاء اللہ رحمہم اللہ کو دور سے بعض وقت سنتے ہیں یا سب وقت سنتے ہیں؟

آپ نے جواباً ارشاد فرمایا: ''شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں کہ ''روح را قرب وبعدمکانی یکساں است۔ (یعنی روح کے لیے دور و نزدیک ہونا برابر ہے)۔ تو وہ سب سن سکتے ہیں۔ مگر ملاءِ اعلیٰ کی طرف درجہ اوران کا استغراق اکثر کو ہروقت سننے سے مانع ہوسکتا ہے۔ مگر اکابر یعنی بڑے مرتبہ کے حامل اولیاء اکرام کہ جن کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے اپنی تفسیر عزیزی میں لکھا:

''استغراق آنہا بجہت کمال وسعت تدارك آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی شود وارباب مطالبِ حاجات خود ازانہامی طلبندمی یابند۔''

''یہ ہروقت سنتے اور حاجت روائی فرماتے ہیں کہ باذنہ تعالیٰ اسم قاضی الحاجات (حاجت رواء) کے مظہر ہیں۔''[1]

اعتراض

ایک صفت' جو اللہ عزوجل کے لیے بلاشک وشبہ تسلیم کی جانی چاہیے۔ اسی صفت کو جب کسی غیر کے لیے بھی مانا جائے تو کیا یہ شرک نہیں؟

جواب: یہ متفق علیہ مسئلہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کو ''بعینہ'' کسی مخلوق کے لیے ثابت کرنا ''شرک'' میں داخل ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ کی صفت کی مثل کوئی صفت کسی مخلوق میں کچھ فرق کے ساتھ مانی جائے۔ تو اس میں کسی قسم کا کوئی حرج نہیں ہے کیونکہ اگر صفات میں فرق کے باوجود شرک کا فتویٰ جاری کیا جائے تو دنیا کا کوئی بھی مسلمان' مسلمان نہ رہے۔ سب کے سب مشرک و بے دین ہوجائیں۔ مثلاً دیکھنا' سننا' خوش ہونا' جلال میں آنا۔ یہ سب اللہ عزوجل کی صفات ہیں اور یہ ہی صفات مخلوق کے لیے بھی مانی جاتی ہیں۔ چنانچہ کہا جاتا ہے میں دیکھتا ہوں، وہ سنتا ہے، فلاں خوش ہوا۔ اسے غصہ آگیا وغیرہ وغیرہ۔ مذکورہ تفصیل کے بعد یہ نتیجہ قائم کرنا ضروری ہے کہ اگر صفات باری تعالیٰ اور مخلوق کی صفات میں باہم فرق ثابت کر دیا جائے تو ''شرک کا فتویٰ جاری کرنا'' جہالت وگمراہی'' کے سوا کچھ بھی نہ ہوگا۔

اللہ عزوجل اور مخلوق کی صفات میں باہم فرق

اب خوب اچھی طرح یاد رکھیے کہ اللہ عزوجل اور مخلوق کی صفات میں چار طرح فرق کیا جاتا ہے۔

---

[1] فتاویٰ رضویہ 'جلد 9: صفحہ نمبر 86 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

① اللہ عزوجل کی تمام صفات ''ذاتی'' ہیں۔ یعنی کسی کی عطا کردہ نہیں۔

② اللہ عزوجل کی صفات کو فنا نہیں۔ جب کہ مخلوق کی صفات کا فنا ہونا ممکن ہے۔

③ اللہ عزوجل کی صفات لامحدود ہیں۔ جب کہ مخلوق کی تمام صفات محدود ہیں۔

④ اللہ عزوجل کی صفات قدیم وازلی ہیں یعنی ہمیشہ سے ہیں جبکہ مخلوق کی تمام صفات بعد میں وجود میں آئیں۔ یعنی حادث ہیں ان چار فرقوں کو سامنے رکھیں تو کسی بھی چیز کے بارے میں ''فتویٰ شرک'' جاری کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں غلطی واقع نہ ہوگی۔ مثلاً اسی غیر اللہ سے امداد طلب کرنے والے مسئلہ کو لے لیجیے کہ اگر کوئی اللہ عزوجل کے علاوہ سے مدد طلب کرتا ہے اور یہ چار فرق ملحوظ رکھتا ہے۔ کہ

① اللہ تعالیٰ کی صفت امداد ''ذاتی'' جبکہ مخلوق کی ''عطائی'' ہے۔

② اللہ تعالیٰ کی یہ صفت کبھی بھی ''فانہ'' ہوگی جب کہ مخلوق کی ''فانی'' ہے۔

③ اللہ تعالیٰ کی یہ صفت ''لامحدود'' ہے جب کہ مخلوق ''ایک محدود پیمانے'' تک امداد پر قادر ہے۔

④ اللہ عزوجل کی یہ صفت قدیم ہے۔ جبکہ مخلوق کی حادث ہے۔

تو اس پر شرک کا فتویٰ جاری کرنا ''حرام وگناہ کبیرہ'' ہوگا۔

اعتراض

کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ انبیاء واولیاء کو پکارا گیا لیکن انھوں نے کوئی مدد نہ کی۔ اگر یہ حضرات مدد پر قادر ہوتے تو فوراً امداد نہ کرتے؟

جواب: اگر فوراً امداد نہ کرنے پر ''عاجز وغیر قادر ہونے'' کا حکم لگانا درست ہو تو ایمان داری سے بتائیے کہ اللہ عزوجل کے بارے میں کیا کہا جائے گا؟ کیونکہ ہزارہا مرتبہ ایسا ہوتا ہے کہ ہم بارگاہ الٰہی میں خوب گڑگڑا کر اپنی حاجات پیش کرتے ہیں لیکن وہ دعا بظاہر درجہ قبولیت حاصل نہیں کرپاتی۔ حالانکہ خود رب غفار نے قرآن پاک میں وعدہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾

''ترجمہ: اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔''[1]

تو کیا اب یہ کہنا درست ہوگا کہ (معاذ اللہ) کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کو پکارا لیکن اس نے ہماری کوئی مدد نہ فرمائی۔ اگر وہ ہماری مدد پر قادر ہوتا تو فوراً امداد نہ کرتا؟

یقیناً اس نامعقول اعتراض کا یہی جواب دیا جائے گا کہ:

''دعا کی قبولیت کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ جو ہم نے طلب کیا بعینہ وہی شے فوراً عطا کردی جائے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل اس دعا کو بے کار نہیں جانے دیتا۔ چنانچہ کبھی تو وہی مطلوبہ شے عطا فرمادیتا ہے اور کبھی اس کے بدلے ہماری بھلائی

---

① پارہ 24: المومن 60 کنز الایمان

پر نظر فرماتے ہوئے اس سے بہتر چیز ہماری جھولی میں ڈالنا پسند فرماتا ہے۔ نیز کبھی دعا کے مقبول نہ ہونے کی وجہ ہم خود ہوتے ہیں وہ اس طرح کہ ہم اللہ عزوجل سے ایسی چیز کا سوال کرتے ہیں کہ جس کا حصول شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہوتا اور کبھی یوں کہ ہم جلد بازی کا مظاہرہ کر کے بارگاہِ الٰہی میں دعا مقبول نہ ہونے کا شکوہ کر بیٹھتے ہیں جس کی نحوست کے باعث اللہ عزوجل ہمیں کرم نوازی سے محروم فرما دیتا ہے۔ یقیناً ایسی صورت میں خود اپنے آپ کو ہی ملامت کرنی چاہیے۔

اب آخر میں ہم چند ان حضرات کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں جن کو معترضین نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کو اپنا اکابر مانتے ہیں۔

ایک حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

جب کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو یوں ندا کرے:

[یَاعِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا یَاعِبَادَ اللّٰہِ اِحْبِسُوْا عَلَیَّ]

''اے اللہ کے بندو! روک دو۔ اے اللہ کے بندو! روک دو۔''

اللہ تعالیٰ کی کچھ مخلوق زمین میں ہوتی ہے۔ وہ اسے تمہارے لیے روک دے گی۔ [1]

جبکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ:

[اَعِیْنُوْنِیْ یَاعِبَادَ اللّٰہِ] [2]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ میں نے خود اس حدیث پر عمل کیا اور اس حدیث کو مجرب پایا ہے۔ وہ اس طرح کہ 1275ھ مرزا پور کے راستے سے بھوپال آ رہا تھا موسم برسات کا تھا اور راستے میں ایک ندی کو عبور کرنا تھا ندی بڑی طغیانی پر تھی۔ میں نے اپنا گھوڑا اس خیال پر کہ پانی تھوڑا ہوگا اس میں ڈال دیا جب میں ندی میں داخل ہوا تو خدا کی قدرت پانی اور چڑھ گیا میں اور میرا کرایہ دار ڈوب جانے لگا تو میں فوراً گھوڑے پر سے پانی میں کود پڑا گھوڑے کو پانی بہا کر لے گیا اور ہم بھی بہنے لگے تب میں نے تین (3) بار کہا۔

(یَاعِبَادَ اللّٰہِ اَعِیْنُوْنِیْ)

''اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔''

میرا یہ کہنا تھا کہ ہم سب ایک پتھر پر جا کر ٹھہر گئے اس وقت میرے اور کرایہ دار کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ [3]

انھی نواب صاحب نے قصیدہ عنبریہ میں کہا:

مَالِیْ وَرَاکَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ یَارَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ بُکَائِیْ

---

[1] معجم طبرانی جلد15 صفحہ 217 مطبوعہ دارالحیاء التراث العربی بیروت

[2] حصن حصین

[3] تحفۃ النبلاء بحوالہ الاستمداد والتوسل صفحہ:137

ترجمہ: یارحمۃ اللعالمین ﷺ! میرے لیے آپ کے سوا کوئی فریادرس نہیں ہے۔ پس آپ ﷺ میرے رونے پر ضرور رحم فرمایئے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر مولوی محمود حسین نے لکھا ہے کہ:

ہدایت کے لیے آئے تھے یاں پا کر فراغت اب
گئے ہیں تا کہ کریں واں مغفرت کی مہرسامانی
شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی
رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے؟
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی
ضرورت قابلیت کی تو ہر حالت میں ہے لیکن
قریب و دور یکساں مہر کی ہے نور افشانی ①

مذکورہ مختلف مسالک کے اکابرین جب اپنے اپنے افراد کے لیے یہ نظریہ رکھتے ہیں تو اگر انبیاء اور اولیاء اللہ کے لیے یہ نظریہ قائم کر لیا جائے تو کیا حرج ہوگا۔

① مرثیہ گنگوہی صفحہ 12-11 مطبوعہ دیوبند رحیمیہ

وسیلہ غیر اللہ جائز ہے؟

سوال: بعض لوگ انبیاء اور اولیاء وغیرہ کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرتے ہیں۔ جبکہ بعض براہ راست اولیاء سے ہی دعا کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ابتداء "وسیلہ" کا مطلب جان لیجئے چنانچہ لغت کی مشہور کتاب "فیروز اللغات" میں وسیلہ کا معنی ذریعہ، واسطہ، سبب، سہارا، آسرا، حمایت، مدد اور دست گیری وغیرہ درج ہیں۔[1]

یاد رہے کہ اس وسیلہ کو "توسل" سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے پس اگر آپ وسیلہ کے تمام معنی پر غور کریں تو معلوم ہوگا جو اس کو اختیار کرے گا وہ یقیناً عاجز، مجبور اور محتاج ہی ہوگا کیونکہ وہ ہی سہارا، آسرا اور واسطہ وغیرہ تلاش کر رہا ہے۔

نیز دوسری چیز ہی معلوم ہوگی کہ ایک حاجت مند ہے اور ایک وہ ہے جس نے حاجت پوری کرنا ہے اور ان دونوں یعنی حاجت مند اور حاجت رواء کے درمیان میں جو واسطہ ہوگا۔ وہ وسیلہ کہلائے گا۔ لہٰذا اس طرح تین ذاتیں سامنے آئیں۔

① وسیلہ پیش کرنے والا ② جس کا وسیلہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ③ جس کے حضور وسیلہ پیش کیا جائے گا؟

وسیلہ تلاش کرنے کا حکم

مذکورہ تمہید پیش کرنے کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا اللہ ﷻ نے وسیلہ تلاش کرنے کا کوئی ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟ تو اس کے لیے حکم قرآنی ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔"[2]

حکم قرآنی سے جب تلاش وسیلہ کا حکم ملا تو اب یہ جاننا ہوگا کہ کس چیز کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے اور کس چیز کو نہیں؟

وسیلہ کی اقسام

اس سلسلے میں عرض ہے کہ وسیلہ کی 2 قسمیں کی جا سکتی ہیں:

---

① فیروز اللغات صفحہ 1476 مطبوعہ فیروز سنز لاہور

② پ 6: المائدہ: 35

(ا) اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانا (ب) انبیاء اور اولیاء کے مقام و مرتبے وغیرہ کو بطور وسیلہ پیش کرنا۔

اعمال کا وسیلہ

③ اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانے پر دلیل وہ مشہور حدیث ہے کہ جس میں تین شخص جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے اور حالت سفر میں ایک غار میں ٹھہرے اور غار کے منہ پر ایک بھاری چٹان آ ٹھہری اور پھر انھوں نے اپنے اعمال کو بطور وسیلہ پیش کیا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے کہ ''گزشتہ زمانے میں تین آدمی کہیں جا رہے تھے۔ رات گزارنے کے لیے انہیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آ گئی، جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ انھوں نے باہم طے کیا کہ اس چٹان سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا مانگیں۔

ان میں سے ایک نے عرض کی۔ ''یا الٰہی! میرے ماں باپ بوڑھے ہو گئے تھے اور میں ان سے پہلے اپنے بچوں اور خدام کو دودھ نہیں دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں لکڑیوں کی تلاش میں دور نکل گیا۔ جب واپس لوٹا تو دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں۔ میں ان کے لیے دودھ لایا لیکن انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور نہ ان سے پہلے اہل و عیال کو دودھ پلانا پسند کیا۔ بچے میرے پاؤں میں بلکتے رہے۔ لیکن میں تمام رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ پھر میرے والدین نے دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کی خاطر کیا ہو تو ہم سے اس چٹان کی مصیبت کو دور فرما دے۔'' چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

دوسرے نے عرض کی۔ ''یا الٰہی! مجھے اپنی چچا زاد بہن سے محبت تھی۔ میں نے اس سے بری خواہش کا اظہار کیا لیکن اس نے انکار کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ قحط سالی کا شکار ہو کر میرے پاس آئی۔ میں نے اسے سو (100) دینار اس شرط پر دیے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے۔ وہ رضا مند ہو گئی۔ جب ہم تنہائی میں پہنچے تو اس نے کہا ''اللہ سے ڈر اور ناحق یہ گناہ مت کر۔'' یہ سن کر میں اس گناہ سے باز آ گیا۔ اور وہ دینار بھی اسے دے دیے۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کی خاطر تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور کر دے۔'' چٹان کچھ اور سرک گئی مگر ابھی بھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

تیسرے نے عرض کی۔ ''یا الٰہی میں نے کچھ آدمیوں کو مزدوری پر لگایا۔ پھر ایک کے سوا سب اپنی مزدوری لے گئے۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگا دیا۔ یہاں تک کہ اس کا مال بہت زیادہ ہو گیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا کہ ''یہ جتنے اونٹ، گائے اور بکری اور غلام وغیرہ دیکھ رہا ہے۔ یہ سب تیرے ہیں۔'' اس نے کہا آپ میرے ساتھ مذاق کر رہے ہیں؟'' میں نے کہا نہیں میں مذاق نہیں کر رہا ہوں (بلکہ یہ حقیقت ہے)۔ یہ سن کر وہ تمام مال لے کر چلا گیا اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا کی خاطر تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلا دے۔'' اس کی دعا کے ساتھ ہی چٹان ہٹ گئی اور وہ سب اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گئے۔ [1]

---

[1] صحیح مسلم رقم الحدیث

ذات کا وسیلہ

② جبکہ انبیاء کرام ﷺ کی ذات کو بطور وسیلہ پیش کرنا اس پر ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے ٹھیک کردے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اور اگر تم چاہو میں اس کو مؤخر کردوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اس نے کہا آپ ﷺ دعا کردیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح سے وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے۔ ''اے اللہ! میں تیرے نبی (سیدنا) محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! میرے متعلق آپ کی شفاعت قبول فرما۔ (امام ابن ماجہ نے لکھا کہ ابو اسحاق نے کہا' یہ حدیث صحیح ہے)۔ [①]

نوٹ: اولیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا اس پر مذکورہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلاء ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور یہ عرض کرتے' اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے تھے۔ تو تو ہم پر بارش برساتا تھا (اب) ہم اپنے نبی کے عم (محترم) کو تیری طرف وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ تو تو ہم پر بارش نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر لوگوں پر بارش ہوتی۔ [②]

یہاں ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان کا وسیلہ تو پیش کیا جاسکتا ہے جبکہ بعض لوگ تو براہ راست نبیوں اور ولیوں سے دعا کررہے ہوتے ہیں؟

حقیقت اور مجاز سمجھ لو

اس کا جواب جاننے سے پہلے شریعت اسلامیہ کی ایک اصطلاح حقیقت و مجاز کا جاننا ضروری ہے۔

---

① علامہ احمد شاکر 1388ھ نے لکھا ہے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (مسند احمد تحقیق احمد شاکر' جلد13' رقم الحدیث 17175، 17174، طبع قاھرہ' سنن ترمذی' جلد 5' رقم الحدیث 3589' سنن ابن ماجہ جلد1 رقم الحدیث 1385' سنن کبریٰ للنسائی جلد 6' رقم الحدیث 10496' عمل الیوم واللیلہ للنسائی' رقم الحدیث: 664' عمل الیوم واللیلہ لابن السنی' رقم الحدیث 633' المستدرک جلد 1 صفحہ 519' دلائل النبوۃ' جلد6 صفحہ 168' امام طبرانی نے اس حدیث کو روایت کرکے لکھا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ الترغیب والترھیب جلد1 صفحہ 476۔474 حافظ الھیثمی نے بھی لکھا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ مجمع الزوائد' جلد2 صفحہ 279 مختصر تاریخ دمشق' جلد3 صفحہ 304)

② صحیح البخاری جلد 1' رقم الحدیث 1010 مطبوعہ دارالکتب البیروت 1412ھ' المعجم الکبیر جلد1' رقم الحدیث 84 کتاب الدعا للطبرانی' رقم الحدیث: 965' شرح السنہ للبغوی' ج2 رقم الحدیث 1160

ہر وہ لفظ جس کو کسی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جب وہ اس کے لیے استعمال ہوگا تو "حقیقت" کہلائے گا۔ اور جب اس کے غیر میں استعمال ہوگا تو "مجاز" کہلائے گا۔ مثلاً:

(اَنۡبَتَ الرَّبِیۡعُ الۡبَقۡلُ)

"بارش نے ساگ اگایا۔"

غور کیجیے کہ یہاں بارش کو ساگ اگانے والا بتایا گیا حالانکہ اگاتا تو اللہ ﷻ ہے۔ اس کو ذرا آیات قرآنیہ سے ملاحظہ کریں۔

﴿اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِہَا﴾

"اور اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موتوں کے وقت۔"[1]

﴿قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ﴾

"تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ۔"[2]

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں "وفات دیتاھے" اللہ ﷻ کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ اور موت کے فرشتے کے لیے بھی لہٰذا یہاں یہ ہی کہا جائے گا کہ "وفات دیتاھے" اللہ ﷻ کے لیے بطور حقیقت استعمال ہوا ہے کہ وہی ہے کہ جو وفات دے سکتا ہے جبکہ فرشتے کے لیے بطور مجاز کہ اس کی ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ تم وفات دو۔

ایک آیت اور ملاحظہ فرمایئے کہ جب جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے کفار کی جانب کنکریاں اور خاک پھینکی جوان کے چہروں پر پہنچی تو اللہ ﷻ نے فرمایا۔

﴿وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾

"اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔"[3]

اس میں بھی حقیقت ومجاز کا استعمال ہوا ہے۔ "مَا رَمَیۡتَ" تم نے نہیں پھینکی حقیقت ہے کیونکہ حقیقتاً تو اللہ ہی پھینکنے والا اور "اِذۡ رَمَیۡتَ" مجاز ہے۔ یعنی جب پھینکی۔

اس تفصیل کو سمجھ لینے کے بعد یہ جان لیجیے کہ جب کوئی شخص کسی نبی اور ولی سے براہ راست دعا وغیرہ کرے تو یہ بطور مجاز کے ہے نہ کہ حقیقت کیونکہ جب اللہ ﷻ کے ہوتے ہوئے فرشتہ موت دے سکتا ہے۔ بطور مجاز تو اللہ کے ہوتے ہوئے بطور مجاز نبی، ولی سے بھی براہ راست حاجت پیش کر سکتے ہیں۔

لیکن اس ساری تفصیل کے باوجود بھی کہا جائے گا کہ افضل واولیٰ یہی ہے کہ براہ راست اللہ ﷻ سے کہا جائے لیکن اگر کوئی وسیلہ پیش کرتا ہے۔ تو اس کو منع کر کے آپ خود گناہ گار نہ ہوں اور نہ دوسروں کے گناہ گار ہونے کا فتویٰ صادر فرمائیں۔

---

[1] پارہ 24 الزمر: 42

[2] پارہ 21 السجدہ: 11

[3] پارہ 9 الانفال: 17

نوٹ: بزرگانِ دین کے سلسلوں میں جتنے شجرے وغیرہ پڑھے جاتے ہیں یہ بھی وسیلہ کی ہی صورت ہوتی ہے جو کہ منظوم پڑھے جاتے ہیں ان کا پڑھنا بالکل جائز و درست ہے بس یہاں حصولِ برکت کے لیے شجرہ قادریہ بھی تحریر کیا جاتا ہے جو کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلہ قادریہ میں پڑھا جاتا ہے۔

شجرہ قادریہ

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے
بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بو الفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بو سعید سعدِ زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے
اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے
نصرابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ
دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے
طور عرفان وعلو وحمد وحسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لیے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس دین بدر العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

پر ضیا کر سب کا چہرہ حشر میں اے کبریا
شہ ضیاء الدین پیر باصفا کے واسطے

اَحْیِنَا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا سَلَامٌ بِالسَّلَامِ
قادری عبدالسلام عبدرضا کے واسطے

عشق احمد میں عطا کر چشم تر سوز جگر
پیر الیاس عاشق خیرالوریٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز و علم و عمل
عفو، عرفاں، عافیت مجھ بے نوا کے واسطے

مسئلہ گیارہویں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ محفل بنام "گیارھویں شریف" پر بھی عموماً اعتراض کیا جاتا ہے۔ اور اس حوالے سے مختلف سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ کہ:

① گیارھویں کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیں

② ہمیں دکھائیں کہ کب اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے گیارھویں کی۔

③ یہ دن ،تاریخ وقت مقرر کرنا جائز نہیں۔ ④ اور کبھی یہ کہ اللہ کے نام پر دو غیر اللہ کے نام پر دینا حرام ہے۔

اور بسا اوقات تو ان سوالات سے ایک قدم آگے بڑھ کر براہ راست یہ فتویٰ جاری کردیا جاتا ہے کہ "گیارھویں کرنا ناجائز وحرام" ہے۔

آئندہ سطور میں ہم آپ کے سامنے ختم گیارھویں کی حقیقت پیش کریں گے۔ امید ہے کہ منکر بھی منکر نہ رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بشرطیکہ تعصب اور ضد سے قطع نظر کرتے ہوئے پڑھے۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے گیارھویں کرنے والوں سے پوچھا جانا چاہیے کہ تم یہ کس لیے کرتے ہو؟ اور یہ کیا محفل ہے؟ کیونکہ اس محفل کے متعلق وضاحت جو خود فاعل کرے گا یقیناً دوسرا اور بالخصوص معترض کبھی بھی نہ کرسکے گا۔ لہٰذا جب قائلین ختم گیارھویں شریف سے پوچھا جائے تو جواب ملتا ہے کہ یہ محفل ایصال ثواب ہے۔ اور چونکہ اس میں ایصال ثواب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام از خود لوگوں نے گیارہ کی نسبت سے گیارھویں رکھ دیا ہے۔ اب سب سے پہلے یہ جاننا ہوگا کہ کیا ایصال ثواب کرنا شریعت اسلامیہ میں درست ہے؟

ایصال ثواب کے معنیٰ

ایصال کا معنیٰ بھیجنا اور ثواب کا معنیٰ ہے اعمال کا بدلہ یا وہ چیز کہ جس کے باعث انسان اللہ تعالیٰ کی جانب سے رحمت، مغفرت یا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے۔[1]

ایصال مال اور ایصال ثواب

اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ عمل کوئی کرے اور اس پر ملنے والے بدلے یعنی ثواب کو کسی دوسرے عزیز بھائی یا محبوب

---

① کتاب التعریفات للامام جرجانی مطبوعہ بیروت

کو تحفۂ پیش کر دے یہ ایصال ثواب ہے۔ اور اس میں کیا شرعاً قباحت ہو سکتی ہے۔ عموماً ہمارے دنیاوی امور میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی ایک شخص کماتا ہے۔ اور وہ اپنی مرضی سے اپنے پیاروں کو اسی میں سے کچھ نہ کچھ مال ایصال یعنی بھیجتا رہتا ہے۔ اس وقت تو کوئی نہیں بولتا کہ نہیں نہیں ایصال مال کرنا جائز نہیں۔ دکھاؤ قرآن میں کہاں ہے؟ حدیث میں کہاں ہے؟ پہلے حوالہ دکھاؤ پھر لیں گے ورنہ ناجائز و حرام کہیں گے۔ بلکہ اس وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ جَزَاكَ اللّٰهُ مَاشَآءَ اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهِ حالانکہ یہ چندروزہ دنیاوی زندگی میں کام آنے والی چیز ہے اور اگر کوئی اپنے کسی عزیز کو ایسی چیز کو جو اس کی آخرت میں اسے کام آئے بھیجے تو خوش ہونے کی بجائے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور مَعَاذَ اللّٰه کہا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ عقل سلیم عطا فرمائے۔

ایصال ثواب میں کیا چیزیں شامل ہیں؟

ثواب نیک عمل پر ہی ملتا ہے۔ اس لیے ہر نیک عمل مثلاً دعا، نماز، روزہ، حج صدقہ اور خیرات وغیرہ اعمال جن کا اہتمام کیا جائے اور ایک مسلمان دوسرے کو اخروی لحاظ سے اس کا فائدہ پہنچائے تو اس کی اجازت قرآن و حدیث میں موجود ہے۔ دیکھیے دلائل:

قرآن سے دلائل

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾

''اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔''[1]

مذکورہ آیت میں بتایا جا رہا ہے کہ مسلمان اپنے لیے اور اپنے بھائیوں کے لیے دعاء کرتے ہیں۔ یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی ایصال ثواب تو نہیں کیا جا رہا بلکہ دعا کی بات ہے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ جی ہاں یہاں دعاء کی بات ہے مگر سوال یہ ہے کہ دعاء کرنے سے دوسرے مسلمان کو فائدہ ہوگا یا نہیں۔ اگر کہیں نہیں ہوگا تو حکم قرآنی عبث جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾

''اور عرض کر اے میرے رب تو ان پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''[2]

کیونکہ اگر فائدہ ہوگا ہی نہیں تو دعاء کرنے کا حکم ہی کیوں اور اگر کہا جائے کہ دعاء سے فائدہ ہوگا تو پھر مسئلہ واضح کہ ایصال ثواب کا مقصود بھی دوسرے مسلمان کو فائدہ پہنچانا ہی ہوتا ہے اور وہ دعاء سے حاصل ہو رہا ہے۔ چونکہ مسلمان کی دعاء سے دوسرے مسلمان

---

[1] پ 28 الحشر: 10

[2] پارہ 15 بنی اسرائیل 24

پر نظر فرماتے ہوئے اس سے بہتر چیز ہماری جھولی میں ڈالنا پسند فرماتا ہے۔ نیز کبھی دعا کے مقبول نہ ہونے کی وجہ ہم خود ہوتے ہیں وہ اس طرح کہ ہم اللہ ﷻ سے ایسی چیز کا سوال کرتے ہیں کہ جس کا حصول شرعی لحاظ سے جائز نہیں ہوتا اور کبھی یوں کہ ہم جلد بازی کا مظاہرہ کرکے بارگاہ الٰہی میں دعا مقبول نہ ہونے کا شکوہ کر بیٹھتے ہیں جس کی نحوست کے باعث اللہ ﷻ ہمیں کرم نوازی سے محروم فرما دیتا ہے۔ یقیناً ایسی صورت میں خود اپنے آپ کو ہی ملامت کرنی چاہیے۔

اب آخر میں ہم چند ان حضرات کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں جن کو معترضین نہ صرف تسلیم کرتے ہیں بلکہ ان کو اپنا اکابر مانتے ہیں۔

ایک حدیث رسول ﷺ ہے کہ:

جب کسی کا جانور جنگل میں بھاگ جائے تو یوں نداء کرے:

[يَاعِبَادَ اللّٰهِ اِحْبِسُوْا يَاعِبَادَ اللّٰهِ اِحْتَبِسُوْا عَلَيَّ]

''اے اللہ کے بندو! روک دو۔ اے اللہ کے بندو! روک دو۔''

اللہ تعالیٰ کی کچھ مخلوق زمین میں ہوتی ہے۔ وہ اسے تمہارے لیے روک دے گی۔ [1]

جبکہ ایک روایت میں یوں ہے کہ:

[اَعِيْنُوْنِيْ يَاعِبَادَ اللّٰهِ] [2]

نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد نے لکھا ہے کہ میں نے خود اس حدیث پر عمل کیا اور اس حدیث کو مجرب پایا ہے۔ وہ اس طرح کہ 1275ھ مرزا پور کے راستے سے بھوپال آرہا تھا موسم برسات کا تھا اور راستے میں ایک ندی کو عبور کرنا تھا ندی بڑی طغیانی پر تھی۔ میں نے اپنا گھوڑا اس خیال پر کہ پانی تھوڑا ہوگا اس میں ڈال دیا جب میں ندی میں داخل ہوا تو خدا کی قدرت پانی اور چڑھ گیا میں اور میرا کرایہ دار ڈوب جانے لگا تو میں فوراً گھوڑے پر سے پانی میں کود پڑا گھوڑے کو پانی بہا کر لے گیا اور ہم بھی بہنے لگے تب میں نے تین (3) بار کہا۔

(يَاعِبَادَ اللّٰهِ اَعِيْنُوْنِيْ)

''اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔''

میرا یہ کہنا تھا کہ ہم سب ایک پتھر پر جا کر ٹھہر گئے اس وقت میرے اور کرایہ دار کے سوا کوئی موجود نہ تھا۔ [1]

انہی نواب صاحب نے قصیدہ عنبریہ میں کہا:

مَالِيْ وَرَاكَ مُسْتَغَاثٌ فَارْحَمَنْ يَارَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ بُكَائِيْ

---

① معجم طبرانی جلد 15 صفحہ 217 مطبوعہ دارالحیاء التراث العربی بیروت

② حصن حصین

① تحفۃ النبلاء بحوالہ الاستمداد والتوسل صفحہ: 137

ترجمہ: یارحمۃ اللعالمین ﷺ! میرے لیے آپ کے سوا کوئی فریادرس نہیں ہے۔ پس آپ ﷺ میرے رونے پر ضرور رحم فرمایئے۔

مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات پر مولوی محمود حسین نے لکھا ہے کہ:

ہدایت کے لیے آئے تھے یاں پا کر فراغت اب
گئے ہیں تاکہ کریں واں مغفرت کی مہرسامانی
شہید و صالح و صدیق ہیں حضرت باذن اللہ
حیات شیخ کا منکر ہو جو ہے اس کی نادانی
رہے منہ آپ کی جانب تو بعد ظاہری کیا ہے؟
ہمارے قبلہ و کعبہ ہو تم دینی و ایمانی
ضرورت قابلیت کی تو ہر حالت میں ہے لیکن
قریب و دور یکساں مہر کی ہے نور افشانی ①

مذکورہ مختلف مسالک کے اکابرین جب اپنے اپنے افراد کے لیے یہ نظریہ رکھتے ہیں تو اگر انبیاء اور اولیاء اللہ ﷩ کے لیے یہ نظریہ قائم کرلیا جائے تو کیا حرج ہوگا۔

① مرثیہ گنگوہی صفحہ 12-11 مطبوعہ دیوبند رحیمیہ

وسیلہ غیر اللہ جائز ہے؟

سوال: بعض لوگ انبیاء اور اولیاء وغیرہ کا وسیلہ پیش کر کے دعا کرتے ہیں۔ جبکہ بعض براہ راست اولیاء سے ہی دعا کرتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے؟

جواب: اس سوال کا جواب جاننے کے لیے ابتداء ''وسیلہ'' کا مطلب جان لیجئے چنانچہ لغت کی مشہور کتاب ''فیروز اللغات'' میں وسیلہ کا معنی ذریعہ، واسطہ، سبب سہارا، آسرا، حمایت، مدد اور دست گیری وغیرہ درج ہیں۔[1]

یاد رہے کہ اس وسیلہ کو ''توسل'' سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے پس اگر آپ وسیلہ کے تمام معنی پر غور کریں تو معلوم ہوگا جو اس کو اختیار کرے گا وہ یقیناً عاجز و مجبور اور محتاج ہی ہوگا کیونکہ وہ ہی سہارا، آسرا اور واسطہ وغیرہ تلاش کر رہا ہے۔

نیز دوسری چیز ہی معلوم ہوگی کہ ایک حاجت مند ہے اور ایک وہ ہے جس نے حاجت پوری کرنا ہے اور ان دونوں یعنی حاجت مند اور حاجت رواہ کے درمیان میں جو واسطہ ہوگا۔ وہ وسیلہ کہلائے گا۔ لہٰذا اس طرح تین ذاتیں سامنے آئیں۔

① وسیلہ پیش کرنے والا ② جس کا وسیلہ پیش کیا جا رہا ہے۔ ③ جس کے حضور وسیلہ پیش کیا جائے گا؟

وسیلہ تلاش کرنے کا حکم

مذکورہ تمہید پیش کرنے کے بعد ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا اللہ ﷻ نے وسیلہ تلاش کرنے کا کوئی ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟ تو اس کے لیے حکم قرآنی ملاحظہ فرمائیے۔ چنانچہ اللہ ﷻ ارشاد فرماتا ہے کہ:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوٓا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو۔''[2]

حکم قرآنی سے جب تلاش وسیلہ کا حکم ملا تو اب یہ جاننا ہوگا کہ کس چیز کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے اور کس چیز کو نہیں؟

وسیلہ کی اقسام

اس سلسلے میں عرض ہے کہ وسیلہ کی 2 قسمیں کی جا سکتی ہیں:

---

① فیروز اللغات صفحہ 1476 مطبوعہ فیروز سنز لاہور

② پ 6: المائدہ: 35

(۱) اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانا (۲) انبیاء اور اولیاء کے مقام و مرتبے وغیرہ کو بطور وسیلہ پیش کرنا۔

اعمال کا وسیلہ

③ اعمال صالحہ کو وسیلہ بنانے پر دلیل وہ مشہور حدیث ہے کہ جس میں تین شخص جو بنی اسرائیل سے تعلق رکھتے تھے اور حالت سفر میں ایک غار میں ٹھہرے اور غار کے منہ پر ایک بھاری چٹان آٹھہری اور پھر انھوں نے اپنے اعمال کو بطور وسیلہ پیش کیا۔

سرکار دو عالم ﷺ کا فرمان عظمت نشان ہے کہ ''گزشتہ زمانے میں تین آدمی کہیں جارہے تھے۔ رات گزارنے کے لیے انہیں ایک غار کا سہارا لینا پڑا۔ وہ غار میں داخل ہوئے تو پہاڑ سے ایک چٹان لڑھک کر غار کے منہ پر آگئی، جس سے غار کا منہ بند ہوگیا۔ انھوں نے باہم طے کیا کہ اس چٹان سے نجات کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم اپنے اپنے نیک اعمال کا وسیلہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش کر کے دعا مانگیں۔

ان میں سے ایک نے عرض کی۔ ''یاالٰہی! میرے ماں باپ بوڑھے ہوگئے تھے اور میں ان سے پہلے اپنے بچوں اور خدام کو دودھ نہیں دیا کرتا تھا۔ ایک دن میں لکڑیوں کی تلاش میں دور نکل گیا۔ جب واپس لوٹا تو دیکھا کہ والدین سو چکے ہیں۔ میں ان کے لیے دودھ لایا لیکن انہیں جگانا مناسب نہ سمجھا۔ اور نہ ان سے پہلے اہل وعیال کو دودھ پلانا پسند کیا۔ بچے میرے پاؤں میں بلکتے رہے۔ لیکن میں تمام رات دودھ کا پیالہ ہاتھ میں لیے کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ پھر میرے والدین نے دودھ پیا۔ اے اللہ! اگر میں نے یہ عمل تیری رضا کی خاطر کیا ہو تو ہم سے اس چٹان کی مصیبت کو دور فرمادے۔'' چٹان تھوڑی سی سرک گئی لیکن وہ ابھی باہر نہ نکل سکتے تھے۔

دوسرے نے عرض کی۔ ''یاالٰہی! مجھے اپنی چچازاد بہن سے محبت تھی۔ میں نے اس سے بری خواہش کا اظہار کیا لیکن اس نے انکار کردیا۔ یہاں تک کہ وہ قحط سالی کا شکار ہو کر میرے پاس آئی۔ میں نے اسے سو (100) دینار اس شرط پر دیے کہ وہ میرے ساتھ تنہائی میں جائے۔ وہ رضامند ہوگئی۔ جب ہم تنہائی میں پہنچے تو اس نے کہا: ''اللہ سے ڈر اور ناحق یہ گناہ مت کر۔'' یہ سن کر میں اس گناہ سے باز آگیا۔ اور وہ دینار بھی اسے دے دیے۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل تیری رضا کی خاطر تھا تو ہم سے یہ مصیبت دور کردے۔'' چٹان کچھ اور سرک گئی مگر ابھی بھی باہر نکلنا ممکن نہ تھا۔

تیسرے نے عرض کی۔ ''یاالٰہی میں نے کچھ آدمیوں کو مزدوری پر لگایا۔ پھر ایک کے سوا سب اپنی مزدوری لے گئے۔ میں نے اس کی مزدوری کو کاروبار میں لگادیا۔ یہاں تک کہ اس کا مال بہت زیادہ ہوگیا۔ کچھ عرصہ بعد وہ میرے پاس آیا اور اپنی مزدوری کا مطالبہ کیا۔ میں نے کہا کہ ''یہ جتنے اونٹ' گائے اور بکری اور غلام وغیرہ دیکھ رہا ہے۔ یہ سب تیرے ہیں۔'' اس نے کہا آپ میرے ساتھ مذاق کررہے ہیں؟'' میں نے کہا نہیں میں مذاق نہیں کررہا ہوں (بلکہ یہ حقیقت ہے)۔ یہ سن کر وہ تمام مال لے کر چلا گیا اور اس میں سے کچھ نہ چھوڑا۔ اے اللہ! اگر میرا یہ عمل محض تیری رضا کی خاطر تھا تو ہمیں اس پریشانی سے نجات دلادے۔'' اس کی دعا کے ساتھ ہی چٹان ہٹ گئی اور وہ سب اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔ [1]

---

① صحیح مسلم رقم الحدیث

ذات کا وسیلہ

② جبکہ انبیاء کرام ﷺ کی ذات کو بطور وسیلہ پیش کرنا اس پر ایک حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک نابینا شخص نبی ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ آپ ﷺ اللہ سے دعا کیجیے کہ اللہ مجھے ٹھیک کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں تمہارے لئے دعا کروں اور اگر تم چاہو میں اس کو مؤخر کر دوں اور یہ تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ اس نے کہا آپ ﷺ دعا کر دیجئے۔ آپ ﷺ نے اس کو حکم دیا کہ وہ اچھی طرح سے وضو کرے۔ پھر دو رکعت نماز پڑھے اور یہ دعا کرے۔ ''اے اللہ! میں تیرے نبی (سیدنا) محمد ﷺ نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اور تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ اے محمد! میں آپ کے وسیلہ سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں۔ تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ اے اللہ! میرے متعلق آپ کی شفاعت قبول فرما۔ (امام ابن ماجہ نے لکھا کہ ابو اسحاق نے کہا' یہ حدیث صحیح ہے)۔ ①

نوٹ: اولیاء اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا اس پر مذکورہ روایت ملاحظہ فرمائیں:

اولیاء کرام کے وسیلہ سے دعائیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب لوگ قحط میں مبتلاء ہوتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے اور یہ عرض کرتے' اے اللہ! ہم اپنے نبی ﷺ کے وسیلہ سے بارش کی دعا کرتے تھے۔ تو تو ہم پر بارش برساتا تھا (اب) ہم اپنے نبی کے عم (محترم) کو تیری طرف وسیلہ پیش کرتے ہیں۔ تو تو ہم پر بارش نازل فرما۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا پھر لوگوں پر بارش ہوتی۔ ②

یہاں ایک سوال یہ بھی کیا جاتا ہے کہ ان کا وسیلہ تو پیش کیا جا سکتا ہے جبکہ بعض لوگ تو براہ راست نبیوں اور ولیوں سے دعا کر رہے ہوتے ہیں؟

حقیقت اور مجاز سمجھ لو

اس کا جواب جاننے سے پہلے شریعت اسلامیہ کی ایک اصطلاح حقیقت و مجاز کا جاننا ضروری ہے۔

---

① علامہ احمد شاکر 1388ھ نے لکھا ہے اس حدیث کی سند صحیح ہے۔ (مسند احمد تحقیق احمد شاکر' جلد13' رقم الحدیث 17175، 17174، طبع قاہرہ' سنن ترمذی' جلد 5' رقم الحدیث 3589' سنن ابن ماجہ جلد1 رقم الحدیث 1385' سنن کبریٰ للنسائی جلد 6' رقم الحدیث 10496' عمل الیوم واللیلہ للنسائی' رقم الحدیث: 664' عمل الیوم واللیلہ لابن السنی' رقم الحدیث 633' المستدرک جلد 1 صفحہ 519' دلائل النبوۃ' جلد6 صفحہ 168' امام طبرانی نے اس حدیث کو روایت کر کے لکھا ہے۔ یہ حدیث صحیح ہے۔ الترغیب والترہیب جلد1 صفحہ 476۔474 حافظ الہیثمی نے بھی لکھا ہے یہ حدیث صحیح ہے۔ مجمع الزوائد' جلد2 صفحہ 279 مختصر تاریخ دمشق' جلد3 صفحہ 304)

② صحیح البخاری جلد 1' رقم الحدیث 1010 مطبوعہ دارالکتب البیروت 1412ھ' المعجم الکبیر جلد1' رقم الحدیث 84 کتاب الدعا للطبرانی' رقم الحدیث: 965' شرح السنہ للبغوی' ج2 رقم الحدیث 1160

ہر وہ لفظ جس کو کسی کے لیے وضع کیا گیا ہو۔ جب وہ اس کے لیے استعمال ہوگا تو "حقیقت" کہلائے گا۔ اور جب اس کے غیر میں استعمال ہوگا تو "مجاز" کہلائے گا۔ مثلاً:

(اَنۡبَتَ الرَّبِیۡعُ الۡبَقۡلُ)

"بارش نے ساگ اگایا۔"

غور کیجیے کہ یہاں بارش کو ساگ اگانے والا بتایا گیا حالانکہ اگاتا تو اللہ ﷻ ہے۔ اس کو ذرا آیات قرآنیہ سے ملاحظہ کریں۔

﴿اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِهَا﴾

"اور اللہ جانوں کو وفات دیتا ہے ان کی موتوں کے وقت۔"[1]

﴿قُلۡ یَتَوَفّٰىکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ﴾

"تم فرماؤ تمہیں وفات دیتا ہے موت کا فرشتہ۔"[2]

مذکورہ بالا دونوں آیتوں میں "وفات دیتا ہے" اللہ ﷻ کے لیے بھی استعمال ہوا ہے۔ اور موت کے فرشتے کے لیے بھی لہٰذا یہاں یہ ہی کہا جائے گا کہ "وفات دیتا ہے" اللہ ﷻ کے لیے بطور حقیقت استعمال ہوا ہے کہ وہی ہے کہ جو وفات دے سکتا ہے جبکہ فرشتے کے لیے بطور مجاز کہ اس کی ذمہ داری لگائی گئی ہے کہ تم وفات دو۔

ایک آیت اور ملاحظہ فرمایئے کہ جب جنگ بدر میں رسول اللہ ﷺ نے کفار کی جانب کنکریاں اور خاک پھینکی جو ان کے چہروں پر پہنچی تو اللہ ﷻ نے فرمایا۔

﴿وَمَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ رَمٰی﴾

"اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔"[3]

اس میں بھی حقیقت و مجاز کا استعمال ہوا ہے۔ "مَارَمَیۡتَ" تم نے نہیں پھینکی حقیقت ہے کیونکہ حقیقتاً تو اللہ ہی پھینکنے والا اور "اِذۡ رَمَیۡتَ" مجاز ہے۔ یعنی جب پھینکی۔

اس تفصیل کو سمجھ لینے کے بعد یہ جان لیجیے کہ جب کوئی شخص کسی نبی اور ولی سے براہ راست دعا وغیرہ کرے تو یہ بطور مجاز کے ہے نہ کہ حقیقت کیونکہ جب اللہ ﷻ کے ہوتے ہوئے فرشتہ موت دے سکتا ہے۔ بطور مجاز تو اللہ کے ہوتے ہوئے بطور مجاز نبی، ولی سے بھی براہ راست حاجت پیش کر سکتے ہیں۔

لیکن اس ساری تفصیل کے باوجود یہی کہا جائے گا کہ افضل و اولیٰ یہی ہے کہ براہ راست اللہ ﷻ سے کہا جائے لیکن اگر کوئی وسیلہ پیش کرتا ہے۔ تو اس کو منع کر کے آپ خود گناہ گار نہ ہوں اور نہ دوسروں کے گناہ گار ہونے کا فتویٰ صادر فرمائیں۔

---

[1] پارہ 24 الزمر:42

[2] پارہ 21 السجدہ:11

[3] پارہ 9 الانفال:17

نوٹ: بزرگانِ دین کے سلسلوں میں جتنے شجرے وغیرہ پڑھے جاتے ہیں یہ بھی وسیلہ کی ہی صورت ہوتی ہے جو کہ منظوم پڑھے جاتے ہیں ان کا پڑھنا بالکل جائز و درست ہے بس یہاں حصول برکت کے لیے شجرہ قادریہ بھی تحریر کیا جاتا ہے جو کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سلسلۂ قادریہ میں پڑھا جاتا ہے۔

شجرہ قادریہ

یاالٰہی رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یارسول اللہ کرم کیجیے خدا کے واسطے
مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے
سید سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علم حق دے باقر علم ہدیٰ کے واسطے
صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے
بہر معروف و سری معروف دے بیخود سری
جند حق میں گن جنید باصفا کے واسطے
بہر شبلی شیر حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے
بو الفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بو سعید سعدِ زا کے واسطے
قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدر عبدالقادر قدرت نما کے واسطے
اَحْسَنَ اللّٰہُ لَھُمْ رِزْقًا سے دے رزق حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیاء کے واسطے
نصرابی صالح کا صدقہ صالح ومنصور رکھ
دے حیات دیں محی جانفزا کے واسطے
طور عرفان وعلو وحمد وحسنیٰ وبہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہر ابراہیم مجھ پر نار غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیاء دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیاء مولیٰ جمال الاولیاء کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

دین و دنیا کے مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقی عشق انتما کے واسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لیے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پرنور کر
اچھے پیارے شمس دین بدرالعلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادم آل رسول اللہ کر
حضرت آل رسول مقتدا کے واسطے

کر عطا احمد رضائے احمد مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرت احمد رضا کے واسطے

پر ضیا کر سب کا چہرہ حشر میں اے کبریا
شہ ضیاء الدین پیر باصفا کے واسطے

اَحْیِنَا فِیْ الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا سَلَامٌ بِالسَّلَامِ
قادری عبدالسلام عبدرضا کے واسطے

عشق احمد میں عطا کر چشم تر سوز جگر
پیر الیاس عاشق خیرالوریٰ کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز و علم عمل
عفو، عرفاں، عافیت مجھ بے نوا کے واسطے

مسئلہ گیارہویں

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ محفل بنام "گیارہویں شریف" پر بھی عموماً اعتراض کیا جاتا ہے۔
اور اس حوالے سے مختلف سوالات اٹھائے جاتے ہیں۔ کہ:

① گیارہویں کا ثبوت قرآن وحدیث سے دیں
② ہمیں دکھائیں کہ کب اللہ ﷻ کے رسول ﷺ نے گیارہویں کی۔
③ یہ دن، تاریخ وقت مقرر کرنا جائز نہیں۔ ④ اور کبھی یہ کہ اللہ کے نام پر دو غیر اللہ کے نام پر دینا حرام ہے۔

اور بسا اوقات تو ان سوالات سے ایک قدم آگے بڑھ کر براہ راست یہ فتویٰ جاری کر دیا جاتا ہے کہ "گیارہویں کرنا ناجائز وحرام" ہے۔

آئندہ سطور میں ہم آپ کے سامنے ختم گیارہویں کی حقیقت پیش کریں گے۔ امید ہے کہ منکر بھی منکر نہ رہے گا۔ ان شاء اللہ ﷻ بشرطیکہ تعصب اور ضد سے قطع نظر کرتے ہوئے پڑھے۔

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے سب سے پہلے گیارہویں کرنے والوں سے پوچھا جانا چاہیے کہ تم یہ کس لیے کرتے ہو؟ اور یہ کیا محفل ہے؟ کیونکہ اس محفل کے متعلق وضاحت جو خود فاعل کرے گا یقیناً دوسرا اور بالخصوص معترض کبھی بھی نہ کر سکے گا۔ لہٰذا جب قائلین ختم گیارہویں شریف سے پوچھا جائے تو جواب ملتا ہے کہ یہ محفل ایصال ثواب ہے۔ اور چونکہ اس میں ایصال ثواب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو کیا جاتا ہے۔ اس لئے اس کا نام از خود لوگوں نے گیارہ کی نسبت سے گیارہویں رکھ دیا ہے۔ اب سب سے پہلے یہ جاننا ہوگا کہ کیا ایصال ثواب کرنا شریعت اسلامیہ میں درست ہے؟

ایصال ثواب کے معنی

ایصال کا معنی بھیجنا اور ثواب کا معنی ہے اعمال کا بدلہ یا وہ چیز کہ جس کے باعث انسان اللہ ﷻ کی جانب سے رحمت، مغفرت یا رسول اللہ ﷺ کی شفاعت کا مستحق ہو جاتا ہے۔[1]

ایصال مال اور ایصال ثواب

اس کو آسان لفظوں میں یوں سمجھ لیں کہ عمل کوئی کرے اور اس پر ملنے والے بدلے یعنی ثواب کو کسی دوسرے عزیز بھائی یا محبوب

---

① کتاب التعریفات للامام جرجانی مطبوعہ بیروت

کو تحفۂ پیش کردے یہ ایصال ثواب ہے۔ اور اس میں کیا شرعاً قباحت ہو سکتی ہے۔ عموماً ہمارے دنیاوی امور میں بھی ایسا ہوتا ہے کہ گھر کا کوئی ایک شخص کماتا ہے۔ اور وہ اپنی مرضی سے اپنے پیاروں کو اسی میں سے کچھ نہ کچھ مال ایصال یعنی بھیجتا رہتا ہے۔ اس وقت تو کوئی نہیں بولتا کہ نہیں نہیں ایصال مال کرنا جائز نہیں۔ دکھاؤ قرآن میں کہاں ہے؟ حدیث میں کہاں ہے؟ پہلے حوالہ دکھاؤ پھر لیں گے ورنہ ناجائز وحرام کہیں گے۔ بلکہ اس وقت تو یہ کہا جاتا ہے کہ جَزَاكَ اللّٰهُ مَاشَآءَ اللّٰهُ، سُبْحَانَ اللّٰهُ حالانکہ یہ چندروزہ دنیاوی زندگی میں کام آنے والی چیز ہے اور اگر کوئی اپنے کسی عزیز کو ایسی چیز کو جو اس کی آخرت میں اسے کام آئے بھیجے تو خوش ہونے کی بجائے اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ اور مَعَاذَ اللّٰه کہا جاتا ہے۔ اللہ ﷻ عقل سلیم عطا فرمائے۔

ایصال ثواب میں کیا چیزیں شامل ہیں؟

ثواب نیک عمل پر ہی ملتا ہے۔ اس لیے ہر نیک عمل مثلاً دعا، نماز، روزہ، حج صدقہ اور خیرات وغیرہ اعمال جن کا اہتمام کیا جائے اور ایک مسلمان دوسرے کو اخروی لحاظ سے اس کا فائدہ پہنچائے تو اس کی اجازت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ دیکھیے دلائل:

قرآن سے دلائل

اللہ ﷻ نے ارشاد فرمایا:

﴿وَالَّذِيْنَ جَآءُوْ مِنْۢ بَعْدِهِمْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ﴾

''اور وہ جو ان کے بعد آئے عرض کرتے ہیں اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔''[1]

مذکورہ آیت میں بتایا جارہا ہے کہ مسلمان اپنے لیے اور اپنے بھائیوں کے لیے دعاء کرتے ہیں۔ یہاں یہ شبہ پیدا ہو سکتا ہے کہ یہاں کوئی ایصال ثواب تو نہیں کیا جارہا بلکہ دعا کی بات ہے۔

تو ہم کہتے ہیں کہ جی ہاں یہاں دعاء کی بات ہے مگر سوال یہ ہے کہ دعاء کرنے سے دوسرے مسلمان کو فائدہ ہوگا یا نہیں۔ اگر کہیں نہیں ہوگا تو حکم قرآنی عبث جیسا کہ اللہ ﷻ نے فرمایا:

﴿وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا﴾

''اور عرض کر اے میرے رب تو ان پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا۔''[2]

کیونکہ اگر فائدہ ہوگا ہی نہیں تو دعاء کرنے کا حکم ہی کیوں اور اگر کہا جائے کہ دعاء سے فائدہ ہوگا تو پھر مسئلہ واضح کہ ایصال ثواب کا مقصود بھی دوسرے مسلمان کو فائدہ پہنچانا ہی ہوتا ہے اور وہ دعاء سے حاصل ہو رہا ہے۔ چونکہ مسلمان کی دعاء سے دوسرے مسلمان

---

[1] پ 28 الحشر:10

[2] پارہ 15 بنی اسرائیل 24

کو فائدہ ہوتا ہے جبھی تو اس لیے مسلمان نماز میں یہ دعا مانگتے ہیں۔

﴿رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ﴾

"اے رب مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو اور سب مسلمانوں کو جس دن حساب ہوگا۔"①

قرآنی آیت سے غلط استدلال

مانعین اپنے دفاع میں عموماً آیت کریمہ پیش کرتے ہیں۔ کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

﴿وَأَنْ لَيْسَ لِلْإِنْسَانِ إِلَّا مَا سَعَى﴾

"اور یہ کہ آدمی نہ پائے گا مگر اپنی کوشش۔"②

اس آیت کریمہ کے بارے میں مفسرین نے فرمایا کہ ① اس کا حکم پہلی شریعتوں والوں کے لیے تھا اب منسوخ ہے۔ ② یہ حکم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی امتوں کے ساتھ خاص تھا۔ ③ انسان کی سعی سے مراد اس کا سبب ہے اور اگر کوئی دوسرا عمل کرے تو وہ بھی سبب ہوتا ہے جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ:

جو مسلمان بھی فوت ہو اور اس کی نماز جنازہ سو (100) مسلمان پڑھیں ایک روایت میں ہے کہ چالیس (40) اور ایک روایت میں تین (3) صفیں نماز پڑھیں اور وہ اس کے لیے دعا اور شفاعت کریں تو اللہ ﷻ ان کی شفاعت قبول فرما لیتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ ﷻ اس کی مغفرت فرما دیتا ہے۔③

احادیث مبارکہ سے دلائل

پہلی حدیث: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میری ماں اچانک فوت ہو گئی ہے اور میرا گمان ہے کہ اگر وہ بات کرتی تو کچھ صدقہ کرتی اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو اسے کچھ فائدہ ہوگا؟

تب آپ ﷺ نے فرمایا "نعم" ہاں④

دوسری حدیث: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا کہ میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے کوئی وصیت نہیں کی اگر میں اس کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا اس کو فائدہ ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔⑤

یہاں دو احادیث مطلقاً صدقہ کے حوالے سے بیان کر دی گئیں۔ اب چند احادیث مبارکہ صدقات کی تفصیل سے متعلق کر کے

---

① پارہ 13 ابراہیم 41

② پارہ 27 النجم 39

③ صحیح مسلم رقم الحدیث 947-948

④ صحیح بخاری رقم الحدیث 2760-1388 مطبوعہ دار الکتب العلمیہ بیروت؛ صحیح مسلم رقم الحدیث 2004 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ؛ سنن ابن ماجہ 2717 دار الفکر بیروت۔

⑤ صحیح مسلم رقم الحدیث 1630 مطبوعہ مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز مکہ مکرمہ۔

کن چیزوں کا صدقہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے میت کے لیے پیش کیا ہے۔

تیسری حدیث: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریم ﷺ سے عرض کیا میری ماں کا انتقال ہو گیا ہے اگر میں ان کی طرف سے صدقہ کروں تو نفع ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہوگا۔ اس شخص نے کہا میرا ایک باغ ہے اور میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اس باغ کو اپنی ماں کی طرف سے صدقہ کر دیا۔ ①

نوٹ: مذکورہ حدیث میں باغ کا ذکر ہے اور باغ میں یقیناً مختلف قسم کے پھل ہی ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایصال ثواب کے لیے ہمارے ہاں جو پھل وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ اس کی اصل یہ حدیث مبارکہ بھی ہے۔

چوتھی حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! بے شک سعد کی ماں فوت ہو گئی ہے۔ پس کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا پانی پھر سعد رضی اللہ عنہ نے کنواں کھدوایا اور فرمایا:

[هٰذِهِ الْبِئْرُ لِأُمِّ سَعْدٍ] ②

ایصال ثواب کے لیے جو پانی وغیرہ رکھا جاتا ہے۔ اس کی اصل یہ حدیث مبارکہ ہے:

بعض لوگوں نے اس حدیث پر اعتراض کیا ہے حالانکہ مختلف سندوں سے منقول ہونے کی وجہ سے یہ حدیث "حسن لغیرہ" ③ کا درجہ رکھتی ہے۔

پانچویں حدیث: حضرت سہل بن عبادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ انہوں نے کوئی وصیت کی ہے نہ صدقہ اگر میں ان کی طرف سے کچھ صدقہ کروں تو کیا وہ مقبول ہوگا؟ اور انہیں اس کا فائدہ ہوگا؟

آپ ﷺ نے فرمایا ہاں! اگرچہ تم بکری کا جلا ہوا سینگ صدقہ کرو۔ ④

اپنے اس مضمون کو طوالت سے بچانے کے لیے صرف ان پانچ 5 احادیث مبارکہ پر اکتفا کیا ہے۔ ورنہ احادیث و آثار تو اس میں کثیر ہیں۔ الحمدللہ ﷻ قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ ایک مسلمان بھائی کو دعا، اور پھل، پانی، کھانا وغیرہ کا صدقہ کر کے اس کا ثواب ایصال کیا جا سکتا ہے۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ جن کے پیروکار ہمیں منع کریں وہ خود کریں تو جائز و درست ہے لہٰذا اب ہم منکرین کے اپنے اجتماعات جو بسلسلہ ایصال ثواب منعقد کیے گئے۔ ان کی روداد پڑھنے کے لیے آپ کو نیچے ملک پاکستان سے نکلنے والے اخبارات کی کچھ تاریخیں نقل کیے دیتے ہیں تا کہ پتہ چل جائے کہ وہ ہمیں منع کریں اور خود کریں۔

---

① سنن ابو داؤد رقم الحدیث: 2882 سنن ترمذی رقم الحدیث: 669، سنن نسائی رقم الحدیث 3655؛

② سنن ابو دائود رقم الحدیث 1681

③ حسن لغیرہ: حدیث ضعیف جب متعدد طرق سے مروی ہو اس کا ضعف خواہ سوء حفظ کی وجہ سے ہو یا انقطاع سند و جہالت کی وجہ سے ہو جب دوسرے مروی ہو خواہ اس کا مرتبہ برابر ہو یا قوی جبکہ حسن لذاتہ وہ حدیث ہے جو حدیث صحیح کی شرائط کے ساتھ منقول ہو لیکن ضبط میں کچھ کمزور ہو۔

④ المعجم الاوسط رقم الحدیث: 7486 مکتبۃ المعارف ریاض

① روزنامہ جنگ کراچی جمعہ 22 شعبان المعظم 8 اکتوبر 2004ء صفحہ اول
② روزنامہ جنگ کراچی پیر 25 شعبان المعظم 11 اکتوبر 2004 صفحہ 16
③ روزنامہ دن کراچی صفحہ 8، 12 اکتوبر 2004

ایصال ثواب کے لیے دن، وقت اور تاریخ مقرر کرنا

جب قرآن وحدیث سے واضح ہو چکا کہ ایصال ثواب کرنا جائز و درست اور امت کا معمول رہا ہے تو اس کے مخالفین ایک اعتراض یہ گڑھ دیتے ہیں کہ جی مطلقاً ایصال ثواب وغیرہ کریں ہم منع نہیں کرتے لیکن آپ جو تاریخ، وقت اور دن وغیرہ مقرر کر دیتے ہیں یہ کسی طرح جائز نہیں ہے؟

اس حوالے سے گزارش یہ ہے کہ اولاً تو ہم لوگ اس چیز کی تخصیص کرتے ہی نہیں کہ ایصال ثواب فلاں دن، فلاں وقت، فلاں تاریخ کو ہی ہو سکتا ہے اس کے علاوہ ہو ہی نہیں سکتا بلکہ ہمارا کہنا ہے کہ جب چاہیں کریں جہاں چاہیں کریں جائز و درست ہے۔ اس پر بطور دلیل عرض ہے کہ مخالفین ہمارے ہاں ایصال ثواب کے سلسلے میں منعقد ہونے والی محفل کا جائزہ لیں۔ مثلاً محفل گیارھویں یہ کسی جگہ 5 تاریخ کو کسی جگہ 9 تاریخ کو کسی جگہ 11 کسی جگہ 12 کی جگہ 13 تاریخ تو کسی جگہ 17 یا 19 تاریخ کو منعقد ہوتی ہے۔ اور کسی جگہ بغیر تاریخ کو مقرر کیے ہوئے ہی منعقد ہوتی رہتی ہے۔ اسی طرح سوئم اور چہلم وغیرہ کے ختم کبھی دوسرے دن ہی ختم سوئم ہو جاتا ہے تو کبھی تیسرے یا چوتھے دن اس طرح کوئی پندرہ دن بعد ہی ختم چہلم کرواتا ہے تو کوئی قریباً چالیس (40) دن گزرنے کے بعد اور اسی طرح محافل میلاد وغیرہ کا معاملہ ہے کہ جس کو جب سہولت ہے اسی دن کرواتا ہے۔ اور خاص کوئی وقت بھی مقرر نہیں کہ صبح 11 بجے بھی ہوتا ہے۔ بعد ظہر، بعد عصر اور بعد مغرب و عشاء وغیرہ بھی یہ سلسلہ ہوتا رہتا ہے۔

بہر حال یہ تو تھا ہمارا معمول لیکن اس کے باوجود کوئی اصرار کرے کہ نہیں جی آپ نے تاریخ۔ دن اور وقت وغیرہ مقرر کیا ہی ہوا۔ لہٰذا نا جائز ہے تو ہم نیچے دلائل ذکر کیے دیتے ہیں کہ دن، وقت، اور تاریخ وغیرہ کا تعین کرنے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

تعین کی اقسام

یاد رہے کہ تعین کرنے کی دو قسمیں ہیں:

① تعین شرعی ② تعین عرفی

تعین شرعی:

تعین شرعی کا مطلب ہے کہ کسی عبادت وغیرہ کے لیے شریعت کی جانب سے کوئی وقت، دن یا تاریخ وغیرہ مقرر کرنا جیسے

وقت کی مثال: نماز فجر، ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کے اوقات، روزہ رکھنے اور کھولنے کے اوقات وغیرہ

دن کی مثال: نماز جمعہ کے لیے، روز جمعہ کا مقرر کرنا، وقوف عرفات کے لیے یوم عرفہ کا دن مقرر کرنا

تاریخ کی مثال: عید الفطر کے لیے یکم شوال کو مقرر کرنا، عید الاضحیٰ کے لیے دس (10) ذی الحج کو مقرر کرنا۔

مذکورہ بالا تمام چیزیں شریعت کی جانب سے مقرر ہیں کوئی ان کو اپنی مرضی سے تبدیل نہیں کر سکتا۔ لہٰذا یہ ''تعین شرعی'' کہلائے گی۔

تعین عرفی:

تعین عرفی یہ ہے کہ شریعت کی جانب سے تو خاص وقت مقرر نہیں البتہ لوگ اپنی اپنی سہولت کے پیش نظر کوئی وقت مقرر کر لیں تا کہ سب لوگوں کو آسانی ہو۔

وقت کی مثال: مثلاً نماز پڑھنا فرض لیکن مسجدوں میں نماز باجماعت کے لیے وقت خاص کر دینا' سکول' کالج' مدرسہ' آفس اور دکان وغیرہ کے کھولنے اور بند کرنے کے لیے وقت مقرر کر لینا وغیرہ وغیرہ۔

دن کی مثال: آرام وغیرہ کے لیے جمعہ یا اتوار وغیرہ کے دن یوم تعطیل مقرر کرنا۔

تاریخ کی مثال: آزادیٔ پاکستان منانے کے لیے 14 اگست کی تاریخ مقرر کرنا۔ اسی طرح 23 مارچ' 9 نومبر' 25 دسمبر وغیرہ کی تاریخوں کو مقرر کر لینا۔ یوم یکجہتی کشمیر کے لیے 5 فروری مزدوروں کا دن یکم مئی کو مقرر کرنا

ہوسکتا ہے کہ کسی کے ذہن میں سوال اٹھے کہ تعین عرفی کی مثالیں دنیاوی امور سے متعلق ہیں۔ ان کو دینی امور سے تعلق نہیں کہ جن سے ایصال ثواب وغیرہ دینی محافل وغیرہ کی تعیین ثابت ہو جائے لہٰذا اب ہم تعین عرفی کی دینی امور سے متعلق چند مثالیں پیش کرتے ہیں۔

دینی امور کے لیے وقت مقرر کرنے کی مثال

آپ تاریخ اسلام پڑھیں تو معلوم ہوگا کہ دور رسالت ﷺ اور دور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے ابتدائی ایام تک نماز تراویح باجماعت نہیں ہوتی تھی۔ جبکہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کو باجماعت ادا کرنے کے لیے وقت مقرر کیا۔ جو آج تک قائم ہے اور یہاں تک کہ ہر مکتب فکر کے ہاں باقاعدہ پڑھی اور پڑھائی جاتی ہے۔

دینی امور کے لیے دن یا تاریخ مقرر کرنا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خواتین اسلام نے نبی کریم ﷺ سے عرض کی کہ آپ ﷺ کے معاملہ میں مرد ہم پر سبقت لے گئے۔ آپ ﷺ ہمیں تعلیم دینے کے لیے کوئی ''دن'' مقرر کر دیں تو آپ ﷺ نے ان سے ملاقات کے لیے ایک دن معین کر دیا اور اس دن میں ان کو وعظ کیا اور احکام بیان کیے ہے۔ [1]

اس تفصیل کے بعد کوئی دن وغیرہ مقرر کرنے کا کوئی انکار کیسے کر سکتا ہے؟ پھر عموماً ایک اعتراض اور کیا جاتا ہے کہ: کہ وفات یافتہ افراد کے لیے عہد رسالت یا عہد خلفائے راشدین میں ایصال ثواب کی کوئی محفل منعقد ہوئی یا اجتماعی دعا کی

---

[1] صحیح بخاری رقم الحدیث 101 : صحیح مسلم رقم الحدیث 2633 :

گئی، جنگ یمامہ جیسے واقعات پیش آئے۔ کیا کسی نے اپنا عمل دوسرے کو دیا؟ کیا رسول اللہ ﷺ یا صحابہ میں سے کسی نے ایصال ثواب کیا؟ ثبوت کیا ہے؟

جواب: رسول اللہ ﷺ کے عمل سے زیادہ قوی آپ کا قول ہے۔ حتیٰ کہ جب آپ ﷺ کے قول اور عمل میں بظاہر تعارض ہو تو آپ ﷺ کے قول کے مقابلہ میں عمل کو ترک کر دیا جاتا ہے۔ اور جب کہ بہ کثرت احادیث صحیحہ میں آپ ﷺ کے صریح ارشادات موجود ہیں کہ فلاں کی طرف سے صدقہ کرو اور فلاں کی طرف سے حج کرو اور فلاں کی طرف سے روزہ رکھو تو پھر اس سلسلہ میں آپ ﷺ کے اور صحابہ کے اعمال کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے؟

نیز اس پر بھی غور کرنا چاہیے کہ عہد رسالت اور عہد صحابہ و تابعین میں مساجد میں صرف فرض نمازیں پڑھی جاتی تھیں اور نوافل صرف گھروں میں پڑھے جاتے تھے۔ جب کہ اب مساجد میں سنن اور نوافل پڑھنے کا بھی رواج ہو گیا ہے۔ کیا مخالفین یہ بتا سکتے ہیں کہ اس رواج کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟

نیز عہدِ رسالت میں اور عہدِ صحابہ و تابعین میں گھڑیوں کے حساب سے ایک معین وقت پر نمازیں نہیں پڑھی جاتی تھیں جب مسلمان جمع ہو جاتے تھے نماز پڑھ لیتے تھے۔ ہم سے تیجے اور چالیسویں کی تعیین کا سوال کرنے والے مخالفین کیا بتا سکتے ہیں کہ گھڑیوں کے حساب سے معین وقت پر نماز پڑھنے کا ثبوت کس حدیث میں ہے؟

اور اگر آپ ﷺ کے صریح ارشادات کے باوجود معترض کی تسکین آپ ﷺ کے عمل سے ہو سکتی ہے تو ہم "صحیح مسلم" کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سینگوں والے مینڈھے کی قربانی کی اور یہ دعا کی: اے اللہ! اس کو محمد اور آل محمد اور امت محمد کی طرف سے قبول فرما۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کا ثبوت یہ ہے کہ "سنن ابوداؤد" اور دیگر کتب احادیث کے حوالوں سے بتا چکے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہمیشہ دو مینڈھوں کی قربانی کرتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے اور ایک رسول اللہ ﷺ کی طرف سے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے نماز فجر کے وقت حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اے بلال! مجھے یہ بتاؤ کہ اسلام میں تمہارا کون سا ایسا عمل ہے جس کے مقبول ہونے کی تمہیں زیادہ توقع ہے؟ کیونکہ میں نے جنت میں اپنے آگے تمہارے جوتوں سے چلنے کی آواز سنی۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسلام لانے کے بعد کوئی ایسا عمل نہیں کیا۔ جس کے مقبول ہونے کی مجھے زیادہ توقع ہو ماسوا اس کے میں رات اور دن کے جس وقت میں بھی وضو کرتا ہوں تو اس وضو کے ساتھ اتنی نماز پڑھتا ہوں جو میرے لیے مقدر کی گئی ہے۔ [1]

حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی متوفی 852ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اس حدیث سے یہ مستفاد ہوتا ہے کہ (نفلی) عبادت کو ادا کرنے کے لیے اپنے اجتہاد سے وقت مقرر کرنا جائز ہے۔ کیونکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ اپنے اجتہاد سے وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے کو مقرر کیا اور نبی ﷺ نے ان کے اس عمل کو برقرار رکھا۔ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس حدیث میں وضو کرنے کے بعد نماز پڑھنے کی ترغیب ہے تا کہ وضو کرنا اپنے مقصود سے خالی نہ

---

[1] صحیح البخاری رقم الحدیث: 1149؛ صحیح مسلم رقم الحدیث 2458

رہے۔[1]

اور آج تک امت مسلمہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی اس سنت کے مطابق وضو کے بعد دو رکعت نماز تحیۃ الوضو پڑھ رہی ہے۔ اور جب اپنے اجتہاد سے نفلی عبادت کے لیے وقت مقرر کرنا جائز ہے۔ تو اسی اصول پر ایصال ثواب کے لیے سوئم اور چہلم' غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لیے گیارھویں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بارھویں تاریخ کو مقرر کرنا جائز ہے۔ اور ان تاریخوں میں ان تقریبات کو منعقد کرنا ضروری نہیں ہے۔ ان تاریخوں سے پہلے اور بعد بھی یہ تقریبات منعقد ہو سکتی ہیں۔ اور ہوتی بھی ہیں۔ لیکن لوگوں کو جمع کرنے کے لیے کسی نہ کسی تاریخ کو معین تو کرنا ہوگا۔ عہد صحابہ اور عہد تابعین میں ایصال ثواب کی تقریبات منعقد نہیں ہوتی تھیں۔ تو نہ ہوتی ہوں لیکن جب دلائل سے ان تقریبات کا معین دن میں منعقد کرنا جائز ہے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ عہد صحابہ اور تابعین میں دینی مدارس میں سالانہ تبلیغی جلسے بھی نہیں ہوتے تھے۔ ختم بخاری کی تقریبات بھی نہیں ہوتی تھیں۔ تاریخ معین کر کے منگنی' نکاح اور ولیمہ کی تقریبات بھی نہیں ہوتی تھیں۔ اور یہ سب دینی کام ہیں اور ان کو کار ثواب سمجھ کر معین تاریخوں میں کیا جاتا ہے۔ تو پھر صرف رشتہ داروں اور بزرگوں کے لیے ایصال ثواب کی تاریخوں کو کیوں ہدف اعتراض بنایا جاتا ہے؟

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ خواتین نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں مرد ہم پر غالب آگئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی طرف سے ہمیں تعلیم دینے کے لیے ایک دن معین کر دیں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ملاقات کے لیے ایک دن معین کیا اور اس دن میں ان کو وعظ کیا اور احکام بیان کیے۔[2]

امام بخاری نے یہ عنوان قائم کیا ہے:

[من جعل لاهل العلم ايام معلومة]

''جس شخص نے تعلیم دینے کے لیے ایام مخصوصہ معین کر دیے۔''

اور اس باب کے تحت یہ حدیث ذکر کی ہے:

ابو وائل رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہر جمعرات کے دن لوگوں کو نصیحت کرتے تھے۔ ایک شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے کہا: اے ابو عبد الرحمان! میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں ہر روز نصیحت کیا کریں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہر روز نصیحت اور وعظ کرنے سے مجھے صرف یہ چیز مانع ہے کہ میں تم کو اکتاہٹ میں ڈالنا پسند نہیں کرتا ہوں۔ اور میں وعظ کرنے میں تمہارا اس طرح لحاظ کرتا ہوں جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم وعظ کرنے میں ہمارا لحاظ فرماتے تھے۔ اس خوف سے کہ ہم اکتا نہ جائیں۔[3]

حافظ ابن حجر عسقلانی متوفی 852ھ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

---

① فتح الباری ج 3 ص 345 دارالفکر بیروت 1420ھ

② صحیح البخاری رقم الحدیث: 101 صحیح مسلم رقم الحدیث: 2633

③ صحیح البخاری رقم الحدیث: 70' صحیح مسلم رقم الحدیث: 2821' سنن ترمذی رقم الحدیث: 2855

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اس عمل میں نبی ﷺ کی اقتداء کی ہے۔ جس طرح آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ہر روز وعظ نہیں کرتے تھے بلکہ کسی ایک دن وعظ کیا کرتے تھے۔ تاکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وعظ سننے سے اکتا نہ جائیں۔ اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی اپنے وعظ کے لیے ایک دن معین کرلیا تھا۔ [1]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جو وعظ اور تعلیم کے لیے جمعرات کا دن معین فرمایا تھا وہ شرعی تعیین نہیں تھی کہ جمعرات سے پہلے یا بعد کسی دن وعظ اور تعلیم جائز نہ ہو۔ جیسے عید الاضحیٰ کے لیے دس ذی الحج معین ہے۔ نہ اس سے پہلے عید ہوسکتی ہے نہ اس کے بعد۔ بلکہ انہوں نے لوگوں کی سہولت کے لیے ایک دن مقرر کرلیا تھا۔ کہ سب لوگ اس دن وعظ سننے اور حصول تعلیم کے لیے جمع ہوجائیں۔ جیسے لوگ دینی اور تبلیغی اجتماع کے لیے ایک تاریخ معین کرکے اشتہار چھاپ دیتے ہیں یا دینی مدارس میں داخلہ کے لیے اور امتحانات کے لیے اور نتائج کے لیے اور تقسیم اسناد اور دستار بندی کے لیے ایک تاریخ معین کردیتے ہیں۔ اگرچہ اس سے پہلے اور بعد کی تاریخوں میں بھی یہ امور جائز ہوتے ہیں۔ اور جیسے دینی مدارس میں ختم بخاری کے لیے پیشگی ایک تاریخ معین کردی جاتی ہے۔ اور جب ختم بخاری کے لیے ایک تاریخ معین کرنا جائز ہے۔ تو ختم قرآن کے لیے تدفین کے دوسرے روز (جس کو عرف میں سوئم کہتے ہیں) یا چالیسویں روز کی تاریخ معین کرنا کیوں جائز نہیں۔ جب کہ ان تاریخوں سے پہلے اور بعد بھی تاریخ مقرر کرنا جائز ہے۔ اور اس سے پہلے اور بعد یہ تقریبات ہوتی بھی ہیں۔ پس ان تاریخوں میں ان تقریبات کا کرنا ضروری نہیں ہے۔ صرف سہولت لوگوں کے اجتماع کے لیے عرفاً ایک تاریخ مقرر کرلی جاتی ہے۔

اس طرح ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے

اکثر دیکھا گیا ہے کہ کھانے وغیرہ کا ایصال ثواب کرتے وقت کھانا سامنے رکھا جاتا ہے کیا اس طرح کرنا ضروری ہے؟

جواب: جی نہیں ضروری تو نہیں، لیکن چونکہ اس طرح کئی سنتوں پر عمل کا موقع مل جاتا ہے۔ لہٰذا اس طریقے کو اختیار کرنا باعث برکت وسعادت ہے۔ مثلاً:

① ایصال ثواب کرنا

② کھانا سامنے رکھ کر اللہ عزوجل کا ذکر کرنا۔ نیز اس سے کھانے میں برکت واضافہ بھی ہوجاتا ہے۔ جیسا کہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی آواز سنی ہے جو ضعیف معلوم ہوتی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کو بھوک لگی ہوئی ہے۔ کیا تمہارے پاس کوئی چیز ہے؟"

تو انہوں نے فرمایا "ہاں" پھر انہوں نے جو کی چند روٹیاں نکالیں۔ اور ایک اوڑھنی کے کونہ میں لپیٹ کر مجھے پکڑائیں اور باقی اوڑھنی مجھے اوڑھا کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں بھیجا۔ جب میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہاں کافی لوگ موجود تھے۔ میں دوسرے لوگوں کے ساتھ کھڑا ہوگیا۔

سرکار دوعالم ﷺ نے مجھے فرمایا "کیا تجھے ابوطلحہ نے بھیجا ہے؟"

---

[1] فتح الباری ج 1 ص 220، دار الفکر البیروت، 1420ھ

میں نے عرض کی "جی ہاں" تو رسول اکرم ﷺ نے اپنے پاس حاضر لوگوں سے فرمایا "اٹھو" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ سب چل پڑے تو میں ان کے آگے آگے چل کر ابو طلحہ کے پاس آکر انہیں اس چیز کی خبر دی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا سے کہا کہ "سرکار مدینہ ﷺ کے ہمراہ اور بھی لوگ آ رہے ہیں اور ہمارے پاس کوئی ایسی چیز موجود نہیں جو ان سب کو کھلا سکیں؟ حضرت ام سلیم نے کہا "اللہ عزوجل اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔" حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا استقبال کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور ابو طلحہ رضی اللہ عنہ دونوں گھر میں داخل ہوئے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "اے ام سلیم! تیرے پاس جو کچھ ہے لے آؤ" تو وہ وہی روٹیاں لے کر حاضر ہوئیں۔ رحمت دو عالم ﷺ نے ان روٹیوں کو توڑنے کا حکم دیا۔ پھر ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان روٹیوں کے ٹکڑوں پر (گھی) کی کپی اونڈھا کر کے ان کو روغنی کر دیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان ٹکڑوں پر جو چاہا پڑھا۔ پھر ارشاد فرمایا "دس شخصوں کو بلاؤ" وہ آئے اور سیر ہو کر کھا کر چلے گئے۔ پھر فرمایا "دس اور لوگوں کو بلاؤ" وہ بھی سیر ہو کر کھا کر چلے گئے۔ غرض سب لوگ سیر ہو گئے۔ اور ستر (70) یا اسی (80) لوگ تھے۔[1]

غور فرمائیں کھانا سامنے رکھ کر حضور ﷺ نے کچھ پڑھا یقیناً انہوں نے قرآن ہی پڑھا ہو گا بس اس سنت کو ہم بھی ادا کرتے ہیں نیز جب عام طور پر مسلمان کھانا کھاتا ہے تو بسم اللہ پڑھ کر شروع کرتا ہے اور اس وقت سامنے کھانا رکھا ہی ہوتا ہے۔

عقلی دلائل

اب کچھ عقلی دلائل ذکر کیے جاتے ہیں تاکہ عام مسلمان بھی جان لے کہ یہ محافل گیارھویں، بارھویں، قل، سوئم، ساتویں، چھٹی اور برسی کا حکم ختم وغیرہ ناجائز نہیں۔

یہاں ایک بات بطور اصول یاد رہنی چاہیے کہ کسی چیز کو اچھا یا برا کہنے کے لیے خود اس کو دیکھا جائے گا کہ اگر تو اس میں اچھائی ہو گی تو اچھی اور اگر اس میں برائی ہو گی تو بری اسی طرح کہ اس میں جائز امور ہوں گے تو جائز اور اگر ناجائز ہوں گے تو ناجائز مثلاً کسی سے پوچھیے مسجد میں جانا چاہیے یا نہیں تو یقیناً یہی کہا جائے گا کہ جانا چاہیے اور اگر کسی سے پوچھا جائے کہ زنا کے اڈے شراب خانے وغیرہ پر جانا چاہیے کہ نہیں تو یقیناً ہر سمجھدار یہی کہے گا کہ نہیں۔

اب آپ غور کریں مسجد جانے کی اجازت کیوں اور شراب خانے وغیرہ جانے کی ممانعت کیوں۔ وجہ ظاہر ہے کہ جہاں اچھائی وہاں اجازت اور جہاں برائی وہاں ممانعت۔

بس اب اسی اصول کے تحت خود محفل گیارھویں بسلسلہ ایصال ثواب وغیرہ کو دیکھیے کہ ان میں کیا ہوتا ہے۔ اگر تو ان میں جائز امور ہیں تو جائز اور اگر ناجائز امور ہوئے تو ناجائز۔ تو آیئے ایک طائرانہ نظر محفل گیارھویں شریف پر ڈالتے ہیں:

عمل: حکم:

---

[1] صحیح مسلم، جلد 3 صفحہ 971، مطبوعہ نور محمد اصح المطالع کراچی

سب سے پہلے وقت دن تاریخ مقرر کرنا	جائز
لوگوں کو اپنے گھر دعوت دینا	جائز
ان کے لیے اچھا انتظام و انصرام کرنا	جائز
با قاعدہ قرآن خوانی تلاوت' ذکر کرنا	جائز
اللہ ﷻ کے نبی ﷺ کی تعریف بصورت نعت پڑھنا	جائز
کسی عالم وغیرہ کا وعظ و نصیحت کرنا	جائز
کھانا وغیرہ سامنے رکھ کر قرآن پڑھنا	جائز
پھر اپنے اور مسلمانوں کے لیے دعا کرنا	جائز
میزبان کا بنایا ہوا حلال کھانا کھانا	جائز
پھر اپنے اپنے گھروں کو چلے جانا	جائز

یہ مختصر سا خاکہ تھا ان تمام امور میں بتایا جائے کہ کون سا ناجائز عمل ہے۔ تاکہ اس کو نکال دیا جائے۔ اور جب کوئی ناجائز نہیں تو پھر یقیناً یہ محافل جائز ہیں۔

اگر بالفرض کسی جگہ ان محافل میں کوئی ناجائز کام ہوتا ہوگا تو صرف اس ناجائز کام کو منع کریں گے نہ کہ تمام محفل کو مثلاً آج کل شادی بیاہ میں کتنے ہی ناجائز کام ہوتے ہیں تو کوئی یہ فتویٰ نہیں جاری کرتا ہے کہ شادی بیاہ بند کرو کیونکہ ان میں ناجائز کام ہوتے ہیں۔ بلکہ یہی کہا جاتا ہے کہ شادی میں ناجائز کام نہ کریں۔

③ اسی طرح اگر سر میں درد ہو تو سر درد کا علاج ہونا چاہیے۔ نہ کہ ڈنڈا مار کر سر ہی پھاڑ دیا جائے۔ کہ نہ سر ہوگا نہ درد ہوگی۔

④ پھر آج ہم لوگ کتنے ہی دن مناتے ہیں مثلاً 5 فروری کو کشمیر ڈے اور یکم مئی کو مزدوروں کا عالمی دن منایا جاتا ہے۔ کبھی ٹیچر ڈے تو کبھی مدر ڈے' کبھی فادر ڈے وغیرہ وغیرہ کیا سب کے دن منائیں جائیں اور اللہ ﷻ کے پیاروں اور اپنے عزیزوں کی یاد منانا ہی ناجائز و حرام قرار دیا جائے؟۔

ان محافل کا حکم شرعی

آخر میں ان محافل کا حکم بیان کر دیا جاتا ہے تاکہ سب پر واضح ہو جائے کہ ان کا کرنے یا نہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

یاد رہے کہ یہ محافل کرنا مستحب ہے۔ یعنی اگر کی جائیں تو کار ثواب اور اگر نہ کی جائیں تو گناہ نہیں۔ اس لئے اگر کوئی نہیں کرتا تو اس کو برا نہ کہا جائے گا۔ البتہ اگر کوئی اس جائز کام کو ناجائز بتائے تو اس کو برا کہا جائے گا کیونکہ شرعی لحاظ سے تمام امور میں اصل اباحت ہے اور کسی کام کو حرام کہنے میں نص صریح کی حاجت ہے۔ لہٰذا جو شخص بغیر قول شارع علیہ السلام کے ان جائز امور کو بدعت و حرام کہتا ہے وہ خود بدعتی اور حرام کا مرتکب ہے۔

سوال: اگر کوئی ان دلائل کو جاننے کے باوجود ایصال ثواب کے لیے مخصوص کھانے کو حرام اور ایصال ثواب کرنے والے کو گناہ

کا رو بدعتی قرار دیتا ہے تو شرعی لحاظ سے اس کا کیا حکم ہے؟

جواب: یقیناً جو شخص اس کھانے کو کہ جس پر اللہ ﷻ کا پاک کلام پڑھا گیا حرام اور سنت پر عمل پیرا ہونے والے کو گناہ گار و بدعتی قرار دے وہ خود گناہ گار ہے۔ اور اسے بروز قیامت اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اس کے بارے میں جواب دہ ہونا پڑے گا۔ ایسے حضرات کو ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے۔ کہ جب اللہ ﷻ اور اس کا رسول ﷺ کسی کام سے منع نہ فرمائیں تو یہ کون ہوتے ہیں منع کرنے والے؟ کاش! ایسے حضرات درج ذیل آیات پر غور کرنے کی زحمت گوارا کر لیتے۔

اللہ ﷻ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَیِّبٰتِ مَاۤ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَ لَا تَعْتَدُوْاؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ﴾

ترجمہ کنزالایمان: "اے ایمان والو! حرام نہ ٹھہراؤ وہ ستھری چیزیں کہ اللہ نے تمہارے لئے حلال کیں اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اللہ کو ناپسند ہیں۔"[1]

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿قُلْ اَرَءَیْتُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّ حَلٰلًاؕ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ﴾

"تم فرماؤ بھلا بتاؤ تو وہ جو اللہ نے تمہارے لیے رزق اتارا اس میں تم نے اپنی طرف سے حرام و حلال ٹھہرا لیا' تم فرماؤ کیا اللہ نے اس کی تمہیں اجازت دی۔ یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو۔"[2]

اللہ ﷻ ہمیں ایصال ثواب کے ذریعے تمام مسلمانوں اور اپنے آپ کو بھی نفع پہنچانے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ۔

✿✿✿

---

[1] پارہ 7 مائدہ: آیت 87

[2] پارہ 11 یونس: آیت 59

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو غوث اعظم کہنا کیسا؟

سوال: شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث، غوث اعظم اور غوث الوریٰ اور پیر دستگیر کہنا کس طرح درست ہے۔ جبکہ اس کے معنی فریادرس ہیں اور فریادرس تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے؟ لہٰذا یہ سب نام اسی کے لیے ہونے چاہئیں نہ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے۔

جواب: اس کا جواب جاننے سے پہلے ان ناموں کا صحیح مطلب و مفہوم سمجھنا ضروری ہے۔

"غوث" کا معنی ہے فریاد کو پہنچنے والا۔ [1] غوث اعظم کا مطلب بڑا غوث [2] اور غوث الثقلین کا مطلب جن وانس کا غوث (بڑے پیر صاحب کا لقب) [3] ...... جبکہ "دستگیر" کا معنی ہاتھ پکڑنے والا مددگار۔ حامی۔ [4]

اَوّلاً: لغت کی مستند کتاب سے ان الفاظ کے معنیٰ دیکھنے سے یہ بات بخوبی معلوم ہوگی کہ یہ الفاظ اللہ عزوجل کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ یہ بڑے پیر (یعنی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ) کے القابات ہیں۔

ثانیاً: یہ بات یادرہے اللہ عزوجل کے لیے آج تک کسی نے بھی یہ الفاظ استعمال نہیں کیے کیونکہ عرف میں یہ الفاظ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خاص ہیں۔ یہ ہی وجہ ہے کہ لفظ "غوث" عربی زبان کا لفظ ہونے کے باوجود جب بھی بولا جائے تو سننے والے کا ذہن اس کو اللہ عزوجل کے لیے تصور نہیں کرتا بلکہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے مانتا ہے۔

ثالثاً: یہ بات بھی ذہن میں رکھنی چاہیے۔ اللہ عزوجل کے نام صفاتی ہیں نہ کہ قیاسی۔ یعنی اس کا ہر نام اس کی صفت کا بیان ہے۔ جبکہ اپنی مرضی سے قیاس کر کے اس کے نام نہیں رکھے جاسکتے۔ مثلاً عربی لفظ "مُبَلِّغ" اس کا معنی ہے "پہنچانے والا" اور یقیناً اللہ عزوجل ہم تک ہر شئے پہنچاتا ہے اس کے باوجود ہم اس کو "مبلغ" نہیں بولتے اسی طرح لفظ "لیڈر" کہ اس کا معنی رہنما، سرکردہ، سربراہ سردار وغیرہ ہے۔ اور بالیقین وہی مسلمانوں کا رہنما ہے پھر بھی اللہ عزوجل کے لیے یہ نام کوئی استعمال نہیں کرتا۔

رَابعاً: غوث، غوث اعظم، غوث الثقلین وغیرہ حقیقتاً نام بھی نہیں بلکہ یہ تو القاب ہیں۔ اور القاب جمع ہے لقب کی اور لقب کا معنی ہے کہ وہ نام جو کسی خاص مدح یا ذم کے سبب پڑ گیا ہو۔ [5]

---

[1] جامع فیروز اللغات اردو صفحہ 947 مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

[2] جامع فیروز اللغات اردو صفحہ 947 مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

[3] جامع فیروز اللغات اردو صفحہ 665 مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

[4] جامع فیروز اللغات اردو صفحہ 665 مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

[5] فیروز اللغات اردو صفحہ 1219 مطبوعہ فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ لاہور

منافقین: تعامل امت: ذیل میں اب ان بزرگان دین کے حوالہ جات نقل کرتے ہیں کہ جن کی تصنیفات وتحریرات میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث، غوث اعظم اور غوث الثقلین وغیرہ تحریر کیا گیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں:

(القطب الربانی والغوث الاعظم الصمدانی سلطان الاولیاء والعارفین)①

② شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے خود شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غَوثُ الثَّقَلَین لکھا ہے۔ بلکہ یہاں تک لکھا ہے کہ جمعرات کو ان کی فاتحہ دے۔②

③ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کے لیے یہ الفاظ استعمال فرمائے۔

(قطب الاقطاب الغوث الاعظم شیخ الشیوخ العالم غوث الثقلین)③

یہاں صرف تین (3) حوالے نقل کیے ہیں جبکہ یہاں درجنوں حوالے نقل کیے جاسکتے ہیں۔ لیکن "عقلمند را اشارہ کافی است" نیز سوچیے اگر مذکورہ اسلاف اس مسئلے کو خلاف شان الوہیت نہیں جانتے تو یقیناً ہم ان سے زیادہ علم نہیں رکھتے۔

اب حوالے ان حضرات کے نقل کیے جاتے ہیں جن کے متبعین بڑی شدومد کے ساتھ ان القاب کا استعمال شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے تو ماننے کے لیے تیار نہیں مگر اپنے بزرگوں کے لیے جائز تصور کرتے ہیں جبکہ اس کا انکار کرتے ہیں۔ حضرات ذرا ملاحظہ کریں کہ ان کے اکابرین نے نہ صرف شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے ان القابات کا استعمال کیا ہے بلکہ اپنے اساتذہ اور شیوخ کے لیے بھی ان کو نقل کیا ہے۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو "حضرت غوث پاک" اور "حضرت غوث الاعظم" تحریر فرمایا ہے۔④

حسین احمد مدنی صدر المدرسین دار العلوم دیوبند نے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے لفظ "غوث الثقلین" استعمال کیا ہے۔⑤

قصائد قاسمی کے اندر شاہ عبدالرحیم کے لیے "غوث دارین" اور "امیر و دستگیر دستگیراں" لکھا گیا ہے۔⑥

شاہ محمد اسمٰعیل دہلوی نے اپنی کتاب میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو متعدد مقامات پر "غوث الاعظم" تحریر کیا ہے۔ ملاحظہ کریں۔⑦

---

① نزهة الخاطر صفحه 5 مطبوعه مصر

② انتباه فی سلاسل اولیاء الله صفحه 28 مطبوعه اداره ضیاء السنه ملتان

③ اخبار الاخیار فی بیان شیخ عبدالقادر جیلانی

④ شمائم امدادیہ صفحہ 62-43 مطبوعہ کتاب خانہ اشرف شاہ کوٹ

⑤ الشہاب الثاقب صفحہ 59 مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

⑥ قصائد القاسمی صفحہ 21 مطبوعہ کتب خانہ رحیمیہ دیوبند

⑦ صراط مستقیم صفحہ 64-151-170 مطبوعہ کتاب خانہ رحیمیہ دیوبند

مولوی عاشق الٰہی دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کو لکھا:

قطب العالم قدوۃ العلماء غوث اعظم
مولوی رشید احمد محدث گنگوہی ①

مولوی محمود حسن دیوبندی نے رشید احمد گنگوہی کے حق میں لکھا:

جنید و شبلی ثانی ابوسعید انصاری
رشید ملت ودین غوث اعظم قطب ربانی ②

مذکورہ بالا تمام حوالہ جات کو غور سے پڑھیں۔ اور سوچئے کہ کیا مذکورہ تمام افراد غلطی ہی کرتے آئے ہیں۔ اور ان کو یہ سمجھ نہیں آیا کہ "غوث" تو صرف اللہ ہے۔ جب کہ وہ یقیناً معترضین سے بڑے اہل علم کہلاتے تھے۔ اور اعتراض کرنے والے ان افراد کو اپنا رہنما، پیشوا، ہادی اور امام مانتے ہیں۔ پس معترض یا تو ان تمام افراد کو بھی اپنے شرک اور کفر کے فتویٰ کی بھینٹ چڑھادیں یا پھر اپنی غلطی کو مان کر آئندہ سے اعتراض کرنا چھوڑ دیں۔ اور آخر میں اتنا کہتا چلوں کہ خود شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو غوث، غوث اعظم، غوث الوریٰ اور غوث الثقلین نہیں کہنا چاہتے تو بھلے نہ کہیں لیکن اتنا تو ضرور کریں کہ جوامت مسلمہ یہ القاب شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے استعمال کرتی چلی آرہی ہے۔ ان پر کفر وشرک کے فتویٰ لگا کر اپنی آخرت کو برباد نہ کریں۔

کیونکہ لوگ آپ کو "غوث" یعنی "فریاد کو پہنچنے والا" یونہی نہیں کہتے بلکہ آپ باذن اللہ تعالیٰ فریاد کو پہنچتے ہیں۔ مقربین بارگاہ یقیناً اللہ عزوجل کی دی ہوئی طاقت سے فریادی کی فریاد رسی کرسکتے ہیں۔ جن کا مفصل بیان آگے آرہا ہے۔

❁❁❁

---

① تذکرۃ الرشید صفحہ 2 مطبوعہ دارالاشاعت کراچی۔

② کلیات شیخ الہند صفحہ نمبر 87 مطبوعہ مجلس یادگار شیخ الاسلام کراچی۔

یا شَیخ سید عبدالقادر شَیئاًلِلّٰہِ کہنا کیسا؟

سوال:یاشَیخ سید عبدالقادر شَیئاًلِلّٰہِ کہنا کیسا ہے؟

جواب:اگر اس جملے کا اردو ترجمہ کریں تو وہ یہ بنتا ہے۔

یاشیخ عبدالقادر شَیئاًلِلّٰہِ

''اے شیخ عبدالقادر کچھ دو اللہ کے واسطے''

توجب ان سے خدا واسطے طلب کرتے ہیں تو اس میں کیا حرج ہوگا جبکہ ہمارے ہاں یہ ہر کوئی کسی نہ کسی سے کسی نہ کسی صورت میں خدا واسطے مانگتا ہی رہتا ہے۔مثلاً فقیر سخی کے دروازے پر آکر بولتا ہے خدا واسطے کچھ دو۔علمائے دین مسجد کے منبر ومحراب پر بیٹھ کر عوام الناس میں سے مخیر حضرات سے کہہ رہے ہوتے ہیں کہ خدا واسطے کچھ دو۔اسی طرح اور کئی مقامات پر اس جملہ کو استعمال کیا جاتا ہے۔لہٰذا جب فقیر سخی کو،عالم مقتدی کو کہہ سکتا ہے''شَیئاًلِلّٰہِ'' تو مرید وعقیدت مند یقیناً شیخ عبدالقادر کو بھی کہہ سکتا ہے۔کہ شَیئاًلِلّٰہِ خدا کے واسطے کچھ دو۔

دوسری بات یہ ذہن نشین رہے کہ جب اردو،پنجابی اور وغیرہ میں یہ کہہ سکتے ہیں خدا واسطے دو تو پھر اسی بات کو عربی میں (شَیئاًلِلّٰہِ) کہہ دیں تو وہ غلط نہ ہو جائے گا۔

الغرض (شَیئاًلِلّٰہِ) کہنا غلط نہیں کیونکہ یہ کہنے والا نہ تو شیخ عبدالقادر کو خدا مانتا ہے نہ خدا کا بیٹا نہ ہی اس کا کوئی شریک نہ مختار ذاتی اور نہ متصرف کلی وجزوی بلکہ وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو ہر حال میں خدا کا بندہ تصور بلکہ اقرار کرتا ہے۔کیونکہ وہ خود عبدالقادر کہہ رہا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ ''قادر کا بندہ'' اور قادر مطلق تو صرف اللہ عزوجل کی ذات ہے اور قائل کا یہ یقین ہوتا ہے کہ یہ باذن اللہ یعنی اللہ کے حکم سے عطا کریں گے۔

یہ جملہ کن لوگوں نے کہا؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

دمشق میں شیخ خیرالدین الملی رحمۃ اللہ علیہ کہ مصنف درمختار کے استاد ہیں ان سے پوچھا گیا کہ''یہاں لوگ یاشیخ عبدالقادر اور یاشیخ احمد رفاعی شَیئاًلِلّٰہِ کہتے ہیں'' تو آپ نے فرمایا کہ''یہ جائز اور درست ہے۔''[1]

---

[1] فتاویٰ خیریہ کتاب الکراھیہ والاستحسان جلد 2 صفحہ 182 دارالمعرفہ بیروت

چند منسوب کرامات کا بیان

اولیاء اللہ رحمہم اللہ پر اعتراضات میں ایک ان کی کرامات پر طعن و تشنیع کرنا بھی ہے۔ پس بعض تو سرے سے انکار کریں اور بعض اس کرامت کے اندر کیڑے نکالیں گے پس یہاں کرامت کی تعریف، اقسام، احکام، اور بعض مشہور کرامات کے حوالے کچھ گزارشات حاضر خدمت ہیں ملاحظہ فرمائیے۔

کرامت کی تعریف

اصطلاحی طور پر کسی کامل مسلمان سے اپنے نبی علیہ السلام کی شریعت پر اتباع کرتے ہوئے جو خلاف عادت امور ظاہر ہو اس کو کرامت کہتے ہیں۔

نوٹ: جبکہ کسی عام مسلمان سے خلاف عادت بات صادر ہو تو اس کو ''معونت'' کہتے ہیں۔

کرامت کا ثبوت قرآنی

اس کے لیے ذیل میں تین آیات بمع ترجمہ ذکر کرتے ہیں کرامت کی تعریف ذہن میں رکھتے ہوئے ان کو مطالعہ فرمالیں۔

﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ﴾

''ترجمہ کنزالایمان: اس نے عرض کی جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ میں اسے حضور میں حاضر کر دوں گا ایک پل مارنے سے پہلے۔''[1]

اس آیت کی تفسیر میں علامہ آلوسی، ابن کثیر اور دیگر مفسرین رحمہم اللہ نے لکھا کہ: یہ تخت لانے والے ولی اللہ حضرت آصف بن برخیا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جنہوں نے بطور کرامت یہ تخت حاضر کر دیا تھا۔ وہ تخت یمن میں تھا اور حضرت سلیمان علیہ السلام شام میں تھے۔ جب آصف بن برخیا نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی وہ بلقیس کے تخت کو لے آئے تو وہ تخت زمین کے اندر گھسا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے نکل آیا۔ اسی طرح سورت آل عمران میں حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بے موسم پھلوں کا حاضر ہونا ثابت ہے۔

﴿كُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْهَا زَكَرِیَّا الْمِحْرَابَۙ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقًاۚ قَالَ یٰمَرْیَمُ اَنّٰى لَكِ هٰذَاؕ قَالَتْ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾

---

[1] پارہ 19، سورۃ النمل: 40۔

"جب زکریا اس کے پاس اس کی نماز پڑھنے کی جگہ جاتے اس کے پاس نیا رزق پاتے" کہا "اے مریم! یہ تیرے پاس کہاں سے آیا" بولیں "وہ اللہ کے پاس سے ہے۔" بے شک اللہ جسے چاہے بے گنتی دے۔ ①

اصحاب کہف کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے:

﴿اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰيٰتِنَا عَجَبًا ○ اِذْ اَوَى الْفِتْيَةُ اِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوْا رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا ○ فَضَرَبْنَا عَلٰٓى اٰذَانِهِمْ فِى الْكَهْفِ سِنِيْنَ عَدَدًا ۙ ثُمَّ بَعَثْنٰهُمْ لِنَعْلَمَ اَىُّ الْحِزْبَيْنِ اَحْصٰى لِمَا لَبِثُوْٓا اَمَدًا﴾

"کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے والے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔ جب ان نوجوانوں نے غار میں پناہ لی پھر بولے اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت دے اور ہمارے کام میں ہمارے لیے راہ یابی کے سامان کر تو ہم نے اس غار میں ان کے کانوں پر گنتی کے کئی برس تھپکا پھر ہم نے انہیں جگایا کہ دیکھیں دو گروہوں میں کون ان کے ٹھہرنے کی مدت زیادہ ٹھیک بتاتا ہے۔" ②

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "ہمارے اصحاب صوفیہ نے اس آیت مبارکہ سے کرامات کے قول کی صحت پر استدلال کیا ہے اور یہ استدلال بالکل ظاہر ہے۔" ③

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کرامت

یوں تو بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی کرامات کا ظہور ہوا جیسا کہ حضرت ابوبکر، عمر فاروق اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی کرامات لیکن ہم یہاں صرف ایک حوالہ پیش کرتے ہیں۔

کرامت: کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دروازہ خیبر اکھیڑ کر پھینک دیا تو فرمایا:

[وَاللّٰهِ مَا فَعَلْتُ خَيْبَرَ بِقُوَّةٍ جَسَدِيْ وَلٰكِنْ بِقُوَّةٍ رَبَّانِيَّةٍ]

"اللہ عزوجل کی قسم میں نے خیبر کا دروازہ جسمانی طاقت سے نہیں بلکہ ربانی طاقت سے اکھیڑا تھا" ②

چنانچہ حدیث پاک میں آتا ہے:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی کے ساتھ دشمنی کی میرا اس کے لیے اعلان جنگ ہے اور فرائض سے بڑھ کر کوئی ایسی چیز مجھے محبوب نہیں جس کے ذریعے بندہ میرا قرب حاصل کرے اور پھر میرا بندہ نوافل کی کثرت کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اسے اپنا محبوب بنا لیتا ہوں۔ پس میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے میں اس کے ہاتھ بن

---

① پارہ 3، سورہ آل عمران آیت 37، ترجمہ کنزالایمان: ② پارہ 15 سورۃ الکہف آیت 9 تا 11

③ تفسیر کبیر جلد 21 صفحہ 91 مطبوعہ مصر

جاتا ہوں جس سے پکڑتا ہے، میں اس کی ٹانگ بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرتا ہے تو میں اس کو عطا کرتا ہوں اور کسی شی سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔''[1]

اس حدیث کی شرح یوں کی گئی۔

''اللہ ﷻ بندہ کے کان اور آنکھیں ہو جاتا ہے اس کی کیا توجیہ ہے؟ عام طور پر شارحین اور علماء نے یہ کہا ہے کہ بندہ اپنے کانوں سے وہی سنتا ہے جس کے سننے کا اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے اور اپنی آنکھوں سے وہی دیکھتا ہے، جس کے دیکھنے کا اللہ ﷻ نے حکم دیا ہے تو بندہ کا سننا اللہ ﷻ کا سننا اور بندے کا دیکھنا اللہ ﷻ کا دیکھنا ہوتا ہے۔ اس لیے فرمایا میں اس کے کان ہو جاتا ہوں اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہوں۔ لیکن اس پر یہ اعتراض ہے کہ کوئی بندہ اس وقت تک اللہ ﷻ کا محبوب نہیں بنے گا۔ جب تک کہ اس کا سننا، اس کا دیکھنا، اس کا تصرف کرنا اور اس کا چلنا اللہ ﷻ کے احکام کے مطابق نہ ہو اور جب اللہ ﷻ اس کو محبوب بنا لے گا۔ تو پھر اللہ ﷻ اس کا کان ہو جاتا ہے۔ اور اس کی آنکھیں ہو جاتا ہے کا معنیٰ یہ نہیں ہو سکتا۔ اس حدیث کی بہترین توجیہ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں ''بندہ جب عبادت پر دوام کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے متعلق اللہ ﷻ نے فرمایا میں اس کی آنکھ ہو جاتا ہوں۔ اور اس کا کان ہو جاتا ہوں۔ پس جب اللہ ﷻ کا نور اس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور دور سے سن لیتا ہے اور جب اس کا نور جلال اس کا آنکھ ہو جاتا ہے۔ تو وہ قریب اور بعید کو دیکھ لیتا ہے اور جب اس کا نور اس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان چیزوں اور قریب و بعید کی چیزوں کے تصرف پر قادر ہو جاتا ہے۔''

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ ﷻ کا ولی فرائض پر دوام اور نوافل پر پابندی کرنے سے اس مقام پر پہنچ جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔ لیکن بندہ بندہ ہی رہتا ہے خدا نہیں ہو جاتا۔ جیسے آئینہ میں کسی چیز کا عکس ہو تو آئینہ وہ چیز نہیں بن جاتا، اس کی صورت کا مظہر ہو جاتا ہے۔ بلا تشبیہ و تمثیل جب بندہ کامل کی اپنی صفات فنا ہو جاتی ہیں تو وہ اللہ ﷻ کی صفات کا مظہر ہو جاتا ہے۔''[2]

اس اوپر والی حدیث کی وضاحت ترمذی شریف کی ایک حدیث سے بھی ہوتی ہے جس میں ہے کہ سرکار ﷺ نے فرمایا۔

[اِتَّقُوْا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَاِنَّهٗ يَنْظُرُ بِنُوْرِ اللّٰهِ]

''مومن کی فراست سے بچو کہ وہ اللہ ﷻ کے نور سے دیکھتا ہے۔''[3]

امام جلال الدین سیوطی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ در منثور میں لکھتے ہیں۔

''حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مقام ابراہیم پر اعلان کے لیے کھڑے ہوئے تو وہ انہیں لے کر بلند ہونے لگا۔ یہاں تک کہ زمین کے تمام پہاڑوں سے بلند ہو گیا آپ نے اسی بلندی پر سے

---

① صحیح البخاری جلد2 صفحہ963 قدیمی کتب خانہ

② تبیان القرآن، جلد5، صفحہ418 فرید بکسٹال لاہور

③ ترمذی شریف: جلد4 صفحہ149 دالکتب العلمیہ البیروت

④ الدر المنثور جلد6 صفحہ33 دار الاحیاء التراث العربی، بیروت

لوگوں میں حج کا اعلان کیا جو سات سمندروں کی تہ سے بھی سنا گیا۔ [1]

عقلی دلیل

① عموماً ہمارے معاشرے میں کسی مرد یا عورت پر کسی شریر چیز کا سایہ وغیرہ ہو جائے تو اس کی طاقت وقوت بہت بڑھ جاتی ہے۔ یہاں تک کہ کئی لوگ اس کو اپنے کنٹرول میں نہیں کر پاتے۔ اس طرح جب مذکورہ بالا احادیث کی روشنی میں جب اللہ ﷻ کسی کو اپنا قرب عطا فرما دیتا ہے اور اس میں قوت رحمانی جلوہ گر ہوتی ہے۔ تو وہ بھی بڑا طاقتور ہو جاتا ہے۔ اور اس سے پھر خلاف عادت امور سرانجام پاتے ہیں۔

② دور جدید میں موبائل کے ذریعے ایک آواز کا ہزاروں میل دور دوسرے تک پہنچ جانا اور ان آوازوں کا سننا، سنانا ٹی وی کے ذریعے تصویروں کا دیکھ لینا نیٹ پر چیٹنگ وغیرہ کے ذریعے اپنے احباب کو نہ صرف Live دیکھنا بلکہ ان کے ساتھ اس طرح گفتگو کرنا کہ جس طرح وہ قریب ہیں۔ یہ کرامت کے ثبوت کے لیے بطور عقلی دلیل کے پیش کرنا رائیگاں نہ ہوگا کہ کرامت وغیرہ میں عموماً ان ہی چیزوں کا انکار ہوتا ہے جبکہ وہ ان مذکورہ ذرائع کے ساتھ ممکن میں فرق کر سکیں۔ یہ کہ دنیاوی چیزیں سیٹلائیٹ یا نیٹ ورک کے ذریعے کام کریں جس کو مخلوق نے تیار کیا جبکہ اولیاء "روحانی تعلق" سے کام کریں جو خود خالق نے ان کو دیا۔

کرامت اور معجزہ میں فرق

معجزہ صرف نبی علیہ السلام سے صادر ہوگا اور وہ بھی بعد اعلان نبوت کے جبکہ ولی سے کرامت ظاہر ہوگی۔ کسی صورت کسی ولی سے معجزہ ظاہر نہ ہوگا۔

چند مشہور غلط کرامات

جب یہ بات واضح ہوگی کہ معجزہ صرف نبی علیہ السلام سے صادر ہوگا تو بعض جاہلوں نے جو بی بی فاطمہ کا معجزہ بنا لیا یہ سراسر باطل اور غلط ہے کہ ان کی کرامت تو ہو سکتی ہے معجزہ ان سے صادر نہ ہوگا۔ [2]

شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ کی طرف منسوب چند کرامات

دیگر اولیاء اللہ کی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف بعض لوگوں نے غلط چیزوں کو بطور کرامت منسوب کیا ملاحظہ

---

① الدر المنثور جلد 6 صفحہ 33 دار الاحیاء التراث العربی، بیروت

② معجزہ بی بی فاطمہ، دس بی بیوں کی کہانی وغیرہ نامی رسالوں کی حقیقت جاننے کے لیے مفتی محمد اکمل مدنی صاحب کا ایک رسالہ سچ یا جھوٹ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت ضرور مطالعہ کریں بی بی فاطمہ کا معجزہ تو دور کی بات اس رسالے میں موجود مواد کو کرامت کہتے ہوئے بھی کئی بار سوچنا ہوگا۔ اس طرح بعض لوگوں نے اولیاء اللہ ﷺ کی جانب غلط کرامات کو منسوب کر کے مشہور کر دیا اور اس میں ان کی عزت وقار جانا حالانکہ خلاف شرع کوئی چیز کرامت کے زمرے میں داخل نہ ہوگی۔

فرمائیں۔ امام اہل سنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ

① روحیں آزاد کریں

سوال: حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کا انتقال ہوگیا موتی کا لڑکا حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت سے عرض کیا کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ اس پر لڑکا زیادہ رویا پیٹا اور اڑ گیا۔ تو آپ کو رحم آیا آپ نے وعدہ فرمایا اور لڑکے کی تسکین کی۔ بعدہ حضرت عزرائیل علیہ السلام کو مراقب ہو کر روکا۔ جواب دیا کہ ہاں آپ نے فرمایا کہ روح ہمارے مرید کی چھوڑ دو۔ عزرائیل علیہ السلام نے کہا کہ میں نے بحکم رب العالمین روح قبض کی ہے بغیر حکم نہیں چھوڑ سکتا۔ اس پر جھگڑا ہوا۔ آپ نے تھپڑ مارا۔ حضرت کے تھپڑ سے عزرائیل کی آنکھ نکل پڑی۔ اور آپ نے ان سے زنبیل چھین کر اس روز کی تمام روحیں جو کہ قبض کی تھیں چھوڑ دیں۔ اس پر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے رب العالمین سے عرض کیا وہاں سے حکم ہوا کہ ہمارے محبوب نے ایک روح چھوڑنے کو کہا تھا تم نے کیوں نہیں چھوڑی ہم کو ان کی خاطر منظور ہے۔ اگر انھوں نے تمام روحیں چھوڑ دیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔
شرعاً ان روایتوں کا بیان کرنا مجلس مولود شریف یا وعظ وغیرہ میں درست ہے یا نہیں؟ بحوالہ کتب معتبرہ تحریر فرمایئے۔
بینوا توجروا (بیان فرمایئے اجر دیے جاؤ گے۔)

جواب: روایت ابلیس کی گھڑی ہوئی ہے اور اس کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام۔ احمق، جاہل، بے ادب نے یہ جانا کہ وہ اس میں حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتا ہے حالانکہ وہ حضور کی سخت توہین کر رہا ہے۔ کسی عالم مسلمان کی اس سے زیادہ توہین کیا ہوگی کہ معاذ اللہ! اسے کفر کی طرف نسبت کیا جائے۔ نہ کہ محبوبان الٰہی سیدنا عزرائیل علیہ السلام مرسلین ملائکہ میں سے ہیں اور مرسلین ملائکہ بالاجماع تمام غیر انبیاء سے افضل ہیں۔ اور کسی رسول کے ساتھ ایسی حرکت کرنا معاذ اللہ توہین رسول کے سبب اس کے لیے باعث کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ جہالت وضلالت سے پناہ دے۔ [1]
اسی طرح ایک کرامت یوں بھی بیان کی جاتی ہے۔

میں غوث پاک کا دھوبی ہوں

سوال: حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا ایک دھوبی تھا جب اس کا انتقال ہوگیا اور سوال وجواب کے لیے منکر نکیر فرشتے قبر میں تشریف لائے اور پہلا سوال "من ربك" کیا تو اس نے جواب میں "غوث پاک یا میں "غوث پاک" کا دھوبی ہوں کہ اسی طرح باقی دونوں سوالوں کے جواب میں بھی اس کا وہی جواب رہا کہ میں غوث پاک کا دھوبی ہوں یا غوث پاک دریافت طلب امر یہ ہے کہ ایسا بیان کرنا شرعاً کہاں تک درست اور جائز ہے؟ اور اس طرح کی روایت بیان کرنے والے پر شرعاً کیا حکم عائد ہوتا ہے بینوا توجروا۔

---

① فتاویٰ رضویہ جلد صفحہ 629 رضا فاؤنڈیشن لاہور

جواب: روایت مذکورہ بے اصل ہے۔ اس کا بیان کرنا درست نہیں لہٰذا جس نے اسے بیان کیا وہ اس سے رجوع کرے اور آئندہ وہ اس روایت کے نہ بیان کرنے کا عہد کرے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو کسی معتمد کتاب سے اس روایت کو ثابت کرے۔ ①

پس مذکورہ بالا تفصیل سے خلاصہ یہ نکلا کہ کرامت کے لیے معیار اس کا خلاف شرع ہونا ثابت نہ ہو۔ ورنہ کوئی ہی کیوں نہ ہو اس کی یا اس کی جانب غلط بات کی نسبت کو قبول نہ کیا جائے گا۔

بارہ سال کی ڈوبی ہوئی کشتی نکال دی

یہ بھی ایک کرامت ہے جسے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نسبت کی جاتی ہے۔ جبکہ بعض لوگ اس کا انکار کرتے نظر آتے ہیں۔ کہ جی یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ کرامت میں تو یہ سوال ہی نہیں کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ کیونکہ کرامت تو ہے ہی خلاف عقل البتہ خلاف شرع نہ ہو۔ ہم آئندہ سطور میں اہل علم وتحقیق نے اس حوالے سے جو کلام کیا ہے اس کو تحریر کیے دیتے ہیں۔ لہٰذا امام اہل سنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ سے سوال ہوا کہ

ایک بڑھیا لب دریا بیٹھی روتی تھی اتفاقاً حضرت کا اس طرف سے گزر ہوا۔ حضرت نے فرمایا اس قدر کیوں روتی ہو؟ بڑھیا نے عرض کی حضرت! میرے لڑکے کو بارہ 12 برس ہوئے یہاں دریا میں مع سامان کے برات ڈوبی ہے۔ میں یہاں آکر روزانہ روتی ہوں۔ آپ نے دعا فرمائی آپ کی دعا کی برکت سے بارہ برس کی ڈوبی ہوئی برات مع کل سامان کے صحیح وسالم نکل آئی اور بڑھیا خوش وخرم اپنے مکان کو چلی گئی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا جواب ارشاد فرمایا کہ یہ روایت اگرچہ نظر سے نہ گزری مگر زبان پر مشہور ہے۔ اور اس میں کوئی امر خلاف شرع نہیں اس کا انکار نہ کیا جائے۔ ②

اسی کرامت سے متعلق ایک سوال صاحبزادہ اقتدار خان نعیمی سے پوچھا گیا تو آپ نے بالتفصیل جواب دیا۔ ملاحظہ فرمائیں۔ یہ سب کرامتیں تاریخ اور قصص اور تصوف وسیر کی کتابوں سے ثابت ہیں۔ ان کے انکار کی جرأت کیسے کی جاسکتی ہے۔ اور یہ بھی بداخلاقی ہے کہ اپنی مرضی سے جو چاہی کرامت مان لی۔ اور جس کا چاہا انکار کردیا۔ اس لیے کہ اسلام کا قانون اور اصول ایک باضابطہ چیز ہے۔ ہر چیز اصول کے مطابق ہی مانی جائے گی اور اصول شریعت سے ہی اس کا انکار کیا جاسکتا ہے۔ جس طرح حضور غوث پاک کی دوسری بہت سی کرامات مختلف کتب سے ثابت ہیں۔ اسی طرح یہ بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی بارات کا زندہ نکالنا بھی چند بزرگوں کی کتب سے ثابت ہے۔ چنانچہ کتاب سلطان الاذکار۔ اور شیخ شہاب الدین سہروردی رضی اللہ عنہ کی تصنیف شدہ کتاب خلاصہ قادریہ کے صفحہ 40 پر یہ واقعہ تفصیل سے درج ہے۔ اسی طرح مولانا برخوردار ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب غوث اعظم صفحہ 677 پر فرماتے ہیں کہ واقعہ بہت مشہور ہے کسی واقعے کو ماننے کے لیے اتنی شہرت کافی ہے۔ اور ایمان والوں کے لیے تو بزرگوں کے اقوال ہی سند

---

① فتاویٰ فقیہ ملت جلد 2 صفحہ 411 مطبوعہ شبیر برادرز لاہور

② فتاویٰ رضویہ جلد 1 صفحہ 629 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

کیونکہ انکار کی کوئی شرعی وجہ معلوم نہیں ہوتی۔ اور بلاوجہ انکار گناہ ہے۔ بارہ برس کے بعد ڈوبے ہوئے لوگوں کو زندہ نکال لینا رب کی قدرت کاملہ ہے۔ جس کا ظہور ذات غوث پاک سے ہوا۔

اب اس قدرت کا انکار شانِ خداوندی میں اسی طرح گستاخی ہے۔ جس طرح قرآن پاک کا بیان کردہ حضرت عزیر علیہ السلام کا واقعہ کہ حضرت عزیر علیہ السلام سو سال تک فوت رہے اور پھر زندہ ہو گئے۔ قرآن پاک نے سو سال بعد زندہ ہونے کا ذکر فرمایا۔ اس واقعہ کی حقانیت پر یقین رکھنا عین ایمان ہے۔ اس کا منکر کافر صریح ہے۔ حالانکہ سو سال بعد زندگی زیادہ تعجب ناک ہے بارہ سال بعد زندگی سے جو رب تعالیٰ سو سال بعد زندہ کر سکتا ہے۔ اس پر بارہ سال بعد زندہ کرنا کیونکر مشکل ہو سکتا ہے اور جب اس کا اقرار ہے تو اس کا انکار کیوں۔ وہ بھی قدرت کا کرشمہ تھا یہ بھی۔ نہ وہ قانونی فعل نہ یہ۔ وہاں بھی معجزانہ طور پر قدرت الٰہی کا شکار کرنا تھا یہی وجہ ہے کہ جلد خراب ہونے والا سالن کھانا پینا سو سال تک خراب نہ ہوا۔ اور لمبی زندگی والا اپنی طبعی زندگی پوری کر کے مر جانے والا ہڈیوں کا ڈھانچہ بن کر گل سڑ گیا۔ وہی دھوپ اور بارشیں جسم پاک عزیر علیہ السلام پر پڑیں۔ مگر معجزانہ طور پر اس کو کچھ بھی نہ ہوا۔ جس طرح یہ سب کچھ قدرتی امر تھا۔ اسی طرح بارہ سال بعد زندہ کرنا بھی قدرتی امر تھا۔ فرق صرف اتنا تھا کہ وہ نبی علیہ السلام کے جسم پر بطور معجزہ ظاہر ہوا۔ اور یہ غوث پاک رضی اللہ عنہ کے دست اقدس پر بطور کرامت ظاہر ہوا۔ بلکہ یاد رکھو کہ جس طرح معجزات باری تعالیٰ کے قانون کو ثابت کرنے کے لیے ہوتے ہیں۔ اسی طرح کرامات معجزوں کو ثابت کرنے کے لیے ہوتی ہیں۔ قانون کے منکروں کو معجزات دکھا کر قائل و مائل کیا جاتا ہے۔ معجزات کے منکروں کو کرامات اولیاء اللہ دکھا کر قائل و مائل کیا جاتا ہے۔ پس یقینی حد تک یہ بات صحیح ہو سکتی ہے کہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں شاید حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعے کے کچھ فرقے منکر ہو گئے ہوں تو اللہ جل شانہٗ نے غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ذریعے بارہ برس میں ڈوبی ہوئی بارات کو زندہ کر کے اس واقعے کی تائید و توثیق فرمائی ہو اور پھر پوری بارات ڈبو دی۔ تاکہ اس کرامت کے عینی شاہد زیادہ ہوں گے۔ ایک دو آدمیوں کی بات کا انکار کیا جا سکتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس بارات میں بھی کوئی واقعہ عزیر کا منکر ہو۔

بہر حال یہ واقعہ بارات عقلاً و نقلاً۔ شرعاً ہر طرح درست ہے۔ فی زمانہ قرآن پاک سے اس کی تائید ہو رہی ہے۔ ایسے صحیح سچے اور قابل قبول واقعہ کا صرف اس لیے انکار کرنا کہ حضور غوث پاک کی ذات سے زندہ کرنا محال ہے۔ تو یہ وجہ بے عقلی ہے۔ اس لیے کہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز کرامتِ غوث پاک مرغی کو زندہ کرنا تو مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ 241 پر اور فتاویٰ حدیثیہ صفحہ 251 پر بھی ہے۔ حالانکہ وہ مرغی بھونی ہوئی اور کچھ کھائی تھی۔ اور معتبر کتب اسلامیہ سے ثابت ہے۔ خلاصہ یہ کہ بارات کی کرامت ہو یا مرغی کی شرعاً قابل قبول ہے۔ ہاں وہ کرامات جو جوشِ جنون میں بعض خبثاء نے خود گھر بیٹھے بنا کر غوث پاک عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب کر دیں۔ اور وہ شریعت کے بھی خلاف ہیں۔ وہ ناقابل قبول ہیں۔ کیونکہ ان کی تائید قرآن و حدیث سے کہیں بھی نہیں ملتی۔ مثلاً غوث پاک کا روحوں والی زنبیل چھین لینا (معاذ اللہ) اسی طرح کی کفریہ فسقیہ باتیں لوگوں کو گستاخ بزرگان بنا دیتی ہیں۔ اس لیے کہ حضرت ملک الموت عزرائیل علیہ السلام رسل ملائکہ تمام غوثوں قطبوں سے ان کا مقام بلند تر ہے۔ غوث پاک عبدالقادر جیلانی کا مقام و درجہ صرف اپنے وقت اور بعد والے تمام اولیاء اللہ سے بلند ہے۔ جیسا کہ ہم نے سیر امام اعظم میں ثابت کر دیا۔ یہ دراز گفتگو مجھے اس لیے کرنی پڑی کہ فی زمانہ جس طرح وہابی دیوبندی اہلسنت میں

کر حضور غوث پاک اور دیگر اولیاء اللہ کی گستاخیاں کرتے پھرتے ہیں۔اسی طرح بعض شیطانی لوگ سنی بن کر صوفیانہ لباس پہن کر غوث پاک کے جھوٹے عاشق بن کر یہاں تک بدعقیدگی کر جاتے ہیں کہ ولی کا درجہ نبی سے بڑھا دیتے ہیں۔حالانکہ مسلکِ اھل سنت میں کوئی ولی کسی نبی سے برابری نہیں کر سکتا۔غوث پاک عبدالقادر جیلانی اور دیگر تمام غوث وقطب تو تابعین وتبع تابعین کے بعد درجہ رکھتے ہیں۔وہ سرکاریں ہیں یہ غوث وقطب ان کے خدام ہیں۔اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا حاشا حاشا سنی نہیں ہو سکتا۔
ہاں یہ درست ہے کہ غوث پاک نورنظر صاحب لولاک بے شمار کرامات کے مالک ومختار ہیں۔یہ بات بھی ظاہر وثابت ہے کہ معجزہ ہو یا کرامت۔انبیاء کرام اور ان کے ولیوں کو ان پر مختار ومالک بنا دیا جاتا ہے۔جیسا کہ قرآنِ پاک سے ثابت ہے۔انھیں کرامات میں سے ڈوبی ہوئی بارات کو بارہ سال بعد نکالنا بھی ہے۔جیسا کہ استدلالی طور پر قرآن مجید سے یہ کرامت ثابت ہوگئی اور تاریخی کتابوں قصص اولیاء سے بھی یہ کرامت ثابت ہوگئی اور تاریخی طور پر بزرگوں کے حوالے بھی انکار کی کوئی گنجائش باقی نہیں۔

ہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس برات کا دولھا کون تھا؟ تو کتب سیر سے بھی اور تشہیر فی العوام سے بھی یہ ہی ثابت ہے کہ وہ دولھا حضرت سید کبیر الدین شاہ دولھا دریائی ہیں۔ان کا نام کبیرُ الدین ہے چونکہ اس برات کے دولھا بھی تھے۔فارسی النسل عجمی تھے اور زبان مادری فارسی ہی تھی فارسی میں تارک شخص کو دولہا یا ''شاہ دولہا'' یا نوشاہ کہا جاتا ہے۔اسی طرح اردو زبان میں مستعمل ہے۔اسی لیے ان کا لقب شاہ دولہا ابھی تک چلا آرہا ہے۔یہ ہی بارہ برس تک دریا میں ڈوبے رہے اس لیے ان کا لقب دریائی اب تک مشہور ہے۔ان کا ایک مزار ہمارے شہر گجرات پنجاب میں ہے۔اور ایک مزار صوبہ گجرات احمد آباد انڈیا ہندوستان میں ہے۔
چنانچہ کتاب مقامات محمود صفحہ 368 پر اسی طرح درج ہے۔اسی کتاب کے اگلے صفحہ 369 پر درج ہے۔کہ آپ کو غوث پاک نے اپنے پاس ہی رکھ لیا تھا۔اور خدمتِ وضو پر معمور کیا تھا۔ایک دفعہ آپ کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وضو کا غسالہ پلایا تو آپ کی عمر ایک سو سال طبعی کے علاوہ پانچ سو سال مزید بڑھ گئی۔کل چھ سو سال ہوگئی۔غوثِ پاک نے اپنا خلیفہ بنا کر گجرات آپ کو بھیجا۔
چنانچہ کتاب حقیقتِ گلزار صابری صفحہ 77 پر اسی طرح درج ہے۔تمام تاریخوں میں آپ کا لقب شاہ دولہا لکھا جاتا ہے۔اس کی وجہ بھی ہے جو اوپر بیان ہوئی شجرات روحانیہ میں بھی آپ کو شاہ دولھا کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔چنانچہ شجرہ قادریہ جنیدیہ غفوریہ صفحہ 57 پر بھی اسی طرح درج ہے۔ان تمام کڑیوں کو جوڑنے سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آپ ہی کی برات کو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے ترایا تھا۔چونکہ آپ نے دریا سے زندہ نکل کر باقی زندگی حضور غوثِ پاک کے قدموں میں گزار دی۔اس لیے آپ کی کوئی اولاد نہ ہوئی۔مگر آپ کو رب کریم نے صلہ خدمت غوثِ اعظم میں ایسی تا قیامت زندہ کرامت دی ہے کہ دنیا جہاں میں اولاد والوں کی اولاد سے۔آپ کو حصہ اولاد بشکل چوہا عطا ہوا۔دنیا میں صرف آپ کو ہی یہ کرامت ملی ہے۔وہ چوہے جن کا دنیا میں ان انسانی چوہوں کا آج تک کسی نے جنازہ اٹھتا نہ دیکھا۔آپ کی دوسری کرامت یہ مشہور ہے کہ ایک پانی کی بیماری سے جسم انسانی میں موکے نکل آتے ہیں۔آپ کے مزار پر جھاڑو کی منت ماننے سے وہ موکے جھڑ جاتے ہیں۔میری خوش بختی کہ یہ مزار مقدس میرے مکان کے بالکل قریب ہے اور منکرین گستاخوں کا جواب دینے کے لیے بھی مجھ کو منتخب کیا گیا۔

فَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی ذٰلِكَ

اتنے دلائل باضابطہ شرعیہ کے ہوتے ہوئے پھر بغیر دلیل محض ضدبازی میں اپنی ناقص عقل سے انکار کرتے چلے جانا جہلا (پاگل) کا کام ہے۔ اہل علم کے نزدیک صرف ان چیزوں کا انکار کیا جائے گا جن میں مندرجہ ذیل چار خرابیاں ہوں۔

① اصول اربعہ فقیہ شرعیہ کے بعد ظہور میں آئیں اور شریعت اسلامیہ کے مطابق نہ ہوں۔

② جس چیز میں کسی اسلامی قانون کا مقابلہ پایا جائے وہ کرامت بناوٹی اور شرعاً نا قابل قبول ہوتی ہے۔ ایسے ہی جھوٹی کرامت کو ماننے اور لکھنے کہنے سننے والا بدبخت گمراہ ہوتا ہے۔ مثلاً وہی روحیں چھیننے والی بناوٹی بات جس کا ذکر پہلے ہوا یہ کرامت عقلاً و نقلاً غلط ہے۔ کیونکہ احادیث سے روحیں چھیننے والی بناوٹی بات جس کا ذکر پہلے ہوا یہ کرامت عقلاً و نقلاً غلط ہے۔ کیونکہ احادیث سے روحوں کے لے جائے جانے کا طریقہ اور ہے۔ اور تھیلے میں ڈال کر نہیں لے جائی جاتیں۔ ان وجوہ شرعیہ سے یہ کرامت غلط ہے۔ اولیاء اللہ کو کرامت اس لیے نہیں دی جاتی کہ وہ اپنے بڑوں کے مقابلے آجائے یا اپنا رعب جماتا پھرے بلکہ صرف کفر اور بے دینی گمراہی کو پسپا کرنے کے لیے عطا ہوتی ہے۔

③ جس کرامت سے کسی دوسرے بزرگ کی شان میں گستاخی ہوتی ہو۔ وہ کرامت بھی غلط ہے۔ جیسا کہ زہرہ رنڈی اور ہاروت وماروت کا واقعہ اس کا امام رازی اور امام قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے انکار کیا ہے۔ کیونکہ اس میں گستاخی ملائکہ ہے۔ دیکھو نبراس صفحہ 180، 14 اسی طرح وہ کرامت جس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی ہوتی ہو۔ جیسا کہ حقیقت گلزار صابری کے جاہل مصنف نے صفحہ 9 پر بناوٹی روایتیں درج کر کے اپنی سمجھ میں نبی کریم ﷺ کی تعریف کرنی چاہی۔ لکھتا ہے کہ:

اَنَا اَحْمَدُ بَلَا مِیْمٍ وَعَرَبٌ بَلَا عَیْنٍ۔

حالانکہ جہالت تو دیکھیے کہ لفظ بلا عربی فقروں میں مستعمل ہی نہیں۔ نہ یہ حرف استثناء ہے۔ نہ حرف صفت اور شیعوں اور رافضیوں کی بناوٹی روایت پیش کرتا ہے۔

قَالَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم لَا یَعْرِفُ اللّٰہَ اِلَّا اَنَا وَعَلِیٌّ

یہ سب روایتیں گستاخی وکفریہ ہیں۔ اور عقائد اہل سنت کے سراسر خلاف ہیں۔ بعض جہلا بدباطن لوگوں نے عیسائیوں یہودیوں اور شیعوں کی طرح حضور غوث پاک کو انبیاءِ کرام علیہم السلام سے بڑھانا شروع کر دیا ہے۔ حالانکہ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا درجہ انبیاء کرام علیہم السلام سے کہیں لاکھوں درجہ نیچا ہے۔ پس مسلکِ اہل سنت میں نہ افراط ہے نہ تفریط۔ بلکہ جو کرامت شریعت کے معیار پر پوری نہ ہو اور نہ اس کا قیاسی ثبوت قرآن وحدیث موجود ہے۔ اس کا انکار جائز ہے اور جو کرامت شریعت کے معیار پر پوری ہو اور اس کا قیاسی ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہو۔ اس کا انکار نا جائز ہے اور جو کرامت اس معیار شرعی سے ہٹ جائے اس کو ماننا گناہ ہے۔ سوال مذکورہ میں مسؤلہ کرامت غوثِ پاک شریعت اور اصول قرآن کریم کے مطابق ہے۔ اور کتابوں میں مشہور ہے۔ اس لئے شرعاً بالکل درست وصحیح ہے۔ بلاوجہ ہٹ دھرمی گناہ ہے۔ البتہ یہ فوٹو بازار میں بکتا پھرتا ہے۔ یہ بالکل بناوٹی ہے۔ اس کا خریدنا چھاپنا گھروں میں لگانا سخت گناہ ہے۔ وَاللّٰہُ وَرَسُوْلَہٗ اَعْلَمُ۔

نیز اسی حوالے سے مفتی فیض احمد اویسی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے ایک رسالہ بنام بڑھیا کا بیڑا تحریر فرمایا ہے۔ اس

کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

یہاں ہمارا عنوان تو کرامت کے حوالہ سے ہے مگر چند غلط اشعار نظر سے گزرے تو مناسب سمجھا کہ ان کا ذکر بھی ہو جائے۔

سیف الملوک سے غلط اشعار

نانک دادک ولوں اچا سچا حسبوں نسبوں
نبیاں نالوں گھٹ نہ رہیا ہر دھنوں ہر نسبوں

☆☆☆

کے برساں دے موئے جگائے سکے نیر وگائے
کھتے روح فرشتے ہتھوں لکھے لیکھ ہٹائے

☆☆☆

نبیاں نوں رب ولوں آندے وحی سلام سنیئے
وحی نہ محرم میراں تائیں دسے بھید انھے

☆☆☆

نبیاں تو جداو کرائی روح میرا دا پوتا
مشکل حل کرائی ہروی قرب شہاوندا بوہتا

ان کی شرعی حیثیت ان کے تین اشعار کا دوسرا، دوسرا مصرعہ غلط اور خلاف شرع جبکہ چوتھا مکمل کفریہ ہے۔[1]

نوٹ: اسی طرح ایک تذکرہ غوثیہ نامی کتاب میں کافی غلط باتیں درج ہیں۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ جلا دینے کے قابل ہے۔[2]

مذکورہ بالا تمام تفصیلات کے بعد آخر میں مسلک اہلسنت وجماعت کی وضاحت کردوں کہ ہمارے نزدیک معیار شریعت ہے۔ پس جو بات قرآن وحدیث کے خلاف اور جو خلاف شرع ہو وہ ہرگز قبول نہیں۔ اللہ عزوجل ہمیں سچے اولیاء کا عقیدت مند بنائے۔

❀❀❀

---

[1] فتاویٰ نعیمیہ جلد 3 صفحہ 8 تا 10

[2] فتاویٰ رضویہ جلد 15 صفحہ 283 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات

بعض لوگ کبھی تو شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے اس قدر بغض وعداوت کا اظہار کرتے ہیں کہ ان ہی کے ایصال ثواب کے لیے منعقدہ محفل بنام ''گیارھویں شریف'' پر حرام، شرک اور بدعت وغیرہ کا فتویٰ صادر کرتے ہیں تو کبھی ایسا دعویٰ کر دیتے ہیں کہ سامنے والا حیران وپریشان ہی ہو جاتا ہے۔ کہ یہ کہہ کیا رہے ہیں؟ مثلاً ان کا یہ دعویٰ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ہمارے ہم عقیدہ وہم مسلک ہیں:

یقیناً یہ سوچنے والی بات ہے کہ جو لوگ ان کی محفل، ان سے استمداد وغیرہ امور کرنے والوں پر فتویٰ لگائیں۔ جب ان کے لیے کوئی صورت نہ رہی کہ جس سے وہ لوگوں کو اس ولی کامل سے دور کر سکیں اور ان کے ہر ممکن کوشش کر لینے کے باوجود لوگ ان کی عقیدت ومحبت کے اسیر ہی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ تو انہوں نے لوگوں کو گمراہ کرنے کا ایک نیا طریقہ اپنایا کہ کہہ دو کہ ''شیخ عبدالقادر ھمارے ھیں'' جس طرح فی زمانہ ایک مخصوص فرقہ نے ہر اس بزرگ کے مزار پر قبضہ کر کے (جو کہ سید ہو) اپنے خاص نشانات وغیرہ نصب کر کے لوگوں کو یہ ذہن دینے کی کوشش کی ہے کہ یہ بزرگ ہمارے ہم خیال وہم عقیدہ تھے۔ کچھ ایسا ہی معاملہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے ساتھ بھی کیا گیا۔

آیئے آئندہ سطور میں دیکھیں کہ کیا جو لوگ یہ دعویٰ کر رہے ہیں ان کے عقائد ونظریات حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے ملتے ہیں وہ اپنے اس دعویٰ میں کتنے سچے ہیں۔

پہلی بات: یہ ذہن میں رہے کہ کوئی اگر کسی کے بارے یہ دعویٰ کرے کہ وہ ہمارا ہے تو صرف دعویٰ کی بنیاد پر یہ بات تسلیم نہ کی جائے گی۔ جیسا کہ قرآن پاک میں ہے کہ یہود ونصاریٰ نے یہ دعویٰ کیا کہ ابراہیم علیہ السلام ہمارے دین پر تھے تو اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا۔

﴿مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا﴾[1]

معلوم ہوا کہ صرف دعویٰ کی بنیاد پر کسی شخصیت کو کسی خاص گروہ کے کھاتے میں نہیں ڈالا جائے گا۔ جب تک کہ یہ ثابت نہ ہو جائے کہ دونوں کے عقائد ونظریات بھی ایک ہیں یا نہیں؟ نیز یہ بھی دیکھا جائے گا کہ مدعی کے دعویٰ پر دلیل کیا ہے؟ پس جب ایسے لوگوں سے دلیل طلب کی جاتی ہے تو کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ جبکہ آپ ان کو مانتے ہیں اور رفع یدین نہیں کرتے اور ہم ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے رفع یدین کرتے ہیں:

---

① پارہ 1 البقرہ

اس کا جواب یہ ہے کہ:

① اولاً تو جس کتاب ''غنیۃ الطالبین'' کے حوالہ سے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ رفع یدین کرتے تھے۔ یہ ان کی تصنیف ہے ہی نہیں۔ جس کی تفصیل اس مقدمہ میں ''تصنیفات شیخ عبدالقادر'' کے عنوان کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

② ثانیاً اگر بالفرض ہم یہ تسلیم کرلیں کہ چلوان کی کتاب ہے تو مسئلہ یہ ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے مقلد تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں کہا کہ کوئی حنبلی رفع یدین نہیں کرسکتا۔ جبکہ ایسے لوگ تقلید کے قائل ہی نہیں۔ اس طرح ان کا رفع یدین کرنا اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کا رفع یدین کرنا ایک جیسا نہیں ہے۔

③ ثالثاً یہ معیار نہیں ہے کہ وہ رفع یدین کرتے تھے اور ہم بھی کرتے ہیں اس لیے وہ ہمارے ہیں کیونکہ اگر یہ معیار بنالیا جائے تو تمام شیعہ شافعیوں کو کہیں گے کہ یہ شیعہ ہیں کیونکہ دونوں ہی نماز میں ہاتھ چھوڑ کر دعا مانگتے ہیں۔ پھر اسی طرح شافعی لوگ شیعہ کو شافعی کہیں تو کیا کریں گے؟

رابعاً: ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہ کہتے کہ چونکہ وہ امام کی تقلید کرتے تھے اور ہم ان کے ہم مسلک ہیں تو ہمیں بھی کسی امام کی تقلید کرنا چاہیے۔ جبکہ انھوں نے تو یہ نظریہ بنایا ہوا ہے کہ ہم بزرگوں کے پیچھے نہیں چلیں گے بلکہ ان کو اپنے پیچھے چلائیں گے اور جو نہ چلے گا یا اس کی تعلیمات ہمارے خلاف ہوں گی ان پر فتوے لگائیں گے۔

خامساً: بطور حجت ہم اس کتاب غنیۃ الطالبین سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کے عقائد ونظریات اور معمولات وارشادات نقل کرتے ہیں۔ تاکہ قارئین جان لیں کہ ان کے عقیدے ونظریے کو کون مانتا ہے آئندہ سطور میں شیخ عبدالقادر جیلانی کے قصیدہ غوثیہ اور فتوح الغیب کے حوالے سے ایسی عبارات پیش کی جائیں گی کہ جن باتوں پر شیخ رحمہ اللہ کو اپنا کہنے والے فتویٰ کفر وشرک وبدعت لگاتے ہیں۔ اس سلسلہ میں تقریباً تمام مواد مفتی فیض احمد اویسی رحمہ اللہ کی ایک کتاب سے لیا گیا ہے۔
ملاحظہ فرمایئے:

عقیدہ درست کرلو

آپ نے درست عقیدے کی نشاندہی ان الفاظ میں فرمائی ہے۔ کہ:
(فَيَكُونُ عَلَى عَقِيدَةِ السَّلَفِ الصَّالِحِ اَهْلِ السُّنَّةِ)
''پس وہ عقیدہ اہل سنت ہے جو سلف کا عقیدہ تھا۔''[1]

جنتی فرقہ

شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ کو اپنا کہنے والے فرمان شیخ پڑھیں کہ وہ کس جماعت کو جنتی کہہ رہے ہیں چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:

---

① غنیۃ الطالبین صفحہ 836

(اَلْفِرْقَۃُ النَّاجِیَۃُ فَھِیَ اَھْلُ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ)

نجات پانے والا فرقہ اہل سنت وجماعت ہی ہے۔ ①

زبان سے نیت سنت یا بدعت

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نیت کرنا زبان سے احسن لکھا ہے چنانچہ (غنیۃ الطالبین صفحہ 86) میں فرماتے ہیں "وَاَنْ تَلَفَّظَ ذَالِکَ بِلِسَانٍ۔ کَانَ اَحْسَنُ"

وضو وتیمم کی نیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔

فَاِنْ ذَکَرَ ذٰلِکَ بِلِسَانِہٖ مَعَ اِعْتِقَادِہٖ بِقَلْبِہٖ کَانَ قَدْ اَتٰی بہ بِالْفَضْلِ

اور نماز جنازہ کی نیت میں فرماتے ہیں۔

(وَصِفَتُھَا اَنْ یَّقُوْلَ اُصَلِّیْ عَلٰی ھٰذَا الْمَیِّتِ فَرْضًا عَلَی الْکِفَایَۃِ)

پھر غسل کی نیت کے بارے میں فرماتے ہیں:

(فَاِنْ تَلَفَّظَ بِہٖ مَعَ اِعْتِقَادِہٖ بِقَلْبِہٖ کَانَ اَفْضَلُ)

ان سب عبارات کا ماحصل یہ ہے کہ زبان سے نیت کرنا (نماز کی وضو کی تیمم کی جنازہ کی) افضل اور احسن ہے۔

اب دیکھا جائے کہ کس کی نماز موافق تعلیم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ہے اہل سنت زبان سے نیت کرنا افضل اور احسن کہتے ہیں۔ مگر وہ ہیں کہ نیت کو زبان سے کرنے کو بدعت کہتے ہیں۔ تو آپ ہی انصاف فرمائیں کہ پیر صاحب کے قول کے موافق کون ہے؟

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے غنیۃ میں گردن کا مسح وضو کی سنتوں میں لکھا ہے (دیکھو غنیۃ صفحہ 8) اور یہ ہیں جو اس کو بدعت کہتے ہیں۔ ہاں یہ بھی یاد رہے کہ بدعت کو سنت جاننے والا کون ہوتا ہے۔ اور سنت کو بدعت کہنے والا کون۔

زائر قبر والے کو سلام کس طرح کرے

③ آپ رحمۃ اللہ علیہ غنیۃ صفحہ 33 میں لکھتے ہیں۔ زائر قبر شریف پر یوں دعا کرے:

(اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَتَوَجَّہُ اِلَیْکَ بِنَبِیِّکَ عَلَیْکَ سَلَامُکَ نَبِیِّ الرَّحْمَۃِ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَاِنِّیْ اَتَوَجَّہُ بِکَ الْعَرَبِیْ لِیَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ)

اے خدا میں تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جو نبی رحمت ہیں۔ یارسول اللہ میں متوجہ ہوتا ہوں آپ کے ساتھ اپنے رب کی طرف تاکہ وہ میرے گناہ بخشے۔

---

① غنیۃ الطالبین صفحہ 192

آپ رحمہ اللہ تو بعد وفات حضور ﷺ کو "یارسول اللہ ﷺ" کہنا بلکہ آپ ﷺ کے وسیلہ سے دعا مانگنا سکھاتے ہیں۔ مگر بعض ہیں جو اسے شرک کہتے ہیں۔ فرمایئے شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ ہمارے موافق ہوئے یا ان کے۔

حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو کیسے سلام کرے

④ غنیۃ صفحہ 34 پر فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو اس طرح سلام کہے:

(اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمَا یَاصَاحِبَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ یَاعُمَرُ الْفَارُوْقِ)

دیکھو پیر صاحب نے بلفظ "یا" مخاطب کر کے سلام کہنا درست لکھا ہے کون اس کے موافق ہیں؟

سماع موتیٰ

⑥ آپ رحمہ اللہ نے غنیۃ میں ایک حدیث نقل کی ہے سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرجائے اور تم اس پر مٹی برابر کردو تو چاہیے کہ تم میں سے ایک اس کی قبر پر کھڑا ہو اور کہے اے فلاں بن فلاں! تحقیق وہ مردہ سنتا ہے اور جواب نہیں دیتا دیکھو شیخ رحمہ اللہ تو مردہ کا سننا نقل کرتے ہیں۔ لیکن آج یہ لوگ کہتے ہیں کہ مردہ نہیں سنتا۔

میت مردہ کو پہچانتی ہے

⑦ آپ رحمہ اللہ غنیۃ میں فرماتے ہیں کہ:

(وَنُؤْمِنُ بِاَنَّ الْمَیِّتِ یَعْرِفُ مَنْ تَزُوْرُہٗ اَتَاہٗ)

"ہمارا ایمان ہے کہ میت کے پاس جب کہ زائر آئے وہ اسے پہچانتی ہے"

یہ ہے شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ کا ارشاد لیکن غیر مقلدین نہیں مانتے۔

شب معراج حضور انور ﷺ نے اللہ عزوجل کو دیکھا

آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات اپنے رب کو سر کی آنکھوں سے دیکھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

(وَنُؤْمِنُ بِاَنَّ النَّبِیِّ ﷺ رَاٰی رَبَّہٗ عَزَّ وَجَلَّ لَیْلَۃَ الْاَسْرَاءِ یَعْنِیْ رَأْسَہٗ لَابِفُؤَادِہٖ بِعَیْنَیْ رَأْسِہٖ وَلَافِی الْمَنَامِ)

مگر یہ نہیں مانتے۔

آپ حنبلی تھے

آپ رحمۃ اللہ علیہ دعا مانگتے ہیں کہ حق سبحانہ و تعالیٰ ان کو ازروئے اعتقاد و عمل امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر خاتمہ فرمائے اور اس پر حشر کرے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

(قَالَ الْاِمَامُ اَبُوْ عَبْدُاللّٰهِ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَنْبَلِ الشَّيْبَانِيْ وَاَمَاتَنَا عَلٰى مَذْهَبِهٖ اَصْلاً وَفَرْعًا وَحَشَرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ) ①

اس سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ حنبلی تھے۔ اکابر احناف نے اس امر کا اقرار کیا ہے۔ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حنبلی تھے۔

ضروری وضاحت

یہی وجہ ہے کہ آپ نے امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی اتباع میں جمعہ کی نماز کا وقت قبل از زوال لکھا ہے تو مقلد ہونے میں تو وہ ہمارے موافق ہیں وہ اپنے امام کی تقلید میں جو مسئلہ لکھتے ہیں وہ ہم پر حجت نہیں ہے۔ ہم اپنے امام کے مقلد ہیں وہ اپنے امام کے۔ اگر ان کو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کا اتباع ہے تو مسائل مذکورہ بالا کے علاوہ تقلید میں بھی ان کا اتباع کریں۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید اگر ناگوار ہے تو نہ سہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کریں۔

دوسری فقہ والوں کو غلط نہ کہو

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس مسئلہ میں فقہاء کا اختلاف ہے یعنی ایک شخص امام صاحب کا مقلد ہو کر عاقلہ بالغہ کا نکاح بغیر ولی کے کرتا ہے یا نبیذ پیتا ہے تو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ اور شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مقلد کو اس پر انکار جائز نہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

(اَمَّا اِذَا كَانَ الشَّيْءُ مِمَّا اخْتَلَفَ الْفُقَهَاءُ فِيْهِ وَسَاغَ فِيْهِ الْاِجْتِهَادِ كَشُرْبِ عَامِيِّ النَّبِيْذِ مُقَلِّدِ الْاَبِيْ حَنِيْفَةَ وَتَزَوُّجِ اِمْرَئَةٍ بِلَا وَلِيِّ مَذْهَبِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ وَشَافِعِيْ الْاَنْكَارِ عَلَيْهِ) ②

دیکھو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ امام اعظم کے مقلد کو دوسرے امام کی تقلید سے روکنے کو منع فرماتے ہیں اگر ان کے نزدیک تقلید آئمہ ناجائز ہوتی تو ایسا کیوں لکھتے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مقلد کے لیے امام صحیح اور حق سمجھتے ہیں۔

امام کے پیچھے قراءت نہ کرو

غنیہ کے صفحہ 871 میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک حدیث لکھتے ہیں جس میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب امام تکبیر کہے تو تکبیر

---

① غنیۃ الطالبین صفحہ 761

② غنیۃ الطالبین صفحہ 143

کھو جب پڑھے تو چپ رہو اور جب (غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ) کہے تو آمین کہو۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

(اِذَا كَبَّرَ الْاِمَامُ فَكَبِّرُوْا وَاِذَا قَرَءَ فَاَنْصِتُوْا وَاِذَا قَالَ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْن)

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تکبیر کے بعد جب امام الحمد پڑھے مقتدی خاموش رہے۔ جب "وَلَا الضَّآلِّيْنَ" کہے تو "آمین" کہے اگر خاموش رہنا بوقت ختم سورۃ ہوتا تو فَقُوْلُوْا آمین کے بعد آتا ہے یہ حکم وَلَا الضَّآلِّين پڑھنے سے پہلے آیا ہے۔ اس لئے مقتدی کو خاموش رہنا۔ ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک لازم ہوا۔ ہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ امام احمد بن حنبل کے مقلد تھے۔

ایصال ثواب کی تلقین

آپ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 105 میں فرماتے ہیں کہ گیارہ (11) بار قل شریف اور قرآن شریف پڑھ کر صاحب قبر کو اس کا ثواب بھیجے چنانچہ فرمایا:

(وَيَقْرَءُ اِحْدٰى عَشْرَةَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَغَيْرُهَا مِنَ الْقُرْاٰنِ وَيُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِصَاحِبِ الْقَبْرِ۔)

لیکن اخبار اہلحدیث میں تصریح ہے کہ محدثین کے نزدیک قرآن کا ثواب مردہ کو نہیں پہنچتا۔ دیکھو اخبار اہل حدیث 6 جولائی 1928 اور 10 اگست 1928ء اور 29 مارچ 1929ء مگر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک پہنچتا ہے۔

نماز تراویح بیس رکعت

پیر صاحب صفحہ 527 میں فرماتے ہیں کہ نماز تراویح بیس (20) رکعت ہے چنانچہ فرمایا

(وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً)

لیکن یہ ہیں کہ بیس رکعت تراویح نہیں مانتے۔

پیر لازم بناؤ

آپ رحمۃ اللہ علیہ صفحہ 997 پر فرماتے ہیں کہ ہر مرید کے لیے پیر لازم ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

(فلا......مريد الله عزوجل من شيخ على مابينا)

کیا آپ کا بھی کوئی پیر ہے؟ پھر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مرید کا اپنے پیر کے حق میں اعتقاد ہونا چاہیے۔ کہ اس زمانہ میں میرے پیر سے زیادہ کوئی بزرگ نہیں تا کہ اس سے نفع اٹھائے۔

اب فرمایئے کہ یہ کہلوانے والے احباب کس پیر کے مرید ہیں؟

غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے دعاوی مبارکہ

سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بہت سے ایسے دعویٰ کیے جن کو غیر مقلد کفر و شرک سمجھتے ہیں۔ بلکہ ان کی اہلسنت سے لڑائی بھی شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے ان دعاوی کو حق تسلیم کرنے کی وجہ سے ہے۔ چند دعاوی عرض کر دوں۔

① شیخ المحدثین سیدنا شاہ عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ زبدۃ الآثار میں لکھتے ہیں:

(قَالَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَااَبْطَالُ یَااَطْفَالُ ھَلُمُّوْاوَخُذُوْا عَنْ ھٰذَاالْبَحْرِ الَّذِیْ لَاسَاحِلَ لَہٗ وَعِزَّۃِ رَبِّیْ اِنَّ السُّعْدَاَوَالْاَشْیَاءَ یُعْرَضُوْنَ عَلَیَّ وَاَنَّ بُوْبُوْءَ ۃُ عَیْنِیْ فِی اللَّوْحِ وَالْمَحْفُوْظِ وَاَنَاغَائِصٌ فِیْ بِحَارِ عِلْمِ اللّٰہِ)

اے بہادر فرزندو آؤ اور اس دریا سے کچھ لے لو۔ جس کا کنارہ ہی نہیں قسم ہے اپنے رب کی تحقیق! نیک بخت اور بد بخت لوگ مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں اور ہمارا گوشہ چشم لوح محفوظ میں رہتا ہے اور میں اللہ کے علموں کے سمندروں میں غوطے لگا رہا ہوں۔

② قصیدہ غوثیہ میں آپ کا شعر ذیل مشہور ہے:

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِیْ

③ ولایت پر فائز ہونے والے کو فرماتے ہیں۔

(فَحِیْنَئِذٍتُؤْمَنُ عَلَی الْاَسْرَارِ وَالْعُلُوْمِ الْمَدَنِیَّۃِ وَغَرَبِیْھَا وَیَرُدُّ اِلَیْکَ التَّکْوِیْنُ وَخَرَقَ الْعَادَاتِ الَّتِیْ ھِیَ مِنْ قَبِیْلِ الْقُدْرَۃِ الَّتِیْ تَکُوْنُ لِلْمُؤْمِنِیْنَ فِی الْجَنَّۃِ فَتَکُوْنُ فِیْ ھٰذِہِ الْحَالَۃِ کَاَنَّکَ اُحْیِیْتَ بَعْدَالْمَوْتِ فِی الْاٰخِرَۃِ فَتَکُوْنُ کُلِّیَتُکَ قُدْرَۃِ تُسْمَعُ بِاللّٰہِ وَتُنْطِقُ بِاللّٰہِ وَتُبْصِرُبِاللّٰہِ وَتُبْطِشُ بِاللّٰہِ وَتَسْعٰی بِاللّٰہِ وَتَعْقِلُ بِاللّٰہِ)

پس اس تمام اسرار ہائے خفیہ علم لدنیہ اور اس کے عجائب و غرائب کے امین اور محرم بن جاؤ گے اور تمہیں کائنات کی تکوین اور اس پر تصرف حاصل ہو جائے گا اور قدرت کی قسم اتم سے وہ خوارق عادات اور کرامات صادر ہوں گی۔ جو مومنین کو جنت میں حاصل ہوں گی۔ پس تم اس حالت میں ایسے ہو جاؤ گے گویا مرنے کے بعد آخرت میں زندہ کیے گئے ہو اور تم کو پوری قدرت حاصل ہو گی تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ سنو گے اسی کے ساتھ دیکھو گے اور اسی کے ساتھ بولو گے۔

تراویح کی تعداد

نماز تراویح کے متعلق فرماتے ہیں کہ نماز تراویح نبی کریم ﷺ کی سنت ہے۔ ہِیَ عِشْرُوْنَ رَکْعَۃً۔ اس کی تعداد بیس (20) رکعات ہے۔ ①

ہاتھوں کو بوسہ دینا

(اِنْ تَعَانَقَا وَقَبَّلَ اَحَدُ هُمَا رَأْسَ الْاٰخَرِ وَیَدَہٗ عَلٰی وَجْهِ التَّبَرُّكِ وَالتَّدَیُّنِ جَازَ)

اگر دو شخص بغل گیر ہوں اور ایک دوسرے کا سر اور ہاتھ دیندار اور متقی ہونے کی بناء پر تبرکاً چومیں تو یہ جائز ہے۔ ②

قیام تعظیمی

(یَسْتَحِبُّ الْقِیَامُ لِلْاِمَامِ الْعَادِلِ وَالْوَالِدَیْنِ وَالْوَرِعِ وَاَکْرَمِ النَّاسِ۔)

''عادل بادشاہ، والدین دیندار، پرہیزگار اور بزرگ آدمی کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مستحب ہے۔'' ③

اولیاء اللہ کو علم غیب

اولیاء اللہ کے علم غیب کے متعلق فرماتے ہیں۔

(یَکْشِفُ لَهُمْ عَنِ الْمَلَکُوْتِ تُضِیُّ لَهُمُ الْوَاعُ الْعُلُوْمِ مِنَ الْجَبَرُوْتِ وَیُنْفِقُوْنَ غُرَابَ الْحِکَمِ وَالْعُلُوْمِ وَیَطَّلِعُوْنَ عَلٰی مَاغَابَ عَنْهُمُ الْاَقْسَامِ وَالْحُظُوْظِ)

''اولیاء اللہ پر عالم ملکوت منکشف ہو جاتا ہے۔ اور ان پر عالم جبروت کے کئی قسم کے علوم روشن ہو جاتے ہیں۔ عجیب وغریب علوم اور حکمتیں ان پر القاء کیے جاتے ہیں۔ اور کئی قسم کی غیبی خبروں سے مطلع ہوتے ہیں۔'' ④

(اِذَا طَلَبْتَ اللّٰهَ بِالصِّدْقِ اَعْطَاكَ مِرْاٰةً تُبْصِرُ فِیْهَا کُلَّ شَیْءٍ مِنْ عَجَائِبِ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ)

''جب تو اللہ کا سچائی سے طالب ہوگا تو اللہ تعالیٰ تجھے ایک باطنی آئینہ عطا کرے گا۔ جس میں تو دنیا اور آخرت کے تمام عجائبات دیکھے گا۔'' ⑤

---

① غنیہ الطالبین صفحہ 289

② غنیۃ الطالبین صفحہ 31

③ غنیۃ الطالبین صفحہ 31

④ غنیہ الطالبین

⑤ غنیۃ الطالبین صفحہ 927

(هُوَ عَزَّوَجَلَّ اِطَّلَعَهُمْ عَلٰى مَا اَضْمَرَتِ قُلُوْبُ الْعِبَادِ وَاَنْطَرَتْ عَلَيْهِ النِّيَّاتُ)

وہ اللہ ﷻ ولی کو بندوں کے دلوں کے پوشیدہ حالات اوران کی نیتوں کی خبر عطافرمادیتا ہے۔ ①

تصرف کرسکتا ہے

جب انسان "فنافی اللّٰہ" ہوجاتا ہے اور یہ ولایت اورابدالیت کاانتہائی درجہ ہوتا ہے تو

(ثُمَّ يُرَدُّ اِلَيْهِ التَّكْوِيْنُ فَيَكُوْنُ جَمِيْعُ مَايَحْتَاجُ اِلَيْهِ بِاِذْنِ اللّٰهِ)

پھراس کوکائنات پرتصرف کرنے والا بنادیا جاتا ہے پس وہ جس امر کی خواہش کرتا ہے تواللہ تعالیٰ کے حکم سے اسی طرح ہوجاتی ہے۔ ②

ولی کے سب کام ہوتے ہیں

(بِكَ تَنْكَشِفُ الْكُرُوْبُ وَبِكَ تُسْقَى الْغُيُوْبُ وَبِكَ تُنْبَتُ الزُّرُوْعِ وَبِكَ تَدْفَعُ الْبَلَايَاوَالْمَحَنُ عَنِ الْخَاصِّ وَالْعَامِ)

"تیرے طفیل لوگوں کے غم، تکالیف اور سختیاں دور ہوجائیں گی اور تیری دعااور برکت سے بارش ہوگی۔ تیرے وسیلے سے کھیت اگائے جائیں گے اورتمہاری امداد سے خاص وعام بندوں کے مصائب وآلام اور بلیات دور کی جائیں گی۔" ③

اوپر دیے گئے "شیخ کامل" کے عقائد ونظریات پڑھ کرعام آدمی جان سکتا ہے کہ ان کے حقیقی پیروکار کون ہیں۔

❀❀❀

---

① فتوح الغیب عربی مقالہ نمبر40، غنیہ الطالبین صفحہ 823

② (فتوح الغیب مقالہ نمبر46)

③ فتوح الغیب مقالہ نمبر4

تصنیفات شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ[1]

حضرت پیر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے امت مسلمہ کے لیے اپنی تحریرات بھی چھوڑی ہیں۔ جن سے لوگ مستفید اور فیض یاب ہوتے ہیں۔ آپ کی تصنیفات کی کل تعداد کتنی ہے یہ تو معلوم نہ ہو سکا۔ البتہ جن کے نام وغیرہ دستیاب ہوئے ہیں ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

تصنیفات

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی تصنیفات کی بابت یہ لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے مفید اور کارآمد کتابیں بھی لکھی ہیں۔ اور آپ کے املاءات بھی محفوظ ہیں۔ یعنی آپ کے ارشادات وخطبات اور تقریرات کو آپ کے شاگردوں یا مریدوں نے جمع کیے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اخبار الاخیار'' میں لکھا ہے کہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مجلس وعظ میں چار سو (400) اشخاص قلم ودوات لے کر بیٹھتے تھے۔ اور جو کچھ آپ سے سنتے تھے املاء کرتے تھے۔ یعنی آپ کے ارشادات کو نوٹ کیا کرتے تھے۔

امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی کسی کتاب کا نام نہیں لکھا ہے۔ ہاں امام ابن کثیر نے فتوح الغیب اور غنیۃ الطالبین کا ذکر کیا ہے اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' میں ان دو کتابوں کے ساتھ "مجالس ستین" کا بھی ذکر کیا ہے۔ صاحب ''کشف الظنون'' نے لکھا ہے کہ "جلاء الخاطر من کلام الشیخ عبدالقادر" میں ان مجالس کے ارشادات ہیں۔ جو یوم جمعہ 9 رجب المرجب سے 14 رمضان تک 64 یا 65 دن ہوتے ہیں۔ ہو سکتا ہے چار پانچ دن کسی وجہ سے مجالس منعقد نہ ہوئی ہوں گی۔

دارالشکوہ نے اپنی کتاب ''سفینۃ الاولیاء'' میں لکھا ہے کہ شیخ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق، فرزند غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا۔ جلاء الخاطر کا ایک نسخہ میرے پاس موجود ہے جو آپ کے پدر بزرگوار کے ملفوظات پر مشتمل ہے۔

''کشف الظنون'' میں ایک اور کتاب حزب الرجاء والانتہا کو بھی حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف ظاہر کی گئی ہے۔ اور لکھا ہے کہ اس کی ابتداء ان الفاظ سے ہوئی ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ تَسْبِیْحًا یَلِیْقُ بِحَالِ مَنْ مذکورہ تصنیفات کی روشنی

---

[1] اس مضمون کا تقریباً مواد سیرت غوث اعظم صفحہ 59 تا 82 سے لیا گیا ہے۔

میں فتوح الغیب، غنیۃ الطالبین اور حزب الرجاء آپ کی تصانیف قرار پاتی ہیں۔
جلاء الخاطر آپ کے ملفوظات کا مجموعہ ہے۔ جسے آپ کے صاحبزادے حضرت شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے جمع کیے ہیں۔
مجالس ستین جلاء الخاطر کے علاوہ اگر کوئی دوسری تصنیف ہے تو اس سلسلہ میں جتنی کتابیں اب تک میری نظروں سے گزری ہیں۔ وہ اس باب میں کسی قسم کی نشاندہی نہیں کرتی ہیں۔

تقریباً آج سے 11 '12 سال پہلے سید علاء الدین طاہر جیلی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے جو خاندان قادریہ کے ایک فرد ہیں۔ انھوں نے ایک رسالہ تذکرۂ قادریہ کے نام سے ترتیب دیا ہے جس میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی مزید سات تصنیفات کا ذکر کیا ہے۔ جن کے نام اور تفصیل ذیل میں ملاحظہ فرمایئے۔

① الفتح الربانی 1281ء میں مصر میں چھپی ہے۔
② حزب النشاء الخیرات۔ اسکندریہ میں چھپی ہے۔
③ الوہاب الرحمانیہ والفتوحات الربانیہ کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے ذکر کیا ہے۔
④ سر الاسرار علم تصوف سے متعلق ہے۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
⑤ رد الرافضہ۔ مدرسہ قادریہ میں قلمی نسخہ موجود ہے۔
⑥ تفسیر قرآن دو جلد کتب خانہ رشید کرام طرابلس میں موجود ہے۔
⑦ علم ریاضی سے متعلق 622ھ کی لکھی ہوئی مگر نامکمل موجود ہے۔

مندرجہ بالا سات کتابوں کے علاوہ علاء الدین طاہر نے یہ بھی تحریر کیا ہے کہ معتبر روایات سے معلوم ہوا ہے کہ حضرت غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے 69 کتابوں کی تصنیف فرمائی ہے۔ لیکن میرے اپنے نزدیک ان سات کتابوں اور 69 تصانیف کی تعداد تشنہ تحقیق۔

ذوق شاعری

تحقیقی طور پر یہ بات معلوم ہے کہ سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ شعر و شاعری کا خاصا ذوق رکھتے تھے۔ چنانچہ آپ کے عربی قصیدہ لامیہ کو قصیدہ غوثیہ کے نام سے دنیائے اسلام میں بڑی شہرت اور عام مقبولیت حاصل ہے۔ اس کے علاوہ امام یافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا ایک اور عربی قصیدہ قصیدہ بائیہ کے نام سے نقل کیا ہے۔ گو کہ قصیدہ بائیہ۔ قصیدہ لامیہ کی طرح عام طور پر زبان زد اور مشہور تو نہیں ہے۔ لیکن بلاشبہ یہ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ ہی کا کلام بلاغت نظام ہے۔ اس میں بھی وہی امتیازی شان اور خصوصیت پائی جاتی ہے۔ جو قصیدہ لامیہ کی جان ہے

قصیدہ بائیہ اور قصیدہ لامیہ میں جنھیں اس جگہ حصول سعادت اور برکت کے پیش نظر نقل کیا جا رہا ہے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں الباز الاشہب کا ذکر ہے جو سرکار غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے اسم عالیہ کے ساتھ متصف ہے۔ اور جسے آپ نے از خود اپنے لیے پسند بھی فرمایا ہے۔

دیوان غوث اعظم

زبان فارسی میں ایک مرتبہ اور مدون دیوان بھی سرکار غوث اعظم کے نام سے منسوب کیا جاتا ہے۔ جو کچھ دنوں وشترعالیا چھپ کر شائع بھی ہو چکا ہے۔ لیکن میرے پاس اس کی کوئی تحقیق فراہم نہیں ہو سکی ہے۔ کہ یہ حضرت ہی کے کلاموں کا مجموعہ ہے۔ کیونکہ جن پرانی اور معتبر کتابوں میں سرکار غوث اعظم کی مقدس زندگی کے حالات علمی فضل وکمالات اور تصنیفات کو اجاگر کیا گیا ہے۔ ان میں فارسی دیوان کا کوئی نشان نہیں ملتا ہے۔ نہ ہی کسی نے آپ کا فارسی کلام نقل کیا ہے۔

بہرکیف سرکار غوث اعظم کے ادبی شعروشاعری کی شان لطافت اور آپ کے پر مغز کلام کی فصاحت وعرفان حاصل کرنے کے لیے قصائد بائیہ اور قصائد لامیہ ہی بہت کافی ہیں۔

طریقت ومعرفت کی کتابوں میں قصیدۂ غوثیہ کو بہت اونچا مقام حاصل ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالباقی صاحب (فرنگی محل) ''تذکرہ الکرام'' میں لکھتے ہیں کہ قصیدۂ غوثیہ عالم کیف ووجد وسرور کی ایک آواز ہے۔ جس سے قلوب راحت محسوس کرتے ہیں۔

اس قصیدہ میں سرکار غوث اعظم نے اپنے اعلیٰ اور فتوح الغیب کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ سرکار غوث اعظم جس وقت قصیدہ غوثیہ کے بعض اشعار پڑھتے تھے تو آخر میں فرماتے تھے۔

(وَلَا فَخْرَ وَهٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ)

حضرت مولانا سید بہاء الدین صاحب جیلانی ثم المدنی نے غنیۃ الطالبین کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جو سالکان طریقت معمولاً اس قصیدہ کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں۔ ان کے روحانی مراتب میں حیرت انگیز ترقی ہوئی ہے۔ خوف وہراس کے مواقع پر یہ قصیدہ پڑھا جائے تو سکون دل کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور خوف وہراس کے بادل بہت جلد دور ہو جاتے ہیں۔

غنیۃ الطالبین کس کی کتاب ہے؟

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف غنیۃ الطالبین کی نسبت بھی کی جاتی ہے۔ جبکہ محققین علماء نے بعد از تحقیق یہ ہی بیان فرمایا ہے کہ یہ کتاب آپ کی نہیں ہے۔ جن علماء نے اس کتاب کا شیخ عبدالقادر جیلانی کی تحریر ہونے کا انکار فرمایا ہے۔ ان میں بعض کی کتابوں سے اقتباسات نقل کیے جاتے ہیں۔

شاہ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

(ہر گز نہ ثابت شدہ کہ اس تصنیف آنجناب است اگر چہ انتساب باآنحضرت)

''بڑی تحقیق کہ بعد کہیں سے یہ ثبوت نہیں ملا کہ غنیۃ الطالبین سیدنا غوث اعظم کی تصنیف ہے۔ اگر چہ اس کا انتساب ان کی طرف منسوب ہے۔''[1]

---

[1] دارد 12 حاشیہ نبراس

حضرت علامہ مولانا عبدالعزیز پرہاروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

(ولایغرنك وقوعه فی غنیه الطالبین منسوبته الی الغوث اعظم عبدالقادر جیلانی قدس سره العزیز غیر صحیحة والاحادیث المضوعه وفیها وافرة)

"تجھے اس سے دھوکہ نہ ہو کہ بعض مسائل میں غنیۃ الطالبین احناف کے خلاف ہیں۔ اور وہ غنیۃ سیدنا غوث پاک کی طرف منسوب ہے۔ یہ انتساب تو بالکل ہی غلط ہے۔ کیونکہ اس میں بہت سی احادیث من گھڑت وموضوع درج ہیں۔"[1]

مولانا عبدالحی لکھنوی لکھتے ہیں:

(ان الغنیة لیس من تصانیف الشیخ محی الدین رضی الله عنه انه طرینیشت ان الغنیة من تصانیف وان اشتهر انتسابها الیه)

"غنیۃ الطالبین حضرت شیخ محی الدین جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ہرگز نہیں۔ ان کی تصانیف میں اس کا نام ونشان نہیں ملتا۔ اگرچہ اس کا انتساب ان کی طرف مشہور ہے۔"[2]

(؟) فتاویٰ نظامیہ صفحہ 235 ج 2 مشمولہ جامع الفتاویٰ میں ہے کہ بڑے بڑے علماء دین ومؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ کتاب حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی نہیں ہے۔ یہ کوئی اور عبدالقادر ہے۔ اگر غنیۃ الطالبین سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی تصنیف وہابیہ غیر مقلدین کو تسلیم ہے اور صرف اسی کے بل بوتے پر حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو اپنا ہم مسلک سمجھتے ہیں تو پھر یہ سودا انہیں گھاٹا دے گا۔ کیونکہ غنیۃ الطالبین ان کے مذہب یعنی وہابیہ کے بھی خلاف ہے۔

☆☆☆☆

---

[1] شرح شرح العقائد بالنبراس 455 وکوثر النبی از موصوف مذکورہ ترجمہ

[2] الرفع والتکمیل فی الجرح والتعدیل

قصیدہ غوثیہ کا بیان

اس کے پڑھنے کے فوائد

اسنادقصیدہ غوثیہ جبر کہ حضرت غوث الثقلین شاہ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ النورانی کہ حالتِ استغراق ربانی میں زبان گوہر بیان حضرت سے برآمد ہوا۔ خواص اس کے بہت ہیں۔ ① پہلے یہ کہ جو اس قصیدے کی مداومت کرے (یعنی پابندی سے پڑھے) اور ہر روز گیارہ بار پڑھے۔ قوت حافظہ اس کی ایسی قوی ہوتی ہے جو کچھ پڑھے یا سنے یاد ہو جائے۔ ② دوسرے یہ کہ اس قصیدے کو ورد کرے اور مداومت کرے تو علم عربی میں اس کو مہارت پیدا ہو۔ ③ تیسرے یہ کہ اس قصیدے کو کسی مہم یا مقصد کے لیے چالیس روز پڑھے چلہ نہ گزرنے پائے کہ مطلب پورا ہو جائے۔ ④ چوتھے یہ کہ جو اس قصیدے کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھے اور ہر روز تین بار پڑھے۔ اگر پڑھنا نہ جانتا ہو تو کسی دوسرے سے پڑھوا کر سنے اور اپنے پاس سے جدا نہ کرے اور سچے اعتقاد سے ہر صبح کو اس پر نظر کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کو خواب میں دیکھے اور امیروں کے سامنے مقبول ہو۔ ⑤ پانچویں یہ کہ جس نیت سے اور مطلب سے پڑھے حاصل ہو۔ اور طریقہ اس کے پڑھنے کا یہ ہے کہ سچے اعتقاد اور صدق دل سے تھوڑی شیرینی اور حضرت کی فاتحہ دے کر درود شریف مندرجہ ذیل تین بار پڑھے اور قصیدہ شریف سچے دل سے پڑھے۔

(بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ط اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ مَّعۡدِنِ الۡجُوۡدِ وَالۡكَرَمِ مَنۡبَعِ الۡعِلۡمِ وَالۡحِلۡمِ وَالۡحِكَمِ وَبَارِكۡ وَسَلِّمۡ)[1]

قصیدہ غوثیہ......ترجمہ منظوم: علامہ شمس بریلوی

سَقَانِی الۡحُبُّ: كَاۡسَاتِ الۡوِصَالِ
فَقُلۡتُ لِخَمۡرَتِیۡ نَحۡوِیۡ تَعَالِیۡ

ساغر بھرے ہیں عشق نے بزم وصال کے — لا جس قدر بھی خم ہیں شراب جمال کے

سَعَتۡ وَمَشَتۡ لِنَحۡوِیۡ فِیۡ كُؤُسٍ
فَهِمۡتَ بِسَاۤئِرِ بَيۡنَ الۡمَوَالِیۡ

---

① قصیدہ غوثیہ مکتبہ نوریہ رضویہ وکٹوریہ مارکیٹ سکھر

ساغر بھرے ہوئے میری جانب رواں ہوئے　　میں ہوں سا میان حلقہ یاران حال کے

فَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

آواز دے رہا ہوں کہ اقطاب دہر۔ آؤ خواہاں ہو تم اگر ابھی اصلاح حال کے

وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

ہمت کرو بڑھو چلے آؤ اٹھاؤ جام　　یہ خم بھرے ہیں شراب وصال کے

شَرِبْتُمْ فُضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَانِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

میری بچی شراب تو پی تم نے دوستو!　　لیکن ابھی تو دور ہیں زینے وصال کے

مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَّلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

تم سب کا بھی بلند اگرچہ مقام ہے　　شایاں نہیں ہو تم مری شان کمال کے

اَنَا فِیْ حَضْرَةِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوالْجَلَالِ

میں تو غریق جلوہ حسن قدیم ہوں　　کافی کرم ہیں مجھ پہ مرے ذوالجلال کے

اَنَاالْبَازِیُّ اَشْهَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَافِی الرِّجَالُ اعْطِیَ مِثَالِیْ

ہوں جرہ باز سارے شیوخان دہر کا　　کس کو ملے ہیں اوج یہ فضل و کمال کے

کَسَانِیْ خِلْعَةً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَ تَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

پہنے ہوئے ہوں عزم و عزیمت کی خلعتیں　　کتنے ہی تاج ہیں میرے سر پر کمال کے

وَاَطْلَعَنِیْ عَلٰی سِرٍّ قَدِیْمٍ
وَقَلَّدَنِیْ وَاَعْطَانِیْ سُؤَالِیْ

والی بنایا ہے مجھے اقطاب دہر کا نافذ ہے میرا حکم اب ہر اک لمحے حال کا

وَوَلَّانِیْ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعًا
فَحُکْمِیْ نَافِذٌ فِیْ کُلِّ حَالِ

پانی سمندروں میں نہ باقی رہے کہیں میں ان پہ کھول دوں جو رموز اپنے حال کے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فِیْ جِبَالٍ
لَدُکَّتْ وَاخْتَفَتْ بَیْنَ الرِّمَالِ

ہو جائے ان پہ فاش میرا راز عشق گر ہو جائیں ریزہ ریزہ تودے جبال کے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ نَارٍ
لَخَمَدَتْ وَانْطَفَتْ مِنْ سِرِّ حَالِیْ

میں گر کروں بیان محبت کی داستاں ہو جائے آگ سرد بغیر اشتعال کے

وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیْتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَةِ الْمَوْلٰی تَعَالٰی

مردہ اگر سنے جو کبھی میرے راز کو جی اٹھے یہ کرم ہوں مرے ذوالجلال کے

وَمَا مِنْهَا شُهُوْرٌ اَوْ دُهُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا اَتَالِیْ

مستقبل جہاں کے منظر ہیں سامنے پردے تمام اٹھ گئے ماضی و حال کے

وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاْتِیْ وَیَجْرِیْ
وَ تُعْلِمُنِیْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

آگاہ کرتے ہیں یہ زمانے مجھے مدام کے یار وعبث ہیں قصد یہ بحث و جدال کے

مُرِیْدِیْ هِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ
وَافْعَلْ مَا تَشَآءَ فَالْاِسْمُ عَالٍ

ہے تشنگی میں لطف کہ عین غنا ہے وہ میرے مرید نام لے بس ذوالجلال کے

مُرِیْدِیْ لَا تَخَفْ اَللّٰهُ رَبِّیْ
عَطَانِیْ رِفْعَةً نِلْتُ الْمَنَالِیْ

اَللّٰہُ رَبّیْ۔ خوف نہ کرا ے مرید ہے منزل مراد قریں میرے حال کے

طُبُوْلِیْ فِیْ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَةِ قَدْبَدَالِیْ

مرے جلو میں خیر و کرم کے نقیب ہیں چرچے ہیں آسمان سے زمین تک کمال کے

بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَلْبِیْ قَدْ صَفَالِیْ

اللہ کے شہر و ملک ہیں سب میری ملکیت محکوم ہیں یہ سب مرے ماضی و حال کے

نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَةٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالٖ

سب ملک میرے سامنے یوں ہیں خاک پر پھینکے ہوں جیسے رائی کے دانے اچھال کے

دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَّوْلَی الْمَوَالِیْ

سردار قوم قطب کا درجہ مجھے دیا مولائے کل کے لطف جو شامل تھے حال کے

فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَآءِ اللّٰہِ مِثْلِیْ
وَمَنْ فِیْ الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالٖ

ہوں اولیائے وقت میں بے مثل و بے نظیر ہیں اختیار علم کے تصریف حال کے

رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَاللَّاٰلِیْ

تپتے دنوں میں صوم سے رہ کر میرے مرید رخشاں ہیں تیرگی میں یہ موتی کمال کے

وَکُلُّ وَلِیٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَّاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالٖ

رکھتے ہیں اولیائے تقلید نقش پا رہبر مرے ہیں چاند جہانِ کمال کے

نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیٌّ
هُوَ جَدِّیْ بِهٖ نِلْتُ الْمَوَالِیْ

یعنی نبی ہاشمی کی طرح جاز صدقہ انہی کا ہیں مراتب کمال کے

مُرِیْدِیْ لَاتَخَفْ وَاشٍ فَاِنِّیْ

عَزُوْمٌ قَاتِلٌ عِنْدَ الْقِتَالِ

جاسوس شاہ سے بھلا ڈرتا ہے کیوں مرید جوہر نہاں ہیں مجھ میں جدال و قتال کے

اَنَا الْجِیْلِیُّ مُحْیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ

وَاَعْلَامِیْ عَلٰی رَأْسِ الْجِبَالِ

جیلی ہوں اور دین کا محی میرا لقب کوہ و جبل پہ نصب ہیں پرچم جلال کے

اَنَا الْحَسَنِیُّ وَالْمُخْدَعُ مَقَامِیْ

وَاَقْدَامِیْ عَلٰی عُنُقِ الرِّجَالِ

میرا بڑا گھرانا ہے دادا حسن میرے ہیں پاؤں گردنوں پر تمامی رجال کے

وَعَبْدُ الْقَادِرِ الْمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ

وَجَدِّیْ صَاحِبُ الْعَیْنِ الْکَمَالِ

موسوم ہوں میں بندۂ قادر کے نام سے جد میرے تاجدار ہیں عین الکمال کے

تَقَبَّلْنِیْ وَلَا تَرْدُدْ سُؤَالِیْ

اَغِثْنِیْ سَیِّدِیْ اُنْظُرْ بِحَالِیْ

مجھے منظور فرمایا اور میرا سوال رد نہ کیجیے میری فریادرسی ہو میرے آقا! میرا حال ملاحظہ ہو

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کرم سے کیا راہنما رہزنوں کے

ادھر بھی نگاہ غوث اعظم

دم نزع آؤ دم آئے دم میں

کرو ہم پہ یٰسٓ دم غوث اعظم

یہ دل وجگر ہے یہ آنکھیں یہ سر ہے

جہاں چاہے رکھو قدم غوث اعظم

❀❀❀

قصیدہ غوثیہ بائیہ

مَافِیْ الصَّبَابَۃِ مَنْہَلٌ مُسْتَعْذَبٌ
اِلَّا وَلِیْ فِیْہِ الْاَ لَذُّ الْاَطْیَبُ

عشق ومحبت کی کوئی ایسی شراب نہیں جس کا سب سے خوشگوار اور عمدہ جام میرا نہ ہو

اَوْفِیْ الْوِصَالِ مَکَانَۃٌ مَخْصُوْصَۃٌ
اِلَّا وَمَنْزِلَتِیْ اَعَزُّ وَاَقْرَبُ

اور وصال محبوب کا کوئی بھی ایسا مقام نہیں جہاں میری منزلت سب پر فائق اور سب سے قریب تر نہ ہو۔

وَھَبَتْ لِیَ الْاَیَّامُ رَوْنَقَ صَفْوِھَا
فَحَلَّتْ مَنَاھِلُھَا وَطَابَ الْمَشْرَبُ

زمانہ نے اپنی ہر پاکیزگی اور خوبی مجھے بطور نذر پیش کر دی ہے اور اس کا ہر گھاٹ میرے لیے مبارک اور پانی میرے لیے خوشگوار ہے۔

وَغَدَوْتُ مَخْطُوْبًا لِکُلِّ کَرِیْمَۃٍ
لَا یَھْتَدِیْ فِیْھَا اللَّبِیْبُ وَیَخْطُبُ

ہر وہ عالی قدر کمال مجھ سے وابستہ کر دیا گیا ہے جس کو صاحب استعداد لوگ بھی حاصل نہیں کر سکتے۔ بلکہ وہ اس کے حاصل کرنے میں بھٹک کر رہ جاتے ہیں۔

اَنَا مِنْ رِجَالٍ لَایَخَافُ جَلِیْسُھُمْ
رَیْبَ الزَّمَانِ وَلَایَرٰی مَایَرْھَبُ

میں ان افراد میں سے ہوں جن کے پاس بیٹھنے والا زمانہ کے حوادثات سے گھبراتا ہے اور نہ کسی ڈراونی شے سے خوفزدہ ہوتا ہے۔

قَوْمٌ لَھُمْ فِیْ کُلِّ مَجْدٍ رُتْبَۃٌ
عُلْوِیَّۃٌ وَبِکُلِّ جَیْشٍ مَرْکَبًا

وہ ایسے افراد ہیں کہ ہر عزت وشرف میں ان کا بلند مرتبہ ہے۔ اور ہر جماعت میں انہیں امتیاز خاص حاصل ہے۔

اَنَا بُلْبُلُ الْاَفْرَاحِ اَمْلِیُ رَوْحَهَا

طَرَبًا وَفِیْ الْعُلْیَاءِ بَازٌ اَشْهَبُ

میں عندلیب مسرت ہوں کہ باغ طرب میں مستانہ وار چہچہا تا رہا ہوں اور عالم ملکوت میں باز اشہب ہوں (جو طاقت پرواز اور تیز رفتاری میں مشہور ہے)

اَضْحَتْ جُیُوْسُ الْحُبِّ تَحْتَ مَشِیْئَتِیْ

طَوْعاً وَ مَهْمَارُمْتُهُ لَا یَعْذُبُ

عشق ومحبت کی تمام قوتیں اپنی خوشی سے میری مطیع ہو گئی ہیں اور جس وقت بھی میں اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اس کو اپنے سے دور نہیں پاتا۔

اَصْبَحْتُ لَا اَمَلًا وَلَا اُمْنِیَّةً

اَرْجُوْا وَلَا مَوْعُوْنَةً اَتَرَقَّبُ

اب میں کسی بات کی خواہش نہیں رکھتا اور نہ کسی مقرر وعدہ کا منتظر رہتا ہوں (یعنی میری خواہش پوری ہو گئیں)

مَازِلْتُ اَرْتَعُ فِیْ مَیَادِیْنِ الرِّضٰی

حَتّٰی وَهِبْتُ مَكَانَةً لَاتُوْهَبُ

میں رضامندی اور قرب الٰہی کے سبزہ زاروں سے اول دن سے ہی مستفید ہوں اور اب مجھ کو وہ مقام عطا کر دیا گیا ہے۔ جو کسی کو نہیں دیا جاتا ہے۔

اَضْحٰی الزَّمَانُ كَحُلَّةٍ مَرْقُوْمَةٍ

تَزْهُوْا وَنَحْنُ لَهُ الطِّرَازُ الْمُذْهَبُ

زمانہ اپنے عمدہ مزین اور منقش لباس پر ناز کر رہا ہے اور ہم ہی اس کے نقش ونگار کے جوہر حسن ہیں۔

اَفَلَتْ شُمُوْسُ الْاَوَّلِیْنَ وَ شَمْسُنَا

اَبَدًا عَلٰی فَلَكِ الْعُلٰی لَاتَغْرُبُ

اگلے لوگوں کا آفتاب ڈوب چکا ہے۔ ہمارا آفتاب آسمان رفعت پر درخشاں ہے جو کبھی غروب نہ ہوگا۔
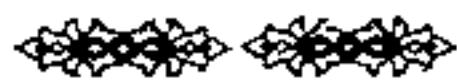
صلوٰۃ غوثیہ پر اعتراضات کا جواب[1]

اعتراض: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ماننے والوں نے ایک نئی نماز "صلوٰۃ غوثیہ" بھی نکال لی ہے۔ جب کہ نماز تو صرف اللہ تعالیٰ کی ہے؟

جواب: گزارش ہے کہ کسی پر الزام لگانے سے پہلے تحقیق ضرور کرنی چاہیے اور یہ ضرور معلوم کرنا چاہیے کہ وہ یہ عمل کیوں اور کس لیے کر رہا ہے اور اگر تحقیق نہ کی جائے تو عموماً بعد اعتراض معترض کو صحیح جواب ملنے کی صورت میں شرمندگی اٹھانا پڑتی ہے۔ اس لیے کہا جاتا ہے کہ عقل مند پہلے تولے پھر بولے" ایسا ہی کچھ معاملہ " صلوٰۃ الغوثیہ" کے حوالہ سے ہے کہ خواہ مخواہ اس کو کھینچ تان کر غوث اعظم کی نماز بیان کر دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے کیونکہ کوئی بھی مسلمان اپنے رب تعالیٰ کے علاوہ کسی کی نماز نہیں ادا کرتا اور نہ ایسا سوچ بھی سکتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی نماز ادا کرے۔

ہم یہاں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں جس کی وجہ سے یہ شبہ پیدا کیا جاتا ہے کہ یہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی نماز ہے اور وہ یہ ہے کہ معترض یہ کہتا ہے کہ دیکھو جی "صلوٰۃ غوثیہ" یعنی غوث اعظم کی نماز اور ساتھ ہی لمبا چوڑا حاشیہ لگا کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کہ یہ غوث اعظم کی نماز ادا کرتے ہیں۔

سطور ذیل میں اس کی وضاحت پڑھیے تاکہ حقیقت حال واضح ہو جائے۔

① سب سے پہلے تو عرض ہے کہ اس کا مطلب "غوث اعظم کی نماز" غلط ہے۔ جبکہ درست "غوث اعظم کی تلقین کردہ نماز" ہے۔

② شریعت اسلامیہ نے مختلف نمازوں کے نام رکھے ہیں اور اس کی وجہ مختلف ہے۔ کسی نماز کا نام ان کے وقت کی نسبت سے ہے۔ جس طرح نماز فجر، نماز چاشت و اشراق نماز لیل وغیرہ

اسی طرح بعض نمازوں کے نام کسی واقعہ کی طرف منسوب کر کے رکھے گئے ہیں۔ جس طرح نماز جنازہ، سورج اور چاند گرہن کی نمازیں۔

اسی طرح بعض نمازوں کے نام دنوں کی طرف منسوب کر کے رکھے گئے ہیں جس طرح نماز جمعہ، نماز عیدالفطر، نماز عیدالاضحیٰ۔

اسی طرح نماز حاجات نماز استخارہ اور دیگر نمازوں کے ناموں پر غور کریں تو بخوبی واضح ہو جائے گا کہ یہ نام ہیں نہ کہ نمازیں ہی ان ناموں کی۔ یقیناً کوئی یہ نہیں کہتا کہ مسلمان اللہ تعالیٰ کی نماز نہیں بلکہ جمعہ کے دن کی نماز پڑھتے ہیں۔ اسی طرح یہ نماز اللہ کی نماز نہیں پڑھتے بلکہ وقت فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء کی نمازیں پڑھتے ہیں۔ لہٰذا جب باقی تمام نمازوں میں یہ کہا جاتا ہے کہ

---

[1] اس نماز کے بارے امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان کا ایک رسالہ "انہار الانوار من یم صلوٰۃ الاسرار" (صلاۃ الاسرار کے پانی سے انوار کی نہریں) کا مطالعہ بھی مفید رہے گا۔

[illegible]

نماز اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وقت وغیرہ کی نسبت کے ہیں تو پھر یہ وجہ ہے کہ "صلوٰۃ غوثیہ" کہا جاتا ہے یوں کیوں نہیں کہا جاتا کہ نماز اللہ تعالیٰ کی ہے اور طریقہ تعلیم یہ نماز حضور غوث اعظم کا ہونے کی وجہ سے نسبت انہی کی طرف کر دی گئی۔ جس طرح نماز حاجت وغیرہ منسوب ہے کہ ذکر کی وجہ سے اس کو یہ کہا گیا۔

⑤ اس نماز پر اعتراض کرنے والے یہ بتائے کہ اس نماز میں نیت باندھنے سے لے کر سلام پھیرنے تک کون سا خلاف شرع کام کیا ہوتا ہے۔ جس سے وہ اس نماز کو ناجائز اور حرام کہنے کی کوشش کرتے ہے؟

سوال: پھر یہ نماز کس نے بتائی؟ کس نے پڑھی؟ کس نے لکھی؟

جواب: ذیل میں ہم ان چار بزرگوں کے نام درج کیے دیتے ہیں کہ جنہوں نے اس نماز کی تعلیم فرمائی اس کے بعد معترض سے ضرور یہ سوال کیجئے کہ کیا یہ بزرگان دین خلاف شرع کام کرتے رہے یا پھر اپنی تصانیف میں اس کا تذکرہ کر کے لوگوں کو خلاف شریعت کام کرنے کی ترغیب دلاتے رہے ہیں؟

① حضرت شیخ ابوالحسن نورالدین بن جریر شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ مصنف بہجۃ الاسرار

② حضرت شیخ امام عبداللہ یافعی مکی رحمۃ اللہ علیہ

③ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ

④ شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اعتراض: پھر یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ نماز قرآن وحدیث، طریقہ خلفائے راشدین اور توکل کے خلاف ہے۔ اس لیے نہیں پڑھ سکتے۔

جواب: جو اس کو خلاف قرآن وحدیث کہے اولاً تو وہ اس پر دلیل لائے کہ کیا قرآن نے اور حدیث رسول ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ ثانیاً اگر دلیل نہ لا سکے تو کم از کم جو اس میں خلاف قرآن وحدیث ہے وہ ہی بتا دیا جائے اور اگر ایسا بھی نہ کر سکیں تو اس کو قرآن وحدیث کے خلاف کہنا ترک کرے اور فساد فی الارض کا سبب نہ بنیں۔

رہا یہ اعتراض کہ قرآن وحدیث میں اس نماز کا حکم کہاں آیا؟

تو اس کا جواب یہ ہے کہ کسی چیز کا حکم نہ آنا اس کو ناجائز اور حرام نہ کرے گا۔ ورنہ تو ہزار ہا چیزیں ایسی کہ ان کا ذکر صراحتاً نہ قرآن میں بیان نہ حدیث میں ارشاد تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو ناجائز نہ کہا جائے لہٰذا قرآن وحدیث میں مطلقاً نماز کا ذکر اور نسبت عرفی بس کسی چیز کا منع ہونا اس کے منع کرنے سے ہوگا نہ کہ سکوت سے جیسا کہ ارشاد مصطفیٰ ﷺ ہے۔ کہ فرمایا

[اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فِیْ كِتَابِهٖ وَمَا سَكَتَ فَهُوَ مِمَّا عَفَا عَنْهُ]

"حلال وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا اور حرام وہ جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں حرام فرمایا اور جس سے سکوت فرمایا وہ وہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرمایا ہے۔"[1]

---

① جامع الترمذی جلد 1 صفحہ 206 مطبوعہ امین کمپنی کتب خانہ رشیدیہ دھلی

بس یہ قاعدہ وکلیہ یاد رکھا جائے جس چیز کو قرآن وحدیث اچھا کہیں وہ اچھی ہے اور جس کو برا فرمائیں وہ بری ہے اور جس کے بارے میں کچھ نہ فرمایا وہ معاف' جائز' مباح پس اس کو حرام کہنا گناہ ہے۔

مذکورہ اصول کی روشنی میں نماز غوثیہ کو کس طرح ناجائز وحرام کہہ سکتے ہیں

② اسی طرح یہ کہنا کہ طریقہ خلفائے راشدین کے خلاف ہے اور اس پر دلیل یہ کہ جو طریقہ ان سے منقول نہ ہو وہ ممنوع ہے حالانکہ عدم ثبوت فعل وثبوت عدم جواز میں زمین وآسمان کا فرق ہے۔ چنانچہ امام علامہ احمد بن قسطلانی شارح صحیح بخاری رحمۃ اللہ علیہ مواہب اللدنیہ میں فرماتے ہیں کہ

(اَلْفِعْلُ یَدُلُّ عَلَی الْجَوَازِ وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَایَدُلُّ عَلَی الْمَنْعِ)

"کرنا تو جواز کی دلیل ہے اور نہ کرنا ممانعت کی دلیل نہیں"

③ اور یہ کہنا کہ یہ نماز توکل واخلاص کے خلاف ہے تو گزارش یہ ہے کہ باقی نمازیں پھر کیوں کر توکل کے خلاف نہیں جبکہ خود حکم قرآنی موجود ہے کہ

﴿اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ﴾[1]

یادرہے کہ اس نماز کے بعد مقربین بارگاہ الٰہیہ سے توسل ہے اور توسل ووسیلہ کیونکر ناجائز ہوگا۔ بلکہ یہ تو ان اصحاب قدر ومنزلت سے ثابت ہے۔ مزید وضاحت کے لیے اس مقدمہ میں "وسیلہ غیر اللہ جائز ہے" کا عنوان مطالعہ کریں۔

کیا نماز غوثیہ کسی نے بہجۃ الاسرار میں الحاق کیا ہے؟

اعتراض: ایک اعتراض یہ کیا جاتا ہے کہ نماز غوثیہ کے حوالے سے بہجۃ الاسرار چونکہ اول مخرج ہے اور یہ صاحب کتاب کی تحریر نہیں بلکہ یہ کسی نے بعد میں الحاق کیا ہے۔

جواب: سبحان اللہ! جب کسی صورت ممانعت ثابت نہ ہوئی تو "الحاق" ہونے کا دعویٰ اور وہ بھی بلا دلیل بس اس ضمن میں عرض ہے کہ

① صرف "الحاق" کہہ دینے سے الحاق ہونا ثابت نہ ہوگا بلکہ اس کو ثابت بھی کرنا ہوگا۔ اور معترض اس کو ثابت نہ کرسکا ہے اور نہ کرسکے گا کیونکہ الحاقی عبارت ثابت کرنے کے مختلف طریقے ہیں۔

(1) اصل کتاب کا کوئی پرانا نسخہ ملے جس میں وہ عبارت نہ ہو

(2) اصل مسودہ مل جائے جو اس عبارت سے خالی ہو۔

(3) وہ کلام ایسا ہو جس کا صدور مصنف سے ماننا مشکل ہو۔

اس کے علاوہ بھی کئی طریقے ہیں جب کہ مذکورہ مسئلہ میں کسی بھی طریقہ سے الحاق ثابت نہیں۔ لہٰذا معترض کا دعویٰ باطل ہے۔

---

[1] پارہ 2 البقرہ

پھر یہ بھی یاد رہے کہ متعدد علماء و مشائخ کا اس کو قبول کر لینا اور بطور وظیفہ اپنا لینا بھی اس کی صداقت کی دلیل ہے۔ جب یہ نماز جائز و درست ثابت تو ہم اپنے قارئین کے لیے طریقہ نماز لکھ رہے ہیں۔

نماز غوثیہ کا طریقہ

بعد نماز مغرب کے دو رکعت اس طرح پڑھے کہ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھے اور بعد فراغت نماز نبی مکرم ﷺ پر صلوٰۃ وسلام عرض کر کے پھر بغداد شریف [1] کی طرف گیارہ قدم چلے اور غوث پاک کا نام لے کر اپنی حاجت پیش کرے اللہ ﷻ کے فضل و کرم سے اس کی مراد پوری ہوگی۔ امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرضوان نے اس نماز کی مقبولیت کے بارے ارشاد فرمایا کہ:

حسن نیت ہو خطا پھر کبھی کرتا ہی نہیں
آزمایا ہے یگانہ ہے دوگانہ تیرا

اللہ ﷻ ہمیں اس مسئلہ کی صحیح فہم عطا فرمائے۔

⊙⊙⊙

[1] بغداد شریف پاکستان میں سمت بیت اللہ شریف سے دائیں طرف 17 زاور یہ پر ہے اور مدینہ شریف تقریباً 23 پر ہے۔

بیعت کی شرعی حیثیت

عموماً ایک اعتراض یہ بھی کیا جاتا ہے کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

﴿اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِکَافٍ عَبۡدَهٗ﴾

''کیا اللہ اپنے بندوں کو کافی نہیں۔''①

لہٰذا جب اللہ عزوجل کافی ہے تو پھر بیعت کرنا مرید ہونا کیوں ہے؟ نیز جو بیعت نہ ہو اس پر یہ کہنا کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

جواب: قرآن کی ایک آیت کا سہارا لے کر دوسری آیات مبارکہ سے اخذ ہونے والے مسائل کا انکار کر دینا کہاں کا انصاف ہے؟ ذیل میں ہم چند آیات ذکر کرتے ہیں۔ صرف ایک کی تشریح اور پھر اس کی کچھ تفصیل عرض کرتے ہیں۔

دلیل قرآن

﴿لَقَدۡ رَضِیَ اللّٰهُ عَنِ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ اِذۡ یُبَایِعُوۡنَكَ تَحۡتَ الشَّجَرَةِ﴾

''بے شک اللہ راضی ہوا مؤمنوں سے جب وہ تمھاری اس پیڑ کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے۔''②

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰهَ ؕ﴾

''وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔''③

﴿اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِیۡمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَیۡهِمۡ ۙ﴾

''ہم کو سیدھا راستہ چلا راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا ہے۔''④

جبکہ انعام یافتہ لوگوں کا تذکرہ یوں فرمایا:

---

① پارہ 24 الزمر:36

② پارہ 26 الفتح 18

③ پارہ 26 الفتح 10

④ پارہ 1 الفاتحۃ:5

﴿اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ﴾

''جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہداء اور نیک لوگ۔''

متذکرہ بالا آیات قرآنیہ چونکہ اپنا معنی و مطلب خوب واضح کر رہی ہیں اور اس میں بیعت کا تذکرہ وضاحت کے ساتھ موجود ہے، لہٰذا ان پر زیادہ کلام نہیں کرتا اب آیئے اس طرف کہ اللہ ﷻ فرماتا ہے۔

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ﴾

''کیا اللہ اپنے بندوں کے لیے کافی نہیں''[1]

یقیناً وہ کافی ہے لیکن اس نے یہ بھی تو ارشاد فرمایا ہے کہ

﴿وَابْتَغُوْٓا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ﴾

''اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو''[2]

ایمان، اعمال صالحہ وغیرہ اللہ ﷻ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں۔ جو شخص اپنے متعلقین سے گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے' تقویٰ اور پرہیزگاری کرنے کا عہد' بیعت لے تو اس کا قرب خدا کے لیے وسیلہ ہونے میں کسی نادان کو شبہ ہو سکتا ہے؟ اس لیے شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ؒ نے فرمایا اس آیت کریمہ میں وسیلہ سے مراد ''بیعت مرشد'' ہے۔[3]

نیز اسماعیل دہلوی نے لکھا ہے کہ اہل سلوک اس آیت کو راہ حقیقت کے سلوک کی طرف اشارہ شمار کرتے ہیں۔ اور مرشد کو وسیلہ سمجھتے ہیں اس لیے حقیقی کامیابی اور مجاہدہ سے پہلے مرشد کا تلاش کرنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے سالکان حقیقت کے لیے یہ ہی قاعدہ مقرر کیا ہے۔ اس سے مرشد کی رہنمائی کے بغیر اس کا ملنا نادر و دشوار ہے۔[4]

دلیل حدیث: قرآن پاک کے بعد ایک دلیل حدیث رسول اللہ ﷺ سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مذکورہ حدیث میں مسلمانوں سے گناہوں وغیرہ سے بچنے پر رسول ﷺ نے بیعت لی ہے پس اسی طریقہ کو بیعت کا نام دیا گیا ہے۔ اور مرشد خاص بھی اسی طریقہ کے مطابق اپنے متعلقین کی ھدایت اور رہنمائی کے لیے پہلے ان کو اپنے حلقہ ارادت میں شامل کرتا ہے۔ اور پھر ان کو مختلف طریقوں سے راہ سلوک طے کروا کر اللہ ﷻ کے قرب کی طرف لے جاتا ہے۔

اور اگر بالفرض مرید کہ عدم توجہ سے وہ مقام قرب کو نہ بھی پا سکا تو یہ بیعت رائیگاں نہ جائے گی کیونکہ حدیث رسول ﷺ میں اشارہ ہے کہ نیک لوگوں سے اپنا تعلق قائم کرو۔ جیسا کہ مروی ہے کہ فرمایا:

[اِسْتَكْثِرُوْا مِنَ الْاِخْوَانِ فَاِنَّ لِكُلِّ مُؤْمِنٍ شَفَاعَةٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ]

---

[1] پارہ 24 الزمر:36

[2] پ 6، المائدۃ 35

[3] قول جمیل

[4] صراط مستقیم فارسی صفحہ 50 مطبوعہ مکتبہ سلفیہ لاہور

''اللہ ﷻ کے بکثرت بندوں سے رشتہ وتعلق محبت پیدا کرو کہ قیامت میں ہر مسلمان کامل کو شفاعت دی جائے گی۔''①

مرشد کون؟

ایک عام مسلمان جب بیعت وغیرہ کرتا ہے تو جو کوئی اس سے بیعت لیتا ہے اس کو عموماً پیر و مرشد سے تعبیر کیا جاتا ہے۔اس لیے یہاں مختصراً پہلے مرشد کی اقسام اور اس سے متعلق احکام بیان کیے جاتے ہیں۔اور پھر بیعت کی اقسام اور احکام بیان کیے جاتے ہیں۔تاکہ مسئلہ بیعت بآسانی سمجھ آئے۔

مرشد کی اقسام

مرشد کا لغوی معنی اور اصطلاحی معنی
یاد رہے کہ مرشد کی دو قسمیں ہیں۔
① مرشد عام ② مرشد خاص
مرشد عام: یعنی کلام اللہ ﷻ کلام رسول اللہ ﷺ' کلام آئمہ شریعت وطریقت اور کلام علمائے دین واہل رشد وہدایت ہے پس عوام کا ہادی کلام علماء،علماء کا رہنما کلام آئمہ،آئمہ کا مرشد کلام رسول ﷺ اور رسول اللہ ﷺ کا پیشوا کلام اللہ ﷻ۔
مرشد خاص: کسی صحیح العقیدہ مسلمان صحیح الاعمال سنی عالم جامع شرائط بیعت کے ہاتھ میں ہاتھ میں دے دے۔یہ مرشد خاص ہے جیسے پیر و شیخ کہتے ہیں۔②

مرشد عام وخاص کے احکام

مرشد عام کا انکار کرنے والا گمراہ' کافر اور اس کی عبادت تباہ مرشد خاص اس کی بیعت کرنا مستحسن ہے۔
مرشد خاص کی اقسام: مرشد خاص کی پھر دو اقسام ہیں۔شیخ اتصال۔شیخ ایصال:

شیخ اتصال

وہ مرشد کہ جس کے ہاتھ پر بیعت کرنے سے مسلمان کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ تک متصل ہو جائے اس کیلئے چار شرائط ہیں۔
① اس کا سلسلہ رسول اللہ ﷺ تک متصل ہو۔درمیان میں منقطع نہ ہوا ہو۔مثلاً تمام سلسلے میں کوئی ایسا نہ ہو کہ بغیر اجازت اس نے خود ہی مرید کرنے شروع کر دیے ہوں ایسا سلسلہ منقطع ہوگا۔

---

① تاریخ بخاری راوی انس بن مالك
② بیعت وخلافت صفحہ 5 مطبوعہ مکتبہ مصریہ اصغریہ کالج روڈ ڈسکہ

② صحیح العقیدہ سنی: یعنی وہ بدعقیدہ و بدمذہب نہ ہو جیسا کہ آج کل کچھ بدعقیدہ لوگوں نے سلسلہ اولیاء پر قبضہ کیا ہوا ہے۔ حالانکہ وہ خود ہی اولیاء اللہ کی اہانتیں کرتے ہیں جن کے سلسلہ میں وہ بیعت کرتے ہیں۔

③ عالم ہونا: یعنی اس کو علم فقہ اتنا کہ جو اس کی اپنی ضرورت دینی کے لیے کافی ہو۔ یہاں تک کہ پیش آنے والے مسائل کا حل بتا سکتا ہوں نیز عقائد اہلسنت کو خوب جانتا ہوں اور کفر، اسلام، ضلالت اور گمراہی کے فرق کو جانتا ہوں۔

④ فاسق معلن نہ ہو یعنی خود شریعت کی اعلانیہ خلاف ورزی نہ کرتا ہو۔

شیخ ایصال

وہ کہ جو مذکورہ بالا تمام شرائط کا جامع ہونے کے ساتھ ساتھ نفس کے فسادات، شیطان کی مکاریوں وغیرہ کو جانتا ہو جبکہ دوسرے کی تربیت کرنا جانتا ہو اور اپنے مرید کو اس کے عیوب بتلا کر اس کا علاج بھی بتائے اور اس کو اس راہ میں جو مشکلات پیش آئیں ان کا حل بھی بتائے۔[1]

ڈبہ پیر

پیر و مرشد بنانے کے لیے مذکورہ بالا شرائط کو دیکھا جائے گا اور جس میں مذکورہ شرائط پائی جائیں وہ ہی پیر و مرشد ہوگا اور بعض جو آج کا جاہل اور بے علم اور فاسق و فاجر لوگوں نے یہ طریقہ اپنالیا کہ جن کا اٹھنا بیٹھنا شریعت کے خلاف مثلاً لمبے لمبے بالوں کی لڑیاں، مہینوں نہانا نہیں لباس سے عاری، نماز مدینے میں پڑھنے کا نعرہ، جوان عورتوں کو پاس بٹھانا اپنے ماننے والوں کو بھنگ و چرس کے سگرٹ بھر بھر کے پینے پلانے کی نہ صرف رغبت بلکہ اس میں شامل ہونا، ہاتھوں میں دس دس انگوٹھیاں، اپنے سامنے ڈھول کے اوپر دھمال کروانا وغیرہ یہ سب نا قابل بیعت و عقیدت و محبت ہیں کہ جو اللہ و رسول ﷺ کے حکم کا لحاظ و پاس نہ رکھے اس کا کچھ لحاظ و پاس نہیں۔ لہٰذا یہ پیر و مرشد بننے کے قابل ہیں نہ ان کو ماننا جائز۔

مُرْشِدْ نہیں مُرْشَدْ

یہ لوگ اتنے جاہل کہ مرشد بننا تو در کنار خود مرشد کے معنی تک نہ جانے یہاں تک کہ لوگ ان کے سامنے ان کو ان کی اوقات مُرْشَدْ، مُرْشَدْ کہہ کر بنائیں پر یہ نہ سمجھیں کیونکہ یہ تو معنی مُرْشِدْ و مُرْشَدْ میں فرق نہ جانے۔ لہٰذا ان کو ہم ہی بتائے دیتے ہیں کہ جانے تو شاید سمجھیں۔

مُرْشِدْ: یہ اسم فاعل ہے جس کا معنی ہدایت دینے والا جیسے پیر کہ مرید کی رہنمائی وغیرہ کرے۔

مُرْشَدْ: یہ اسم مفعول ہے جس کو ہدایت یا رہنمائی دی جائے۔ جیسے مرید:

---

① اخذ از بیعت و خلافت صفحہ 51,53 مطبوعہ مکتبہ مصریہ رضویہ ڈسکہ

پس مذکورہ بالا لوگوں کو شریعت وطریقت کے عالم وعامل شیوخ سے کیا نسبت؟

لہٰذا ایسے ڈبہ پیروں سے بچیں مرشد وشیخ کے بارے جان لینے کے بعد اب بیعت کہ جوان صاحبان رشد وہدایت کے ہاتھ پر کی جائے گی کا کچھ تذکرہ کیے دیتے ہیں۔

معنیٰ واقسام بیعت اوراس کے احکام

بیعت کے معنی: بیعت کے لغوی معنیٰ ہیں بکنا۔

بیعت کی اقسام: بیعت کی دوقسمیں ہیں۔ ① بیعت برکت اور ② بیعت ارادت

بیعت برکت

ارباب سلوک نے بیان کیا ہے کہ بیعت کی دوقسمیں ہیں۔ بیعت ارادت اور بیعت برکت۔ بیعت برکت یہ ہے کہ برکت حاصل کرنے کے لیے کسی سلسلہ میں بیعت کرلی جائے۔ آج کل عام طور پر یہی بیعت ہوتی ہے۔ اس بیعت کے لیے بھی ضروری ہے کہ ایسے شخص سے بیعت کی جائے جو مذکورالصدر چار شرائط کے ساتھ متصف ہو۔ یہ بیعت بھی دنیا اور آخرت میں نہایت مفید ہے۔ کیونکہ مقربین بارگاہ الٰہیہ کے سلسلہ سے متصل ہوجانا فی نفسہٖ سعادت ہے۔ نیز اس سے ان لوگوں سے مشابہت ہوتی ہے جوراہ میں حقیقۃً سالک ہیں۔ اور فرمان رسالت کے بموجب ”جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا شمار اسی قوم سے ہوتا ہے۔“ تو کچھ عجب نہیں کہ تبرکا بیعت کرنے والے کا شمار بھی حقیقی سالکوں میں سے ہوجائے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی لکھتے ہیں کہ خرقہ دوقسم کا ہے۔ خرقہ ارادت اور خرقہ تبرک۔ اور مشائخ اپنے مریدین کے لیے جس چیز کا درحقیقت قصد کرتے ہیں وہ خرقہ ارادت ہے۔ اور خرقہ تبرک خرقہ ارادت کے مشابہ ہے۔ اور جو شخص جس قوم کی مشابہت اختیار کرے اس کا اسی میں شمار ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ﷻ فرماتا ہے:

[ہم القوم لایشقی بھم جلیسھم]

”یہ وہ لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والا بھی بدبخت نہیں ہوتا۔“ ①

لہٰذا جو شخص صالحین سے تبرکا بھی بیعت کرے خواہ ان کی مکمل اتباع نہ کرے وہ ان کی برکت سے محروم نہیں ہوگا۔ محبوبان خدا آیت رحمت ہیں۔ وہ اپنا نام لینے والے کو اپنا بنا لیتے ہیں۔ اور اس پر نظر رحمت رکھتے ہیں۔ سیدی ابوالحسن نورالدین بہجۃ الاسرار میں لکھتے ہیں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ جس شخص نے آپ کے دست حق پرست پر بیعت نہ کی ہو مگر وہ آپ کا نام لیوا ہو کیا اس کا حضور کے مریدین میں شمار ہوگا؟ فرمایا جو شخص اپنی نسبت میری طرف کرے اور اپنا نام میرے غلاموں کے

---

① صحیح مسلم ج 2 ص 344 مطبوعہ نورمحمداصح المطابع کراچی 1375ھ

دفتر میں شامل کرے۔ اللہ تعالیٰ اس کو قبول کرے گا اور اگر وہ کسی ناپسندیدہ راستہ پر ہو تو اس کو توبہ کی توفیق دے گا۔ اور وہ میرے مریدوں میں شامل ہے اور بے شک میرے رب نے مجھ سے یہ وعدہ کیا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں کو اور میرے ہر چاہنے والے کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ننانوے قتل کیے پھر اس نے یہ پوچھنا شروع کیا: کیا اس کی توبہ ہو سکتی ہے؟ اس نے ایک راہب (پیر یا درویش) سے یہ سوال کیا اس نے کہا تیری توبہ نہیں ہے۔ اس نے اس راہب کو قتل کر دیا۔ پھر اس نے ایک عالم سے سوال کیا۔ عالم نے کہا تمہاری توبہ میں کیا رکاوٹ ہے؟ جاؤ فلاں بستی میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ کی عبادت کر رہے ہیں تم بھی وہاں جا کر ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اور اپنے علاقہ کی طرف لوٹ کر نہ جانا کیونکہ وہ برا علاقہ ہے۔ وہ شخص روانہ ہو گیا اور ابھی راستے پر تھا کہ اسے موت نے آلیا۔ پھر اس کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں بحث ہوئی۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ تائب ہو کر اور دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر آیا تھا۔ اور عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کوئی نیکی نہیں کی پھر ایک فرشتہ ان کے پاس آدمی کی صورت میں آیا جس کو انھوں نے اپنے درمیان فیصل بنا لیا۔ اس نے کہا ان دونوں زمینوں کی پیائش کرو اور جس زمین کے یہ قریب ہو اسی کے مطابق اس کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ جب انھوں نے اس زمین کی پیائش کی تو وہ اس بستی کے قریب تھا۔ جس کی طرف اس نے جانے کا ارادہ کیا تھا۔ سو رحمت کے فرشتے اس کی روح کو لے گئے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو حکم دیا تھا کہ دور ہو جائے اور اس زمین کو حکم دیا کہ قریب ہو جائے۔ [1]

اور یہ صرف اللہ کے نیک بندوں کے پاس جا کر عبادت کرنے کا ارادہ تھا اور ان نیک بندوں کی برکت تھی کہ ابھی وہاں گیا نہیں، ان کے ہاتھ پر بیعت نہیں کی توبہ نہیں کی صرف ان کے پاس جانے کی نیت کی وجہ سے بخشا گیا۔

بیعت ارادت

بیعت ارادت یہ ہے کہ مرید اپنے ارادہ اور اختیار سے یکسر باہر ہو کر اپنے آپ کو شیخ کامل ہادی برحق اور واصل بحق کے ہاتھ میں بالکلیہ سپرد کر دے اور راہ سلوک میں اس کو مطلقاً اپنا حاکم مالک، اور متصرف سمجھے۔ راہ سلوک میں کوئی قدم اس کی مرضی کے بغیر نہ رکھے۔ اس کی کسی بات پر دل میں اعتراض نہ کرے۔ خیال رہے کہ یہ شیخ کامل کے لیے جو متبع شریعت ہو وہ پیشہ ور پیر جو خلاف شرع کام کرتے ہیں اس حکم میں داخل نہیں ہیں۔ راہ سلوک کی ہر مشکل اور دشواری اس پر پیش کرے اور اس کے ساتھ اس طرح رہے جیسے مردہ بدست زندہ ہوتا ہے۔ یہ بیعت سالکین ہے اور مشائخ مرشدین کا یہی مقصود ہے۔ یہی بیعت اللہ ﷻ تک پہنچاتی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہی بیعت لی ہے۔

امام مسلم اپنی سند کے ساتھ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس

---

[1] صحیح مسلم ج 2 ص 359 مطبوعہ نور محمد اصح المطابع کراچی، 1375ھ

امر پر بیعت کی کہ ہر آسانی اور دشواری اور ہر خوشی و ناخوشی میں آپ کا حکم سنیں گے۔ اور آپ کی اطاعت کریں گے اور صاحب حکم سے کسی حکم سے اس وقت تک سرتابی نہیں کریں گے جب تک دلائل سے اس کا کھلم کھلا کفر ثابت نہ ہو۔[1]

شیخ کامل اور ہادی برحق کا حکم رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کا حکم اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے حکم میں مجال دم زدن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿وماكان لمؤمن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضللا مبينا﴾

''کسی مسلمان مرد اور عورت کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملہ میں کوئی حکم دیں تو پھر اس کو اس حکم میں اختیار رہے۔ اور جس نے اللہ اور اس کے رسول کا حکم کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔''[2]

شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ عوارف المعارف میں لکھتے ہیں شیخ کامل کے زیر حکم ہونا اللہ اور رسول کے زیر حکم ہونا ہے۔ اور سنت بیعت کو زندہ کرتا ہے۔ اور یہ صرف اس مرید کو حاصل ہوتا ہے جو اپنی جان کو شیخ کے احکام میں مقید کردے۔ اپنے ارادہ سے بالکلیہ باہر نکل آئے اور اپنا اختیار چھوڑ کر شیخ میں فنا ہو جائے۔ نیز فرماتے ہیں شیخ کامل پر اعتراض کرنے سے بچے کہ یہ مریدوں کے لیے زہر قاتل ہے۔ یہ ناممکن ہے کہ کوئی مرید اپنے شیخ برحق پر اعتراض کرے اور پھر فلاح حاصل ہو۔ اگر اس کو شیخ کامل کے کچھ کام بظاہر صحیح معلوم نہ ہوں تو ان میں حضرت خضر علیہ السلام کے واقعات کو یاد کرے کیونکہ ان سے بظاہر ایسے کام صادر ہوئے تھے جن پر سخت اعتراض ہوتا تھا۔ جیسے مسکینوں کی کشتی میں سوراخ کر دینا۔ اور بے گناہ بچے کو قتل کر دینا'' پھر جب انھوں نے اس کی وجہ بتائی تو معلوم ہوا کہ حق وہی تھا جو انھوں نے کیا تھا۔ اسی طرح مرید کو یہ یقین رکھنا چاہیے کہ شیخ کامل کا جو فعل مجھے بظاہر صحیح معلوم نہیں ہوتا شیخ کے پاس ضرور اس کی صحت کے لیے کوئی دلیل قطعی ہوگی۔

تاہم اس مسئلہ میں اس چیز کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ کہ حضرت خضر علیہ السلام نبی تھے اور ان کے جو افعال بظاہر خلاف شریعت تھے وہ سب احکام خداوندی کے مطابق تھے کیونکہ ان پر وحی نازل ہوتی تھی۔ اور وہ جو کچھ کرتے تھے وحی الٰہی کے مطابق کرتے تھے اور اب نبی ﷺ پر نبوت ختم ہونے کے بعد وحی کا دروازہ بند ہو چکا ہے۔ اس لیے اب صرف شریعت معیار ہے۔ جو شخص شیخ اور پیر ہونے کا دعویٰ کرے اور حرام کام کرے یا فرائض کو ترک کردے اس سے بیعت توڑ دینی واجب ہے۔

سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ "النورانی الیواقیت والجواهر" میں لکھتے ہیں کسی شخص نے سیدالطائفہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کچھ لوگ کہتے ہیں کہ شریعت کے احکام تو وصول کا ذریعہ تھے اور ہم واصل ہو چکے ہیں۔ یعنی اب ہم پر شریعت کی اتباع لازم نہیں ہے۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا انھوں نے سچ کہا وہ واصل تو ضرور ہوئے ہیں مگر جہنم میں واصل ہوئے ہیں۔ چور اور زانی ایسے عقیدہ والوں سے بہتر ہیں۔[3]

---

[1] صحیح مسلم ج2 ص 125 مطبوعہ نور محمد اصح المطالع کراچی، 1375ھ

[2] پ 22، الاحزاب:36

[3] شرح صحیح مسلم کتاب الحدود صفحہ 869 تا 871

عورت کی بیعت

یہاں یہ بات ذھن نشین رہنی چاہیے کہ مرشد خاص میں۔ صرف مرد کو پیرو مرشد بنا سکتے ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی عورت بیعت کروانا شروع کر دے تو یہ ناجائز ہے۔

جس کا کوئی پیر نہیں؟

اب آخر میں جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے یا وہ فلاح نہ پائے گا کے حوالے سے کچھ وضاحت کی جاتی ہے۔
اولاً: یاد رکھیں کہ فلاح کی دو قسمیں ہیں۔
① فلاح کامل اگرچہ بعد عذاب ہو۔
② فلاح کامل اگرچہ بغیر عذاب ہو۔
پہلی قسم یعنی یقینی نجات اگرچہ بعد عذاب ہو کہ ہر مسلمان کو حاصل ہے۔ اور اس فلاح وکامرانی کے لیے کس پیری مریدی کی ضرورت نہیں بلکہ رسول اکرم ﷺ کو مرشد ماننا ضروری ہے۔ جیسا کہ حدیث مصطفیٰ ﷺ شاہد کہ ارشاد ہوتا ہے کہ میرا رب ارشاد فرمائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم ایمان ہو اس کو بھی جہنم سے نکال لو۔
② دوسری قسم کی نجات ہو اور بغیر حساب وکتاب کے اس کی پھر دو صورتیں ہیں پہلی صورت کہ اس کا وقوع ومشیت الٰہی ﷻ پر ہو جائے۔ تو لاکھوں کبائر کے مرتکب کو بخش دے اور یہ اس کا فضل ہے جبکہ دوسری صورت کے اس کی "امید فلاح" ہو یعنی انسان کے اعمال، افعال، اقوال اور احوال ایسے ہوں کہ اگر انہی پر خاتمہ ہو تو کرم الٰہی سے امید واثق ہو کہ بلا عذاب داخل جنت کیا جائے۔ اور یہاں یہی "فلاح مقصود" کہ جس کی طرف وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ میں اشارہ اگرچہ اس فلاح کی بھی مزید اقسام کے ظاہری اور باطنی وغیرہ ہیں۔ لیکن ہمارا مقصود اتنے سے حاصل پس کلام ختم کرتے ہوئے کہ اس فرمان کہ جس کا کوئی پیر نہیں اس کا امام شیطان ہے سے مراد مرشد عام یعنی کلام اللہ اور کلام رسول اللہ ﷺ اور کلام آئمہ اور کلام علمائے کرام کہ حقیقتاً جو ان کو نہ مانے وہ شیطان ہی کو مانے تو پس شیطان ہی اس کا پیر و مرشد ہوا۔ اور اسی طرح جو ان مرشد عام کو نہ مانے تو پھر اس کی نجات کیونکر ہو کہ جب ایمان ہی دامن میں نہیں تو نجات کیسی؟

بدمذہبوں کی بیعت

جی ہاں کئی ایسے ہیں کہ خود مرشد خاص بھی نہیں اور پھر مرشد خاص کے مرید کہلوائیں لیکن مرشد عام کی توہین واہانت کر کے اس سے اپنے تعلق کو قطع کر بیٹھیں کہ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ کافر ہوئے پس مرشد خاص ہو یا نہ۔ مرشد عام سے اپنا تعلق مضبوط کر لو۔ کہ حقیقت میں یہی وہ رہنما اور مرشد ہے۔

احکام مزارات

اس عنوان کے تحت کوشش ہوگی کہ مزارات سے متعلق تمام امور کو اختصار کے ساتھ پیش کیا جائے۔ جس کی وجہ سے دلائل زیادہ ذکر نہ کیے جائیں صرف ایک دو حوالجات سے مسائل کا حل پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اللہ ﷻ موافق ارادہ پایہ تکمیل پہنچانے کی توفیق فرمائے۔

قبر کا پختہ بنانا

مسلمانوں کی دو قسمیں ہیں۔

① عام مومنین ② علماء مشائخ، اولیاء اللہ رحمہم اللہ وغیرہ کے جن کی تعظیم کی جاتی ہے۔

پس عام مومنین کی قبور کو پختہ بنانا ممنوع البتہ ان کی قبور پر مٹی وغیرہ ڈالتے رہنا چاہے تا کہ نشان نہ مٹے جبکہ دوسری قسم کے حامل حضرات وغیرہ کی قبور پر خلقت کا ہجوم ہوتا ہے۔ اس لیے اس کو باہر سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔ [1]

قبر پر عمارت گنبد بنانا

جائز ہے۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

علماء اور اولیاء اور صالحین کی قبروں پر گنبد بنانا جائز ہے۔ [2]

اسلاف کرام نے مشائخ اور علماء کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے۔ تا کہ لوگ زیارت کریں اور وہاں آرام سے بیٹھیں۔ [3]

ماہ جولائی 1960ء کے اخبارات میں مسلسل یہ خبر شائع ہو رہی ہے کہ مولوی اسماعیل صاحب کے پیر سید احمد صاحب بریلوی کی قبر جو بالاکوٹ میں واقع ہے شکستہ حالت میں ہے اس کی مرمت کی جائے گی اور اس پر گنبد وغیرہ تعمیر کیا جائے گا۔ سبحان اللہ سید احمد صاحب جنہوں نے عمر بھر مسلمانوں کی قبریں ڈھائیں اب خود ان کی قبر پر گنبد بنے گا۔ 29 جولائی 1960ء کو صدر پاکستان ایوب خان نے قائد اعظم کی قبر کی عمارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ جس میں ایک لاکھ مسلمان شریک تھے۔ اس عمارت پر 75 لاکھ روپیہ

---

① ماخوذ از فتاویٰ فقیہ ملت جلد دوئم صفحہ 183-182 مطبوعہ شبیر برادرز

② تفسیر روح البیان جلد 3 صفحہ 400 بحوالہ فتاویٰ فیض الرسول جلد 2 صفحہ 300 مطبوعہ شبیر برادرز

③ مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ جلد 4 صفحہ 69 مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

خرچ ہوا۔ اس تقریب میں دیوبندیوں کے پیشوا مولوی احتشام الحق نے بھی شرکت کی۔ ان کی تقریر راولپنڈی کے جنگ 12 اگست 1960ء میں شائع ہوئی آپ نے بہت خوشی کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا کہ مبارک ہو کہ بانی انقلاب آج بانی پاکستان کی حکومتوں نے اس مبارک کام میں بہت سستی کی تھی۔ مسلمانو! یہ ہیں وہ دیوبندی جواب تک مسلمانوں کی قبریں اکھڑواتے تھے جنہوں نے نجدی حکومت کو مبارک باد کے تار دیے تھے۔ کہ اس نے صحابہ واہل بیت کی قبریں اکھیڑ دیں۔ آج قائداعظم کی قبر پر گنبد وغیرہ تعمیر ہونے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔ ان کا کتابی مذہب اور ہے۔ زبانی مذہب اور عملی مذہب کچھ اور چلو تم ادھر کو ہوا ہو جدھر کی۔ بہرحال مزار پر گنبد کے دیوبندی بھی قائل ہو گئے۔

نیز یہ یادر ہے کہ مزارات وغیرہ پر بنے ہوئے گنبد وغیرہ گرانا جائز نہیں۔ ①

قبر پر چادر ڈالنا

جائز و مستحسن ہے۔ اور یہ ڈالنا کوئی لازم و ضروری نہیں البتہ یہ یاد رہے کہ ہمارے ہاں بعض جاہلوں نے یہ طریقہ نکال لیا ہے کہ ڈھول کے ساتھ دھمال ڈالتے ہوئے قرآنی آیات لکھی ہوئی چادر کو بلا وضو پکڑے ہوئے مزار کی جانب جاتے ہیں۔ یہ جائز و درست نہیں۔

عقلی دلیل

مزار پر چادر ڈالنا ایسے ہی ہے کہ جسے بیت اللہ شریف کی عظمت وشان کے اظہار کے لیے غلاف چڑھانا نیز قرآن پاک کو دوسری کتب سے ممتاز کرنے کے لیے غلاف چڑھانا سو قبر ولی وغیرہ پر چادر لوگوں کی توجہ مبذول کرنے کے لیے کہ کہیں عدم توجہ سے بے ادبی نہ کر بیٹھیں۔

قبر پر پھول ڈالنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ دو قبروں کے پاس سے گزرے۔ تو فرمایا کہ دونوں پر عذاب ہو رہا ہے۔ کہ اور کسی بڑے امر کے سبب نہیں بلکہ ان میں سے ایک پیشاب سے نہیں بچتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا۔ پھر سرکار ﷺ نے ایک شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے پھر ہر قبر میں ایک حصہ کو جما دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ یہ آپ ﷺ نے کس لیے کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا جب تک یہ شاخ تر رہے گی۔ اس وقت تک ان کو عذاب میں تخفیف رہے گی۔ ②

---

① فتاویٰ صدر الافاضل صفحہ 189 مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور

② صحیح بخاری، رقم الحدیث

پس مذکورہ حدیث سے علماء نے قبروں وغیرہ پر پھول ڈالنے کا جواز بیان کیا ہے۔
تفصیل کے لیے دیکھیے سید نعیم الدین مرآدآبادی علیہ الرحمۃ اللہ الہادی کی کتاب
فَوَائِدُ النُّوْرِفِی جَرَائِدِ الْقُبُوْرِ ①

قبروں پر چراغاں کرنا

قبر پر چراغ وغیرہ جلانا اگر زائرین کے لیے روشنی کا اہتمام کرنے کے لیے ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں اور اگر بلا ضرورت ہے جیسے عموماً لوگ گھی وغیرہ کے چراغ بلا ضرورت جلاتے ہیں۔ تو یہ اسراف کے حکم میں داخل ہو کر ممنوع قرار پائیں گے۔ ②

قبر کو چومنا

قبروں کو چومنا فی زمانہ ہمارے ہاں ایک رسم، اور رواج ہے۔ جو اپنی عقیدت کا اظہار کرنے کے لیے لوگوں نے اپنا لیا ہے۔ کہ بعض علماء اجازت دیتے ہیں اور بعض روایات بھی بیان کرتے ہیں۔ ③

جبکہ جمہور علماء نے منع فرمایا ہے اور اس کو مکروہ فرمایا ہے۔ تو اس سے احتراز ہی کرنا چاہیے۔ ④

چونکہ یہ مسئلہ فی زمانہ بہت عام ہوگیا ہے۔ اس لیے یہاں ایک تفصیلی فتویٰ فتاویٰ رضویہ سے نقل کیا جاتا ہے۔ اس امید پر کہ چومنے والے اور منع کرنے والے دونوں کے لیے حکم شرع واضح ہو جائے۔

مسئلہ: مزارات اولیائے کرام رحمہم اللہ کے چومنے کو کفر یا شرک کہنا کیسا ہے؟

جواب: فی الواقعہ بوسہ قبر میں علماء مختلف ہیں۔ اور تحقیق یہ ہے کہ وہ ایک امر ہے جو دو چیزوں داعی و مانع کے درمیان دائر، داعی محبت ہے اور مانع ادب، تو جسے غلبہ محبت ہو اس پر مواخذہ نہیں کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔ اور عوام کے لیے منع ہی احوط ہے۔ ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مزار اکابر سے کم از کم چار ہاتھ کے فاصلہ سے کھڑا ہو۔ پھر تقبیل کی کیا سبیل! عالم مدینہ علامہ سید نور الدین سمہودی قدس اللہ سرہ خلاصۃ الوفاء شریف میں جدار مزار انور کے لمس و تقبیل و طواف سے ممانعت کے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔

یعنی امام احمد بن حنبل کے صاحبزادہ امام عبداللہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے پوچھا کوئی شخص نبی ﷺ کے منبر کو چھوئے اور بوسہ دے اور ثواب الٰہی کی امید پر ایسا ہی قبر شریف کے ساتھ کرے۔ فرمایا۔ اس میں کچھ حرج نہیں۔

امام اجل تقی الملۃ والدین علی بن عبد الکافی سبکی قدس سرہ الملکی شفاء السقام، پھر سید نور الدین خلاصۃ الوفاء میں بروایۃ یحییٰ بن

---

① فتاویٰ صدر الافاضل صفحہ 297 مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت
② تفسیر روح البیان پارہ 10 التوبہ مطبوعہ غوثیہ کتب خانہ کراچی
③ کشف الغطاء فصل دہم زیارت قبور صفحہ 79 مطبوعہ احمدی دہلی
④ اشعۃ اللمعات باب زیارت القبور جلد 1 صفحہ 716 مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر

الحسین عن عمر بن خالد عن کثیر بن یزید عن المطلب بن عبداللہ بن خطب ذکر فرماتے ہیں کہ مروان نے ایک صاحب کو دیکھا کہ مزار اعطر سید اطہر ﷺ سے لپٹے ہوئے ہیں۔اور قبر شریف پر اپنا منہ رکھے ہیں۔ مروان نے ان کی گردن پکڑ کر کہا جانتے ہو یہ تم کیا کر رہے ہو۔انھوں نے اس کی طرف منہ کیا۔اور فرمایا

ہاں میں کسی پتھر کے پاس نہ آیا میں تو رسول اللہ ﷺ کے حضور حاضر ہوا ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا۔ دین پر نہ روؤ جب اس کا والی اس کا اہل ہو۔ہاں دین پر روؤ جب نا اہل اس کا والی ہو۔

سید قدس سرہ فرماتے ہیں کہ رواہ احمد بسند حسن امام احمد نے یہ حدیث بسندِ حسن روایت فرمائی نیز فرماتے ہیں:

یعنی ابن عساکر نے بسند صحیح ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ شام کو چلے گئے تھے۔ ایک رات خواب دیکھا کہ حضور اقدس ﷺ ان سے فرماتے تھے۔ اے بلال! یہ کیا جفا ہے کیا وہ وقت نہ آیا کہ ہماری زیارت کو حاضر ہو؟ بلال رضی اللہ عنہ غمگین اور ڈرتے ہوئے جاگے اور بقصدِ زیارت اقدس سوار ہوئے۔ مزار پرانوار پر یعنی زیارت اقدس کے لیے شدالرحال کرنے میں ہم فقط خواب پر اعتماد نہیں کرتے۔ بلکہ اس پر کہ بلال رضی اللہ عنہ نے قبرِ انور پر اپنے دونوں رخسار سے رکھے اور ابن عمر رضی اللہ عنہ اپنا دہنا ہاتھ اس پر رکھتے۔ پھر کہا شک نہیں کہ محبت میں استغراق اس میں اذن پر باعث ہوتا ہے اور اس سے مقصود تعظیم ہے۔ اور لوگوں کے مرتبے مختلف ہیں۔ جیسے زندگی میں، تو کوئی بے اختیارانہ اس کی طرف سبقت کرتا ہے اور کسی میں تحمل ہے۔ وہ پیچھے رہتا ہے۔ اور ابن ابی الصیف اور امام محب طبری سے نقل کیا کہ مزارات اولیاء کو بوسہ دینا جائز ہے۔ اور اسماعیل تیمی سے نقل کیا کہ المنکدر تابعی کو ایک مرض لاحق ہوتا کہ کلام دشوار ہو جاتا وہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسارہ قبر انور سید اطہر ﷺ پر رکھتے۔ کسی نے اس پر اعتراض کیا۔ فرمایا میں نبی ﷺ کے مزارِ اقدس سے شفا حاصل کرتا ہوں۔

یعنی خلوت میں جہاں اس کا اندیشہ نہ ہو کہ کسی جاہل کا وہم اس کے سبب کسی ناجائز شرعی کی طرف جائے گا ایسے وقت بارگاہ اقدس کی مٹی اور آستانہ پر اپنا منہ اور داڑھی رگڑنا مستحب اور مستحسن ہے جس میں کوئی حرج معلوم نہیں ہوتا۔ مگر اس کے لیے جس کی نیت اچھی ہو اور افراط شوق اور غلبہ محبت اسے اس پر باعث ہو۔[1]

پھر فرماتے ہیں:

یعنی علاوہ بریں میں تجھے یہاں ایک ایسا تحفہ دیتا ہوں جس سے معنی تجھ پر ظاہر ہو جائیں وہ یہ کہ امام اجل تقی الملۃ والدین سبکی دارالحدیث کے اس بچھونے پر جس پر امام نووی قدس اللہ سرہ العزیز قدم مبارک رکھتے تھے۔ ان کے قدم کی برکت لیتے اور ان کی زیارت تعظیم کے شہرہ دینے کو اپنا چہرہ اس پر ملا کرتے تھے۔ جیسا کہ خود فرماتے ہیں کہ دارالحدیث میں ایک لطیف معنیٰ ہیں جن کے ظاہر کرنے کا مجھے عشق ہے کہ شاید میرا چہرہ پہنچ جائے اس جگہ پر جس کو قدم نووی نے چھوا تھا۔

اور ہمارے شیخ تاج العارفین امام سنت خاتمۃ المجتہدین آستانہ بیت الحرام حطیم شریف پر جہاں سیدنا اسماعیل علیہ السلام کا مزار کریم ہے۔ اپنا چہرہ اور داڑھی ملا کرتے تھے۔

---

[1] حسن التوسل فی زیارۃ افضل الرسل

بالجملہ یہ کوئی امر ایسا نہیں جس پر انکار واجب کہ اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم اور اجلہ آئمہ رحمہم اللہ سے ثابت ہے۔ تو اس پر شورش کی کوئی وجہ نہیں۔ اگرچہ ہمارے نزدیک عوام کو اس سے بچنے میں ہی احتیاط ہے۔

امام علامہ عبدالغنی نابلسی سرہ القدسی حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں فرماتے ہیں۔ جب کسی مسئلہ کا ہمارے مذہب یا دیگر آئمہ کے مذہب پر جواز نکل سکتا ہو تو وہ ایسا گناہ نہیں کہ اس پر انکار اور اس سے منع کرنا واجب ہو۔ ہاں گناہ وہ ہے کہ اس کے حرام ہونے اور اس کے منع ہونے پر اجماع ہو۔ واللہ تعالیٰ اعلم (ت)

البتہ چوکھٹ وغیرہ کو بوسہ دینا جائز ہے۔[1]

قبروں کو سجدہ کرنا

عموماً ہمارے ہاں مزارات اور قبروں کو کوئی مسلمان سجدہ نہیں کرتا البتہ چومنے کے لیے جھکنا تو ضروری ہے۔ پس بعض نادان لوگ اس جھک کر چومنے کو شرک کہہ دیتے ہیں۔ حالانکہ یہ کسی صورت شرک نہیں ہو سکتا۔ کہ نہ اللہ کی قبر ہے کہ اس کو چومتا ہو تو پھر وہی فعل کسی اور کے لیے کیا تو مشرک ہے۔ پھر بھی اگر کوئی سجدہ کرنے کا اقرار کرے تو پھر دو صورتیں ہیں

① سجدہ تعظیمی ② سجدہ عبودیت

سجدہ تعظیمی

کسی کو تعظیم کے لائق سمجھ کر اس کو سجدہ کرنا

حکم: سابقہ شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں حرام ہے۔

سجدہ عبودیت

کسی کو لائق عبادت جان کر اس کو سجدہ کرنا

حکم: شرک کرنے والے مشرک

یہ بات تو طے ہے کہ کسی مسلمان سے یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ کسی بھی صاحب مزار کو لائق عبادت سمجھ کر سجدہ کرے لہٰذا مشرک تو نہیں ہوگا۔ جب وہ شرکیہ فعل نہیں کر رہا تو پھر اس کو کافر و مشرک کہنے والے کو ڈرنا چاہیے کہ خود نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

عورتوں کا مزارات پر جانا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:

---

① فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 528 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

[لَعَنَ اللّٰهُ زَوَّارَاتِ الْقُبُوْرِ]

''قبروں کی زیارت پر جانے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہو۔''①

اور فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ:

[كُنْتُ نَهَيْتُكُمْ عَنْ زِيَارَةِ الْقُبُوْرِ أَلَا فَزُوْرُوْهَا]

''میں نے قبروں کی زیارت سے منع کیا تھا سن لو اب ان کی زیارت کرو۔''②

امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے فرمایا کہ:

بعد اس حدیث کے علماء کو اختلاف ہوا کہ آیا ممانعت کے بعد اجازت دینے میں عورتیں بھی شامل ہیں یا نہیں؟ تو صحیح یہ ہے کہ داخل ہیں کمافی البحرالرائق (جیسا کہ بحرالرائق میں ہے) مگر جوانہیں بھی جوان عورتیں ممنوع ہیں۔ اور اگر تجدید حزن مقصود ہو تو مطلقاً حرام۔③

مزار سے الٹے قدم واپس پلٹنا

بعض لوگوں کو دیکھا جاتا ہے کہ مزار سے الٹے قدم واپس پلٹتے ہیں۔اس کے بارے میں فتاویٰ رضویہ شریف میں منقول ہے کہ ہاتھ باندھے الٹے پاؤں واپس آنا ایک طرز ادب ہے اور جس ادب سے شرع نے منع نہ فرمایا اس میں حرج نہیں ہاں اگر اس میں اپنی یا دوسرے کی ایذاء کا اندیشہ ہو تو اس سے احتراز کیا جائے۔④

عرس وغیرہ منانے کی شرعی حیثیت

عرس بھی درحقیقت ایصال ثواب ہی کی ایک محفل ہے۔عموماً یہ صاحب مزار کے وصال کے دن یا تاریخ کو ہر سال منایا جاتا ہے اور سال کے بعد صاحب مزار کے پاس جانا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے جس کو ہم نے پچھلی سطور میں ذکر کیا ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ کا شہداء احد کے مزارات پر جانا بیان کیا گیا ہے۔

البتہ ہمارے ہاں عموماً عرس کے ایام میں مزارات کے اردگرد جو بھنگی چرسی وغیرہ لوگ ڈیرے لگا لیتے ہیں۔ڈھول باجے کا اہتمام ہوتا ہے یا دیگر غیر شرعی امور کی اجازت کوئی بھی نہیں دیتا اور اس کی ذمہ داری متولین کے ساتھ ساتھ حکومت وقت کی بھی ہے کہ وہ ان لوگوں کو یہاں بیٹھنے سے منع کریں۔البتہ اتنا ضرور ہے کہ یہ سب خرافات احاطہ مزار سے الگ ہی ہوتی ہیں۔

اس عنوان پر ابھی بہت زیادہ تحریر کیا جا سکتا ہے۔لیکن طوالت سے بچنے کے لیے اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

---

① عمدۃ القاری شرح البخاری باب زیارۃ القبور جلد8 صفحہ مطبوعہ ادارۃ الطباعۃ المنیریہ البیروت

② ابن ماجہ

③ فتاویٰ رضویہ جلد9 صفحہ 537,538 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور، نوٹ تفصیل کے لیے دیکھیے جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور (1307ھ)

④ فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 528 مطبوعہ رضافاؤنڈیشن لاہور

مزارات پر جانے کا ثبوت

مزارات پر جانا شرع نے جائز رکھا ہے خود نبی اکرم ﷺ کی حدیث مبارکہ ہے کہ:
مسند عبدالرزاق میں ہے کہ:

[كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِي قُبُوْرُ الشُّهَدَاءِ عِنْدَ رَأْسِ الْحَوْلِ فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِمَاصَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ، قَالَ وَكَانَ أَبُوْبَكْرٍ وَّ عُمَرُ وَعُثْمَانُ يَفْعَلُوْنَ ذٰلِكَ]

"نبی کریم ﷺ ہر سال شہداء کی قبور پر تشریف لاتے تو انہیں یوں سلام کرتے تھے "سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔ اور ابوبکر صدیق، عمر فاروق، اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم بھی ایسا ہی کرتے تھے۔" ①

ابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے صحابی فرماتے ہیں:

[خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ قُبُوْرِ الشُّهَدَآءِ...... وَإِذَا قُبُوْرُ بمحنية قَالَ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اقبور إِخْوَانِنَا هٰذِهٖ قَالَ قُبُوْرُ أَصْحَابِنَا فَلَمَّاجِئْنَا قُبُوْرُ الشُّهَدَآءِ قَالَ هٰذِهٖ قُبُوْرِ إِخْوَانِنَا]

"حضور ﷺ ہمارے ساتھ شہداء قبور پر تشریف لے جانے کے ارادے سے نکلے۔ جب وادی محنیہ کی قبروں پر پہنچے تو ہم نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ حضور انور ﷺ نے یہ ہمارے ساتھیوں کی قبریں ہیں اور جب شہداء کی قبور پر پہنچے تو سرکار ﷺ نے فرمایا یہ قبریں ہمارے بھائیوں کی ہیں۔" ②

قبر والوں کو آنے والے کا علم ہونا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ

[إِذَامَرَّالرَّجُلُ بِقَبْرٍ بَصرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامِ وَعَرَفَهٗ وَإِذَا مَرَّ بِقَبْرٍ لَايَعْرِفُهٗ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ رَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ]

"جب آدمی ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے دنیا میں شناسائی تھی اور اسے سلام کرتا ہے قبر والا جواب سلام دیتا ہے

① مسند عبدالرزاق حدیث 6716، دارالکتب العلمیہ، بیروت

② سنن ابوداؤد، حلدا صفحہ 299 رحمانیہ، لاہور

اور اسے پہچانتا ہے اور جب ایسی قبر پر گزرتا ہے جس سے جان پہچان نہ تھی اور سلام کرتا ہے تو وہ میت جواب سلام دیتا ہے۔"①

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو رزین رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرا راستہ مقابر پر ہے کوئی ایسا کلام ہے کہ جب ان پر گزروں تو کیا کروں تو فرمایا یوں کہہ

[قُلِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَآاَهْلَ الْقُبُوْرِ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُؤْمِنِيْنَ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَنَحْنُ لَكُمْ تَبَعٌ تَبَعًا وَاَنَا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ لَكُمْ لَاحِقُوْنَ]

"کہو سلام تم پر اے قبر والو! اہل اسلام اور اہل ایمان سے تم ہمارے آگے گئے ہو اور ہم تمہارے پیچھے اور ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں"②

معلوم ہوا کہ قبر پر آنے والے کو میت دیکھے، اس کی بات سنے اگر زندگی میں پہچانتا تھا تو اب بھی پہچانے جیسا احادیث مذکورہ بالا سے ثابت تفصیل کے لیے دیکھیے

حَيَاتُ الْمَوَاتُ فِيْ بَيَانِ سَمَاعِ الْاَمْوَاتِ مصنفہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی

مزار پر حاضری کا طریقہ

جب مزارات پر جائیں تو حسن عقیدت لے کر جائیں اگر ممکن ہو تو پہلے غسل کر لیں صاف لباس ہو، خوشبو لگائیں اور پھر مزار کو چلیں کہ یہ سب اہتمام کرنا رائیگاں نہ جائے گا اور یہ سب کرنا کوئی واجب و لازم نہیں مگر کرتے بہتر ہی ہے پھر خاص مزار پر کس طرح حاضری دینا ہے اس کا طریقہ فتاویٰ رضویہ شریف سے نقل کیا جاتا ہے۔

مزار شریف پر حاضر ہونے میں پائنتی کی طرف سے جائے اور کم از کم چار ہاتھ کے فاصلے پر مواجہہ میں کھڑا ہو اور متوسط آواز بادب سلام عرض کرے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِيْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پھر درود غوثیہ تین بار، الحمد شریف ایک بار آیت الکرسی ایک بار، سورۃ اخلاص سات بار پھر درود غوثیہ سات بار اور وقت مہلت دے تو سورہ یسین اور سورہ ملک بھی پڑھ کر اللہ عزوجل سے دعا کرے۔

الٰہی اس قراءت پر مجھے ثواب دے جو تیرے کرم کے قابل ہو نہ اتنا جو میرے عمل کے قابل ہو اور اسے میری طرف اسے بندہ مقبول کو نذر پہنچا۔

پھر اپنا جو مطلب جائز اور شرعی ہو اس کے لیے دعا کرے اور صاحب مزار کی روح کو اللہ ﷻ کی بارگاہ میں اپنا وسیلہ قرار دے پھر

---

① شعب الایمان: رقم الحدیث 9296 دار الکتب العلمیہ بیروت

② کتاب الضعفاء 1537 دار الکتب العلمیہ البیروت

اسی طرح سلام کرکے واپس آئے مزار کو ہاتھ لگائے نہ بوسہ دے۔ اور طواف قبر بالاتفاق ناجائز ہے اور سجدہ حرام۔[1]

یہ طریقہ بیان کیا ہے اگر کوئی اس میں کمی کرے یا بیشی کرے شریعت کے دائرے کے اندر مثلاً جس کو اتنا کچھ پڑھنا نہ آتا ہو تو کم پڑھ سکتا ہے۔ اور اگر اس سے زیادہ پڑھنا چاہے تو پڑھ سکتا ہے۔ کھڑے ہو کر حاضری دینا چاہے تو بھی ٹھیک اور بیٹھ کر حاضری دے تو زیادہ بہتر۔

❀❀❀

---

① فتاویٰ رضویہ جلد 9 صفحہ 522-523 مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور

مقدمہ از مصنف

اللہ تعالیٰ ہمارے سردار حضرت محمد ﷺ اور ان کی آل واصحاب پر درود وسلام بھیجے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام تعریفوں کے ہاتھوں سے مدد کا دروازہ کھولنا چاہتا ہوں۔ اس کے روشن ہاتھوں سے جو کہ بارش اور اوس ہیں، قصہ کی سعی سے کامیابی کا طالب ہوں۔ حق کی بجلی کی چمک کا اپنے دل کی آنکھ کے لئے اس کے سایہ کی جگہ میں خواستگار ہوں۔

پھر اپنے افعال کے مصادر کے لئے اس کے افضال کے گھاٹوں سے اس کو پہلی اور دوسری بار پانی پلانے کی خواہش رکھتا ہوں۔ اپنے نفس کی بیماریوں سے اس کی صفائی و کدورت کی حالت میں اس سے شفا مانگتا ہوں۔ اس سے اس امر کا سوال کرتا ہوں کہ وہ اس کو نفیس ترکشش کے ساتھ ملائے۔ اس حال میں کہ اُس کی نیک بختی کو اس کے وصل میں بلندی تک قائم کردے۔ اس کے کام کرنے والے کو اُس پر مجبور کرے کہ وہ اپنی بستگی میں عقل کی طرف تمیز کرلیا کرے۔

اور تمام مخلوقات کے ایسے سردار پر درود بھیجتا ہوں کہ جو ان سب سے بڑا ہے اور مخلوقات کو اپنے نور رسالت سے نفس کے جہل کی ظلمت سے نکالنے والا۔ اسلام کے قبہ کے ارکان کا بانی ہے۔ یہاں تک کہ اس کے صدر محل پر چڑھ گیا۔ اولیاء کے درجات کو اصل قواعد پر منطبق کرنے والا، ان کے معاملہ کی باگوں کا ان کے ادھیڑپن میں مالک ہے۔ اس کے آل اصحاب پر بھی درود جو کہ صحبت کے لحاظ سے بہتر صحابہ تھے۔

وجہ تصنیف

امّابعد (واضح رہے کہ) بلاشبہ مجھ سے اس امر کی بابت پوچھا گیا کہ ہمارے شیخ، شیخ الاسلام، پیشواء اولیاء، ہدایت کے نشان، محی الدین ابو محمد "سید عبدالقادر" بن ابو صالح جیلی، (خدا ان کی روح کو پاکیزہ بنائے رکھے اور ان کی قبر کو منور رکھے) کے اس قول:

(قَدَمِی هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

"میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے"

کے بارے میں کہ: جس قدر روایات مجھے معلوم ہیں جمع کردوں کیونکہ وہی زمانہ کے ہار کا یکتا موتی، بیان کی لڑی کا یکتا جوہر، شرافت کا وہ حلّہ ہے کہ جس کا اس کے قائل نے لباس پہنا ہے۔ وہ عزت کی منزل ہے کہ جس کا رہنے والا اس میں اکیلا ہے۔ تب میں نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا اور سائل کی بات کو جلد نفع اور بدیر اجر کی خواہش سے مان لیا۔

خاصیتِ کتاب

میں نے اس مضمون میں ایک کتاب مرتب کی جس کی اسناد بلند ہیں جس کی صحت پر اعتبار ہے۔ شاذ اور غلط روایات کو چھوڑ دیا اور ان بڑے بڑے مشائخ کے ذکر سے اس کی تفصیل کی جن کے بعض اقوال و افعال اس بارے میں مجھ کو پہنچے ہیں جو شیخ کی کامل بزرگی کی تصریح کرتے ہیں۔ ①

ترتیب کتاب

پھر اس کے بعد آپ کے عمدہ کلمات کا جو آپ نے فرمائے ہیں، ذکر کیا ہے۔ وہ ایسے مقام کو ظاہر کرتے ہیں کہ جو کسب سے حاصل نہیں ہوتے۔ خواہشوں سے جمع نہیں کیے جاتے، بلکہ خدائے ﷻ کی مہربانیوں نے اس کے اسباب مہیا کر دیئے ہیں، سعادت نے اس کے دروازے کھولے ہیں، زیادت نے اُس کے رسے کھینچ دیئے، رعایت نے اس کے اطراف ملائے، عنایت نے اس کے پہلو ہلا دیئے، توفیق نے ان کی باگوں کو کھینچا ہے، تحقیق نے ان کے منہ کھول دیئے ہیں اور امر اس کے قول کو اس کے سامنے لایا اور بیان نے جناب قرب سے اس کے انوار کو ظاہر کر دیا، قدس کے باغوں سے باغ نے اس کے اخبار کو تر و تازہ کر دیا تا کہ وہ اخبار اس کلمہ پر ہدایت کریں جس کے لئے یہ کتاب جمع کی گئی ہے اس کی مہاروں سے اُٹھایا اور بلند کیا گیا ہے تا کہ یہ گمان نہ کیا جائے کہ یہ بھاگا ہوا اُونٹ ہے یا کہ پہلے پانی پر بغیر دوبارہ پینے کے آنے والا ہے۔

اس کے بعد میں نے ان کے بڑے کلام کے فصل لکھے ہیں۔ اس کی نفیس لڑی کے وہ ہار پرو دیئے ہیں کہ جس نے معارف کے چہروں سے اشتباہ کے برقعے اٹھا دیئے ہیں، شریف لطیفوں کی آنکھوں سے پیاس کے پردوں کو اٹھا دیا، ان میں علومِ توحید کے ذخیروں کو پھیلا دیا، ان میں تفرید کی حکمتوں کے خزانے ہیں ایسی نظم کے ساتھ جو کہ شراب کی طرح ہے، ایسی بارش سے کہ جو بادل کی طرح ہے۔ پس ہر فصل کے ساتھ ایک ایسا دل ہے کہ جو وصل کا شائق ہے، ہر سانس کے ساتھ نفس کے لئے انوار کے انگار ہیں۔ ہر ایک حصہ کے ساتھ حقائق کی سطر ہے۔ اس کا دیکھنے والا ان کے مطالب سے موتی اور یاقوت دیکھتا ہے۔ اس کے موتی سے دواء اور اس کے یاقوت سے غذا پاتا ہے۔ ②

میں نے اس کو ان کے عجیب و خارق عادت افعال اور ان کے عجیب ابتدائے زمانہ و حالات سے ایسا مرصع کر دیا ہے کہ اس کے دیباچہ نے ربیع کے پھولوں کو رونق کا لباس پہنا دیا۔ اسی کی خوبصورتی سے پھولوں کی شاخوں میں بلندی اور سرسبزی کو رعایتا لیا۔ اس کی لطافت نے بادِ صبا کو رقت دے دی۔ اس کی خوبیاں جواہرات کے ہار پرونے سے وقت کی مالک بن گئیں اور یہ سب اس لئے ہوا کہ وہ ایسی بنا ہو جائے کہ جس کا ماتحل ثابت ہے۔ اس کے ہاروں میں ایسی گرہ لگے کہ جس کا کھولنا محال ہو، اس کی دلیل

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر 11 مطبوعہ مؤسسۃ اشرف پاکستان

② چونکہ وہ کلام لطیف، اشارات، کنایاں، استعارات اور ایسی تشبیہات پر مشتمل ہے جس کو غیر عارف کے لیے سمجھنا مشکل ترین ہے اس لیے اس کو حذف کر دیا البتہ جو اس کلام کو پڑھنا چاہے وہ عربی کتاب کا مطالعہ کرے (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

اقوال کی چادر باندھے اس کی برہان معترض پر مجال کے راستے بند کر دے۔

اس کے بعد میں ان کے اتباع اور مریدوں کی فضیلت پر شواہد لایا ان کے اصحاب اور دوستوں کی خوشخبریوں کے اظہار پر مختلف اقوال نقل کیے تا کہ ان کی دوستی کا خریدار جان لے کہ کیا شے لے کر واپس آیا ہے اور خدا کے فضل سے کون سی غنیمت کا مال لایا۔

اس کے بعد ان کے انوار کی چمک کا ذکر کیا۔ یعنی نسب، خَلق وخُلق، علم، عمل، وعظ، طریقہ اور اولیاء کا ان کی تعظیم کرنا۔ ان کے حق کا اقرار کرنا، ان کی وفات کی خبریں دینا، ان کی موت کے وقت اُن وصیتوں کا ذکر۔ اس کے بعد ایسی باتیں بیان کیں کہ جو ہدایت یافتہ کی نظروں میں خوبی کو بڑھادیں۔

پھر اس کو میں نے آپ رضی اللہ عنہ کے بعض اکابر اصحاب کے مناقب اور ایسے بڑے لوگوں کے فضائل پر جو ان کی طرف منسوب ہیں ختم کیا۔ اس لئے کہ اتباع کی قدر کی بزرگی متبوع کی بزرگی میں سے ہوتی ہے اور نہروں کے فیض کی زیادتی چشمہ کی بڑائی ہے اور اس سب بیان میں طوالت سے اُکتا جانے اور رنج کے خوف کی وجہ سے کنارہ کیا کیونکہ جو شخص قدر ضرورت کے بعد طول دیتا ہے تو وہ ملال میں ڈالتا ہے اور جو اظہار سے کوتاہی کرتا ہے وہ ناقص اور گمراہ کرتا ہے۔ بہتر کام وہ ہے کہ افراط سے کم اور تقصیر سے بڑھا ہوا ہو۔ اس میں مدلل کے لئے حجت و مضبوطی ہے۔ مستبصر کے لئے عبرت۔

میں نے اس کا نام "بَهْجَةُ الْاَسْرَارِ وَمَعْدَنُ الْاَنْوَارِ" [1] رکھا۔ اللہ ﷻ اس چیز کو جو اس کی طرف سے آئی یا اس سے پیچھے رہی ہے، اس کے بارے میں اور اس کے لئے کر دے اور اس سے لغزش سے عصمت اور عمدہ قول وعمل کی توفیق مانگتا ہوں۔

(ابوالحسن علی بن یوسف بن جریر الخمی الشطنونی)

❁❁❁

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 12 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

پہلا باب

فرمان قَدَمِی کے بارے مشائخ کی پیش گوئیاں

شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی

شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں ایک دن اپنے اصحاب میں اولیاء کے حالات کا ذکر کیا پھر کہا کہ عنقریب عراق میں ایک عجمی مرد اللہ عزوجل اور لوگوں کے نزدیک بلند مرتبہ ہوگا۔ اس کا نام ''عبدالقادر'' ہوگا۔ اس کی سکونت بغداد میں ہوگی وہ کہے گا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

اس کے زمانہ کے اولیاء اس کی بات مانیں گے۔ وہ اپنے وقت میں فرد ہوگا۔ [1]

شیخ ابواحمد عبداللہ جونی رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی

شیخ ابواحمد عبداللہ بن احمد بن موسیٰ جونی ملقب با لحقی بجبل حرد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ عنقریب عجم کی زمین میں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کی کرامات کا بڑا ظہور ہوگا اور تمام اولیاء کے نزدیک اس کا بڑا مرتبہ ہوگا۔ وہ کہے گا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

اس کے وقت میں اولیاء اس کے قدم کے نیچے ہوں گے جس سے اس کے زمانہ کے لوگ مشرف ہوں گے اور جو اس کو دیکھے گا، اس سے نفع حاصل کرے گا۔ [2]

ابوالوفا کاکیس رحمۃ اللہ علیہ کی پیش گوئی

شیخ ابومحمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن طسفونجی رحمۃ اللہ علیہ نے علی کرخی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کیا کہ وہ فرماتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 14 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار، صفحه 15 مؤسسة الاشرف پاکستان

اپنی جوانی کی حالت میں ہمارے شیخ تاج العارفین ابوالوفا کاکیس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو بغداد سے "قلمونیا" میں آیا کرتے تھے اور جب ابوالوفا کاکیس رحمۃ اللہ علیہ ان کو دیکھتے تو کھڑے ہو جاتے اور حاضرین سے کہتے کہ:

(قُوْمُوْا لِوَلِيِّ اللّٰهِ)

اللہ ﷻ کے ولی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

اکثر ان کی خاطر چند قدم چل کر ملتے اور ایک وقت میں یہ بھی کہا تھا

(مَنْ لَّمْ يَقُمْ لِهٰذَا الشَّابِّ لَمْ يَقُمْ لِوَلِيِّ اللّٰهِ)

"جو شخص اس جوان کے لئے کھڑا نہ ہوگا وہ کسی ولی اللہ کے لئے کھڑا نہ ہوگا"

اور جب آپ سے لوگوں نے یہ بات بار بار سنی تو اس بارے میں آپ کے مریدوں نے کہا تو فرمایا کہ:

"اس جوان پر ایک وقت آئے گا کہ خاص و عام اس کے محتاج ہوں گے اور گویا میں اعلانیہ مجمع میں یہ کہتا ہوا دیکھتا ہوں اور وہ سچا ہوگا کہ (قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ) میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردنوں پر ہے۔"

پس اولیاء اللہ کی گردنیں اس کے لئے جھک جائیں گی کیونکہ اس وقت میں وہ ان کا قطب ہوگا۔ اب جو شخص تم میں سے اس وقت کو پائے تو اس کو اس کی خدمت لازم ہے۔[1]

شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی

شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دن سوال کیا گیا کہ اس وقت قطب کون ہے؟ تو کہا کہ وہ اس وقت مکہ میں مخفی ہے سوائے اولیاء اللہ کے اور کوئی اس کو نہیں جانتا اور قریب ہے کہ یہاں ایک جوان ظاہر ہوگا اور اشارہ عراق کی طرف کیا۔ وہ جوان "عجمی سید" ہوگا۔ لوگوں کے سامنے بغداد میں کلام کرے گا اور اس کی کرامت کو خاص و عام پہچانیں گے۔ وہ اپنے وقت کا قطب ہوگا اور کہے گا کہ:

(قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ) "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

اور اولیاء کرام اپنی اپنی گردنیں اس کے لئے رکھ دیں گے۔

(لَوْ كُنْتُ فِيْ زَمَانِهٖ لَوَضَعْتُ لَهٗ رَأْسِيْ ذَالِكَ الَّذِيْ يَنْفَعُ اللّٰهُ بِهٖ مَنْ صَدَّقَ بِكَرَامَتِهٖ مِنْ سَائِرِ النَّاسِ)

"اور اگر میں اس کے زمانے میں ہوتا تو اپنے سر کو اس کے لئے رکھتا۔ یہ وہ شخص ہوگا کہ جو شخص اس کی کرامت کی تصدیق کرے گا، خدا اس کو نفع دے گا"۔[2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحہ 16 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحہ 17 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کی پیشین گوئی

قیس بن یونس شامی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک دن ہمارے شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں فقراء کی ایک جماعت داخل ہوئی تو آپ نے ان سے پوچھا کہ:

مَنْ اَیْنَ ؟

''کہاں سے آئے ہو؟''

انہوں نے کہا:

مِنَ الْعَجَمِ

''عجم سے۔''

کہا:

مِنْ اَیِّ الْعَجَمِ؟

''کون سے عجم سے؟''

کہا:

مِنْ جِیْلَانَ

''جیلان سے۔''

فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْنَوَّرَ الْوَجُوْدَ بِرَجُلٍ یَظْھُرُ مِنْکُمْ قَرِیْبٌ مِّنَ اللّٰہِ تَعَالٰی اِسْمُہٗ عَبْدُ الْقَادِرِ مَظْھَرُہٗ فِی الْعِرَاقِ یَقُوْلُ بِبَغْدَادِ قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ

''بیشک اللہ عزوجل نے وجود کو ایسے شخص کے ساتھ روشن کر دیا ہے کہ عنقریب تم میں ظہور کرے گا۔ وہ اللہ عزوجل کے قریب ہوگا۔ اس کا نام ''عبدالقادر'' ہے۔ اس کا ظہور عراق میں ہوگا۔ بغداد میں کہے گا کہ (قَدَمِیْ ھٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ) میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔''[1]

شیخ حماد بن مسلم دباس[2] کی پیشین گوئی

شیخ ابوالنجیب عبدالقادر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بغداد میں 503ھ میں تھا اور شیخ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 17 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

[2] شیرہ فروش کو عربی میں دباس کہتے ہیں۔ مذکورہ عربی نسخہ کو 'دباس' اور دہاس دونوں طرح لکھا گیا ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

عبدالقادر ﷫ اس دن ان کی صحبت میں تھے۔ تب وہ آئے اور ان کے سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گئے وہ کھڑے ہوئے اور میں نے شیخ عبدالقادر ﷫ کے قیام کے بعد شیخ حماد ﷫ سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

"اس عجمی کا ایسا قدم ہے کہ اپنے وقت میں اولیاء کی گردنوں پر بلند ہوگا۔ وہ ضرور حکم دیا جائے گا کہ یہ کہے: (قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ) میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔ وہ ضرور کہے گا (وَلَتَوَضَعَنَّ لَهٗ رِقَابُ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ زَمَانِهٖ) اور اس کے زمانہ کے اولیاء کی گردنیں ضرور اس کے لئے جھکیں گی۔"[1]

غوث وقت کی پیشن گوئی

ابو سعید عبداللہ محمد بن ھبتہ اللہ بن علی بن المطھر بن ابوعصرون التمیمی شافعی ﷫ نے فرمایا: میں نے جوانی کی حالت میں علم کی طلب میں بغداد کی طرف کوچ کیا اور ابن سقا ان دنوں میں "مدرسہ نظامیہ" میں میرا رفیق وہم درس تھا۔ ہم عبادت کرتے اور صالحین کی زیارت کیا کرتے تھے۔ بغداد میں ان دنوں ایک شخص تھا جن کو "غوث" کہا کرتے تھے۔ اس کی نسبت یہ کہا جاتا تھا کہ جب وہ چاہتے ہیں ظاہر ہوتے ہیں اور جب چاہتے ہیں چھپ جاتے ہیں۔ تب میں نے اور ابن سقا اور شیخ عبدالقادر جیلانی ﷫ نے جو کہ ان دنوں جوان تھے ان کی زیارت کا قصد کیا۔

ابن سقا نے راستہ میں کہا کہ آج میں اُن سے ایک مسئلہ پوچھوں گا جس کا وہ جواب نہ دے سکیں گے۔

میں نے کہا ایک مسئلہ پوچھوں گا، دیکھوں گا کہ وہ کیا جواب دیتے ہیں؟

تب شیخ عبدالقادر ﷫ نے کہا معاذاللہ کہ میں اُن سے کوئی سوال کروں۔ میں تو ان کی خدمت میں ان کی زیارت کی برکات کا منتظر رہوں گا۔

جب ہم ان کی خدمت میں گئے تو ان کو ان کے مکان میں نہ دیکھا ہم تھوڑی دیر ٹھہرے رہے تو دیکھا کہ وہ وہیں بیٹھے ہیں۔ تب انہوں نے ابن سقا کی طرف جلال سے دیکھ کر کہا کہ:

(وَیْلَكَ یَا ابْنُ السَّقَا تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْاَلَةٍ لَمْ اَدْرِلَهَا جَوَابًا وَ هِیَ كَذَا وجَوَابُهَا كَذَا اِنِّیْ لَاَرٰی نَارُالْكُفْرِ تَلْتَهِبُ فِیْكَ)

"تجھے خرابی ہو اے ابن سقا! تو مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتا ہے کہ جس کا مجھے جواب نہ آئے گا۔ سن وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ بیشک میں دیکھتا ہوں کہ کفر کی آگ تیرے اندر بھڑک رہی ہے۔"

پھر انہوں نے میری طرف دیکھا اور کہا:

(عَبْدُاللّٰهِ تَسْاَلُنِیْ عَنْ مَسْاَلَةٍ لِتَنْظُرَمَا اَقُوْلُ فِیْهَا هِیَ كَذَا وَجَوَابُهَا كَذَا لَتَحْزَنْ عَلَیْكَ الدُّنْیَاءِ اِلٰی شَحْمَتِیْ اُذُنِیْكَ بِاَسَاءَةِ اَدَبِكَ)

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 18 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

’’اے عبداللہ! کیا تم مجھ سے ایسا مسئلہ پوچھتے ہو کہ دیکھو کہ میں اس کا کیا جواب دیتا ہوں۔ وہ مسئلہ یہ ہے اور اس کا جواب یہ ہے۔ تمہاری بے ادبی کے سبب تم پر دنیا تمہارے کانوں کی لو تک گرے گی۔‘‘

پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دیکھا اور ان کو اپنے قریب کیا اور تعظیم کی اور ان سے کہا کہ

(يَاعَبْدَ الْقَادِرِ لَقَدْ أَرْضَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ بِأَدَبِكَ كَأَنِّيْ أَرَاكَ بِبَغْدَادِ وَقَدْ صَعِدْتَ عَلَى الْكُرْسِيِّ مُتَكَلِّمًا عَلَى الْمَلَاءِ وَ قُلْتَ قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ وَ كَأَنِّيْ أَرَى الْأَوْلِيَاءِ فِيْ وَقْتِكَ قَدْ حِنُوا رَقَابَهُمْ إِجْلاً لَآلَكَ)

’’اے عبدالقادر تم نے اپنے ادب کی وجہ سے اللہ ﷻ اور رسول ﷺ کو راضی کیا۔ میں گویا تم کو بغداد میں دیکھ رہا ہوں کہ تم کرسی پر چڑھے ہوئے لوگوں میں پکار کر کہہ رہے ہو کہ یہ میرا قدم اولیاء کی گردنوں پر ہے اور گویا کہ میں تیرے وقت کے اولیاء کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے تیرے جلال کی وجہ سے اپنی گردنوں کو جھکا دیا ہے۔‘‘

پھر وہ ہم سے اسی وقت غائب ہو گئے اور اس کے بعد ہم نے ان کو نہ دیکھا۔ پس راوی کہتا ہے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا تو یہ حال تھا کہ خدا کے نزدیک جوان کا قرب تھا اس کے ظہور کی علامت ظاہر ہو گئی۔ عام خاص لوگ ان کے پاس آنے لگے اور انہوں نے خدا کے فضل سے اپنے وقت میں کہا کہ

(قَدَمِيْ هٰذِهٖ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

’’میرا یہ قدم اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔‘‘

لیکن ابن سقا کا یہ حال ہوا کہ شرعیہ علوم میں مشغول ہوا حتیٰ کہ اپنے بہت سے اہلِ زماں پر فائق ہو گیا اور مشہور ہو گیا کہ تمام علوم میں اپنے مناظر کو بند کر دیتا ہے۔ بڑا فصیح و بلیغ و وجیہہ تھا۔ تب خلیفہ نے اُس کو اپنا مقرب بنایا اور شاہ روم کی طرف اس کو بھیجا۔ شاہ روم نے یہ دیکھ کر کہ یہ جامع عالم فصیح و وجیہہ ہے، متعجب ہوا اور اس کے ساتھ مناظرہ کے لئے تمام پادریوں عیسائیوں کو جمع کیا۔ انہوں نے اس سے مناظرہ کیا تو سب کو اس نے چپ کرا دیا۔ تب بادشاہ نے اس کی بڑی عزت کی پھر اُس نے بادشاہ کی لڑکی دیکھی اور اس پر فریفتہ ہو گیا اور بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کا نکاح میرے ساتھ کر دے۔ اس نے کہا اگر تم نصرانی ہو جاؤ تو نکاح کر دوں گا۔ اس نے قبول کر لیا اور اس نے اس کا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔

پھر ابن سقا نے اس غوث کا کلام یاد کیا اور جان لیا کہ یہ مصیبت اُن کے سبب سے ہوئی۔ لیکن میری یہ حالت ہوئی کہ میں دمشق کی طرف آیا اور سلطان نورالدین ملک شہید نے مجھ کو بلایا اور مجھ کو حکومت اوقاف پر مجبور کیا۔ میں اس کا حاکم ہو گیا اور دنیا مجھ پر بہت سی آئی۔

سوتیوں کے بارے میں غوث کا کلام درست نکلا۔ [1]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 19,20 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

دوسری فصل

بوقت فرمان "قَدَمِیْ ھٰذِہٖ" حاضر مشائخ کا تذکرہ

حافظ ابوالعز عبدالمغیث بن ابوحرب رحمۃ اللہ علیہ

آپ فرماتے ہیں کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر بن ابوصالح جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بغداد میں اُن کی "رباط حلبہ" میں حاضر تھے۔ اس وقت ان کی مجلس میں عراق کے اکثر مشائخ حاضر تھے۔ اُن میں سے شیخ علی بن الہیتی الزریرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ بقا بن بطو النہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ سید ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ موسیٰ بن ماہین الزولی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ حج کر کے بغداد میں اُسی دن آئے تھے۔ شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالکرام معمر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد بن علی جوسقی صرصری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوحکم بن ابراہیم بن دینار نہروانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ مکارم اکبر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مطر بادرانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ خلیفہ بن موسیٰ اکبر رحمۃ اللہ علیہ، شیخ صدقہ بن محمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ یحیٰی بن محمد دوری مرتعش رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ضیاء الدین ابراہیم بن ابوعبداللہ بن علی جونی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعبداللہ محمد دریامی قرشی رحمۃ اللہ علیہ۔

شیخ ابوعمرو عثمان بن مردۃ بطایحی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد بقلی یمانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر تصرف والے اور ان کے شاگرد، شیخ داؤد رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جوان تھے۔ ان کا حال یوں بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پانچوں وقت نماز مکہ معظمہ شرفہا اللہ ﷻ میں پڑھا کرتے تھے۔ [1]

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ عراقی خاص رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعمرو عثمان بن احمد عراقی شوکی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ کہا جاتا تھا کہ وہ رجال غیب سیلانی ہیں۔ شیخ سلطان بن احمد مزین، شیخ ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی حباری رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالعباس احمد بن استاذ رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد احمد بن عیسیٰ کوبچی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ مبارک بن علی جیلی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالبرکات بن معدان عراقی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالقادر بن حسن بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالسعود احمد بن ابوبکر حریمی عطار رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالمعالی بن قائداوانی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جوان تھے، شیخ شہاب الدین عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جوان تھے۔

شیخ ابوالثناء محمود بن عثمان نعال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوحفص عمر بن ابونصر غزال رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد حسن فارسی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابومحمد علی بن

---

[1] وہ حقیقتاً تائید ربانی سے یہ مقام رکھتے تھے نہ کہ آج کل کے بعض جاہل و بے نمازی ملنگوں کی طرح کہ لوگوں کو مطمئن کرنے کے لیے کہہ دیا کہ ہماری نمازیں مکہ، مدینہ ہوتی ہیں اس کی تفصیل دیکھنے کے لیے کتاب "رہزن یا رہنما" مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت کا کرمطالعہ کریں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ جوان تھے، شیخ ابوحفص عمر کیاتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عیاد بواب رحمۃ اللہ علیہ شیخ مظفر جمال، شیخ ابوبکر حمامی مزین رحمۃ اللہ علیہ شیخ جلیل رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعمرو عثمان طریفنی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالحسن جوسقی المعروف ابوعواجا رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابومحمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابویعلی محمد بن محمد فراء وغیرھم موجود تھے اور شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ ان کے روبرو کلام کرتے تھے۔ ان کا دل حاضر تھا اور فرمایا:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

تب شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے کرسی پر چڑھے اور شیخ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا اور ان کے دامن کے نیچے داخل ہوئے اور تمام حاضرین نے اپنی گردنیں بڑھائیں۔ [1]

ابوالحسن علی بن محمد رحمۃ اللہ علیہ

آپ نے فرمایا: میں ایسی مجلس میں حاضر ہوا کہ اس دن مشائخ سے بغداد بھرا ہوا تھا پھر ان میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کا کہ: (قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیُّ اللّٰه) "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" [2]

شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ

ذکر ہوا تو شیخ جلیل ابن شیخ ابوالعباس احمد صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے شیخ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا 579ھ میں قصد کیا اور میں نے اُن سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ میں اس وقت حاضر تھا اور میں نے یہ اُن کے منہ سے سنا تھا۔ اس دن اُن کی مجلس میں قریباً پچاس (50) شیخ تھے جو کہ اس زمانہ کے مشاہیر میں سے تھے۔ میں نے ان کو دیکھا تھا کہ جب انہوں نے یہ بات کہی تو سب نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور ان پر انکساری کی علامت ظاہر ہوئی۔

میں نے شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ کرسی پر چڑھ کر ان کی طرف بڑھے اور شیخ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا۔ [3]

شیخ ابوبکر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبدالرحمٰن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، ابوعبداللہ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ، ابوالحق ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اولادِ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے متفرق اوقات میں مروی ہے۔ وہ سب فرماتے تھے کہ ہم اس مجلس میں حاضر تھے جس میں کہ ہمارے والد رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیُّ اللّٰه) "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

اور اس میں قریباً پچاس وہ مشائخ تھے جو کہ عراق کے اکابرین میں سے تھے۔ سب نے اپنی گردنیں جھکا دی تھیں اور ابن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کا قدم اپنی گردن پر رکھ لیا تھا پھر ہم کو اُن شہروں کے متفرق مشائخ سے جو اس وقت حاضر تھے، یہ خبریں پہنچی ہیں کہ بلاشبہ انہوں نے اپنی گردنوں کو بڑھایا تھا اور اُن سے اُن کے مقولہ کی خبر دی اور ہم کو کسی سے یہ بات نہیں پہنچی کہ اس نے اس کا انکار کیا ہو۔ [4]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 21,22 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 22 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 22,23 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 23 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تیسری فصل

یہ فرمان کشف کے ذریعہ سننے والے مشائخ کا تذکرہ

① شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جس وقت کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیُّ اللّٰه)

''میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔''

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل پر تجلی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اُن کو خلعت مقربین ملائکہ کے ہاتھ پر آئی اور پہنایا گیا اس کو اولیاء کرام کی ایک جماعت کے سامنے متقدمین و متاخرین میں سے جو زندہ تھے وہ تو اپنے جسموں کے ساتھ اور جو وصال کر چکے تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ اور ملائکہ و رجال الغیب تمام اس مجلس کو گھیر رہے تھے اور ہوا میں صف بستہ کھڑے تھے۔ یہاں تک کہ تمام افق کو بند کر لیا تھا۔ زمین پر کوئی ایسا ولی اللہ نہیں رہا تھا کہ جس نے گردن نہ جھکائی ہو۔ [1]

② شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالقاسم عمر بن مسعود (المعروف) بزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے بقا بن بطو نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیُّ اللّٰهِ قَالَ الْمَلَآئِكَةُ صَدَقْتَ یَاعَبْدَ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے تو فرشتوں نے کہا اے خدا کے بندے تم نے سچ کہا۔'' [2]

③ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابومحمد یوسف مظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے گیا تو انہوں نے فرمایا: کہاں سے

---

① بهجة الاسرار صفحه 24 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 24 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آئے ہو؟ میں نے کہا اصحاب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہوں اور بغداد سے آیا ہوں۔تب انہوں نے کہا:

واہ واہ! وہ تو زمین کے قطب ہیں۔تین سو 300 ولی اللہ اور سات سو 700 رجال غیب زمین کے بیٹھنے والوں اور ہوا پر اڑنے والوں نے اپنی گردنوں کو اُن کے لئے ایک وقت میں جھکا دیا۔جب کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ [1]

④ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی تصدیق

عاقولی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ یہ بات میرے نزدیک بڑی معلوم ہوئی پھر ایک مدت کے بعد ام عبیدہ کے پاس آیا کہ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کروں۔تب میں نے اُن سے جو شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ سے اس بارے میں سنا تھا، ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ "صَدَقَ" یعنی شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا ہے۔ [2]

⑥۔⑤ شیخ ماجد کردی اور شیخ مطر رحمہما اللہ

شیخ عبدالباقی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو عبداللہ استاہ مہر بن محمد خیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد سے شیخ ابو ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا جب "حمرین" کی طرف قصد کیا فرماتے ہیں کہ جب ہم اُن کی خدمت میں آئے تو انہوں نے ہماری عزت کی اور چند روز ہم ان کے پاس ٹھہرے اور جب اُن سے لوٹنے کا اذن طلب کیا تو کہا کہ میں تم کو ایک توشہ دیتا ہوں جس کو تم مجھ سے لیتے جاؤ۔پھر فرمایا جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

پھر اس وقت کوئی ایسا ولی اللہ زمین پر نہیں جا رہا تھا کہ جس نے اپنی گردن اللہ عزوجل کے لئے تواضع کرتے ہوئے اور ان کے مرتبہ کا اقرار کرتے نہ جھکائی ہو اور صالحین جنات کی کوئی ایسی مجلس نہ ہوگی کہ جس میں ان کا ذکر نہ ہوتا ہو۔میں نے اُن کا قصد کیا اور تمام زمانہ کے نیک بخت جنوں کے قاصد ان کی خدمت میں مسلمان ہوتے ہوئے اور ان کے ہاتھ پر توبہ کرتے ہوئے، ان کے دروازہ پر جمع ہوئے۔وہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ان کو رخصت کیا اور ہم لوٹ کر شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے۔ہمارے لیے دلوں میں جو ہم نے شیخ ماجد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا ایک بڑی عجیب بات تھی۔جب ہم اُن کی خدمت میں گئے تو انہوں نے مرحبا کہا اور فرمایا: کہ میرے بھائی نے جو بات تم کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کہی ہے وہ سچ ہے۔ [3]

---

① بهجة الاسرار صفحه 25 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 25,26 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 25 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

⑦ شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بغدادی واعظ المعروف ابن غزال رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں "جامع منصور" میں کہا کہ میں نے زیارت کی شیخ ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اُن کے والد کے مدرسہ میں "باب ازج" میں 539 ھ میں اور میں نے اُن سے پوچھا کہ کیا آپ اس مجلس میں حاضر تھے جس میں کہ آپ کے والد نے یہ کہا تھا:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

انھوں نے فرمایا: ہاں! اور اس مجلس میں قریباً پچاس (50) ایسے مشائخ تھے جو کہ مشہور تھے۔ میں نے اُن سب کو دیکھا تھا جو کہ اپنی گردنوں کو جھکائے ہوئے تھے اور جب شیخ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور حاضرین چل دیئے مگر شیخ مکارم، شیخ محمد خاص، شیخ احمد ابن عربی اور ان کے شاگرد داؤد رحمۃ اللہ علیہ وہیں رہے۔ تب میں اور میرے دونوں بھائی "عبدالعزیز" اور "عبدالجبار" اُن کے پاس ہو کر بیٹھے اور شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں خدائے عزوجل کو حاضر جان کر گواہی دیتا ہوں کہ اس دن اُن لوگوں میں سے جن کو تمام ملک میں ولایت قرار پا چکی تھی، خواہ قریب تھے یا بعید کوئی ایسا ولی نہ ہوگا مگر اس نے دیکھا ہوگا کہ قطبیت کا جھنڈا "شیخ عبدالقادر" کے سامنے اٹھایا گیا ہے اور فوقیت کا تاج ان کے سر پر رکھا گیا ہے اور دیکھا ہوگا کہ اُن پر دنیا و مافیہا میں عام تصرف کی خلعت ہے جس کو چاہیں ولایت دیں جس کو چاہیں معزول کر دیں۔ وہ شریعت و حقیقت کے دونوں نقشوں سے منقش ہے اور اس نے سنا ہوگا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ: (قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیٍّ لِلّٰهِ) "میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔" اور اس لئے ایک ہی وقت میں ہر "ولی اللہ" نے اپنا سر نیچے رکھ دیا ہے حتیٰ کہ دسوں ابدالوں نے جو کہ خواص ملک و سلاطین وقت ہیں۔

میں نے کہا وہ کون ہیں؟

فرمایا: شیخ بقا ابن بطو رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ موسیٰ زولی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابو محمد بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابو مدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ۔ ①

تب شیخ ابو محمد خاص رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد بن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن سے کہا کہ آپ نے سچ کہا۔ پس میں نے اور میرے دونوں بھائیوں نے اُن سے یہ بات یاد کر لی اور اس کو اپنے پاس مقید رکھا۔

ابن غزال رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس سے لوٹا اور ان کے دونوں بھائیوں "عبدالجبار" اور "عبدالعزیز" رحمۃ اللہ علیہما کے پاس آیا۔ اُن سے اس کی بابت پوچھا تو انہوں نے ویسے ہی جواب دیا جو عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا اور ذرا بھی اُس سے خلاف نہ کیا۔ ②

---

① ان اولیاء کاملین کا ذکر خیر گیارھویں باب میں مفصل آ رہا ہے وہاں آپ کو پتا چلے گا یہ خود کس مرتبہ پر فائز تھے اور جب اتنے اونچے مقام والے حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے مداح ہیں تو اللہ نے انھیں کتنی بلند شانیں عطا فرمائی ہوں گی۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 26,27 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

⑧ شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوالقاسم بن ابوبکر ابن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے شیخ خلیفہ اکبر رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں سنا اور وہ رسول اللہ ﷺ کو اکثر (کشفی طور پر) دیکھنے والے تھے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور آپ ﷺ سے پوچھا۔ یارسول اللہ ﷺ بیشک شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

تب آپ ﷺ نے فرمایا:

(صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ وَكَیْفَ لَا وَهُوَ الْقُطْبُ وَاَنَا اَرْعَاهُ)

''عبدالقادر نے سچ کہا ہے۔ کیوں نہ کہے وہ قطب ہے اور میں اس کا محافظ ہوں۔''[1]

⑨ شیخ لولو ارمنی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالخیر عطا ابن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں مکہ معظمہ میں مجاور تھا۔ خدا اس کو شرف دے۔ اُس دن شیخ لولو ارمنی رحمۃ اللہ علیہ جن کو لوگوں میں قطب کہا جاتا تھا اور شیخ ماردینی رحمۃ اللہ علیہ اُن کی خدمت میں تھے۔ میں اُن کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُن کے پاس ہمارے شیخ ابوعبداللہ محمد بن ہمیری رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوعبداللہ محمد دسی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ صلاح الدین (المعروف) امام الحرم رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابوحفص عمر بن محمد مغربی عدوی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ ابومحمد عبداللہ بن ایدغش ماردینی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔

میں نے ان کا اللہ ﷻ کے ساتھ جو معاملہ دیکھا اور کسی کا نہیں دیکھا۔ تب میں نے اپنے جی میں کہا کہ معلوم نہیں یہ کس شیخ کی طرف منسوب ہیں۔ تب انہوں نے میرے خیال سے سبقت کر کے یہ کہا کہ:

(یَا عَطَاءُ شَیْخِیْ اَلشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ الَّذِیْ قَالَ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''اے عطا میرے شیخ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے یہ کہا ہے کہ میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

اور اس وقت تین سو تیرہ 313 اللہ ﷻ کے ولیوں نے تمام ملک میں اپنے سروں کو جھکا دیا تھا۔ ان میں حرمین شریفین میں سترہ (17)۔ عراق میں ساٹھ (60)۔ عجم میں چالیس (40)۔ شام میں تیس (30)۔ مصر میں بیس (20)۔ مغرب میں ستائیس (27)۔ یمن میں تیئس (23)۔ حبشہ میں گیارہ (11)۔ سد یاجوج ماجوج میں سات (7)۔ سراندیپ میں سات (7)۔ کوہ قاف میں سینتالیس (47)۔ جزائر بحر محیط میں چوبیس (24) مرد ہیں۔[2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 27 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 27,28 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان ان تمام کو جمع کیا جائے تو اولیاء کاملین کی تعداد 320 ہے۔ یہ وہ ہیں جو شمار میں آئے اس کے علاوہ کتنی تعداد ہے وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

چوتھی فصل

فرمانِ "قَدَمِی ھٰذِہٖ" کو بحکم الٰہی ماننے والوں کا تذکرہ

① شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالمفاخر عدی بن شیخ ابوالبرکات صخر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ متقدمین مشائخ میں سے کسی نے کہا ہو سوائے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے کہ

(قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِ اللّٰه)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

فرمایا: نہیں۔ میں نے کہا پھر اس امر کے کیا معنیٰ ہیں؟

فرمایا: یہ بات اس امر کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ اپنے وقت میں "فرد" ہیں۔

میں نے کہا ہر وقت کے لئے ایک فرد ہوتا ہے۔ کہا ان میں سے کوئی بھی اس امر کا سوائے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مامور نہیں ہوا کہ یہ بات کہے۔

میں نے کہا کیا ان کو اس امر کا حکم ہوا تھا؟

انہوں نے فرمایا: کیوں نہیں اُن کو حکم ہوا تھا اور تمام اولیاء کرام نے اپنے سروں کو امر ہی کی وجہ سے جھکایا تھا فرمایا:

(اَلَا تَرٰی اِلَی الْمَلَآئِکَةِ لَمْ یَسْجُدُوْا لِاٰدَمَ صَلَوٰاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِلَّا لِوُرُوْدِ الْاَمْرِ عَلَیْهِمْ بِذٰلِكَ)

"کیا تم نہیں دیکھا کہ ملائکہ نے آدم علیہ السلام کو امر کے سوا سجدہ نہیں کیا۔"[1]

② شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت شیخ ابوالحسن علی غزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا ایسے حال میں کہ میں سنتا تھا کہ کیا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے خدا کے حکم سے کہا تھا کہ: (قَدَمِیْ هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِ اللّٰهِ) "یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے؟"

---

① بهجة الاسرار صفحه 28 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

فرمایا:

(بَلٰی قَالَهَا بِاَمْرٍ لَا شَكَّ فِيْهِ)

''کیوں نہیں انہوں نے خدائی حکم سے کہا تھا جس میں کوئی شک نہیں۔''

وہ زبان قطبیت کی ہے اور قطبوں میں ہر زمانہ میں بعض تو ایسے ہیں کہ ان کو سکوت کا حکم ہوتا ہے سو اُن کو سوائے سکوت کے اور کوئی گنجائش نہیں ہوتی اور بعض وہ ہیں کہ ان کو کہنے کا حکم ہوتا ہے سو اُن کو سوائے کہنے کے چارہ نہیں ہوتا۔ وہ مقام قطبیت میں زیادہ کامل ہوتا ہے کیونکہ وہ شفاعت کی زبان ہوتی ہے۔[1]

③ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد علی بن ابوبکر بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

تو اُن کی طرف شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ بڑھے اور کرسی پر چڑھ کر اُن کے قدم کو پکڑ لیا اس کو اپنی گردن پر رکھ لیا اور اُن کے دامن تلے داخل ہو گئے۔ اُن کے اصحاب نے اُن سے کہا کہ: (لِمَ فَعَلْتَ ذٰلِكَ ؟) آپ نے ایسا کیوں کیا؟

فرمایا:

(لِاَنَّهٗ اُمِرَ اَنْ يَّقُوْلَهَا وَاُذِنَ لَهٗ فِیْ عَزْلِ مَنْ اَنْكَرَهَا عَلَيْهِ مِنَ الْاَوْلِيَآءِ فَاَرَدْتُّ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ سَارَعَ اِلَى الْاِنْقِيَادِ لَهٗ)

''اس لئے کہ اُن کو اس کا حکم ہوا تھا ان کو حکم دیا تھا کہ اولیاء میں سے جو شخص اس کا انکار کرے وہ معزول کیا جائے لہٰذا میں نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے میں اس حکم کی تعمیل کروں۔''[2]

④ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالحسن رفاعی بطائحی (المعروف) العزب[3] نے فرمایا کہ میرے والد نے سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا:

(هَلْ قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ بِاَمْرٍ اَوْ بِلَا اَمْرٍ؟)

''کیا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کلمہ کہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے، حکم الٰہی سے کہا تھا یا بغیر حکم کے؟''

---

① بهجة الاسرار صفحه 28,29 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 29 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ جس کی بیوی نہ ہو یا لوگوں سے بہت دور رہتا ہو۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

پانچویں فصل

بوقت فرمان "قَدَمِیْ" سر جھکانے والوں کا تذکرہ

① شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

حضرت صالح ابوبکر بن شیخ ابوالغنائم اسحاق بن بطو نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اپنے چچا شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مسجد میں بغداد میں تھا۔ اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

تب میرے چچا نے اپنی گردن جھکا دی۔

شیخ ابوعمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بغداد میں شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں بیٹھا تھا۔ اتنے میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

"یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

پھر شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گردن کو جھکا دیا۔ [1]

② حضرت شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوحفص عمر بن شیخ الخیر سعید رحمۃ اللہ علیہ نے "قیلولہ" میں فرمایا: میں سید ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بغداد میں 570 ھ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تھا۔ اس وقت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 30,31 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

پھر میرے والد نے اپنی گردن جھکا دی۔

حضرت شیخ ابومحمد طلحہ بن مظفر بن غانم علثی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بغداد میں ان کے رباط[1] میں موجود تھا اور شیخ سید ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ میرے آگے بیٹھے تھے۔ تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰه)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

اس وقت شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گردن جھکائی۔[2]

③ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابومحمد رجب بن ابن منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں اور شیخ منصور حارثی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو گئے۔ جب ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُن سے کسی نے پوچھا کیا شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا اس وقت قدم پکڑ لیا تھا جب کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

انہوں نے فرمایا: کہ جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا تو میں اس وقت حاضر تھا اور جوان تھا۔ ہمارے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کرسی پر کھڑے ہوئے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے قدم کو اپنی گردن پر رکھ لیا تھا اور اُن کے دامن میں داخل ہو گئے اور یہ کہا کہ یہ پوری اور کامل تر اطاعت ہے۔

شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بن حسن بغدادی صوفی حنبلی (المعروف) سقا رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد ''جامع خلیفہ'' میں فرمایا کہ میں حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہا ہوں اور مدت تک اُن کی خدمت کی۔ میں اُس مجلس میں حاضر ہوا تھا جس میں کہ انہوں نے یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

میں نے اُن کے الفاظ سے یہ بات سنی ہے۔ میں اس دن بیس (20) سال سے زیادہ عمر کا تھا۔ میں نے شیخ علی الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ وہ کرسی پر چڑھے اور شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم مبارک کو پکڑ کر اپنی گردن پر رکھ لیا۔ جب لوگ چلے گئے تو اُن کو ان کے مریدوں نے

---

① سرائے یا مسافر خانے کو ''رباط'' کہتے ہیں (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بھجۃ الاسرار صفحہ 31،32 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

اس بارے میں پوچھا تو کہا کہ کاش تم جانتے (تو ایسانہ کہتے)۔
حضرت ابوالحسن علی بن نابن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس دن جب کہ سید عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

میری عمر 30 سال سے زائد تھی۔ میں اس روز اس مجلس میں حاضر تھا میں نے خود سنا تھا کہ آپ یہ الفاظ کہتے ہیں۔ میں نے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ انہوں نے شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قدم کو کرسی پر چڑھ کر اپنی گردن پر رکھ لیا اور جتنے بزرگ مجلس میں موجود تھے سب نے اپنی اپنی گردنیں نیچی کر لیں اور یہ فرمایا: کہ میں اس سے پہلے ان کی سات (7) سال تک خدمت میں رہا تھا۔[1]

④ شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

حضرت ابوالفرج عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالحسن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم شیخ احمد بن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے گوشہ ''ام عبیدہ'' میں تھے۔ تب انہوں نے اپنی گردن بڑھائی اور کہا کہ میری گردن پر پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ نے کیا کہا؟ انہوں نے فرمایا: کہ بیشک اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

شیخ ابوبکر عتیق بن ابوالفضل رحمۃ اللہ علیہ جو معتوق مشہور ہیں نے فرمایا: میں نے شیخ سیدی احمد بن ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی ''ام عبیدہ'' میں 576ھ میں زیارت کی۔ تب میں نے اُن کے اکابر اصحاب اور پرانے مریدوں سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ شیخ ایک دن اسی جگہ تشریف رکھتے تھے۔ خیمہ کی طرف اشارہ کیا اور اپنا سر جھکا دیا اور فرمایا کہ میری گردن پر۔ تب لوگوں نے اُن سے پوچھا تو فرمایا کہ بلاشبہ اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

پھر ہم نے اس تاریخ کو لکھ رکھا۔ سو جیسا آپ نے فرمایا: تھا ویسا ہی نکلا۔[2]

⑤ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

ابو عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے والد نے ایک دن ''طفسونج'' میں اپنے احباب کے درمیان بیٹھے ہوئے گردن جھکائی اور کہا

---

① بهجة الاسرار صفحه 32,33 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 33 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(عَلٰی رَأْسِیْ) میرے سر پر۔ تب ہم نے اُن سے پوچھا تو فرمایا: کہ بیشک شیخ عبدالقادر ﷫ نے اس وقت بغداد میں کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

پھر ہم نے وہ تاریخ لکھ لی۔ اس کے بعد ہم کو بغداد سے خبر آئی کہ شیخ نے اسی دن یہ بات کہی تھی جو تاریخ ہم نے لکھ لی تھی۔ ①

⑥ شیخ نجیب سہروردی ﷫

شیخ محمد بن عبداللہ سہروردی بغدادی فقیہ شافعی صوفی ﷫ نے فرمایا: میں اپنے والد ابوالنجیب ﷫ کی خدمت میں بغداد میں شیخ عبدالقادر ﷫ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ تب شیخ عبدالقادر ﷫ نے فرمایا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

"یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

پھر میرے والد نے اپنا سر جھکا دیا قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے اور تین مرتبہ فرمایا کہ:

(عَلٰی رَأْسِیْ عَلٰی رَأْسِیْ عَلٰی رَأْسِیْ)

میرے سر پر۔ میرے سر پر۔ میرے سر پر۔ ②

⑦ شیخ موسیٰ زولی ﷫

شیخ ابوالفتوح یحییٰ بن شیخ ابوالسعادات سعداللہ ﷫ نے فرمایا میں نے ایک دفعہ "تکریت" سے اپنے والد ابوالسعادات ﷫ کے ساتھ بغداد کی طرف کو شیخ عبدالقادر ﷫ کی زیارت کے لئے کوچ کیا۔ اور ایک دفعہ ماردین کی طرف شیخ موسیٰ زولی ﷫ کی زیارت کا کوچ کیا پھر ایک دفعہ ہم شیخ زولی ﷫ کے ساتھ بغداد میں آئے اور ارادہ حج کا رکھتے تھے۔ وہ شیخ عبدالقادر ﷫ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور ہم بھی ان کے ساتھ۔ تب شیخ عبدالقادر ﷫ نے کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

تو شیخ نے اپنی گردن جھکا دی۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 34 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 34 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 34 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

⑧ شیخ محمد موسیٰ بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوطالب عبدالرحمٰن بن ابوالفتح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں بچہ تھا اور اپنے والد ابوالفتح رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ بصرہ میں شیخ ابومحمد بن عبداللہ بصری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ باتیں کر رہے تھے پھر انہوں نے کلام قطع کیا اور تھوڑی دیر سکوت میں آ گئے۔ ان کے جلال کی وجہ سے تمام حاضرین چپ کر گئے پھر انہوں نے سر کو زمین پر رکھ دیا اور کہا کہ: (عَلٰی رَأْسِیْ) "میرے سر پر۔"

پھر جب وہ گھر میں داخل ہوئے تو میرے والد بھی ان کے ساتھ داخل ہوئے اور میں ان دونوں کے پیچھے تھا۔ تب اُن سے میرے والد نے پوچھا اور وہ ان سے جرأت کر کے پوچھ لیا کرتے تھے کہ اے میرے سردار! آپ کو اللہ عزوجل کی قسم! یہ بتائیں کہ آج یہ کیا فعل تھا اور کیا کلام تھا؟ جو ہم نے آپ سے دیکھا (سنا)۔

انہوں نے فرمایا: کہ بیشک شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے آج بغداد میں کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰه)

"یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

(وَلَمْ يَبْقَ وَلِيٌّ فِي الْاَرْضِ حَتّٰى فَعَلَ مِثْلَ مَارَاَيْتَنِيْ فَعَلْتُ)

"اور زمین پر کوئی ولی اللہ ایسا نہیں رہا جس نے کہ میری طرح نہ کیا ہو جیسا کہ تم نے مجھے دیکھا ہے۔"

پس میرے والد نے اس دن کی تاریخ لکھ لی اور بغداد کی طرف گئے۔ میں اُن کے ساتھ تھا۔ تب ہم کو خبر دی گئی کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے وہی بات اُسی دن کہی تھی جس تاریخ کو میرے والد نے "بصرہ" میں لکھ رکھا تھا۔ ①

⑨ شیخ حیات بن قیس رحمۃ اللہ علیہ وعنابہ

محمد حرانی المعروف ابن القطلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے والد ابوالفرح محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اور وہ شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بیٹھے رہتے تھے کہا کہ میں ان کی خدمت میں "حران" میں ایک روز حاضر ہوا۔ تب انہوں نے اپنی گردن لمبی کی اور کہا کہ (عَلٰی رَأْسِیْ) میری گردن پر۔ میرے والد اور ان کے صاحبزادہ شیخ ابوحفص عمر رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ بیٹا بیشک ہمارے استاذ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت بغداد میں یہ کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 35 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

نجیب الدین ابوالفرج عبداللطیف بن شیخ علامہ نجم الدین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے والد سے کئی مرتبہ سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ کو "حران" میں دیکھا تھا کہ انہوں نے اس وقت جب کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

اپنی گردن کو جھکایا اور یہ کہا کہ میری گردن پر۔ [1]

⑩ شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ

شیخ وعلامہ ابوعمرو عثمان بن مرزوق بن حمید بن سلامہ قرشی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے مصر سے حج کا ارادہ کیا اور بغداد میں اپنے مشائخ کی زیارت کے لئے آیا۔ خدا ہم کو ان سے نفع پہنچائے۔ جب میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور اس دن بغداد میں عراق کے بڑے بڑے مشائخ جمع تھے اور میں شیخ ابوالکرم معمر رحمۃ اللہ علیہ اور ابوعبداللہ محمد دربانی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جانب بیٹھا تھا پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ :

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ)

"میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

اس وقت تمام حاضرین نے اپنی گردنوں کو جھکا دیا اور میں نے اپنا سر جھکا دیا۔ یہاں تک کہ زمین کے قریب ہو گیا اور ایسا ہی شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ نے کیا۔ جب لوگ چلے گئے تو مجھ کو شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ زمین میں کوئی ولی اللہ نہیں رہا جس نے حاضرین کی طرح سر نہ جھکایا ہو مگر ایک شخص نے "اصبہان" میں کہ اس نے سر نہیں جھکایا۔ سو اس کا حال بدل گیا۔ تب دربانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصدیق کی۔ [2]

⑪ شیخ ابومحمد ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابومحمد ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں اپنے والد کے ساتھ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی رباط میں حاضر ہوا۔ تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰہِ)

میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔ [3]

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 35,36 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 36 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

③ بھجۃ الاسرار صفحہ 36 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

⑫ شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو عمرو عثمان بن عاشورا سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ایک دن شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سر اپنی رباط سنجار میں جھکایا۔ تب اس کو شیخ حسین تلعفری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا تو فرمایا: کہ اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

شیخ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میرے والد سوید رحمۃ اللہ علیہ اکثر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے وہ فضائل جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عطا کیے تھے، ذکر کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اکثر مجلس میں جب بیٹھتے ان کا ذکر کرتے تھے۔ ایک دن اپنے سر کو جھکا دیا اور کہا کہ ''عَلٰی رَأْسِیْ'' میرے سر پر۔

تب اُن سے حسین تلعفری رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں پوچھا تو فرمایا: کہ بیشک اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں کہا کہ

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

یہ میرا قدم ہر ولی اللہ کی گردن پر ہے۔

ہم نے اس تاریخ کو لکھ لیا پھر ہم کو معلوم ہوا کہ بیشک اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات فرمائی تھی جب کہ ہم نے لکھ لیا تھا۔[1]

⑬ شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

عارف ابو محمد رغیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے ''دمشق'' میں اس وقت میں جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه)

''میرا یہ قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

اپنا سر جھکا دیا۔ شیخ نے اس بات کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ خدا کی طرف سے بہتری اس شخص کی ہے کہ جس نے قدس کے سمندروں سے پانی پیا ہے۔ معرفت وانس کی بساط پر بیٹھا ہے۔ اس کے باطن نے ربوبیت کی عظمت و وحدانیت کے جلال کا مشاہدہ کیا ہے پھر اس کا وصف شہود کبریا میں فنا ہو گیا ہے۔ مقام قرار کے معائنہ کے وقت اس کا وجود فنا ہو چکا ہے۔ اس کی روح پر ازل کی ہوائیں بغیر شرمندگی وخوف کے چلی ہوں۔ تب وہ معاون انوار سے حکمت کی باتیں کرتا ہے۔ اس کے دل کی سیاہی کے ساتھ چھپے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 37 ـ 36 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ہوئے ارسال گئے ہیں۔ تب وہ خدا کے حضور میں چلانے والا ہے اور ہوش میں محو ہے، حیا کے ساتھ کھڑا ہے۔ اس کے کان کھلے ہوئے اور صاف ہیں، تواضع کے ساتھ متکلم ہے۔ احتیاج کے ساتھ عاجزی کرنے والا ہے۔ تخصیص کے ساتھ مقرب ہے۔ اکرام کے ساتھ مخاطب ہے۔ اُس پر اس کے رب کی طرف سے افضل تحیۃ وسلام ہو۔

تب اُن سے کہا گیا کہ

(هَلْ فِی الْوُجُوْدِ الْیَوْمِ اَحَدٌ هٰذَا وَصْفُهٗ؟)

''کیا آج کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے یہ اوصاف ہوں؟''

انہوں نے کہا ہاں۔

(اَلشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ عَبْدُالْقَادِرِ سَیِّدُهُمْ) ''شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کے سردار ہیں۔''

ابو یوسف انصاری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ رغیب رحبی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ اس کلام کے بعد فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے ایک بڑے قطب اور اپنے زمانہ کے بڑے ''فرد'' تھے۔ معارف کے علوم ان تک منتہا ہوتے تھے اور معالم حقائق کی باگیں ان کے سپرد کی گئی تھیں۔ عارفوں میں وہ شہباز روشن تھے اور واصلین میں سے مکین، صادقین کے قافلہ سالار تھے۔ ان کی عادت تھی کہ جب وہ بات کہتے تو ہیبت ووقار کے ساتھ ان کی بات بڑی ہوتی تھی اور ان کی خاموشی دلوں میں بزرگی اور نور کا لباس پہناتی تھی۔

ان کا کلام لوگوں کے سینوں کی باتوں کو بیان کرتا تھا۔ ان کے انفاس مردوں کو زندہ کرتے تھے۔ ان کے انوار سے طریقت حقیقت شریعت کے ارکان روشن ہوتے تھے۔ بیشک اللہ تعالیٰ اُن کے سبب اُن کے محب اور فرماں بردار اور رفیق پر رحم کرتا ہے۔ [1]

(14) شیخ شعیب ابومدین مغربی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ ابو مدین شعیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اصحاب کے درمیان مغرب کے وقت گردن جھکائی اور کہا کہ:

(وَاَنَا مِنْهُمْ اَللّٰهُمَّ اَشْهَدُكَ وَاَشْهَدُ مَلَائِكَتِكَ اِنِّیْ سَمِعْتُ وَاَطَعْتُ)

''میں بھی اُن میں سے ہوں۔ خداوند میں تجھ کو اور تیرے ملائکہ کو گواہ بناتا ہوں کہ میں نے سنا اور فرمانبرداری اختیار کی۔''

تب اُن سے اُن کے اصحاب نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا: کہ بیشک اس وقت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔''

پھر ہم نے اس دن کی تاریخ کو لکھ لیا پھر ہمارے مسافر دوست عراق کی طرف سے آئے اور انہوں نے ہم کو خبر دی کہ شیخ

---

(1) بهجة الاسرار صفحه 37,38 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت میں کہ جب ہم نے مغرب کے وقت کو لکھ لیا تھا، یہ بات کہی تھی۔ [1]

(15) شیخ سید عبدالرحیم قناوی رحمۃ اللہ علیہ

ہم کو مغربی الاصل صعیدی رحمۃ اللہ علیہ نے "قنا" میں فرمایا: جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں یہ کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

"یہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

تو میرے والد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے "قنا" میں اپنی گردن لمبی کی اور کہا سچ کہنے والے نے سچ مانے ہوئے نے سچ کہا۔ پوچھا گیا: کہ وہ کون ہے؟

فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے اور فرمایا:

(وَقَدْ تَوَاضَعَ لَهٗ رِجَالُ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ) "بیشک اُن کے لئے مشرق اور مغرب کے لوگوں (ولیوں) نے تواضع کی ہے۔"

تب ہم نے اس وقت کو لکھ لیا پھر ہمیں خبر دی گئی کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بات اسی وقت ہی کہی تھی جس وقت کہ ہم نے لکھ رکھا تھا۔ [2]

(16) شیخ ابوعمرو عثمان مروزہ بطحائحی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوحفص عمر بن مصدق بن محمد بن حسین واسطی ربعی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں "بطائح" میں شیخ ابوعمرو عثمان بن مروزہ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں مدت تک ان کی خدمت کرتا رہا۔ ایک دفعہ میں ان کے پاس تین دن تک رہا پھر انہوں نے چوتھے دن کی صبح کو کہا کہ اے عمر! میرا ارادہ بغداد جانے کا ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار! میں بھی آپ کے ساتھ چلتا ہوں۔

انہوں نے کہا "بِسْمِ اللّٰهِ" تم میرے پیچھے اور میرے قدم پر اپنا قدم رکھتے چلے آؤ۔ میں نے کہا ہاں ایسا ہی کروں گا۔ تب وہ "بطائح" سے نکلے اور میں ان کے پیچھے تھا۔ جیسا کہ انہوں نے فرمایا تھا میں ویسا ہی کرتا تھا۔ سو ہم تھوڑی ہی دیر میں بغداد میں پہنچ گئے پھر وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی رباط (سرائے) میں آئے اور ان کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ میں نے دیکھا تو اس میں عراق کے وہ تمام مشائخ تھے جن کو کہ میں پہچانتا تھا۔ تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 38 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 39 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه)

"میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

تمام حاضرین نے اپنی گردنیں جھکا دیں اور شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی گردن جھکا دی۔ فرمایا:

(فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّاسُ قَامَ وَقَبَّلَ یَدَ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ)

"جب لوگ وہاں سے نکلے تو شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔"[1]

تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کو فرمایا: کہ تم اپنے مکان کو جلد جاؤ پھر وہ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ نکلا۔ میں ویسے ہی کرتا تھا جیسے کہ پہلے کیا تھا۔ ہم تھوڑی دیر میں جنگل میں آ گئے۔ میں نے اُن سے کہا کہ اے میرے سردار! آپ کے بغداد جانے کا اور اسی دن نکل آنے کا کیا سبب تھا؟ تو آپ نے فرمایا:

"مجھے حکم ہوا تھا کہ مجلس شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں حاضر ہو جاؤں اور بغداد میں سوا اس کے اور کوئی میرا قصد نہ تھا۔"[2]

⑰ شیخ مکارم نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو المجد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے زیارت کی شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ کی "بلاد سواد" میں پھر وہ بغداد میں داخل ہوئے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی سرائے میں آئے۔ میں اُن کے ساتھ تھا۔ میں نے دیکھا کہ سرائے میں اکثر عراق کے مشائخ تھے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تقریر فرما رہے تھے۔ تب وہ شیخ ابو نجیب سہروردی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ سلطان مزین رحمۃ اللہ علیہ کے درمیان بیٹھ گئے پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه)

"یہ میرا قدم تمام ولی اللہ کی گردن پر ہے۔"

شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گردن بڑھائی اور تمام حاضرین نے اپنی گردنیں بڑھائیں۔[3]

⑱ شیخ خلیفہ النہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کی رباط میں حاضر ہوا جو حلبہ میں تھی۔ وہ مجلس مشائخ سے بھری تھی۔ میں شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک جانب تھا۔ تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰه)

---

① اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے ہاتھوں کو عقیدت و تعظیم کی نیت سے چومنا باعث برکت ہے اور بزرگوں کی سنت ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بہجۃ الاسرار صفحہ 39,40 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

③ بہجۃ الاسرار صفحہ 40 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔''

شیخ خلیفہ نے اپنا سر نیچے کر لیا۔ میں نے ان سے سنا کہ وہ فرماتے تھے اگر انہوں نے کہا ہے تو کوئی تعجب نہیں کیونکہ وہ اپنے وقت میں فرد ہیں۔ [1]

(19) شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق میں کئی دفعہ کہا کہ مجھ کو شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے سیدی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے مانگ لیا کہ میں اُن کے ساتھ نماز پڑھوں۔ تب مجھ کو شیخ نے ان کے ساتھ جانے کا حکم دیا اور میں نے پانچ (5) سال تک ان کے پیچھے نماز پڑھی۔ پانچ سال ان کی صحبت میں رہا اور وہ اس پہاڑ کے ظاہری گوشہ کی طرف نہیں نکلا کرتے تھے۔ ان کے ہاتھ میں بیسر کی لکڑی کا عصا ہوتا تھا۔ اس سے وہ پہاڑ کی زمین پر دائرہ کھینچا کرتے۔ اس میں بیٹھ جایا کرتے تھے اور کہا کرتے کہ

(مَنْ اَرَادَ اَنْ يَسْمَعَ كَلَامُ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ فِي الْبَغْدَادِ فَلْيَجْلِسْ فِيْ هٰذِهِ الدَّارَةِ)

''جو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں بغداد میں سننا چاہتا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس دائرہ میں آ بیٹھے۔'' [2]

تب اُن کے اکبر مرید وہاں بیٹھ جاتے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی باتیں سنا کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت اپنی مجلس کے لوگوں سے فرمایا کرتے تھے کہ:

(عَيْنَ الشَّيْخُ عَدِي بْنُ مُسَافِرٍ فِيكُمْ)

''شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ تم میں موجود ہے۔''

راوی کہتے ہیں کہ ایک دن وہ دائرہ میں داخل ہوئے پھر انہوں نے اپنی گردن جھکا دی یہاں تک کہ قریب تھا کہ زمین تک پہنچ جائے۔ ان کو بڑا وجد طاری ہوا اور حجرہ میں داخل ہونے کے بعد عمدہ کلام کرنے لگے اور اولیاء کا حال بیان کرنے لگے پھر ہم نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو فرمایا: کہ بیشک آج شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں یہ کہا ہے کہ:

(قَدَمِيْ هٰذِهِ عَلٰى رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔''

ہم نے اس وقت کو لکھ لیا۔ اس کے بعد بغداد سے ہمارے پاس مسافر آئے اور انہوں نے ہم کو خبر دی کہ بیشک شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اسی روز جس کو ہم نے لکھ لیا ہوا تھا یہ کہا تھا کہ:

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 40 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کو اللہ عزوجل یہ طاقت عطا فرماتا ہے کہ وہ کسی دوسرے مقام کے احوال کو دیکھ سکیں اور وہاں کا کلام سن سکیں تفصیل قصیدہ غوثیہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

(قَدَمِی هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ)

"یہ میرا قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی گردن کو "لاکش" کے ظاہر گوشہ میں جھکایا۔ پھر وہ اس امر کی نسبت پوچھے گئے تو کہا کہ بیشک شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت بغداد میں کہا ہے کہ:

(قَدَمِی هٰذِہٖ عَلٰی رَقَبَۃِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰہ)

"میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

انہوں نے عمدہ کلام کیا جس میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو بلند کیا اور ہم نے شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کلام لکھ لیا۔

❀❀❀

دوسرا باب

اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کرنا

ہمیں حکم ملا کہ آپ کی عزت کریں

شیخ احمد بن ابوالقاسم بطائحی حدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں "لبنان" پہاڑ پر 579 ھ میں آیا کہ وہاں کے صالحین کی زیارت کروں۔ اُن دنوں "اصبہان" کے رہنے والے ایک مرد صالح تھے جن کو "شیخ جبلی" کہا کرتے تھے۔ ان کا نام "شیخ جبلی" اس لئے پڑ گیا تھا کہ وہ مدت سے لبنان پہاڑ میں رہتے تھے۔ تب میں اُن کے پاس آیا اور ان کی خدمت میں بیٹھا اور کہا کہ اے میرے سردار آپ کو یہاں بیٹھے کتنے سال ہو گئے؟

انہوں نے جواب دیا کہ ساٹھ (60) سال گزر گئے ہیں۔

میں نے کہا کہ اس عرصہ میں کتنے عجائبات دیکھے؟

انہوں نے کہا کہ میں یہاں پر 559 ھ میں تھا۔ تب میں نے چاندنی رات میں دیکھا کہ پہاڑ کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور قطار در قطار ہوا میں اڑتے ہیں اور عراق کی طرف جاتے ہیں۔ میں نے اُن میں سے ایک دوست کو کہا کہ تم لوگ کہاں جاتے ہو؟

اس نے کہا ہم کو خضر علیہ السلام نے حکم دیا ہے کہ ہم بغداد میں جائیں اور قطب کے سامنے حاضر ہوں۔

میں نے کہا: (مَنْ هُوَ) وہ شخص کون ہے؟

کہا کہ: (اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ) وہ شیخ عبدالقادر ہیں۔

میں نے کہا کہ میں بھی تمہارے ساتھ چلوں؟

انہوں نے کہا ہاں۔ تب ہم ہوا میں اُڑے اور تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم بغداد میں پہنچ گئے۔ تب ہم نے دیکھا کہ وہاں پر بڑے بڑے اکابر اولیاء بیٹھے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ: (یا سَیِّدَنَا) "اے ہمارے سردار"

اور وہ اُن کو جو حکم دیتے ہیں وہ جلدی سے اس کی تعمیل کرتے ہیں پھر ان کو حکم دیا کہ تم واپس چلے جاؤ۔ تب وہ ہوا میں اڑ کر واپس آئے اور میں بھی اپنے دوست کے ہمراہ ان کے ساتھ چلا آیا۔

جب ہم پہاڑ پر پہنچے تو میں نے اپنے دوست سے کہا کہ میں نے آج رات کی طرح کبھی نہیں دیکھا کہ تم ان کے سامنے ادب

کرتے اور ان کے حکم کو جلد مانتے تھے؟

اس نے کہا کہ بھائی! ہم کیوں ان کے حکم کو نہ مانیں کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔''

اور ہم کو حکم ہوا کہ ان کی اطاعت اور عزت کریں۔ ①

اولیاء آپ کو کیسے سلام کرتے تھے؟

شیخ ابوالثناء محمود بن احمد کردی حیدی حنبلی بغدادی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کہا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ کُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ)

''میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔''

تو اس کے بعد جتنے اولیاء ابدال اوتاد، اُن کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے شیخ کو اس خطاب سے سلام کہا کرتے تھے۔

(اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَالِكَ الزَّمَانِ یَااِمَامَ الْمَکَانِ یَا قَائِمًابِاَمْرِاللّٰهِ۔ یَاوَارِثَ کِتَابِ اللّٰهِ یَا نَائِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَیَامَنِ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ مَآئِدَتِهٖ وَاهْلِ وَقْتِهٖ کُلُّهُمْ عَامِلَتِهٖ یَامَنْ یَنْزِلُ الْقَطْرِبِدَعْوَتِهٖ وَیَدُالْفَرعِ بِبَرَکَتِهٖ)

''آپ پر سلام ہو، اے زمانہ کے مالک، امام مکان، قائم بامر اللہ! اے وارث کتاب اللہ! اے نائب رسول اللہ! اے وہ جس کا مائدہ آسمان وزمین میں ہے۔ اے وہ کہ اس کے وقت میں تمام (اولیاء) اس کے عیال ہیں۔ اے وہ جس کی دعا سے بارش ہوتی ہے۔ اے وہ کہ اسی کی برکت سے جانوروں کے تھنوں میں دودھ آتا ہے۔'' ②

اولیاء آپ کی ہیبت سے جھک جاتے

شیخ ابومحمد حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں شیخ تقی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ماہ رجب 613ھ میں ٹھہرا ہوا تھا کہ شیخ ابوالحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ عراق سے گم ہو گئے اور پہاڑ ''قاسیون'' کے ایک زاویہ میں اترے۔ جب اُن کے پاس شیخ تقی الدین یونینی رحمۃ اللہ علیہ سلام کو آئے میں اُن کے ساتھ تھا جب ہم ان کے پاس پہنچے تو ان کے پاس شیخ ابویونس عبداللہ بن یونس ارمنی اور شیخ ابوعمرو عثمان رومی اور شیخ ابو ابراہیم بن اسماعیل بن علی کورانی رحمۃ اللہ علیہم موجود تھے۔

پھر شیخ علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی باتوں میں یہ کہا اور ہم سن رہے تھے کہ میں نے شیخ قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ:

---

① بهجة الاسرار صفحه 43 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 44 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(هَلْ رَأَيْتَ مِثْلَ الشَّيْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ؟)

"کیا تم نے کوئی مثل شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھا؟"

اس نے کہا: (لَا) "نہیں۔"

اُن کے اس قول "قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِيِّ اللّٰهِ" کہنے کے بعد باہر کے اولیاء اُن کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ میں نے اُن اولیاء کے سروں کو دیکھا کہ شیخ کی ہیبت کے مارے جھکے ہوتے تھے۔ [1]

اولیاء آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے

شیخ ابوعبداللہ محمد بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اور شیخ ابومحمد ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابومحمد بطائحی رحمۃ اللہ علیہ سے کئی دفعہ سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں اپنے شیخ، شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے گھر میں حاضر ہوا۔ تب میں نے اُن کی خدمت میں چار آدمیوں کو پایا جن کو میں نے پہلے نہ دیکھا تھا پھر میں اپنی جگہ ٹھہرا رہا۔ جب کھڑے ہوئے تو شیخ نے مجھ سے فرمایا: کہ ان سے جا مل اور سوال کر کہ وہ تیرے لئے دعا مانگیں۔

تب میں اُن سے صحن مدرسہ میں پہلے اس سے کہ وہ نکلیں جا ملا اور ان سے دعا کا طالب ہوا۔ ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ تم کو خوشخبری ہو تو ایسے شخص کا خادم ہے کہ اللہ عزوجل ان کی برکت کے سبب زمین کہ خواہ نرم ہو، پہاڑی ہو، جنگل ہو، دریا ہو، کی حفاظت کرتا ہے اور اسی کی دعا سے مخلوقات پر رحم کرتا ہے۔ خواہ وہ نیک ہوں یا بدکار اور ہم اور تمام اولیاء ان کے حضور میں حاضر ہوتے ہیں، ان کے قدموں کے سایہ کے تلے ہیں اور ان کے حکم کے دائرہ میں پھر وہ مدرسہ کے دروازہ سے نکل گئے اور میں نے اُن کو نہ دیکھا پھر میں شیخ کی خدمت میں تعجب سے واپس آیا پھر مجھ سے آپ نے پہلے اس سے کہ میں کچھ سناؤں یہ کہا کہ اے بندۂ خدا اور میرے بھائی جو کچھ تم سے انہوں نے کہا ہے کسی کو مت بتانا۔

میں نے کہا اے میرے سردار یہ کون لوگ تھے؟

فرمایا: یہ کوہ قاف کے بڑے اولیاء میں سے ہیں اور وہ اس وقت کوہ قاف میں اپنی جگہ پر پہنچ گئے ہیں۔ [2]

اولیاء اللہ نماز سے فارغ ہونے کا انتظار کرتے

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں بغداد میں ایک دفعہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لئے داخل ہوا۔ تب میں نے ان کو مدرسہ کی چھت پر پایا کہ وہ "ضحیٰ" کی نماز پڑھ رہے ہیں پھر جو میں نے میدان کی طرف دیکھا تو اس میں رجال الغیب کی چالیس (40) صفیں کھڑی دیکھیں کہ ہر ایک صف میں ستر (70) مرد تھے۔ میں نے ان سے کہا کہ تم کیوں نہیں بیٹھ جاتے؟

---

[1] بهجة الاسرار صفحہ 44 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحہ 45، 44 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

انہوں نے کہا جب قطب نماز سے فارغ ہوں گے اور ہم کو بیٹھنے کا حکم دیں گے تب بیٹھیں گے کیونکہ ان کا ہاتھ ہمارے اوپر ہے اور ان کا قدم ہماری گردن پر ہے۔ ان کا حکم ہم سب پر ہے پھر جب شیخ نے سلام پھیرا تو سب کے سب جلدی جلدی ان کی خدمت میں سلام کہتے ہوئے حاضر ہوئے اور ان کے ہاتھ کو چومتے تھے۔ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جب ہم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تھے تو ہم سب بھلائی دیکھتے تھے۔ ①

اللہ عزوجل آپ کا امتحان نہ لے گا

شیخ عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شیخ حماد شیرہ فروش رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بڑی عجیب بات کہہ رہے تھے۔ تب ان کو شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تم نے عجیب بات کہی ہے؟ کیا تم اس سے ڈرتے نہیں کہ خدا تم کو آزماتا ہو؟

تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہتھیلی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ پر رکھ دی اور کہا کہ اب تم اپنے دل کی آنکھ سے دیکھ لو کہ میری ہتھیلی میں کیا لکھا ہوا ہے۔

تب شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کو ایک طرح کی بے ہوشی ہو گئی پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی ہتھیلی شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کے سینے سے اٹھالی۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی ہتھیلی کو دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ستر 70 دفعہ اقرار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کا امتحان نہ لے گا۔ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:

(لَا بَأْسَ بَعْدَ هَاذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ مَنْ يَّشَآءُ وَيُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُوالْفَضْلِ الْعَظِيْمِ)

”اس کے بعد اب مضائقہ نہیں (جو چاہو کہو) یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔“ ②

❀❀❀

---

① بهجة الاسرار صفحه 45 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 47 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

تیسرا باب

آپ کے بچپن کے بارے میں

آپ کو اپنی ولایت کا کب علم ہوا؟

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے لوگوں نے پوچھا کہ:

(مَتٰی عَلِمْتَ اَنَّکَ وَلِیُّ اللّٰہِ؟)

''آپ کو کب معلوم ہوا کہ آپ اللہ عزوجل کے ولی ہیں؟''

آپ نے فرمایا: کہ میں اپنے شہروں میں دس 10 سال کا تھا۔ اپنے گھر سے نکلتا تھا اور مکتب کو جاتا تھا تو مدرس مکتب کے لڑکوں سے کہتا تھا کہ: (اَفْسَحُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ حَتّٰی یَجْلِسَ) ''اللہ عزوجل کے ولی کے لئے جگہ فراخ کردتا کہ وہ بیٹھ جائے۔''

پھر ایک شخص ہمارے پاس آیا جس کو میں اس دن پہچانتا نہ تھا۔ اس نے فرشتوں سے اس دن سنا کہ وہ یہ فرماتے تھے۔ ایک نے کہا: (مَاھٰذَا الصَّبِیُّ؟) یہ لڑکا کون ہے؟

(فَقَالَ لَہٗ سَتَکُوْنَ لَہٗ شَانٌ عَظِیْمٌ ھٰذَا یُعْطِیْ فَلَا یُمْنَعُ فَیُمَکِّنُ فَلَا یُحْجِبُ وَیَقْرِبُ فَلَا یَمْکُرُبِہٖ)

''اس نے اس سے کہا کہ عنقریب اس کی شان ہوگی۔ یہ دیا جائے گا اور روکا نہ جائے گا۔ قدرت دیا جائے گا اور محجوب نہ ہوگا، اس سے مکر نہ کیا جائے گا۔''

پھر میں نے اس شخص کو چالیس (40) سال کے بعد پہچانا تو وہ اس وقت کے ابدال میں سے تھا۔ [1]

اے مبارک کدھر جاتے ہو کی صدا

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں اس وقت اپنے گھر میں بچہ تھا جب میں بچوں کے ساتھ کھیلنے کا ارادہ کرتا تو میں کہنے والے کو سنتا کہ وہ مجھ سے کہتا ہے:

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 48 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

(اَلٰی اَیْنَ یَامُبَارَکُ)

''اے مبارک کدھر جاتے ہو؟''

تب میں ڈر کر بھاگتا اور اپنی ماں کی گود میں چلا جاتا اور میں اب یہ بات اپنی خلوت میں سمجھتا ہوں۔

فرمایا: کہ میں اپنی جوانی کے دنوں میں سفر میں تھا یہاں تک کہ میں کہنے والے کو سنتا تھا کہ مجھے کہتا تھا:

(یَاعَبْدَالْقَادِرِ اِصْطَفَیْتُکَ لِنَفْسِیْ)

''اے عبدالقادر تم کو میں نے اپنے لئے پسند کیا۔''①

تم کو سونے کے لیے پیدا نہیں کیا کی صدا

آپ فرماتے میں آواز سنا کرتا تھا اور کہنے والے کو نہ دیکھتا تھا۔ مجاہدہ کے دنوں میں مجھے اونگھ آتی تو سنا کرتا کہ کوئی کہتا ہے:

(یَاعَبْدَ الْقَادِرِ مَاخَلَقْتُکَ لِلنَّوْمِ قَدْاَحْبَبْنَاکَ وَلَمْ تَکُ شَیْئًافَلَاتَغْفِلْ عَنَّا وَاَنْتَ شَیْءٌ)

''اے عبدالقادر تم کو میں نے سونے کے لئے نہیں پیدا کیا اور بیشک ہم تمہارے اس وقت دوست تھے کہ تم کچھ شے نہ تھے سو جب تم شے ہوئے تو مجھ سے غافل نہ ہونا۔''②

آپ کے کلمات جن سے آپ کی عظمت معلوم ہوتی ہے

شیخ ابومسعود احمد بن ابوبکر حریمی عطار رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوعبداللہ محمد بن قائد اوانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شیخ صدقہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا کلام کیا کہ بطریق شرع اس پر انکار ہوتا۔ تب خلیفہ تک اس کی اطلاع پہنچی۔ تو اس نے متولی کے دروازہ پر ان کے حاضر ہونے کا اور تعزیر دینے کا حکم دیا۔ جب ان کو حاضر کیا گیا اور ان کے سر کو کھولا تو ان کا خادم چلایا۔ اے شیخ! تب جس نے ان کو مارنے کا ارادہ کیا تھا اس کا ہاتھ شل ہو گیا اور متولی کے دل میں خدائے ﷻ نے ہیبت ڈال دی پھر وزیر کے اس امر کی خلیفہ کو اطلاع دی اور اللہ ﷻ نے خلیفہ کے دل میں ہیبت ڈال دی۔ اس نے ان کو چھوڑ دینے کا حکم دیا۔

پھر وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رباط (سرائے) میں داخل ہوئے تو مشائخ اور لوگوں کو بیٹھا ہوا پایا کہ وہ شیخ کا انتظار کر رہے تھے کہ باہر نکل کر وعظ فرمائیں۔ تب شیخ آئے اور مشائخ کے درمیان بیٹھے پھر جب کرسی پر بیٹھے تو کوئی کلام نہ کیا اور نہ قاری کو قرأت کا حکم دیا۔ لوگوں کو ایک بڑا وجد ہو گیا اور ان میں ایک بڑا امر آ گیا۔ شیخ صدقہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کہا کہ شیخ نے نہ کلام کیا ہے نہ قاری کو حکم قرأت کا دیا پھر یہ وجد کہاں سے آ گیا؟ تب شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔

اور فرمایا: کہ ایک میرا مرید بیت المقدس سے یہاں پر ایک قدم میں آ گیا ہے اور میرے ہاتھ پر اس نے توبہ کی ہے۔ آج

---

① بهجة الاسرار صفحه 48 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 48 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

حاضرین اس کی ضیافت میں ہیں۔

شیخ صدقہ رحمۃ اللہ علیہ نے دل میں کہا کہ جو شخص ایک ہی قدم میں بیت المقدس سے بغداد میں آ جائے تو وہ کس بات سے توبہ کرتا ہے اور اس کو شیخ کی کیا حاجت ہے؟

شیخ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کہ اے شخص! وہ آ کر توبہ کرتا ہے کہ جو ہوا پر اڑا جاتا ہے پھر ادھر رجوع نہیں کرتا، وہ اس بات کا محتاج ہے کہ اس کو میں خدا کی محبت کا راستہ بتلاؤں پھر فرمایا: کہ میری تلوار مشہور ہے اور میری کمان چلہ پر چڑھی ہوئی ہے اور میرا تیر کمان پر چڑھا ہوا ہے۔ میرا تیر صائب ہے، میرا نیزہ بے خطا ہے، میرا گھوڑا زین کسا ہوا ہے، میں خدا کی روشن جلتی ہوئی آگ ہوں، میں حالات کا سلب کرنے والا ہوں، میں ایک ایسا سمندر ہوں کہ جس کا کنارہ نہیں، میں وقت کی دلیل ہوں، میں غیر میں ہو کر کلام کرنے والا ہوں، میں محفوظ ہوں، میں محوظ ہوں، میں محفوظ ہوں۔

اے روزہ دارو! اے کھڑے ہونے والو! اے پہاڑ کے رہنے والو! تمہارے پہاڑ ٹوٹ گئے۔ اے گرجوں والو! تمہارے گرجے گر گئے۔ تم خدا کے حکم کی طرف آؤ میں خدا کے حکم میں سے ایک حکم ہوں۔ اے راستہ کے بتلانے والو! اے مردو! اے بہادرو! اے بچو! آؤ اور لو اس سمندر سے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔ اے عزیز! تو اکیلا ہے، آسمان میں اور میں اکیلا ہوں زمین میں (یعنی میں اولیاء اللہ میں یکتا ہوں)۔

مجھ کو رات دن میں ستر (70) دفعہ کہا جاتا ہے کہ میں نے تجھ کو اپنے لئے پسند کیا اور تا کہ تو میری آنکھ کے سامنے پرورش پائے۔

مجھے کہا جاتا ہے کہ:

(يَاعَبْدَالْقَادِرِ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ كُلْ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ اُشْرُبْ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ تَكَلَّمْ وَأَمَّنْتُكَ مِنَ الرَّدٰى)

''اے عبدالقادر! تم کو میرے حق کی قسم ہے کھا میرے حق کی قسم ہے، پی میرے حق کی قسم ہے، کلام کر تم کو میں نے ہلاکت سے بے خوف کر دیا ہے۔''[1]

دن مہینوں اور سالوں کا آپ کے پاس حاضر ہونا

حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو حفص عمر کیماتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے شیخ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کے سامنے مجلس میں ہوا پر اڑا کرتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ آفتاب طلوع کرتا ہے تو مجھے سلام کہتا ہے۔ ہر آنے والا سال میرے پاس

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 49 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان، یہاں تو آسمان میں اکیلا ہے اور میری آنکھ کے سامنے پرورش کے حقیقی معنی مراد نہیں جیسا کہ اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔ امام اہل سنت نے یوں ترجمانی فرمائی:

قسمیں دے دے کے کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے
پیارا اللہ تیرا چاہنے والا تیرا

آتا ہے اور مجھ کو سلام کہتا ہے اور مجھے ان باتوں کی خبر دیتا ہے جو اس میں واقع ہوں گی۔ ہر دن مجھ کو سلام کہتا ہے اور جو اس دن میں واقع ہوگا اس کی خبر دیتا ہے اور مجھے خدا کی عزت کی قسم ہے کہ نیک بخت اور بد بخت میرے سامنے لوح محفوظ میں پیش کیے جاتے ہیں۔ میں خدا کے علم اور مشاہدہ میں غوطہ لگانے والا ہوں۔ میں تم سب پر خدا کی ایک حجت ہوں اور میں رسول اللہ ﷺ کا زمین میں نائب اور وارث ہوں۔ ①

ماہ رجب، شعبان اور رمضان کا حاضر ہونا

مشائخ کی ایک جماعت کہتی ہے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جمعہ کے آخر دن میں 30 جمادی الآخر 560ھ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ ہم کو وعظ سناتے تھے تب ایک خوبصورت نوجوان آیا۔ شیخ کے پاس ایک طرف بیٹھ گیا کہنے لگا اے ولی اللہ! تم کو سلام ہو۔ میں ماہ رجب ہوں۔ آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری سناؤں اور آپ کو خبر دوں کہ جو معاملات ہونے والے ہیں۔ یہ لوگوں پر بہتر ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ اس رجب کے مہینہ میں نیکی کے سوا لوگوں نے اور کچھ برائی نہ دیکھی اور جب اتوار کا دن ہوا اور وہ مہینہ گزر گیا تو ایک بدشکل شخص آیا۔ اس وقت بھی ہم آپ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے آ کر کہا اے ولی اللہ! تم کو سلام ہو۔ میں شعبان کا مہینہ ہوں۔ آیا ہوں کہ آپ کو خوشخبری نہ سناؤں اور آپ کو وہ امور بتلاؤں جو مجھ میں ہونے والے ہیں۔ ''بغداد'' میں بہت لوگ مریں گے۔ حجاز میں گرانی ہوگی۔ ''خراسان'' میں تلوار چلے گی۔ سو ویسے ہی ہوا۔ ② بغداد میں بڑی بیماری پڑی اور خبر آئی کہ ''عرب'' میں بڑی گرانی ہے اور خراسان میں تلوار چلی ہے۔ شیخ چند روز رمضان شریف میں بیمار رہے۔ جب پیر کا دن ہوا اور 29 رمضان شریف کی ہوئی تب بھی ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے اور اس دن شیخ کے پاس شیخ علی بن الہیتی۔ شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی، شیخ ابوالحسن جوسقی، قاضی ابویعلی محمد بن محمد براء رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ ایک شخص خوبصورت باوقار آیا اور کہنے لگا کہ:

(اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاوَلِيَّ اللّٰهِ)

میں رمضان شریف کا مہینہ ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس بات کا عذر کرتا ہوا آیا ہوں جو مجھ میں مقدر ہیں اور میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت کرتا ہوں۔ یہ میرا آخری آپ سے ملنا ہے پھر وہ چلا گیا۔ شیخ نے اگلے سال کے ربیع الثانی میں انتقال فرمایا: اور اگلے رمضان شریف کو نہ پایا۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کرسی پر بیٹھے ہوئے بارہا یہ سنا ہے کہ فرماتے تھے اللہ عزوجل کے بعض بندے ایسے ہیں کہ ان کے پاس رمضان شریف کا مہینہ آتا ہے اور عذر کرتا ہے۔ اگر وہ اس مہینہ میں بیمار ہو جائیں یا ان کو فاقہ ہو تو وہ ان سے کہتا ہے کہ

---

① بهجة الاسرار صفحہ 50 مطبوعہ موسسة الشرف پاکستان

② کوئی کم فہم اس وجہ ماہ شعبان المعظم کو برا نہ سمجھے کیونکہ یہ عظمت والا مہینہ ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ نے فرمایا: اور ''شَعْبَانُ شَهْرِیْ'' شعبان میرا مہینہ ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس مہینے نے بعض وہ امور بتائے کہ جو اللہ عزوجل نے اس میں خاص اس سال میں مقدر فرمائے تھے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

تمہارا کیا حال ہے اور تم پر کیا گزرا؟

راوی کہتا ہے کہ مجھ کو ان کے صاحبزادہ سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ کوئی مہینہ ایسا نہیں تھا کہ وہ اپنے آنے سے پہلے آپ کے پاس نہ آتا ہو پھر اگر خدا نے اس میں برائی اور سختی مقدر کر رکھی تھی تو وہ بُری شکل میں آتا اور اگر اس میں نعمت وخیرو سلامتی مقدر کر رکھی ہوتی تو اچھی شکل میں آتا۔ ①

خدا کے محبوب اور مردود کو دور سے جان لینا

راوی کہتا ہے کہ مجھ کو ان کے دونوں صاحبزادوں شیخ عبدالوہاب وشیخ عبدالرزاق رحمہما اللہ نے کہا کہ شیخ کی خدمت میں جب کوئی شخص آتا اور آپ اس کو دور سے دیکھتے تو اتنی کم آواز سے کہتے کہ سنائی نہ دیتا۔

(مَرْحَبَایَاحَبِیْبَ اللّٰہِ) ''اللہ کے دوست کو مرحبا ہو۔''

تب ہم اس شخص پر بہتری اور خدا کی طرف متوجہ ہونے کی علامات دیکھتے جس سے آپ کے قول کی تصدیق ہوتی تھی۔ اور لوگوں میں کوئی ایسا بھی ہوتا کہ جب وہ آپ کے سامنے آتا اور دور سے آپ اس کو دیکھتے تو اس طرح کہتے کہ سنائی نہ دیتا کہ:

(لَامَرْحَبَابِطَرِیْدِاللّٰہِ) ''تجھ کو مرحبا نہ ہو اور خدا کا مردود ہے۔''

تب اس شخص پر مردودیت اور خدا سے اعراض کی علامات ظاہر ہوتیں جس سے آپ کے قول کی تصدیق پائی جاتی تھی۔ ②

ہر ولی کسی نبی علیہ السلام کے نقش قدم پر ہوتا ہے

شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن عبداللہ سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں 634ھ میں کہا سنا میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے اپنے مدرسہ میں کہ کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے کہ:

(كُلُّ وَلِيٍّ عَلٰى قَدَمِ نَبِيٍّ وَأَنَا عَلٰى قَدَمِ جَدِّيْ)

''ہر ولی کسی نبی کے قدم پر ہے اور میں اپنے نانا صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر ہوں۔''

مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں قدم رکھا ہے میں نے بھی وہیں قدم رکھا ہے۔ مگر اتنا فرق ہے کہ وہ نبی کا قدم ہے۔ وہاں تک مرتبہ نبی کے سوا اور کسی کو حاصل نہیں۔ ③

انسانوں، فرشتوں اور جنوں کے شیخ

حضرت شیخ عارف ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا:

---

① بهجة الاسرار صفحه 51 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 51 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 50,51 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(الْاِنْسُ لَهُمْ مَشَائِخٌ وَالْجِنُّ لَهُمْ مَشَائِخٌ وَالْمَلَائِكَةُ لَهُمْ مَشَائِخٌ وَاَنَا شَيْخُ كُلِّ)

''انسانوں کے مشائخ ہوتے ہیں اور جنوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں اور فرشتوں کے بھی مشائخ ہوتے ہیں۔ میں کل کا شیخ ہوں۔''[1]

مجھے کسی پر قیاس نہ کرنا

راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ سے مرض موت میں سنا کہ اپنی اولاد سے فرماتے تھے ''مجھ میں اور تم میں اور تمام مخلوق میں ایسی دوری ہے جیسے کہ آسمان وزمین میں۔

(لَا تَقِيْسُوْنِىْ بِأَحَدٍ وَّلَا تَقِيْسُوْا عَلَىَّ احَدًا)

''مجھ کو کسی پر قیاس نہ کرو اور کسی کو مجھ پر قیاس نہ کرو۔''

اور میں نے سنا کہ وہ اپنے بیٹے عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ تم سوتے ہو یا جاگتے ہو، مجھ میں مر (یعنی میری اطاعت میں فنا ہو) تو بے شک تم جاگ اٹھو گے۔[2]

آپ کا تقدیر سے جھگڑنا

شیخ ابن الاخضر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں 616 ھ میں کہا کہ میں نے سنا شیخ ابو محمد عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے کہ میں لوگوں کے حالات سے علیحدہ ہوں۔ میں ان کی عقلوں سے علیحدہ ہوں۔ تمام مردان خدا جب تقدیر تک پہنچتے ہیں رُک جاتے ہیں مگر میں وہاں تک پہنچتا ہوں اور میرے لئے ایک کھڑکی کھل جاتی ہے اس میں داخل ہوتا ہوں اور خدا کی تقدیروں سے خدا سے حق کے ساتھ جھگڑتا ہوں۔

(فَرَجُلُ هُوَ الْمُنَازِعُ لِلْقَدَرِ لَاالْمُوَافِقِ لَهٗ)

''پس مرد وہ ہے جو تقدیر سے جھگڑے نہ کہ وہ جو اس کے موافق ہو۔''[3]

آپ کے دیکھنے والے کو خوشخبری

حضرت شیخ ابوالسعود احمد بن ابوبکر حریمی عطار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے سنا اپنے شیخ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے۔

(طُوْبٰى لِمَنْ رَآنِىْ اَوْرَاٰى مَنْ رَآنِىْ اَوْرَاٰى مَنْ رَاٰى مَنْ رَآنِىْ وَاَنَا حَسْرَةٌ عَلٰى مَنْ لَمْ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 52 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 52 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 52 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

یرنی)

''خوش ہو جائے وہ شخص کہ جس نے مجھے دیکھا اور وہ بھی کہ جس نے میرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے یا میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا۔ میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا۔''①

شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کا آپ کو قبر سے جواب دینا

شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی ذدیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کی۔ پس فرمایا:

(اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ مَعْرُوْفُ عَبَرْتَنَا بِدَرَجَةٍ)

''اے شیخ معروف آپ پر سلام ہو آپ ہم سے دو درجہ اوپر گزر گئے۔''

پھر دوبارہ ان کی زیارت کی اور کہا:

(اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا شَيْخُ مَعْرُوْفُ عَبَرْنَاكَ بِدَرَجَتَيْنِ)

''اے شیخ معروف آپ پر سلامتی ہو ہم آپ سے دو درجہ گزر گئے۔''

پس شیخ معروف رحمۃ اللہ علیہ نے قبر سے جواب دیا:

(وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَاسَيِّدُ اَفْضَلِ زَمَانِهٖ)

''آپ پر سلامتی ہو۔ اے اہل زمانہ کے سردار۔''②

تمام زمانہ آپ کے سپرد کیا گیا

آپ نے اپنے مریدوں سے فرمایا: کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے پھر ایک مدت کے بعد ان سے کہا کہ میں تم سے پہلے یہ کہتا تھا کہ مجھ کو عراق سپرد کیا گیا ہے اور اب تمام زمین مشرق سے مغرب تک اس کے میدان اور آبادی، جنگل و سمندر، نرم زمین اور پہاڑی زمین میرے سپرد کی گئی ہے۔

راوی کہتا ہے:

(وَلَمْ يَبْقَ اَحَدٌ مِّنَ الْاَوْلِيَاءِ فِيْ ذَالِكَ اِلَّا وَقَدْ اَتَاهُ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ اِحْتِرَامًا لِلْقُطْبِيَةِ)

---

① بهجة الاسرار صفحه 53 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 53 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان۔

نوٹ: پتا چلا کہ قبر والا زندہ بھی ہوتا ہے سنتا بھی ہے جواب دیتا اور پہچانتا بھی ہے مگر شرط ہے کہ وہ ہو مقبول بارگاہ الٰہی ﷻ۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

”کوئی ولی اس وقت ایسا نہ تھا کہ اُن کے پاس نہ آیا ہو اور اِن کی قطبیت کی وجہ سے انھیں سلام نہ کیا ہو۔“ ①

خدا سے اپنی حاجت آپ کے توسّل سے مانگو

شیخ ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے شیخ ابومحمد عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، فرماتے تھے کہ:

(اِذَاسَأَلْتُمُ اللّٰہَ حَاجَۃً فَاسْأَلُوْہُ بِیْ)

”جب تم خدا سے کوئی حاجت طلب کرو تو میرے توسّل سے مانگو۔“ ②

اہل مشرق و مغرب سے خطاب

شیخ صالح ابومحمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہم نے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر کہہ رہے تھے۔ اے زمین والو! مشرق میں ہو یا مغرب میں، اور اے آسمان والو! اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

﴿یَخْلُقُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ﴾

”وہ ایسی چیزیں پیدا کرتا ہے کہ جن کو تم نہیں جانتے۔“ ③

میں اُن میں سے ہوں کہ جن کو تم نہیں جانتے۔ اے زمین کے مشرق اور مغرب والو! آؤ مجھ سے سیکھو۔ اے عراق والو! تمام حالات میرے نزدیک ان کپڑوں کی طرح ہیں جو میرے گھر میں لٹکے ہوئے ہوں۔ ان میں سے جس کو چاہوں پہن لوں۔ تم کو مجھ سے بچنا چاہئے ورنہ میں تم پر ایسا لشکر لاؤں گا کہ تم اس کا سامنا نہ کر سکو گے۔

اے غلام! ہزار سال تک سفر کر' تا کہ تو مجھ سے بات سنے۔ اے غلام! سن ولایات یہاں ہیں۔ درجات یہاں ہیں۔ میری مجلس میں خلعتیں تقسیم ہوتی ہیں۔ کوئی نبی ایسا نہیں جس کو خدا نے مبعوث کیا ہو اور کوئی ولی ایسا نہیں کہ وہ میری مجلس میں نہ آتا ہو۔ ④ یہ زندہ ولی اپنے بدنوں کے ساتھ اور فوت شدہ اپنی ارواح کے ساتھ۔ اے غلام! میری بابت منکر نکیر سے پوچھو۔ جب کہ وہ تیرے پاس قبر میں آئیں تو وہ تجھے میرا حال بتلائیں گے۔ ⑤

اگر چاہوں تو بتا دوں کیا کھاتے کیا بچاتے ہو

شیخ محمد عبداللطیف بن ابوطاہر احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جب بڑی بات کیا کرتے تھے تو

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 53 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 54 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان ③ پارہ 14 النحل:8

④ یقیناً انبیاء علیہم السلام کے آنے کا بتلانا اس محفل کی شان وعظمت بتلانے کے لیے اور فیض دینے کے لئے اور اولیاء اللہ کا آنا یا تو اظہار شان کے لئے یا پھر فیض لینے کے لئے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

⑤ بھجۃ الاسرار صفحہ 54 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

اس کے بعد یہ فرمایا کرتے تھے تمہیں خدا کی قسم! یہ کہا کرو کہ آپ سچ فرماتے ہیں کیونکہ میں یقینی بات کہتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں بیشک میں بلایا جاتا ہوں تب بولتا ہوں اور دیا جاتا ہوں تو تقسیم کرتا ہوں اور حکم دیا جاتا ہے تو کرتا ہوں اور ذمہ اس پر ہے جو مجھ کو حکم دیتا ہے[1] اور دیت عاقلہ پر ہوا کرتی ہے تم کو میرا جھٹلانا تمہارے دین کے لئے زہر ہے اور تمہاری دنیا و آخرت کے جانے کا سبب ہے۔ میں تلوار اٹھانے والا ہوں۔ میں لڑنے والا ہوں اور تم کو خدا اور اپنے آپ سے ڈراتا ہوں۔

(لَوْ لَا لِجَامُ الشَّرِيْعَةِ عَلٰى لِسَانِيْ لَاخْبَرْتُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ اَنْتُمْ بَيْنَ يَدَيَّ كَالْقَوَارِيْرِ يُرٰى مَا فِيْ بَوَاطِنِكُمْ وَظَوَاهِرِكُمْ)

''اگر میری زبان پر شریعت کی لگام نہ ہوتی تو میں تم کو بتلاتا جو تم کھاتے ہو۔ جو اپنے گھروں میں جمع کرتے ہو۔ تم میرے سامنے شیشہ کی طرح ہو میں دیکھتا ہوں جو تمہارے پیٹوں اور ظاہر میں ہے۔''

اور اگر میری زبان پر حکم کی لگام نہ ہوتی تو البتہ یوسف علیہ السلام کا صاع وہ بات بول دیتا، جو اس میں تھی۔ لیکن علم عالم کے دامن میں پناہ لیا کرتا ہے تا کہ اس کا بھید ظاہر نہ ہو سکے۔[2]

ہم زمانہ لوگوں کی باگیں آپ کے سپرد

شیخ ابوالقاسم بن بکر احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ایک وقت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے وہ باتیں جو کہ وہ کرسی پر بیٹھ کر فرمایا کرتے تھے، لکھتا رہتا تھا۔ پس وہ کلام جو میں نے ماہ محرم 561 ھ میں ان کے کلام میں سے لکھا یہ ہے:

کہ میرا دل خدا کے علم میں مخلوق سے ایک گوشہ میں چھپا ہوا ہے اور وہ ایک فرشتہ ہے۔ حق سبحانہ کے دروازہ پر میرے زمانہ کے ہر ایک آنے والے کے لئے اس کو قبلہ ظاہر کیا ہے اور میں بند دروازوں کے پرے اُنس و قرب کی بساط پر جا کر بیٹھ جاتا ہوں اور (اَلْمَلِكُ الْفَرْدِ) ''بادشاہ فرد'' ہوں جس کا ایک جلیس ہے کہ جو لوگوں کے اسرار پر واقف ہے۔ لوگوں کے دلوں کی طرف دیکھنے والا ہے۔ خدا نے اس کو ماسوا کے دیکھنے کی میل سے صاف کر دیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ ایسی تختی بن گیا ہے کہ جس پر لوح محفوظ کا نقش اترتا ہے۔ اس کے اہلِ زمان کی باگیں اس کے سپرد کر دی گئی ہیں۔ اس کو تصرف دیا ہے کہ جس کو چاہے دے جس کو چاہے منع کر دے اور غیب کی زبان سے اس کو کہا ہے کہ تو آج ہمارے نزدیک با مرتبہ امین ہے اور اس کو اہلِ یقین کی ارواح کے ساتھ دنیا و آخرت کے چبوترہ پر بٹھلایا۔ خلق اور خالق کے درمیان ظاہر اور باطن کے درمیان معلوم اور غیر معلوم کے درمیان اس کے چار منہ بنائے ہیں:

① ایک تو وہ کہ جس کے ساتھ دنیا کو دیکھتا ہے۔

---

① شیخ رحمۃ اللہ علیہ خود فرماتے ہیں کہ میں دیا جاتا ہوں تو دیتا ہوں۔ معلوم ہوا کہ ان کا دینا ذاتی نہیں عطائی ہے اور جو کوئی بھی ان سے مانگتا ہے اس بات کو پیش نظر رکھ کر ہی مانگتا ہے کہ اللہ عزوجل نے ان کو عطا کیا ہے۔ لہٰذا کم از کم اللہ عزوجل کی عطا کو تو مان لینا چاہیے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 54،55 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② ایک وہ کہ جس کے ساتھ وہ آخرت کو دیکھتا ہے۔
③ ایک وہ کہ جس کے ساتھ مخلوق کو دیکھتا ہے۔
④ ایک وہ کہ جس کے ساتھ خالق کو دیکھتا ہے۔

اس کو اپنی زمین اور اپنے جہانوں میں خلیفہ بنایا ہے۔ جب اس کے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتا ہے تو ایک صورت سے دوسری صورت کی طرف اور ایک شکل سے دوسری شکل کی طرف پلٹا تا ہے پھر اس کو اسرار کے خزانوں پر مطلع کر دیتا ہے کیونکہ وہ ملک کا تنہا ہے۔ اس کے انبیاء علیہم السلام کا نائب ہے۔ اس کے ملک کا اپنے وقت میں امین ہے اور ہر رات دن میں خدا کی تین سو ساٹھ 360 رحمت کی نگاہیں اس کی طرف رہتی ہیں۔ [1]

آپ پر علم لدنی کے دروازے کھول دیئے گئے

شیخ ابوالحسن عمران کیماتی اور بزار رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں 591 ھ میں کہا کہ ہم شیخ محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس مدرسہ میں ''دروازہ ازج'' میں 557 ھ میں حاضر ہوئے اور وہ انجیر کھا رہے تھے۔ تب آپ نے کھانا چھوڑ دیا اور دیر تک بے ہوشی میں رہے پھر کہا کہ اس وقت میرے دل پر علم لدنی کے ستر (70) دروازے کھول دیئے گئے۔ ہر ایک دروازہ اتنا فراخ ہے جیسے کہ آسمان وزمین کی فراخی۔ پھر خاص لوگوں کی معرفت میں دیر تک باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ حاضرین کے ہوش جاتے رہے اور میں نے کہا کہ ہم کو یہ گمان نہیں کہ شیخ کے بعد کوئی بھی ایسا کلام کر سکے۔ [2]

آپ کی مثل ولی نہ دیکھا گیا

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی ذدیرانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(مَارَأَیْتُ اَحَدًامِنْ أَھْلِ زَمَانِیْ أَکْثَرَکَرَامَاتٍ مِنَ الشَّیْخِ مُحْیِ الدِّیْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ)

''میں نے اس زمانہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو زیادہ کرامات والا نہیں دیکھا۔''

اور فرمایا کوئی شخص ان سے کسی وقت کوئی کرامت دیکھنی چاہتا تو فوراً دیکھ لیتا۔ کبھی خرق عادات ان سے ظاہر ہوتے اور کبھی ان میں ظاہر ہوتے۔

شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے نہیں ظاہر کیا اور وجود میں مثل شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے نہ ہی ظاہر کرے گا۔ ان کی کرامات جواہرات کی لڑیاں ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے ہوتی ہیں اور ہم میں سے کوئی ان کو گننا چاہتا تو گن لیتا۔

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 55 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان
② بھجۃ الاسرار صفحہ 56 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

ابوالحسن اور ابو محمد رحمۃ اللہ علیہما کہتے ہیں کہ عراق کے مشائخ ان دونوں کی بات کو بڑی سمجھا کرتے تھے اور اس کو ظاہر نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ دونوں اگر دونوں کو آئندہ کی خبر نہ دیتے تو وہ دونوں اس سے خبر نہ دیتے۔ اگر گہرے سمندر سے تیز رفتار پرندے کی طرح کوئی وارد یا روشن ستارے سے غبار زائل ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں اور کیا جنگل میں اونٹ تیز رفتار چلتا ہوا آفتاب کے قریب ہو سکتا ہے اور کیا باغوں میں پھولوں کے نچھاور کا کوئی عدد شمار کر سکتا ہے۔

پس اے روشن سردار! ڈرو کیونکہ سمندر کے موتیوں کا سمندر میں کوئی احاطہ کرنے والا نہیں اور ہم عنقریب ذکر کریں گے۔ عقل مند کے لئے کافی ہے۔ اللہ عزوجل صاحب توفیق وہدایت ہے۔ ①

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگوں کو وعظ کرو

شیخ عبدالوہاب اور عمران کیماتی اور بزار رحمۃ اللہ علیہم نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ وہ کرسی پر بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منگل کے دن 16 شوال 521ھ میں ظہر سے پہلے دیکھا ہے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اے میرے بیٹے تم کلام کیوں نہیں کرتے؟ (یعنی وعظ ونصیحت)

میں نے کہا میں ایک عجمی مرد ہوں۔ بغداد میں فصحاء عرب کے سامنے کیسے تقریر کروں گا؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: کہ تم منہ کھولو۔ تب میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات (7) دفعہ لعاب ڈالا اور مجھ سے کہا کہ: (تُكَلِّمُ عَلَى النَّاسِ وَادْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ) "لوگوں کے سامنے وعظ کرو اور ان کو اپنے رب کے راستہ کی طرف عمدہ حکمت اور نصیحت کے ساتھ بلاؤ۔"

پھر میں نے ظہر کی نماز پڑھی اور بیٹھا۔ میرے پاس بہت سے لوگ آئے اور مجھ پر چلائے۔ تب میں نے علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہ الکریم کو دیکھا کہ میرے سامنے مجلس میں کھڑے ہیں اور کہتے ہیں کہ: (يَابُنَيَّ لِمَاتُكَلِّمُ عَلَى النَّاسِ؟) "اے فرزند تم کیوں کلام نہیں کرتے؟"

میں نے کہا اے والد مجھ پر لوگ چلاتے ہیں پھر آپ نے کہا کہ اپنا منہ کھولو۔ میں نے کھولا تو انہوں نے میرے منہ میں چھ (6) دفعہ لعاب ڈالا۔ میں نے کہا کہ: (لِمَاتُكَمِّلُهَا سَبْعَةً؟) "سات (7) دفعہ کیوں نہیں ڈالتے؟"

انہوں نے کہا کہ: (أَدَبًا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم) "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے۔" ②

پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے۔

تب میں نے کہا کہ فکر کا غوطہ لگانے والا دل کے سمندر میں معارف کے موتیوں کے لئے غوطہ لگاتا ہے۔ تب وہ ان کو سینہ کے

---

① بهجة الاسرار صفحہ 57 مطبوعہ موسسة الشرف پاکستان

② الله اکبر الله اکبر! کیا انداز ہے اور کیا ہی حال ہے کہ عمل کے عدد میں بھی برابری کو مناسب نہ جانا کہاں یہ ادب اور کہاں وہ لوگ کہ جنھوں نے تحقیق کے نام پر کہا کہ عمل میں بسا اوقات امتی نبی سے بڑھ جاتا ہے۔ اللہ عزوجل علم دے تو ساتھ ادب بھی عطا کرے۔ جیسا کہ باب مدینة العلم علی شیر خدا کو حاصل تھا۔
(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

کنارہ کی طرف نکال لاتا ہے۔اس پر زبان کے ترجمان کا دلال بولی دیتا ہے پھر وہ ایسے گھروں میں کہ خدا نے ان کی بلندی کا حکم دیا ہے۔حسن طاعت کی عمدہ قیمتوں کے ساتھ خرید لیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ یہ پہلا کلام ہے جو کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو کرسی پر بیٹھ کر سنایا تھا۔ ①

حضور ﷺ نے فرمایا اطاعت کرو

شیخ سید جلیل ابوالعباس احمد بن شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالغنائم محمد ازہری بن مفاخر محمد مختاری حسنی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھ سے میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق میں 629ھ میں کہا کہ میں اپنے شیخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں 605ھ میں حاضر ہوا اور اس دن مجلس میں قریباً دس ہزار (10,000) مرد تھے۔شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سامنے قاری کے چبوترے کے نیچے بیٹھے تھے۔تب ان کو اونگھ آ گئی تو آپ نے لوگوں سے کہا کہ چپ ہو جاؤ پھر وہ سب چپ ہو گئے یہاں تک کہ کہنے والا یہ کہہ سکے کہ ان سے صرف ان کے سانسوں کی آواز ہی سنی جاتی تھی پھر آپ کرسی پر سے اترے اور شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ادب کے ساتھ کھڑے ہو گئے پھر شیخ علی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیدار ہوئے تو ان سے شیخ نے پوچھا کہ:

(أَرَأَيْتَ النَّبِيَّ فِي الْمَنَامِ؟) "کیا تم نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے؟"

(فَقَالَ نَعَمْ) "انہوں نے کہا" "ہاں"

آپ نے فرمایا کہ اسی لئے میں نے ادب کیا۔

کہا کہ: (فَمَا أَوْصَاكَ؟) "تم کو کیا وصیت کی؟"

کہا کہ: (بِمُلَازَمَتِكَ) "آپ کی خدمت کی۔"

راوی کہتا ہے کہ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ کے اس کلام کی بابت کہ انہوں نے اسی وجہ سے ادب کیا۔پوچھا گیا تو فرمایا:

اَلَّذِیْ رَأَیْتُهٗ فِی الْمَنَامِ رَاٰهُ هُوَ فِی الْیَقْظَةِ

کہ جو کچھ میں نے خواب میں دیکھا وہ آپ نے بیداری میں دیکھا۔

راوی کہتا ہے کہ اس دن ان میں سے سات (7) مردوں کا مجلس میں انتقال ہوا۔بعض ان میں سے وہ تھے کہ بے ہوشی کی حالت میں ان کو گھر کی طرف اٹھا کر لایا گیا تو وہ اسی دن میں مر گئے۔ ②

قاصد کے آنے سے پہلے جواب بھیج دیا

شیوخ کی ایک جماعت نے کہا کہ شیخ ابومحمد عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ نے "طفسونج" میں کرسی پر بیٹھ کر کہا میں اولیاء میں

---

① بهجة الاسرار صفحه 58 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 58 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پرندوں میں کلنگ کی طرح ہوں جس کی گردن سب جانوروں میں بڑی ہوتی ہے۔

تب کھڑے ہوئے شیخ ابوالحسن بن احمد جبی رحمۃ اللہ علیہ جو بلند حال والے تھے۔ انھوں نے اپنی گدڑی پھینک دی اور کہا کہ مجھے چھوڑ و کہ تم سے جنگ کروں۔ تب شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ خاموش ہو گئے اور کہا میں نے اس کا کوئی بال نہیں دیکھا جو کہ اللہ عزوجل کی عنایت سے خالی ہو اور اس کو کہا کہ اپنی گدڑی پہن لیں۔

انھوں نے کہا کہ جس کو میں اتار چکا ہوں اس کو پھر نہ پہنوں گا۔ پھر انہوں نے جبہ کی طرف اشارہ کر کے اپنی بیوی کو پکارا کہ اے فاطمہ! مجھے کوئی کپڑا دے جس کو میں پہنوں۔ تب اس نے وہیں "جبہ" سے اس کی آواز سن لی اور اس کا کپڑا راستہ کی طرف پھینک دیا جس کو وہ پہن لیں۔

شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے اس سے پوچھا کہ:

(مَنْ شَیْخُكَ؟) "تمہارا پیر کون ہے؟"

انھوں نے کہا کہ: (شَیْخِیْ عَبْدُ الْقَادِرِ) "میرا پیر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہے۔"

اس نے کہا کہ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا نام زمین پر ہی سنا ہے اور مجھے چالیس (40) سال ہو گئے کہ تقدیر کے دروازہ پر ہوں میں نے اُن کو وہاں نہیں دیکھا۔

پھر اپنے مریدوں کی ایک جماعت سے کہا کہ تم بغداد میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ آپ کو "عبدالرحمٰن" سلام کہتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ مجھے تقدیر کے دروازہ پر چالیس (40) سال ہو گئے ہیں مگر میں نے آپ کو اس کے اندر اور اس کے باہر کبھی نہیں دیکھا۔

تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت عبدالحق حریمی عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم "طفسونج" میں جاؤ۔ راستہ میں تم کو ایک جماعت ملے گی جو کہ شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ہے۔ ان کو انہوں نے اس غرض کے لئے بھیجا ہے اور پیغام کا ذکر کیا پھر جب تم ان کو ملو تو ان کو واپس اپنے ساتھ لے جاؤ اور جب تم سب شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچو تو ان سے کہہ دو کہ "عبدالقادر" آپ کو سلام کہتے ہیں اور وہ فرماتے ہیں کہ تم دروازہ کے درکات اور درجات میں رہتے ہو۔ تم کو معلوم نہیں کہ حضوری میں کیا ہے اور حضوری میں کون ہے؟ جو شخص کہ پردہ کے اندر ہو اس کو معلوم نہیں ہوا کرتا۔ میں پردہ میں ہوں۔ داخل ہوتا ہوں اور نکلتا ہوں "سر" کے دروازے سے ایسے مقام پر کہ تم مجھے دیکھ نہیں سکتے۔

اس کی علامت یہ ہے کہ تمہارے لئے فلاں خلعت فلاں وقت میں نے اپنے ہاتھ سے نکالی تھی جو کہ رضا کی خلعت تھی۔ اور دوسری علامت یہ ہے کہ فلاں "سر و پا فلاں" رات میں تمہارے لئے میرے ہاتھ پر نکلی تھی۔ وہ فتح کی سر و پا تھی۔

تیسری علامت یہ ہے کہ تم کو دروازوں میں میرے ہاتھ پر جس کو میں نے تمہارے لئے نکالا تھا بارہ 12 ولی اللہ کے سامنے خلعت ولایت دی گئی تھی جو کہ کشادہ سبز رنگ کی تھی جس کا نقش سورہ اخلاص تھا۔

وہ لوگ نصف راہ تک پہنچے تھے کہ اوپر سے شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کے مرید آ ملے۔ انہوں نے ان کو لوٹا دیا اور سب مل کر شیخ موصوف

کی طرف آ گئے اور ان کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پہنچا دیا۔ انہوں نے سن کر کہا کہ:

(صَدَقَتِ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ سُلْطَانُ الْوَقْتِ وَصَاحِبُ التَّصْرِيفِ فِيهِ)

"شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے سچ کہا وہ سلطان الوقت اور صاحب تصرف ہیں۔"①

شیخ نے بیداری کی بجائے خواب میں قتل کو بدل دیا

ابوالمظفر حسن بن نجم بن احمد تاجر بغدادی شیخ حماد شیرہ فروش رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں 521ھ میں حاضر ہوا اور ان سے کہنے لگا کہ اے میرے سردار! میں نے شام کی طرف قافلہ کی تیاری کی ہے۔ جس میں سات سو (700) دینار کا مال ہے۔

انہوں نے فرمایا: کہ اگر تم اس سال سفر کرو گے تو قتل ہو جاؤ گے اور تمہارا مال چھن جائے گا۔

تب وہ ان کے پاس سے غمزدہ ہو کر نکلا اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو ملا۔ وہ ان دنوں ابھی جوان تھے۔ ان سے جو بات شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہی تھی بیان کی۔ تب ان کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ تم سفر کرو تم صحیح جاؤ گے اور مال لے کر واپس آؤ گے۔ اس کا ضامن مجھ پر ہے۔

تب وہ شام کی طرف سفر کر گیا اور ہزار 1000 دینار کو اپنا مال فروخت کر دیا۔ ایک دن "حلب" کے سقایہ میں انسانی ضرورت کے لئے داخل ہوا اور ہزار 1000 دینار کو سقایہ کے طاق میں رکھ کر بھول گیا اور باہر نکل آیا۔ اپنے ڈیرہ پر آ کر سو گیا۔ خواب میں کیا دیکھتا ہے کہ گویا وہ قافلہ میں ہے جس پر عرب لوٹنے کو دوڑے ہیں۔ (لوٹ لے گئے) اور تمام لوگوں کو قتل کر دیا۔ ان میں سے ایک نے آ کر اس کو بھی حربہ مار کر قتل کر دیا۔ تب یہ گھبرا کر نیند سے اٹھ کھڑا ہوا۔ خون کا اثر گردن پر پایا اور ضرب کی درد کو محسوس کیا۔ اس کو اپنا مال یاد آیا تو جلدی سے کھڑا ہوا۔ جب سقایہ میں جا کر دیکھا تو مال وہیں پڑا ہوا تھا۔ اس کو لے لیا اور بغداد کی طرف سفر کر کے لوٹا۔ جب بغداد میں پہنچا تو دل میں کہنے لگا کہ اگر میں شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤں (تو بھی مناسب ہے) کہ انہیں کی بات صحیح ہوئی۔

تب شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ اس کو سلطانی بازار میں مل پڑے اور کہنے لگے۔ اے ابومظفر! پہلے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جا کیونکہ وہ خدا کا محبوب شخص ہے۔ اس نے تیرے بارے میں خدا عزوجل سے ستر (70) دفعہ دعا مانگی ہے حتیٰ کہ جو خدا عزوجل نے تیرے لئے بیداری میں قتل لکھا ہوا تھا اس کو خواب میں کر دیا اور جو تیرے مال کا لٹنا اور تیرا فقیر ہونا لکھا تھا، وہ نسیان میں کر دیا۔

تب وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا تو آپ نے پہلے ہی فرمایا: کہ تم کو شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے ستر 70 دفعہ تمہارے لئے خدا کی جناب میں دعا مانگی ہے۔ مجھے معبود کی عزت کی قسم ہے میں نے تمہارے بارے میں سترہ در سترہ سے لے کر 70 مرتبہ دعا مانگی ہے۔ حتیٰ کہ جو تیرے لئے قتل بیداری میں لکھا گیا تھا وہ خواب میں کر دیا گیا اور جو مال کا لٹنا تھا وہ نسیان اور بھول

① بهجة الاسرار صفحه 60,61 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

میں کر دیا۔[1]

جس نے جو مانگا وہ دے دیا

کثیر مشائخ شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں حاضر تھے۔ تب آپ نے فرمایا: کہ تم میں سے ہر ایک شخص کوئی حاجت طلب کرے تاکہ میں اس کو دوں۔

شیخ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں اختیار ترک کرنا چاہتا ہوں شیخ ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں مجاہدہ کی قوت چاہتا ہوں۔

شیخ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں خدا کا خوف چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالحسن فارسی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا خدا کے ساتھ ایک حال تھا جو کہ جاتا رہا ہے، میں چاہتا ہوں کہ وہ پھر لوٹ آئے۔

شیخ جمیل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں حفظ وقت چاہتا ہوں۔

شیخ عمر غزال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں علم کی زیادتی چاہتا ہوں۔

شیخ خلیل بن احمد صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ مقام قطبیت کے پانے سے پہلے نہ مروں۔

شیخ ابوالبرکات ہمامی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خدا کی محبت میں استغراق چاہتا ہوں۔

شیخ ابوالفتوح نصر بن حصری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں قرآن وحدیث کو حفظ کرنا چاہتا ہوں۔

راوی نے کہا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ موارد ربانیہ اور اس کے غیر میں فرق کرلوں۔

ابوعبداللہ بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں وزارت کا نائب بننا چاہتا ہوں۔

ابوالفتوح بن ہبت اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں گھر کا استاذ بننا چاہتا ہوں۔

ابوالقاسم بن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں باب عزیز کا دربان بننا چاہتا ہوں۔

تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ''ہم ان میں سے ہر ایک کی مدد کرتے ہیں اور یہ چیزیں تمہارے رب کی بخشش ہیں اور تمہارے رب کی بخشش ممنوع نہیں ہے۔''

ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں: (فَوَاللّٰهِ لَقَدْ نَالُوْا كُلُّهُمْ مَا طَلَبُوْا وَرَأَيْتُ كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمْ فِي الْحَالَةِ الَّتِي أَرَادَهَا)
''خدا کی قسم سب نے جو طلب کیا تھا وہ پالیا اور میں نے ہر ایک کو اسی حالت پر دیکھا جس کا اس نے ارادہ کیا تھا۔''

مگر شیخ خلیل بن احمد صرصری رحمۃ اللہ علیہ کو کہ ابھی ان پر وہ وقت نہیں آیا تھا کہ میں میں قطبیت کا وعدہ کیا تھا۔

شیخ ابوالسعود رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال ہوا کہ وہ ترک اختیاری میں اعلیٰ درجہ تک پہنچ گئے اور اس میں بہت سے متقدمین پر بڑھ گئے۔ میں نے ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے دل میں کبھی وہ بات نہیں گزری جو کہ میرے سجادہ سے خارج ہو۔ ان کا حال ایسا تھا کہ اس کی مثل بہت کم ہوگا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحہ 64 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ ابن قائد رحمۃ اللہ علیہ کا مجاہدہ اتنا قوی ہو گیا کہ ان کے اہلِ زمانہ میں سے ہم کو کسی کا ایسا مجاہدہ معلوم نہ ہوا۔ وہ زمین کے نیچے اٹھائیس 28 سال کے بعد بیٹھے۔ میں نے ان سے 560ھ میں سنا کہ وہ فرماتے تھے میں سخت بھوکا اور سخت پیاسا رہا۔ بہت سویا اور بہت جاگا۔ بہت ڈرا۔ بلا مجھ سے بھاگتی تھی اور اللہ تعالیٰ اپنے امر پر غالب ہے۔

شیخ عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ خوف میں بڑے عالی درجہ تک پہنچ گئے یہاں تک کہ خوف کے مارے کسی وقت ان کے دماغ میں سے پانی ٹپک کر ان کے گلے میں اتر آتا۔

شیخ ابوالحسن فارسی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں دیکھا جس سے وہ گھبرا گئے اور اسی وقت کھڑے ہو گئے۔ میں اگلے دن ان سے ملا اور حال پوچھا تو کہا کہ جس حال کو میں نے کھو دیا تھا، شیخ نے وہ حال لوٹا دیا اور ایک ہی نظر میں اور زیادہ بھی دے دیا۔

شیخ جمیل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال ہوا کہ وہ حفظ وقت اور دم کی حفاظت میں ہمارے علم میں اس درجہ تک پہنچ گئے کہ اور کوئی اس درجہ تک نہ پہنچا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ بیت الخلاء میں جاتے تو اپنی تسبیح کو دیوار کی کھونٹی پر لٹکا جاتے اور اس کے دانے ایک ایک کر کے خود بخود چکر لگاتے تھے۔ یہاں تک کہ وہ اس کو پکڑ لیتے۔ میں نے ان کا یہ حال بارہا دیکھا۔

شیخ خلیل صرصری کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ اے خلیل! تم جب تک قطب نہ ہو گے مرو گے نہیں اور میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے بعد کئی مرتبہ سنا کہ خلیل صرصری رحمۃ اللہ علیہ جب تک قطب نہ ہو لیں گے نہیں مریں گے۔

شیخ غزال رحمۃ اللہ علیہ نے مختلف فنون کے علوم کو جمع اور بہت کچھ حفظ کر لیا۔ ان کے خزانہ سے ہزار 1000 کتابوں سے زیادہ فروخت کی گئیں۔ اس پر ان کو عتاب کیا گیا تو کہا کہ یہ سب مجھے حفظ ہیں۔

شیخ ابوالبرکات ہمامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے جب کہ وہ مجلس میں بیٹھے تھے، ایسی نظر فرمائی کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔ تب ان کو آپ کے سامنے سے اٹھا لیا گیا ان کو کچھ ہوش نہ تھا۔ ہم نے اُن کو بغداد سے ایک مدت تک گم پایا پھر ہم نے ایک مدت کے بعد ''کرخ'' کے میدان میں پایا کہ وہ آسمان کی طرف ٹکٹکی لگائے ہوئے تھے۔ میں نے ان سے کلام کیا تو انہوں نے مجھے جواب نہ دیا۔ تب میں لوٹ آیا پھر میں کئی سال کے بعد بصرہ کو گیا تو پھر میں نے ان کو پہلے حال پر دیکھا کہ باہر جنگل میں ایک ٹیلہ پر بیٹھے ہیں۔ میں ان کے پاس آیا اور ان سے کلام کیا۔ تب بھی مجھے کچھ جواب نہ دیا پھر میں ان کے ایک طرف ہو کر بیٹھ گیا اور میں نے کہا:

(اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحُرْمَةِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ اَنْ تردعَلَیْهِ عَقْلِهٖ لِیُكَلِّمُنِیْ)

''اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سوال کرتا ہوں۔'' ان پر عقل کو لوٹا کہ مجھ سے کلام کریں۔ تب وہ کھڑے ہوئے اور میرے پاس آئے۔ مجھے سلام کہا۔ میں نے ان سے دریافت کیا یہ کیا حال ہے؟ انھوں نے کہا کہ بھائی میں اس ایک نظر سے جو کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف کی خدا کی ایسی محبت پا گیا ہوں کہ اس نے مجھے میرے وجود اور نفس سے غائب کر دیا ہے اور مجھے ایسا کر دیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو پھر وہ اپنی جگہ پر چلے گئے اور اسی حال پر لوٹ گئے جیسے کہ وہ تھے۔ میں روتا ہوا واپس

آ گیا پھر مجھے خبر ملی کہ وہ اسی حالت میں 573ھ میں انتقال کر گئے۔

شیخ ابوالفتوح بن خضری رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن حکیم کو چھ 6 ماہ میں حفظ کیا اور ان پر اس کا حفظ کرنا آسان ہو گیا اور پہلے اس سے سخت مشکل ساتوں قرأتیں اور بہت سی کتب حدیث میں بھی انہوں نے یاد کر لیں۔ ہمیشہ سناتے اور فائدہ پہنچاتے رہتے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔

لیکن میرا (راوی کا) یہ حال ہوا کہ آپ نے میرے سینے پر جب کہ میں ان کے سامنے بیٹھا ہوا تھا، ہاتھ رکھا۔ تب میں نے اسی وقت اپنے سینہ میں ایک نور پایا اور میں اب تک حق و باطل امور میں اور ہدایت و گمراہی میں اس کی وجہ سے فرق کر لیتا ہوں۔ پہلے اس سے میں بوجہ شبہات بے قرار رہا کرتا تھا۔

ابوعبداللہ بن ہبیرہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال ہوا کہ نائب وزارت پر مامور ہوئے اور مدت تک اس میں ملازم رہے۔

ابوالفتوح ہبۃ اللہ رحمۃ اللہ علیہ "دارالخلیفہ" کے استاذ اور متولی مقرر ہوئے اور حضرت ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ باب عزیز کے دربان بنے اور ایک طویل مدت تک اس پر قائم رہے۔

ابوالفتوح محمد بن یوسف قطفنی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے دو شخصوں یعنی شیخ ابوعمر وعثمان بن یوسف سلیمان المعروف بقصیر اور شیخ ابوالحسن علیا بن سلیمان المعروف نانبائی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا یہ دونوں فرماتے تھے کہ شیخ خلیل صرصری رحمۃ اللہ علیہ اپنی موت سے سات 7 دن پہلے قطب ہو گئے۔ اور حضرت ابوالغیث عبدالرحمٰن بن جمیل یمنی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا گیا وہ فرماتے تھے ایک شیخ جن کو شیخ خلیل صرصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے، بغداد میں اپنی موت سے سات 7 دن پہلے قطب ہوئے۔ [1]

آپ نے علم کلام کے بدلے کیا دیا

حضرت شیخ سالم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں اس حالت میں کہ جوان تھا، علم کلام میں مشغول ہوا اور اس میں میں نے بہت سی کتابیں حفظ کیں حتی کہ اس میں فقیہ بن گیا۔ میرا چچا اس سے مجھے جھڑکتا رہتا تھا لیکن میں باز نہ آتا تھا۔ وہ ایک دن مجھے ساتھ لے کر حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو آیا اور مجھ سے کہنے لگا کہ اے عمر! اللہ عزوجل فرماتا ہے کہ:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً﴾

"اے ایماندارو! جب تم رسول سے تخلیہ میں باتیں کرنے آؤ تو پہلے صدقہ دے لیا کرو۔" [2]

اور ہم ایک ایسے شخص کی خدمت میں جا رہے ہیں کہ اُس کا دل خدا عزوجل کی طرف سے باتیں کرتا ہے۔ تم سوچو کہ ہم ان کی خدمت میں کیسے جائیں کہ ان کی زیارت کی برکت حاصل کریں۔ پھر جب ہم ان کی خدمت میں بیٹھے تو میرے چچا نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا کہ اے میرے آقا! یہ عمر میرا بھتیجا ہے۔ علم کلام میں مشغول ہے۔ میں اس کو منع کرتا ہوں لیکن یہ باز نہیں آتا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 66,67,68 مطبوعه مؤسسة اشرفيه پاكستان

[2] پاره 28 المجادلة: 12

آپ نے فرمایا: کہ اے عمر اتم نے کون کون سی کتاب علم کلام کی حفظ کی ہے؟
میں نے کہا کہ فلاں فلاں کتاب۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر پھیرا تو خدا کی قسم! اس علم کو میرے سینے سے ایسا نکالا کہ مجھ کو ایک لفظ بھی اس کا یاد نہیں رہا۔ اللہ ﷻ نے مجھ کو وہ تمام مسائل بھلا دیئے لیکن اللہ ﷻ نے میرے سینہ میں اسی وقت "علم لدنی" بھر دیا پھر میں آپ کے پاس سے اٹھا تو حکمت کی باتیں کرتا تھا۔ آپ نے مجھے فرمایا: کہ اے عمر اتم عراق میں سب سے آخر میں مشہور ہو گے۔ وہ کہتے ہیں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سلطان طریقت اور حقیقت وجود میں تصرف کرنے والے تھے۔ [1]

شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ سے علم کلام کو دور کر دیا

شیخ نجم الدین تفلیسی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا شیخ شہاب الدین احمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحب و مرید سے، وہ فرماتے تھے کہ میں خلوت میں اپنے شیخ شہاب الدین احمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بغداد میں چالیس (40) دن بیٹھا۔ میں نے چالیسویں دن شیخ شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ کو اونچے پہاڑ پر دیکھا کہ ان کے پاس بہت سے جواہرات ہیں اور پہاڑ کے نیچے بہت سے لوگ ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک صاع ہے جس کو بھرتے ہیں اور لوگوں پر پھینکتے ہیں۔ وہ جلدی جلدی سے ان کو لیتے ہیں اور جب جواہرات کم ہوتے ہیں تو ایسے بڑھتے ہیں گویا کہ ایک چشمے سے پھوٹتے ہیں۔
تب میں خلوت سے دن کے آخر میں نکلا اور آپ کے پاس آیا کہ ان کو اپنے مشاہدہ کی خبر سناؤں۔ انہوں نے پہلے اس سے کہ میں ان کو خبر دوں مجھ سے کہا کہ جو تم نے دیکھا ہے وہ سچ ہے اور اس کے مثل اور بھی ہے جو کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے علم کلام کے عوض میں دلایا تھا کیونکہ ان کا ہاتھ ایسا تھا کہ جو خدا کی طرف سے پھیلا ہوا تھا۔ جو پورا تصرف کرنے والا تھا جس کے فعل ہمیشہ خارق عادت تھے۔ [2]

پانی کو حکم دیا کہ گزرنے نہ دے

حضرت شیخ عطا عونی رحمۃ اللہ علیہ صبح کے وقت اپنے شہر سے ہر جمعہ کو نیسان تک شریعہ (پانی) میں جایا کرتے تھے۔ ان کے مریدان کے ساتھ ہوتے تھے۔ وہ عالی مقام تھے۔ ان میں سے بعض ایسے بھی تھے جو کہ شیر پر سوار تھے۔
تب میرے دل میں خیال گزرا اور میں بغداد شریف میں جا کر حضرت سیدی شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے شیخ عطا رحمۃ اللہ علیہ کا حال بیان کیا۔ آپ نے چند روز کچھ جواب نہ دیا۔ جب میں نے آپ سے واپسی کی اجازت مانگی تو آپ نے رخصت کے وقت یہ فرمایا: کہ جب تم شریعہ تک پہنچو تم مخاضہ (گزرگاہ آب) کے نزدیک کھڑے ہونا اور کہنا کہ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تم کو کہتا ہے کہ شیخ عطا رحمۃ اللہ علیہ اوران کے ساتھیوں کو گزرنے نہ دینا۔
پھر جب میں لوٹا اور "مخاضہ" کے پاس کھڑا ہوا تو اس سے وہ پیغام جو شیخ نے دیا تھا پہنچایا۔ جب جمعہ کا دن ہوا تو شیخ

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 70 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 70,71 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

عطا رحمۃ اللہ علیہ اوران کے مرید اپنی عادت کے موافق آئے اور پانی میں داخل ہونے کا ارادہ کرنے لگے۔ ان میں اور پانی میں ایک بڑی گھائی تھی پھر پانی بڑھ گیا۔ حتیٰ کہ گھاٹی تک پہنچ گیا اور وہ گزرنے پر قادر نہ ہوئے۔ تب شیخ عطا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ واپس چلو کیونکہ یہ ایک نئی بات پیدا ہوئی ہے پھر اپنے مریدوں سے کہا کہ تم اپنے سروں کو ننگا کرلو، کہ ہم بغداد کو جائیں اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے معافی طلب کریں۔ تب ان کے فرزند ابراہیم نے کہا نہیں بلکہ ہم شیخ مفرج رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جائیں اور ان سے معافی مانگیں۔

جب وہ اس امر پر پختہ ہوگئے تو پانی اپنی اس حد پر اتر آیا جس پر کہ پہلے تھا۔ وہ نیسان کی طرف گئے اور شیخ مفرج رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی۔ وہ نہایت عاجزی سے حاضر ہوئے۔ ان کی معافی کا دن ایک بڑا دن تھا۔ [1]

بغیر کھائے پیئے طاقت ور ہو گئے

ابوعبداللہ محمد بن کامل شیبانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ عارف ابومحمد شاور سبتی محلی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں بغداد میں اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کیلئے داخل ہوا اور آپ کی خدمت میں ایک مدت تک ٹھہرا پھر جب میں نے مصر کی طرف لوٹنے کا تعلق اور معلوم سے مجرد رہنے کے قدم پر ارادہ کیا تو آپ سے اذن طلب کیا۔ تب آپ نے مجھے وصیت کی کہ کسی سے کچھ نہ مانگوں اپنی دونوں انگلیوں کو میرے منہ پر رکھ دیا اور مجھے یہ حکم دیا کہ ان دونوں کو چوسو میں نے ایسا کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ اب تم درست ہدایت یافتہ ہو کر لوٹ جاؤ۔ تب میں بغداد سے مصر کی طرف آیا۔ میرا یہ حال تھا کہ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور میں بڑا طاقت ور تھا۔ [2]

آپ کی توجہ سے شراب کا سرکہ بننا

حضرت عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے والد یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن نماز جمعہ کے لیے نکلے۔ میں اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو سلطان کے تین شراب کے مٹکے ملے جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور دیگر کچہری کے لوگ تھے۔ ان سے شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "قِفُوْا" ٹھہر جاؤ۔ وہ نہ ٹھہرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی پھر آپ نے جانوروں سے کہا کہ "قِفِی" ٹھہر جاؤ۔ وہ اپنی جگہ وہیں ایسے ٹھہر گئے گویا کہ وہ پتھر ہیں۔ وہ بہت مارتے تھے مگر وہ اس جگہ سے نہ چلتے تھے اور ان سب کو قولنج [3] کا درد شروع ہو گیا۔

اور زمین پر دائیں بائیں سخت درد کی وجہ سے لوٹنے لگے پھر تسبیح کے ساتھ چلانے لگے اور اعلانیہ توبہ واستغفار کرنے لگے پھر اُن سے درد فوراً جاتا رہا اور شراب کی بُو سرکہ سے بدل گئی۔ انہوں نے برتنوں کو کھولا تو وہ سرکہ تھا۔ جانور بھی آدمیوں کی طرح چلانے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 74 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 83 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] یہ ایک بیماری ہے۔ بهجة الاسرار صفحه 85 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

لگے۔ آپ تو جامع مسجد کو چلے گئے اور یہ خبر سلطان تک پہنچ گئی۔ تب وہ ڈر کے مارے رونے لگا بہت سے محرمات کے فعل سے ڈرا۔ شیخ کی زیارت کیلئے حاضر ہوا اور حضرت کی جناب میں نہایت عاجزانہ بیٹھا کرتا تھا۔ ①

تیس سال پہلے خبر دے دی

شیخ عارف ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرا ابتدائی حال یہ تھا کہ میں ایک رات "صریفین" میں باہر چت لیٹا ہوا تھا۔ تب پانچ کبوتر اڑتے ہوئے مجھ پر سے گزرے۔ میں نے ایک کو بزبان فصیح جیسے آدمی بولتا ہے یہ کہتے ہوئے سُنا:

(سُبْحَانَ مَنْ عِنْدَهٗ خَزَائِنُ كُلِّ شَیْءٍ وَمَا یُنَزِّلُهٗ اِلاَّ بِقَدَرٍ مَّعْلُوْمٍ)

"یعنی وہ اللہ پاک ہے جس کے پاس ہر شے کے خزانے ہیں اور نہیں اتارتا مگر ایک معلوم اندازہ کے مطابق۔"

اور دوسرے کو یہ کہتے ہوئے سنا:

(سُبْحَانَ مَنْ اَعطمی كُلَّ شَیْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هُدٰی)

"یعنی وہ پاک ذات ہے کہ جس نے ہر شے کو پیدا کیا پھر ہدایت دی۔"

تیسرے کو یہ کہتے ہوئے سُنا:

(سُبْحَانَ مَنْ بَعَثَ الْاَنْبِیَاءُ حُجَّةُ عَلٰی خَلْقِهٖ وَفَضَلَ عَلَیْهِمْ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمْ)

"وہ اللہ پاک ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو مخلوق پر حجت بھیجا اور ان سب پر محمد ﷺ کو فضیلت دی"

اور چوتھے کو سُنا وہ یہ کہتا ہے:

(كُلُّ مَا كَانَ فِی الدُّنْیَا بَاطِلٌ اِلاَّ مَا كَانَ لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)

"یعنی ہر شے کہ دنیا میں ہے برباد ہے مگر جو کہ اللہ و رسول کے لیے ہو۔"

اور پانچویں سے سُنا کہ وہ یہ کہتا ہے:

(یَا اَهْلَ الْغَفْلَةِ عَنْ مَوْلَاكُمْ قُوْمُوْا اِلٰی رَبِّكُمْ رَبِّ كَرِیْمٍ یُعْطِی الْجَزِیْلَ وَیَغْفِرُ الذَّنْبِ الْعَظِیْمُ)

"یعنی اے مولیٰ سے غفلت کرنے والو تم اپنے رب کی طرف کھڑے ہو جاؤ۔ جو کہ رب کریم ہے بہت کچھ دیتا ہے اور بڑے گناہ بخشتا ہے۔"

وہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو یہ کلام سن کر غش آ گیا اور ہوش آیا تو میرے دل سے دنیا اور اس کی چیزوں کی محبت جاتی رہی۔ جب صبح ہوئی تو میں نے خدا سے عہد کیا کہ میں اپنے آپ کو ایسے شیخ کے سپرد کروں گا جو میرے رب کا راستہ مجھے بتلائے اور میں وہاں سے

① بهجة الاسرار، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

چل دیا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ کدھر جا رہا ہوں۔ تب مجھ کو ایک شیخ ملا جو کہ صاحب جلال اور روشن چہرہ تھا۔ مجھ کو اس نے کہا کہ "اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا عُثْمَانُ" میں نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ میں نے ان کو تبسم کے ساتھ پوچھا۔

(مَنْ أَنْتَ وَكَيْفَ عَرَفْتَ إِسْمِيْ وَمَارَأَيْتُكَ قَطُّ)

"آپ کون ہیں اور میرا نام آپ نے کیسے پہچان لیا؟ حالانکہ میں نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا۔"

انہوں نے کہا: (أَنَا خِضْرٌ) "میں خضر ہوں۔"

اور فرمایا: میں اس وقت شیخ عبدالقادر کے پاس تھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے ابوالعباس! آج کی رات صریفین والوں میں ایک شخص کو جس کا نام "عثمان" ہے کشش ہوئی ہے۔ وہ خدا کی طرف متوجہ ہوا ہے۔ خدا کی طرف سے وہ مقبول ہوا اور ساتویں آسمان پر سے اس کو پکارا گیا کہ اے میرے بندے تجھے مرحبا! اس نے خدا ﷻ سے عہد کیا کہ اپنے آپ کو ایسے شخص کے سپرد کرے جو کہ اس کو پروردگار ﷻ کی راہ دکھائے سو تم جاؤ اور اس کو راستہ میں پاؤ گے اس کو میرے پاس لے آؤ۔

پھر مجھے کہا کہ:

(يَا عُثْمَانُ اَلشَّيْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ سَيِّدُ الْعَارِفِيْنَ فِيْ هَذَا الْعَصْرِ وَقِبْلَةُ الْوَافِدِيْنَ فِيْ هَذَا الْوَقْتِ فَعَلَيْكَ بِمُلَازَمَتِهٖ وَخِدْمَتِهٖ وَتَعْظِيْمِ حُرْمَتِهٖ)

"اے عثمان! اس زمانہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ عارفوں کے سردار ہیں اور اس وقت آنے والوں کے قبلہ ہیں۔ تمہیں ان کی خدمت میں حاضر ہونا اور ان کی خدمت و عزت کرنا لازم ہے۔"

پھر مجھے کچھ خبر نہیں ہوئی مگر اسی حال میں کہ میں بغداد بہت جلد پہنچ گیا اور خضر علیہ السلام مجھ سے غائب ہو گئے پھر میں نے ان کو سات (7) سال تک نہ دیکھا۔

تب میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے فرمایا: کہ ایسے شخص کو مرحبا ہے جس کو اس کے مولیٰ نے جانوروں کی زبانوں میں اپنی طرف جذب کر لیا اور اس کے لئے بہت سی نیکی جمع کی۔

اے عثمان! عنقریب خدا ﷻ تم کو ایک ایسا مرید دے گا۔ جس کا نام "عبدالغنی بن نقطه" ہو گا۔ وہ بہت سے اولیاء اللہ سے بڑھ جائے گا۔ اللہ ﷻ اس کے سبب فرشتوں کے ساتھ فخر کرے گا پھر میرے سر پر ایک ٹوپی رکھی۔ جب وہ میرے سر پر آئی تو میں نے اپنے تالو میں ایسی ٹھنڈک پائی جو میرے دل تک پہنچی۔ میرا دل ٹھنڈا ہو گیا۔ تب مجھ کو عالم ملکوت کا حال معلوم ہو گیا۔ میں نے سنا کہ تمام جہان اور اس کی چیزیں مختلف بولیوں میں خدا کی تسبیح و تقدیس بیان کر رہے ہیں۔ قریب تھا کہ میری عقل جاتی رہتی۔ تب آپ نے مجھ پر روئی ڈال دی جو کہ آپ کے ہاتھ میں تھی پھر اللہ ﷻ نے میری عقل قائم رکھی اور میرا حوصلہ بڑھا دیا۔

پھر مجھے خلوت میں بٹھایا اور میں اس میں کئی مہینے تک رہا خدا کی قسم! میں نے کوئی امر ظاہر و باطن میں ایسا نہیں پایا کہ جس کی مجھے آپ نے میرے بولنے سے پہلے خبر نہ دی ہو اور نہ میں کسی مقام پر پہنچتا اور نہ کوئی حال مشاہدہ کرتا اور نہ کوئی غیب کا حال مجھ پر کھلتا مگر آپ پہلے ہی سے مجھے خبر دے دیتے اور اس کے احکام مفصل بیان کر دیتے۔ اس کی مشکلات حل کر دیتے۔ اس کی اصل و فرع

مجھے اتار دیتے۔ ہمیشہ آپ مجھ کو ایک مقام سے دوسرے مقام تک پہنچاتے رہے۔ جہاں تک خدا کے علم میں میرے لیے تھا مجھے ان امور کی خبر دی جو مجھ پر پیش آنے والے تھے تیس (30) سال کے بعد وہ ویسے ہی ہوئے جیسے آپ نے خبر دی تھی۔ آپ سے مجھے خرقہ پہننے اور ابن نقطہ کو مجھ سے خرقہ پہننے کے زمانہ میں پچیس (25) سال کا فاصلہ تھا وہ ویسا ہی نکلا جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ [1]

شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش کو پورا کر دیا

حضرت شیخ مکارم النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں ایک دن شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مدرسہ میں "ازج" کے دروازہ بغداد میں بیٹھا تھا۔ تب ہمارے سامنے سے ایک تیتر اُڑتا ہوا گزرا۔ میرے دل میں گزرا کہ میں اس کو کشک کے ساتھ کھانا چاہتا ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں نے زبان سے اس کا اظہار نہ کیا تھا۔

تب شیخ نے میری طرف ہنس کر دیکھا اور اوپر کو دیکھا تو وہ تیتر مدرسہ کی زمین پر گر پڑا اور اس نے سعی کی یہاں تک کہ میری ران پر ایک گھنٹہ تک ٹھہرا رہا تب شیخ نے کہا کہ اے مکارم! لے جو چاہتا ہے یا یہ کہ خدا عزوجل تیرے دل سے تیتر اور کشک کھانے کی رغبت دور کر دے۔

مکارم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس وقت سے اس وقت تک میرے دل میں تیتر اور کشک کی عداوت پیدا ہو گئی۔ وہ میرے سامنے بھنا ہوا اور پکا ہوا رکھا جاتا ہے اور میں اس کی خوشبو کی بوجہ کراہت کے طاقت نہیں رکھتا اور اس سے پہلے میں تمام لوگوں سے زیادہ اس کو چاہا کرتا تھا۔ [2]

دل کے خیال پر مطلع ہو گئے

اور یہ کہا کہ ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ اس وقت آپ واصلین کے مقامات اور عارفین کے مشاہدات کا ذکر کر رہے تھے۔ یہاں تک کہ ہر ایک شخص جو حاضر تھا اللہ عزوجل کا شائق بن گیا۔ میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ خدا عزوجل کی طرف جانے اور مقصود حاصل کرنے کا کیا طریقہ ہے؟ تب آپ نے قطع کلام کیا میری طرف متوجہ ہوئے فرمایا:

''اے مکارم! تم میں اور تمہارے مقصود کے حاصل کرنے میں دو قدم ہیں۔ ایک قدم سے دنیا کو اور دوسرے قدم سے اپنے نفس کو قطع کر دے پھر تو ہے اور تیرا رب۔'' [3]

آپ کی دعا دینے سے برکت

شیخ صالح ابوالمظفر اسمٰعیل بن علی بن سنان حمیری زیرانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ پیشوا علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ چکے تھے فرمایا کہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 87,88 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 89,90 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 90 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ سردار علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ جب بیمار ہوتے تو بسا اوقات میری زمین کی طرف ذزیران میں بھی تشریف لاتے، اور وہاں کئی روز گزارتے۔

ایک دفعہ آپ وہیں بیمار ہوئے تب ان کے پاس میرے شیخ سید محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بغداد سے عیادت کے لیے تشریف لائے۔ دونوں حضرات میری زمین میں جمع ہوئے۔ اس میں دو کھجوریں[1] تھیں جو کہ چار سال سے خشک ہو چکی تھیں۔ ان کو پھل نہ آتا تھا۔ ہم نے ارادہ کرلیا کہ ان کو کاٹ دیں۔

تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوئے اور اس میں سے ایک کے نیچے وضو کیا اور دوسری کے نیچے دو نفل پڑھے۔ تب وہ پک گئیں ان کے پتے نکل آئے اور اسی ہفتہ میں ان کو پھل آ گیا حالانکہ ابھی کھجوروں کے پھل کا وقت نہ آیا تھا۔ میں نے کچھ کھجوریں اپنی زمین کی لے کر حضرت شیخ کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے اس میں سے کھائیں اور مجھ کو کہا:

(بَارَكَ اللّٰهُ فِي الْاَرْضِكَ وَدِرْهَمِكَ وَصَاعِكَ)

''اللہ عزوجل تیری زمین، تیرے درہم تیرے صاع اور تیرے دودھ میں برکت دے۔''

وہ کہتے ہیں کہ میری زمین میں اس سال پہلے سے دگنا تگنا پیدا ہونا شروع ہوا۔ میرا یہ حال ہوا کہ جب میں ایک درہم کہیں خرچ کرتا ہوں تو اس سے میرے پاس دگنا تگنا آ جاتا ہے اور جب میں گندم کی سو 100 بوری کسی مکان میں رکھتا ہوں پھر اس میں سے پچاس 50 بوری خرچ کر ڈالتا ہوں اور باقی کو دیکھتا ہوں تو سو 100 بوری موجود ہوتی ہے۔ میرے مویشی اس قدر بچے دیتے ہیں کہ میں ان کا شمار بھول جاتا ہوں اور یہ حالت آپ کی برکت سے اب تک ہے۔[2]

نزول بلاء کے راز کھول دیئے

حضرت شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جوانی کے عالم میں مجھ پر ایک بڑی بلا آئی اور اس سے مجھ پر اکثر کام مشکل ہو گئے۔ تب میں اپنے سردار علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کہ اس کی بابت ان سے پوچھوں۔ انہوں نے مجھ سے ابتداء کہا کہ اے ابوالحسن! یہ قدرت کی جانب سے وارد ہے۔ اس کے مشکلات اقوال سے حل نہیں ہوتے بلکہ افعال کے ساتھ ہوتے ہیں۔ تم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاؤ کیونکہ اس وقت علماء عارفین کے وہ بادشاہ ہیں۔ وہ متفرقین کے افعال کی باگوں کے مالک ہیں۔ تب میں بغداد کی طرف آیا اور اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا۔ میں نے آپ کو مدرسہ کی قبلہ جانب بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ کے سامنے ایک جماعت تھی۔ جب میں آپ کے سامنے بیٹھ گیا تو آپ نے میری طرف دیکھا۔ میں نے معلوم کرلیا کہ آپ نے میرے دل کی باتیں اور جس کام کیلئے میں آیا تھا سمجھ لیا ہے۔

تب آپ نے اپنے مصلّے کے نیچے سے ایک دھاگا نکالا جو پانچ تار بٹا ہوا تھا۔ اس کی ایک طرف مجھے دی اور ایک طرف اپنے

---

[1] یعنی دو درخت تھے۔

[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 91 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ہاتھ میں رکھی پھر اس کا ایک بل کھول دیا تو مجھے میری بلا سے ایک بڑی بات معلوم ہوئی اور میں نے اس میں ایک بڑا "امر" دیکھا اور جوں جوں اس کا بل آپ کھولتے تھے میں ایک بڑا امر دیکھتا تھا۔ جو مجھ پر وارد ہوتا تھا۔ جس کی کوئی حد نہ تھی۔ اس ضمن میں میں نے وہ باتیں دیکھیں کہ جن کی حقیقت معلوم نہیں ہو سکتی۔ یہاں تک کہ پانچوں بل کھول دیئے۔ تب مجھ پر تمام آنے والی چیزیں کھل گئیں۔ اور مجھ پر اس کے پوشیدہ "امر" اس کے بھید کے درمیان سے ظاہر ہو گئے۔ میری بصیرت نورانی قوتوں سے قائم ہو گئی۔ یہاں تک کہ حجاب پھٹ گئے شیخ نے میری طرف دیکھا اور کہا کہ اس کو زور سے پکڑ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کی اچھی باتوں کو لیں۔

تب میں آپ کے سامنے سے اُٹھا اور واللہ میں نے آپ سے کوئی بات نہیں کی اور نہ حاضرین نے میرے معاملہ کو معلوم کیا۔ میں ذریران کی طرف آیا اور جب میں اپنے سردار شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا تو انہوں نے میرے کلام کرنے سے پہلے مجھ سے کہا:

کیا میں نے تجھ سے نہیں کہا تھا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ علماء عارفین کے بادشاہ ہیں اور متفرقین کے افعال کی باگوں کے مالک ہیں۔ اے ابوالحسن! تیرے آنے والی چیزوں کے احکام کا مجھ کو مشاہدہ نہ ہوتا لیکن جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نظر مجھ پر آنے والی بلا سے مل گئی تو مجھے یہ مشاہدات دکھائی دیئے۔ ان کے معلوم کرنے میں عمریں فنا ہو جاتی ہیں اور اگر اس کا تمہارے لیے یہ فرمانا نہ ہوتا کہ لے اس کو قوت کے ساتھ تو البتہ تجھ سے تیری عقل جاتی رہتی اور تیرا حشر عاشقوں اور پاگلوں کے زمرے میں ہوتا۔ انہوں نے تجھے خبر دی ہے کہ تو لوگوں کا پیشوا ہو گا۔ کیونکہ انہوں نے مجھے فرمایا ہے کہ اپنی قوم کو حکم کر وہ اس کی عمدہ باتیں اختیار کریں۔ [1]

کتاب کے الفاظ ختم ہو گئے

حضرت شیخ ابوالمظفر منصور بن المبارک واسطی واعظ معروف جرادہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں جوانی کی حالت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت میں حاضر ہوا۔ میرے پاس ایک فلسفہ کی کتاب تھی جس میں روحانیت کے علوم تھے آپ نے مجھ سے فرمایا: اور ابھی کتاب کو دیکھا بھی نہیں اور نہ یہ پوچھا کہ اس کتاب میں کیا ہے۔ اے منصور! یہ تیری کتاب تیرا بُرا رفیق ہے۔ اُٹھ اور اس کو دھو ڈال۔

میں نے ارادہ کیا کہ آپ کے سامنے سے اٹھوں اور اپنے گھر میں جا کر کتاب کو رکھ چھوڑوں پھر اپنے ساتھ شیخ کے خوف کی وجہ سے نہ لاؤں۔ میرے دل نے گوارا نہ کیا کہ اس کو دھو ڈالوں کیونکہ مجھے اس کی محبت تھی۔ اس کے بعض مسائل میرے ذہن میں گھر کر چکے تھے۔ اب میں اس ارادہ سے اٹھا۔ تب آپ نے میری طرف تعجب سے دیکھا تو میں اُٹھ نہ سکا اور میرا یہ حال ہوا کہ وہیں قیدی ہو گیا۔

آپ نے مجھے فرمایا: کہ مجھ کو اپنی کتاب دے۔ میں نے اس کو کھولا تو وہ سفید کاغذ تھے اس میں ایک حرف نہ تھا۔ میں نے وہ آپ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 93 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

کو دے دی تو آپ نے اس کی ورق گردانی کی اور فرمایا: کہ یہ کتاب فضائل قرآن ہے جو کہ "محمد بن فریس رحمۃ اللہ علیہ" کی تصنیف ہے پھر وہ مجھے دے دی۔ میں نے دیکھا تو وہ کتاب فضائل قرآن "محمد بن فریس رحمۃ اللہ علیہ" کی تھی جو کہ نہایت عمدہ خوشخط تھی [1] پھر مجھ کو شیخ نے فرمایا:

(تَتُوْبُ دَانَ تَقُوْلُ بِلِسَانِكَ مَالَيْسَ فِیْ قَلْبِكَ)

"تو اس بات کہنے سے توبہ کر جو کہ تیرے دل میں نہ ہو۔"

میں نے کہا: (نَعَمْ سَيِّدِیْ) "ہاں میرے سردار۔"

فرمایا: کہ اُٹھ کھڑا ہو۔ میں کھڑا ہوا تو میرے دل سے وہ تمام مسائل فلسفہ و روحانیت کے جو میں نے حفظ کیے تھے سب بھول گئے۔ اور میرے سینہ میں سے ایسے جاتے رہے کہ گویا مجھے اب تک بھی یاد ہی نہ تھے۔ [2]

وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ میں ایک دفعہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ایسے حال میں کہ آپ گاؤ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اس وقت کرامات، عبادات اور خلوت و زہد میں مشہور ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں یونس بن متی نبی اللہ علیہ السلام کے مقام سے بڑھ گیا ہوں۔ تب شیخ کے چہرہ پر غضب طاری ہوا اور سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔ گاؤ تکیہ کو ہاتھ میں لے کر اپنے سامنے پھینک دیا اور فرمایا: کہ میں نے اس کے دل کو قابو کر لیا۔

پھر ہم جلد اُٹھے اور جا کر اس شخص کو دیکھا کہ اس کی روح اسی وقت پرواز کر گئی تھی حالانکہ وہ تندرست تھا۔ کوئی اس کو بیماری نہ تھی پھر میں نے اس کو ایک مدت کے بعد خواب میں دیکھا تو اس کی حالت اچھی ہے۔ میں نے کہا کہ خدا عزوجل نے تمہارے ساتھ کیا کیا؟ اس نے کہا مجھے بخش دیا اور مجھ کو میرا وہ کلمہ جو اس کے نبی یونس بن متی علیہ السلام کی نسبت تھا۔

(وَكَانَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ شَفِيْعِیْ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی وَعِنْدَ نَبِيِّهٖ يُوْنُسَ بِنْ مَتّٰی قُلْتُ خَيْرًا كَثِيْرًا)

اور شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ عزوجل کے نزدیک اور اس کے نبی یونس بن متی علیہ السلام کے پاس میری سفارش کی تھی اور میں نے بہت سی بھلائی حاصل کی۔ [3]

---

[1] اگر کسی کے پاس یہ کتاب ہو تو وہ ادارے کو بھجوا دے۔ تاکہ اس کا ترجمہ کروایا جا سکے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] اس سے معلوم ہوا کہ ہر کتاب بھی نہ پڑھنا چاہیے جب تک اس کے بارے کسی صاحب علم سے راہنمائی نہ لے لیں ایک کتاب (تذکرہ غوثیہ) نامی ہے علماء نے فرمایا کہ اس کو نہ پڑھنا چاہیے۔ (میرے خیال میں کتاب تذکرہ غوثیہ، غوث علی شاہ پانی پتی کے بارے میں ہے، نہ کہ حضور غوث پاک کے بارے میں، تذکرہ غوثیہ کے بارے میں امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ اس کتاب کو جلا دو) (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بهجة الاسرار صفحه 97 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

جب شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دل کو قبض کر لیا تو یقیناً وہ توبہ کر کے مرا ہو گا پھر اللہ عزوجل اور حضرت یونس علیہ السلام کی بارگاہ میں بذریعہ سفارش غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ اس کی نجات یقینی ہوئی۔ میرے امام امام اہلسنت مجدد دین و ملت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں:

تیری سرکار میں لاتا ہے رضا اس کو شفیع
جو میرا غوث ہے اور لاڈلا بیٹا تیرا

آپ نے ہاتھ مارا پھر میں کبھی نہ ڈرا

حضرت ابوحفص عمر بن محمد بن عمر دعیسری ابن مزاحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے سردار شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں 550 ھ میں لے کر آئے۔ آپ سے عرض کیا کہ یہ میرا غلام ہے۔ تب آپ نے اپنا کپڑا اتارا اور مجھ کو پہنا دیا۔ مجھ سے فرمایا: کہ اے علی! تم نے آرام کی قمیص پہن لی وہ کہتے ہیں کہ مجھ کو وہ لباس پہنے ہوئے پینسٹھ 65 سال گزر چکے ہیں کہ اس میں مجھے درد وغیرہ محسوس نہیں ہوا کہ جس کی میں شکایت کروں اور کہا کہ وہ مجھ کو 580 ھ میں بھی ان کی خدمت میں لائے اور کہا کہ میں آپ سے اس کے لیے خلعت باطنیہ بھی طلب کرتا ہوں۔ تب تھوڑی دیر سر جھکائے رکھا تو میں نے ایک نور کی بجلی دیکھی کہ آپ کے سینہ سے نکلی اور مجھ سے قریب ہوئی۔ تب میں نے اسی وقت مردوں اور ان کے حالات کو اور ملائکہ کو ان کے مقام پر دیکھا۔ ان کی تسبیحات مختلف بولیوں میں سنیں۔ ہر انسان کی پیشانی پر لکھا ہوا میں نے پڑھ لیا اور بڑے بڑے امور کا مجھ پر کشف واضح طور پر ہو گیا۔

پھر مجھ کو شیخ نے فرمایا: کہ ان کو لے اور ڈر مت۔ ان سے میرے سردار علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اس کی عقل جانے کا خوف کھاتا ہوں۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا تو میں نے اپنے باطن میں ہر ایک شے اہرن کی طرح پائی۔ تب سے میں کسی شے سے جس کو میں نے دیکھا یا سنا ہو کبھی ڈرا نہیں میں اب تک اسی بجلی کے نور سے ملکوت کے راستوں میں روشنی پاتا ہوں۔ [1]

میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہوں

شیخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں پہلے پہل جب بغداد میں داخل ہوا۔ کسی شخص اور کسی مکان کا واقف نہ تھا۔ تب میں نے ایک عمدہ مدرسہ میں جا کر پناہ لی جو کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مدرسہ تھا۔ اس وقت میرے سوا وہاں پر اور کوئی نہ تھا۔ تب میں نے ایک کہنے والے کو مکان کے اندر سے سنا وہ کہتا ہے کہ اے عبدالرزاق! نکل اور وہاں جا کر دیکھ۔ تب وہ نکلے اور مجھے دیکھا پھر اندر گئے اور کہنے لگے وہاں پر صرف ایک بچہ حبشی موجود ہے۔ فرمایا: کہ اس بچہ کی بڑی شان ہو گی پھر شیخ نکلے آپ کے ساتھ روٹی تھی میں نے اس سے پہلے آپ کو دیکھا نہ تھا۔ تب میں تعظیماً کھڑا ہو گیا۔ مجھے فرمایا: نفع دے۔ خدا تجھ کو نفع دے۔ خدا تجھ کو نفع دے۔ ایک الگ زمانہ آئے گا کہ لوگ تیرے محتاج ہوں گے اور تو بلند مرتبہ ہو جائے گا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا ہوں۔ [2]

خادم بے ہوش اور لوٹا قبلہ رخ ہو گیا

حضرت شیخ احمد جوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ نورالدین ابوعبداللہ قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: جب شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ

---

(1) بھجۃ الاسرار صفحہ 99 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

(2) بھجۃ الاسرار صفحہ 99 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

شہروں میں مشہور ہو گیا پھر آپ کی زیارت کا جیلان کے تین مشائخ نے قصد کیا۔ جب وہ بغداد میں آئے اور مدرسہ میں پہنچے۔ اذن طلب کر کے حاضر ہوئے آپ کو بیٹھے ہوئے پایا آپ کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی آپ کے لوٹے کو قبلہ کی جہت کی دوسری طرف پایا۔ خادم آپ کے سامنے کھڑا تھا۔ تب لوٹے کی وجہ سے اور خادم کی سستی کی وجہ سے ایک دوسرے نے منکروں کی طرح ایک دوسرے کو دیکھا۔

تب آپ نے کتاب کو اپنے ہاتھ سے رکھ دیا اور ان کی طرف گھور کر دیکھا اور خادم کی طرف بھی گھور کر دیکھا۔ وہ تو مر کر، گر پڑا اور لوٹے کی طرف نظر بھر کر دیکھا تو وہ چکر میں آ کر قبلہ کی طرف پھر گیا۔ ①

تمام عمر روزوں کا ثواب

آپ کی خدمت میں بغداد کے مدرسہ میں 540 ھ میں شیخ بقا ابن بطو، شیخ علی بن الہیتی، سید شیخ ابو سعید قیلوی اور شیخ ماجد کردی رحمہم اللہ حاضر ہوئے تب شیخ نے خادم کو حکم دیا کہ دستر خوان بچھا دے۔ جب دستر خوان بچھا دیا اور وہ کھانے لگے تو آپ نے خادم سے فرمایا: کہ بیٹھ اور کھا۔ اس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کہ کھا تجھ کو ایک روزہ کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کھا اور تجھ کو ایک ہفتہ کے روزوں کا ثواب مل جائے گا۔ اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کہ کھا تجھ کو ایک مہینہ کے روزوں کا ثواب ملے گا اس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے پھر فرمایا: کھا اور تجھ کو سال بھر کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ اس نے کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کہ کھا تجھ کو زمانہ بھر کے روزوں کا ثواب ہو گا۔ ② اس نے پھر کہا کہ میں روزہ دار ہوں۔ تب آپ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا تو وہ زمین پر گر پڑا اور اس کا بدن پھول گیا۔ اس میں سے پیپ نکلنے لگی۔ تب مشائخ حاضرین نے اس کی سفارش کی اور آپ کے جلال کو فرو کیا۔ یہاں تک کہ آپ اس سے راضی ہوئے اور وہ جیسا کہ تھا ویسا ہی ہو گیا گویا اس کو کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ ③

آپ کی مجلس سے قضائے حاجت کے لئے آناً فاناً جانا اور آنا

حضرت شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں مدرسہ بغداد میں 553 ھ میں ابوالمعالی محمد بن علی بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ تاجر حاضر ہوئے پھر ان کو قضائے حاجت نے ایسا سخت تنگ کیا کہ چلنے پھرنے سے روک دیا۔ بڑی

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 101 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② آپ کا یہ فرمانا آپ کی بلند شان کی طرف اشارہ ہے۔ یقیناً غلام کا روزہ نفلی ہوگا کیونکہ نفلی روزہ کو کسی ضرورت صحیحہ کی وجہ سے یا بامر مجبوری، توڑنا جائز ہے۔ جبکہ اعمال کا ثواب بندے کے عمل کے مطابق نہیں بلکہ اللہ عزوجل کے کرم سے ہے۔ جس کے لئے جتنا چاہے بڑھا دے۔ اگر غلام روزہ توڑتا اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ اس کے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کر دیتے تو اتنا ثواب ملنا کوئی محال امر نہ تھا۔ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ میرے صحابی کا مٹھی بھر جو خیرات کرنا تمہارے اُحد پہاڑ برابر سونا خیرات کرنے سے افضل ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

③ بہجۃ الاسرار صفحہ 101 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

سخت تکلیف ہوئی۔ اس نے شیخ کی طرف فریاد رس ہو کر دیکھا اور شیخ اپنے منبر کی سیڑھی سے نیچے اتر آئے اور پہلی سیڑھی پر ایک سر آدمی کے سر کی طرح ظاہر ہوا پھر اور نیچے اترے تو وہ کندھے اور سینہ تک ظاہر ہوا۔ اسی طرح آپ سیڑھی بہ سیڑھی اترتے یہاں تک کہ کرسی پر ایک صورت شیخ کی صورت کی طرح برابر ہو گئی۔ لوگوں کے سامنے شیخ کی آواز کی طرح بولتی تھی اور شیخ کے کلام کی طرح کلام کرتی تھی۔ اس بات کو سوا اس شخص کے اور جس کو خدا نے چاہا اور کوئی نہ دیکھتا تھا۔

آپ لوگوں کو چیرتے ہوئے آئے یہاں تک کہ اس کے سر پر کھڑے ہو گئے اور اس کے سر کو اپنی آستین سے ڈھانک لیا عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کی روایت میں ہے کہ اپنے رومال سے ڈھانک لیا۔ وہ کہتا ہے کہ میں ایک دم ایک بڑے جنگل میں پہنچ گیا جس میں نہر ہے یا اس کے پاس ایک درخت ہے۔ اس میں اس نے وہ کنجیاں جو اس کی جھولی میں تھیں لٹکا دیں اور خود حاجت طبعی سے فارغ ہوا۔ اس نہر سے وضو کیا اور دو رکعت نفل پڑھے جب سلام پھیر لیا تو آپ نے اپنی آستین کو یا رومال کو اس پر سے اٹھا لیا پھر وہ کیا دیکھتا ہے کہ اسی مجلس میں ہے اور اس کے اعضا پانی سے تر ہیں اور سابقہ حالت جاتی رہی۔ شیخ اپنی کرسی پر ہیں گویا کہ وہاں سے اترے ہی نہیں۔

وہ چپ رہا۔ کسی سے ذکر نہ کیا۔ اپنی کنجیوں کو گم پایا اور اپنے پاس نہ دیکھیں۔ پھر وہ ایک مدت کے بعد بلاد عجم کی طرف قافلہ تیار کر کے چلا۔ بغداد سے چودہ (14) دن تک چلے اور ایک منزل میں اترے جس میں نہر تھی۔ تب وہ اس جنگل میں گیا کہ قضائے حاجت کرے۔ کہنے لگا یہ جنگل اس جنگل سے بہت مشابہ ہے اور یہ نہر اس نہر کے مثل ہے اور اس دن کے واقعہ کو یاد کیا تو اتفاقاً وہی نہر وہی زمین وہی درخت وہی جگہ نکلی جو اس روز دیکھی تھی۔ تب اس کو پہچان لیا اور کوئی بات نہ کہی۔ اپنی کنجیوں کو اسی درخت میں معلق پایا۔ پھر جب بغداد کی طرف لوٹے تو وہ شیخ کی جناب میں آیا کہ آپ کو خبر دے تو آپ نے اس کی خبر دینے سے پہلے اس کے کان پکڑ کر فرمایا: کہ یَا اَبَا مَعَالِیْ لَا تَذْکُرْہُ لِاَحَدٍ وَاَنَا حَیٌّ اے ابوالمعالی! میری زندگی میں کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔ وہ آپ کی خدمت کرتا رہا حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ ①

آپ نے فقر و نور عطا فرما دیا

فقیہ و محدث یوسف بن عبدالرحیم بن حجاج بن یعلی عیسیٰ مغربی فاسی مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ میں نے حضرت شیخ ابو محمد صالح بن دیر جان دکالی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 623ھ میں حج کیا۔ جب ہم عرفات میں تھے تو وہاں ہم شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بغدادی المعروف بزار رحمۃ اللہ علیہ سے ملے۔ پس یہ دونوں مل کر ایک جگہ بیٹھے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کو یاد کرنے لگے۔

تب شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے میرے سردار شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے صالح! تو بغداد کو جا اور شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا کہ وہ تجھ کو فقر سکھائیں تب میں نے بغداد کا سفر کیا۔ جب میں نے آپ کو دیکھا تو میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر پر جلال نہ پایا آپ نے مجھے خلوت میں ایک سو بیس 120 دن تک بٹھایا پھر میرے پاس تشریف لائے اور مجھے

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 104 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

فرمایا: کہ اس طرف دیکھو اور اشارہ قبلہ کی طرف کیا۔ میں نے کہا ہاں دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کہ کیا نظر آتا ہے؟
میں نے کہا کعبہ، فرمایا: کہ اس طرف دیکھو اور مغرب کی طرف اشارہ کیا۔ میں نے کہا کہ ہاں دیکھتا ہوں فرمایا: کیا دیکھتے ہو؟ میں نے عرض کی کہ اپنے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کو پھر فرمایا: کہ تم کیا ارادہ رکھتے ہو؟ آیا اس طرف یعنی کعبہ کی طرف یا مغرب کی طرف۔ میں نے کہا کہ اپنے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کی طرف۔ ①

فرمایا: کہ ایک قدم میں جائے گا یا جیسے کہ تم آئے ہو؟۔ میں نے کہا جیسے میں آیا ہوں فرمایا: کہ یہ بہت عمدہ ہے پھر مجھ سے فرمایا: کہ اے صالح! اگر تو فقر کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کو تم ہرگز نہیں پا سکتے۔ جب تک کہ اس کی سیڑھی پر نہ چڑھو اور اس کی سیڑھی توحید ہے پھر توحید کا سردار یہ ہے کہ دل کی آنکھ سے تمام نو پیدشدہ اشیاء کہ جو چمکتی نظر آتی ہیں مٹا دے۔
میں نے کہا کہ اے میرے سردار! میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھ کو اس وصف میں مدد دیں۔ تب میری طرف آپ نے دیکھا اور میرے دل سے ارادوں کے جذبات الگ ہو گئے۔ جس طرح کہ دن کے نور کے غلبہ سے رات کے اندھیرے جاتے رہتے ہیں۔ میں اس وقت تک اسی ایک نظر سے خرچ کر رہا ہوں۔
شیخ بزار رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں بھی آپ کے سامنے آپ کی خلوت میں بیٹھا ہوا تھا تب آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ اے میرے پیارے بیٹے! میری پیٹھ کی حفاظت کرنا کہ کہیں اس پر بلی نہ آ پڑے۔ میں نے دل میں کہا کہ یہاں بلی کہاں سے آئے گی چھت میں کوئی سوراخ نہیں؟
آپ کا کلام ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ آپ کی پیٹھ پر بلی آ گری۔ تب اپنے ہاتھ کو میرے سینہ پر مارا تو میرے دل میں نور آفتاب کی ٹکیا کے برابر چمکا اور میں نے خدا کو اسی وقت پا لیا اور اب تک میرا وہ نور بڑھتا رہتا ہے۔ ②

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی آزمائش کی تو ان کی گرفت ہو گئی

حضرت شیخ بقیۃ السلف ابو الحسن علی بن محمد بن احمد بن حسین بغدادی صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے شونیزی قبرستان کی بدھ کے دن 27 ذی الحجہ 529ھ کو زیارت کی۔ آپ کے ساتھ بہت سے فقہا اور فقراء تھے۔ تب آپ شیخ حماد شیرہ فروش رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر دیر تک کھڑے رہے۔ یہاں تک کہ سخت گرمی ہو گئی اور لوگ آپ کے پیچھے کھڑے تھے پھر آپ واپس ہوئے۔ ایسے حال میں کہ آپ کے چہرہ پر خوشی کے آثار ظاہر تھے۔
(فَسُئِلَ عَنْ سَبَبِ طُوْلِ قِیَامِہٖ) ''آپ سے طول قیام کی وجہ پوچھی گئی؟''
آپ نے فرمایا: کہ میں جمعہ کے دن بغداد سے نصف شعبان 539ھ میں شیخ حماد شیرہ فروش رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کے ساتھ اس لیے

① ان کو قبلہ کے بجائے شیخ کی طرف جانا غالباً اس بات کے پیش نظر ہوگا کہ قبلہ تو سمت عبادت ہے اور شیخ عبادت کا طریقہ بتلانے اور سکھانے والے ہیں۔ تو پہلے سکھانے والے کی طرف جاؤں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بھجۃ الاسرار صفحہ 105 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

نکلا کہ جمعہ کی نماز "جامع الرصاف" میں پڑھی جائے۔شیخ ہمارے ساتھ تھے۔جب ہم نہر کے پل پر پہنچے تو شیخ نے مجھے دھکا دے دیا۔وہ نہایت سردی کے دن تھے۔میں نے کہا کہ بسم اللہ اور جمعہ کے غسل کی نیت کرلی۔مجھ پر صوف کا جبہ تھا اور میری آستین میں کتاب کے اجزا تھے۔تب میں نے اپنا ہاتھ اونچا کرلیا کہ وہ بھیگ نہ جائیں وہ مجھے چھوڑ کر چلے گئے میں پانی سے نکلا اور جبہ کو نچوڑا پھر ان کے پیچھے ہولیا مگر مجھے سردی سے بہت تکلیف معلوم ہوئی۔

پھر آپ کے مرید میرے پیچھے ہوئے تاکہ ستائیں۔آپ نے ان کو جھڑکا اور کہا کہ میں نے ان کو اس لیے تکلیف دی کہ ان کا امتحان کروں مگر میں نے ان کو ایک پہاڑ پایا جو کہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتا۔پھر فرمایا میں نے ان کو بیشک آج دیکھا کہ ان کی قبر میں ان پر جوہری لباس ہے۔ان کے سر پر یاقوت کا تاج ہے۔آپ کے ہاتھ میں سونے کے کنگن ہیں۔ان کے پاؤں میں سونے کی جوتیاں ہیں لیکن ان کا دایاں ہاتھ کام نہیں دیتا۔میں نے کہا یہ کیا بات ہے؟ انہوں نے فرمایا: هٰذِهِ الْيَدُ الَّتِي رَمِيتُكَ بِهَا فَهَلْ اَنْتَ غَافِرٌ لِيْ ذَالِكَ؟ کہ یہ وہی ہاتھ ہے جس سے میں نے آپ کو پھینکا تھا۔کہا کہ آپ خداﷻ سے سوال کریں کہ وہ میرے اس ہاتھ کو پھر درست کردے۔

میں نے کہا اچھا تب میں اس بارے میں خداﷻ سے دعا مانگتا رہا اور پانچ ہزار 5000 اولیاء اللہ نے جو اپنی قبروں میں تھے آمین کہی اور خداﷻ سے سوال کیا کہ ان کے بارے میں میری دُعا قبول کرے۔میری تمام دعا میں وہ میری سفارش کرتے رہے۔میں برابر دُعا مانگتا رہا حتیٰ کہ:

(رَدَّ اللّٰهُ تَعَالٰى يَدَهٗ عَلَيْهِ وَصَافَحَنِيْ بِهَا وَتَمَّ سُرُوْرُهٗ)

"خداﷻ نے ان کا ہاتھ واپس دیا۔جس سے انہوں نے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور ان کی خوشی پوری ہوئی۔"

جب یہ بات بغداد میں مشہور ہوگئی تو شیخ حماد ؒ کے تمام مرید و صوفی جو بغداد میں تھے آپ کے پاس جمع ہوئے کہ اس امر کی تحقیق کریں اور دیگر فقراء بھی ان کے ساتھ جمع ہوگئے۔وہ سب مدرسہ کی طرف آئے کسی نے آپ کی عظمت کی وجہ سے آپ سے کلام نہ کیا۔آپ نے ان کو ان کے مطلب کے ساتھ پکارا اور ان سے فرمایا: کہ تم دو شیخ منتخب کرلو کہ وہ تم کو بتلائیں گے جو میں نے ذکر کیا ہے۔

انہوں نے شیخ ابویعقوب یوسف بن ایوب بن یوسف ہمدانی ؒ کو جو کہ بغداد میں اس دن آئے ہوئے تھے اور شیخ ابومحمد عبدالرحمٰن بن شعیب بن مسعود کردی ؒ جو کہ بغداد کے رہنے والے تھے کو فیصلہ کے لیے پسند کرلیا۔یہ دونوں صاحب کشف و خرق عادات و احوال فاخرہ تھے۔

انہوں نے کہا کہ ہم نے آپ کو اس معاملہ میں جمعہ تک مہلت دی کہ ان کی زبان سے اس کا اظہار ہو جائے۔آپ نے فرمایا: کہ تم یہاں سے اُٹھنے نہیں پاؤ گے کہ یہ امر تم کو معلوم ہو جائے گا۔آپ نے سر جھکایا اور سب نے سر جھکا لیا۔تمام فقراء مدرسہ کے باہر چلا اُٹھے اتفاقاً شیخ یوسف ؒ آگئے ایسے حال میں کہ ان کے پاؤں برہنہ تھے اور جلد جلد آرہے تھے یہاں تک کہ مدرسہ میں داخل ہوگئے اور کہا کہ مجھ پر خداﷻ نے اس وقت شیخ حماد ؒ کو ظاہر کردیا۔انہوں نے مجھ سے کہا

(یَایُوْسُفُ اِسْرَعْ اِلَی الْمَدْرَسَۃِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ وَقُلْ لِلْمَشَائِخِ الَّذِیْنَ فِیْھَا صَدَقَ الشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ فِیْمَا اَخْبَرَکُمْ بِہٖ عَنِّیْ)

"اے یوسف! جلد شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کی طرف جا اور ان مشائخ سے جو وہاں جمع ہیں جا کر کہہ دو کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے جو تم کو میری بابت کہا ہے سچ کہا ہے۔"

شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ اپنے کلام کو پورا نہ کر سکے تھے کہ اتنے میں شیخ عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ آ گئے اور انہوں نے شیخ یوسف کی طرح کہا۔

(فَقَامَ الْمَشَائِخُ کُلُّھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِلشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ)

تب تمام مشائخ نے عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے معافی مانگی۔ [1]

آپ کو "محی الدین" کیوں کہا جاتا ہے؟

حضرت شیخ کیمانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کے "محی الدین" نام پڑنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا: کہ میں ایک سفر سے ایک دفعہ جمعہ کے دن 511ھ میں بغداد کی طرف ننگے پاؤں آیا اور ایک بیمار پر جس کا رنگ متغیر اور دبلا تھا گزرا۔ اس نے مجھے دیکھ کر کہا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا عَبْدَالْقَادِرِ میں نے اس کے سلام کا جواب دیا۔ اس نے کہا آپ میرے قریب آئیں۔ میں اس کے قریب آیا تو اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھے بٹھا دیں۔ میں نے اس کو بٹھا دیا۔ تب اس کا جسم بڑھنے لگا۔ اس کی صورت اچھی ہو گئی۔ اس کا رنگ صاف ہو گیا۔ میں اس سے ڈرا تو وہ کہنے لگا کہ آپ مجھے پہچانتے ہیں؟

میں نے کہا نہیں اس نے کہا کہ میں دین اسلام ہوں۔ میں جیسا کہ آپ نے مجھے دیکھا تھا خستہ حال ہو گیا تھا۔ بیشک اللہ عزوجل نے مجھے آپ کے سبب زندہ کر دیا اور آپ "محی الدین" ہیں۔

میں نے اس کو چھوڑا اور جامع مسجد کی طرف آیا۔ تب مجھے ایک شخص ملا اور مجھے جوتی لا کر دی اور کہنے لگا۔ یَاسَیِّدِیْ مُحْیِ الدِّیْنِ اے میرے سردار محی الدین! جب میں نماز پڑھ چکا تو لوگ میری طرف ٹوٹ پڑے میرے ہاتھ کو چومتے تھے اور کہتے تھے "یا محی الدین"! اس سے پہلے میں اس نام سے نہیں پکارا جاتا تھا۔ [2]

آپ نے تین دفعہ اذان دلائی

حضرت ابوالحسن بن علی سلیمان نانبائی اور شیخ ابوعمر وعثمان بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہمارے سردار شیخ محی الدین جیلانی

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 108 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا جس طرح صاحبین نظر وحالی بزرگ قبروں کے اندر کے حالات جانتے ہیں۔ اسی طرح قبروں کے اندر والے باہر والوں کا حال بھی جانتے ہیں۔ نیز اللہ عزوجل کے ولی کی آزمائش کرنے پر گرفت ہو سکتی ہے کہ اگر کوئی ان کی گستاخی کرے تو پھر اس کے لئے تو بحکم "حدیث قدسی" اعلان جنگ ہی ہو گا۔ اللہ عزوجل ہمیں باادب بنائے آمین۔ ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری

[2] بهجة الاسرار صفحه 109 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مدرسہ کے مؤذن کو یکم رمضان 545ھ کو آدھی رات کے وقت فرمایا: کہ منارہ پر چڑھ اور پہلی اذان دے دے۔ اس نے اذان دی پھر فرمایا: کہ رات کے آخر ثلث کے شروع میں منارہ پر چڑھ اور دوسری اذان دے۔ اس نے دوسری اذان دی۔ ایک گھڑی کے بعد اس کو فرمایا: کہ صبح کی اذان دے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔

جب دن چڑھا تو آپ کے بعض مریدوں نے اس کی وجہ پوچھی پھر آپ نے فرمایا: کہ جب میں نے اس کو پہلی اذان کے لیے کہا تھا تو عرش بہت ہی ہلا تھا۔ عرش کے نیچے سے پکارنے والے نے کہا کہ مقربین اخیار کو چاہیے کہ کھڑے ہوں۔

اور جب میں نے اس کو دوسری اذان کے لیے کہا تو پہلی دفعہ سے کم ہلا اور پکارنے والے نے عرش کے نیچے سے کہا کہ اولیاء ابرار کو چاہیے کہ وہ کھڑے ہوں۔

تیسری اذان کے وقت اس سے بھی کم ہلا اور عرش کے نیچے پکارنے والے نے کہا کہ صبح کو استغفار کرنے والے کھڑے ہو جائیں۔ سو میں نے پہلی اذان سے پہلے مرتبہ والوں کی طرف اشارہ کیا کہ یہ تمہارا وقت ہے اور دوسرے مرتبہ والوں کی طرف اذان ثانی سے کہ یہ تمہارا وقت ہے اور تیسرے مرتبہ والوں کی طرف تیسری اذان سے کہ یہ تمہارا وقت ہے۔ [1]

ایک لونڈی کا واقعہ

شیخ سید جلیل ابوالعباس احمد بن شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کے والد فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے شیخ سردار محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں 659ھ میں سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے پہلے جو حج کیا تھا تو وہ بغداد سے 509ھ میں کیا تھا۔ اس وقت میں جوان تھا۔ میں اکیلا قدم تجرید پر تھا۔ جب میں اس منارہ کے پاس تھا جو کہ مشہور "ام القرون" کے ساتھ ہے تو میں شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے تنہا ملا وہ بھی اس وقت جوان تھے۔ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ میں نے کہا مکہ معظمہ کی طرف جاتا ہوں۔

انہوں نے کہا کہ کیا تجھے ساتھی کی ضرورت ہے؟ میں نے کہا کہ میں تجرید کے قدم پر ہوں (یعنی مجرد تنہا ہوں)۔ انہوں نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی ہوں۔ تب ہم دونوں چلے جب ہم کچھ راستہ طے کر چکے تو ہم نے اتفاقاً ایک حبشی لونڈی کو دیکھا جو کہ نحیف البدن برقعہ پوش تھی۔ وہ میرے سامنے آ کر کھڑی ہوگئی اور میری طرف گوشۂ چشم سے دیکھنے لگی اور کہنے لگی کہ تم نے آج مجھے رنج میں ڈالا۔ میں نے کہا کیونکر؟

اس نے کہا کہ میں اس وقت حبش کے ملک میں تھی۔ میں گواہی دیتی ہوں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے دل پر تجلی کی ہے اور تم کو اپنے وصل سے جہاں تک مجھے علم ہے وہ حصہ دیا ہے کہ ایسا کسی اور کو نہیں دیا۔ تب میں نے چاہا کہ تم کو آزما لوں۔ پھر کہنے لگی کہ میں آج تم دونوں کے ساتھ رہوں گی اور رات کو تمہارے ساتھ افطار کروں گی پھر وہ جنگل کے ایک کنارہ کی طرف ہو کر چلنے لگی اور ہم دوسری طرف چلتے تھے جب شام کا وقت آیا تو ہم نے دیکھا کہ آسمان سے ایک دسترخوان اترا ہے۔ جب وہ ہمارے سامنے آ کر

[1] بهجة الاسرار صفحه 110 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ٹھہر گیا تو ہم نے اس میں چھ روٹیاں اور سرکہ وتر کاری پائی۔ وہ کہنے لگی خدا کا شکر ہے کہ اس نے میری اور میرے مہمانوں کی عزت کی۔ مجھ پر ہر رات دو (2) روٹیاں آیا کرتی ہیں۔ تب ہم میں سے ہر ایک نے دو (2) روٹیاں کھالیں پھر ہم پر تین (3) لوٹے پانی کے اُترے۔

ہم نے اس پانی کو پیا جو کہ لذت وحلاوت میں دنیا کے پانی کی طرح نہ تھا پھر وہ اسی رات ہم سے رخصت ہوگئی اور ہم مکہ میں آئے پھر جب ہم طواف میں تھے تو اللہ تعالیٰ نے شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ پر اپنے انوار کے مرتبوں سے احسان کیا اور ان پر غشی طاری ہوگئی حتیٰ کہ کہنے والا کہتا تھا وہ مرگئے اور نا گہاں وہی لونڈی ہے کہ جو اس کے سر پر کھڑی ہے اور اس کے سامنے متوجہ ہے یہ کہتی ہے کہ وہ خدا تجھ کو زندہ کرے۔ جس نے تجھ کو مارا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ پاک ہے۔ اس کے جلال کے نور کی تجلی کے لیے حوادث اس کے ثابت رکھنے کے بغیر قائم نہیں ہوتے اور کائنات اس کی صفات کے ظہور کے لیے اس کی تائید کے بغیر قرار نہیں پاتی بلکہ اس کے قدس کی تیز شعاع عقول کی آنکھوں کو اچک لیتی ہے۔ اس کی رونق کی خوبصورتیاں بڑے لوگوں کے دلوں کی عقلوں کو لے جاتی ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کہ جس نے طواف میں بھی اپنے انوار کی منازل کا مجھ پر احسان کیا۔ میں نے اپنے اندر سے یہ آواز سُنی اور آخر میں یہ کہا کہ اے عبدالقادر! ظاہری تجدید کو چھوڑ دے اور "تفرید توحید" اور "تجرید تفرید" کو لازم پکڑ کیونکہ ہم تم کو اپنی عجیب آیات دکھائیں گے۔ پس ہماری مراد کو اپنی مراد سے نہ ملا۔ اپنے قدم کو ہمارے سامنے ثابت رکھ اور وجود میں ہمارے سوا اور کوئی تصرف نہ دیکھ۔ تم کو ہمارا شہود ہمیشہ ہوگا۔ لوگوں کے نفع کے لیے بیٹھ کیوں کہ ہمارے بندوں میں ہمارا ایک خاصہ ہے۔ ہم عنقریب ان کو تیرے ہاتھ پر اپنے قرب تک پہنچائیں گے۔

تب مجھ کو لونڈی نے کہا میں نہیں جانتی اے جوان! کہ تیری آج کیا شان ہے۔ بے شک تجھ پر ایک نور کا خیمہ لگایا گیا ہے۔ تجھ کو ملائکہ نے آسمان تک گھیر لیا ہے اور اولیاء کی آنکھیں اپنے اپنے مقام میں تیری طرف آنکھیں اٹھا کر دیکھ رہی ہیں۔ امیدیں اس چیز کی طرف بڑھ رہی ہیں جو تو دیا گیا ہے پھر وہ چلی گئی اس کے بعد میں نے اس کو نہیں دیکھا۔ [1]

آپ کے حکم سے تھوک بننا بند ہوگیا

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی سیاح رحمۃ اللہ علیہ نے قاہرہ میں 623ھ میں کہا کہ میں اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد میں 540ھ میں کھڑا تھا۔ مجھے جلدی رینٹھ آیا میں نے ناک صاف کیا پھر مجھے شرم آئی اور دل میں کہا کہ کیا حضرت شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص کی جناب میں مجھے ناک صاف کرنا چاہیے۔

تب آپ نے مجھے فرمایا:

(یَا مُحَمَّدُ لَا بَأْسَ عَلَيْكَ لَا بُصَاقُ وَلَا لُخَامُ)

"اے محمد کچھ مضائقہ نہیں آج کے بعد نہ تھوک ہوگا نہ رینٹھ۔"

---

[1] بهجة الاسرار صفحہ 111،112 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

وہ کہتے ہیں کہ جس دن سے آپ نے فرمایا: ہے۔آج 83 سال ہو چکے ہیں کہ نہ کبھی میں نے تھوکا اور نہ کبھی ریٹھ کیا۔ ①

طویل نام رکھا تو طویل عمر پائی

شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی سیاح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ آپ نے میرا نام " طویل "رکھا ہوا تھا۔میں نے ایک دن کہا کہ حضرت میں تو پستہ قد ہوں، آپ نے فرمایا: کہ تیری عمر لمبی ہے۔

پس شیخ محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک سو سینتیس 137 سال تک زندہ رہے اور اپنی سیاحت میں عجائبات دیکھے۔دور دراز سفر کیے کوہ قاف تک پہنچے اور وہ سب سے پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی۔ ②

شیخ بقاء بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کا جسم

شیخ عبدالوہاب اور عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہما نے 589 ھ میں ان دونوں نے کہا کہ شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ پانچ رجب 543 ھ میں بروز جمعہ بوقت صبح ہمارے والد شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کی طرف آئے۔انہوں نے ہم سے کہا کہ تم آج میرے صبح ہی آنے کا سبب کیوں نہیں پوچھتے؟ پھر فرمایا میں نے آج کی رات ایک نور دیکھا ہے جس سے (آسمان کے) کنارے روشن ہو گئے۔وجود کے اطراف تک عام طور پر پھیل گیا۔میں نے اسرار والوں کے اسرار دیکھے کہ اس کی طرف دوڑتے تھے۔بعض وہ تھے کہ اس کے متصل ہوتے تھے۔بعض وہ تھے کہ ان کو اتصال سے منع کرنے والا منع کرتا تھا۔اور کوئی بھیدان میں سے متصل نہ ہوتا تھا۔مگر اس کا نور دگنا ہی ہوتا تھا تب میں نے اس نور کے چشمہ کو دیکھا تو وہ نگاہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے صادر ہوتا تھا۔میں نے اس کی حقیقت کے کھولنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے شہود کا نور ہے۔جو ان کے دل کے برابر ہے۔ان دونوں نوروں کے چمقاق کا نور چمکا۔جس سے ان دونوں کی روشنی کا ان کے حال کے آئینہ پر عکس پڑا اور ان چمقاقوں کے شعاع ان کی جمیعت کی نگاہ وصف قرب تک جمع ہوئے۔تب ان سے تمام موجودات روشن ہو گئے اور کوئی فرشتہ اس رات ایسا نہ رہا کہ زمین پر نہ اترا ہو بلکہ ان کے پاس آیا۔ان سے مصافحہ کیا۔ان کے نزدیک ان کا نام " شاھد مشھود " ہے۔وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کی خدمت میں آئے اور ان سے کہا کہ کیا آپ نے آج رات نماز غائب پڑھی تھی؟ تب آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ شعر پڑھے:

إِذَا نَظَرَتْ عَيْنِيْ وُجُوْهُ حِبَائِبِيْ

فَتِلْكَ صَلَاتِيْ فِيْ لَيَالِيْ الرَّغَائِبِ

''جب میری آنکھ نے میرے دوستوں کے چہرہ کو دیکھا تو یہ میری نماز ہے رغائب کی راتوں میں۔''

وُجُوْهُ إِذَا مَا اَسْفَرَتْ عَنْ جَمَالِهَا

---

① صفحہ 113,114 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 114 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

أَضَاءَ تْ لَهَا الْأَكْوَانُ مِنْ كُلِّ جَانِبِ

''وہ ایسے چہرے تھے کہ وہ اپنے جمال کو ظاہر کرتے ہیں تو دونوں جہاں ان کی وجہ سے ہر ایک طرف روشن ہو جاتے ہیں۔''

حَرُمْتُ الرَّاضِيُ إِنْ لَّمْ كُنْ بِادِلًا دَمِيُ
أَزَاحَمَ شُجْعَانُ الوغى بِالْمَنَاكِبِ

''میں خوشی سے محروم کیا جاؤں اگر اپنے خون کو خرچ نہ کروں۔ لڑائی کے بہادروں سے کلہ بہ کلہ مزاحمت کرتا ہوں۔''

أَشُقِ صُفُوُفِ الْعَارِفِيْنَ بِعَزْمَةٍ
فَتُعَلُّوا بِمجدى فَوْقَ تِلْكَ الْمَرَاتِبِ

''میں عارفین کی صفوں کو اپنے پختہ ارادہ سے پھاڑ دیتا ہوں۔ تب وہ میری شرافت کی وجہ سے ان مراتبوں سے اوپر بڑھ جاتے ہیں۔''

وَمَنْ لَّمْ يَوُفِ الْحُبِّ مَا يَسْتَحَقُّهُ
فَذَاكِ الَّذِىْ لَمْ يَأْتِ قَطُّ بِوَاجِبِ

''جو شخص کہ دوست سے اس کے حقوق کی وفا نہیں کرتا تو وہ شخص ہے کہ اپنے واجب کو کبھی ادا نہیں کرتا۔''[1]

ہمیں اپنے ابتدائی حال کی خبر دی

حضرت ابوالقاسم محمد بن عبادہ انصاری رحمۃ اللہ علیہ نے اور شیخ برگزیدہ ابوالحسن علی مقری قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے دمشق میں فرمایا: کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ آپ اپنے شروع اور نیابت کے حالات بیان کریں جو کہ آپ نے اس معاملہ میں حاصل کیے ہیں تا کہ ہم آپ کی پیروی کریں۔ آپ نے یہ اشعار پڑھے:

أَنَا رَاغِبٌ فِيْمَنْ يَقُرُبُ نَفْسَهُ
وَمُنَاسِبُ لَفَتى تَلَاطِفُ لَطُفَه

''میں اس کی رغبت کر رہا ہوں کہ جس کا نفس قرب کو چاہتا ہے اور ایسے جوان کے مناسب ہوں جو کہ اس کی سی مہربانی کرتا ہے۔''

وَمُفَاوِضُ الْعُشَّاقُ فِىْ أَسْرَارِهِمْ

---

① بهجة الاسرار صفحه 115 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

مِنْ كُلِّ مَعْنًى لَمْ يَسَعْنِيْ كَشْفُهُ

''میں عشاق کا ان کے اسرار میں فیض رسان ہوں۔ ہر ایک ایسے معنے کا کہ جس کا کشف مجھے گنجائش نہیں دیتا۔''

قَدْ كَانَ يُسْكِرُنِيْ مِزَاجُ شَرَابِهٖ
وَالْيَوْمُ يُصْحِيْنِيْ لَدَيْهِ صَرْفُهُ

''مجھ کو اس کی شراب کا مزاج نشہ دیتا ہے اور آج اس کے پاس اس کا تصرف مجھے ہوش میں رکھتا ہے۔''

وَأُغِيْبُ عَنْ رُشْدِيْ بِاَوَّلِ نَظْرَةٍ
وَالْيَوْمُ اَسْتَجْلِيْهِ ثُمَّ أَزُفُّهُ

''میں پہلی ہی نگاہ میں اپنے ہوش سے غائب ہو گیا اور آج میں اس کو جلا دیتا ہوں اور آراستہ کرتا ہوں۔''①

قسمیں دے کر کھلاتا ہے پلاتا ہے تجھے

لوگوں نے آپ سے کہا کہ ہم آپ جیسے روزے رکھتے ہیں اور آپ جیسی نماز پڑھتے ہیں۔ آپ جیسی ریاضت کرتے ہیں لیکن آپ جیسے حالات بالکل ہم نہیں دیکھتے۔ تب آپ نے فرمایا: کہ تم نے اعمال میں میری برابری کی ہے پھر کیا خدا کی نعمتوں میں برابری کر سکتے ہو۔

(وَاللّٰهُ مَا أَكَلْتُ حَتّٰى قِيْلَ لِيْ بِحَقِّيْ عَلَيْكَ كُلْ وَلَا شَرِبْتُ حَتّٰى قِيْلَ لِيْ أُشْرُبْ وَمَا فَعَلْتُ شَيْئًا حَتّٰى أُمِرْتُ بِفِعْلِهٖ)

''واللہ میں کبھی نہیں کھاتا یہاں تک کہ مجھے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے کھاؤ اور میں کبھی نہیں پانی پیتا حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ تم کو میرے حق کی قسم ہے پیؤ اور میں کوئی کام نہیں کرتا حتیٰ کہ مجھ سے کہا جاتا ہے کہ یہ کام کر۔''

ابو حفص صیلینی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ عسکر رحمۃ اللہ علیہ اشعار کو اکثر پڑھا کرتے تھے اور آخری شعر میں ان کا یہ تلفظ ہوتا تھا کہ:

(وَيُغِيْبُ رُشْدِيْ عِنْدَ اَوَّلِ نَظْرَةٍ)

''میں پہلی نگاہ میں اپنی ہوش سے جاتا رہا۔''②

ایک وضو سے عشاء و فجر پڑھنا

حضرت ابو العباس احمد بن یحییٰ بن برکت بن محفوظ بغدادی المعروف ابن الدبیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے سنا کہ شیخ محی الدین

① بهجة الاسرار صفحه 115,116 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 116 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں پچیس (25) سال تک عراق کے جنگلوں میں تنہا سیر کرتا رہا اور چالیس 40 سال تک صبح کی نماز عشاء کے وضو سے پڑی۔ پندرہ (15) سال تک عشاء کی نماز پڑھ کر قرآن شریف ایک پاؤں پر کھڑا ہو کر پڑھتا تھا۔ میرے ہاتھ میں ایک میخ ہوتی جو کہ دیوار میں ٹھسی ہوئی تھی۔ نیند کے خوف سے یہاں تک کہ صبح کے وقت سارا قرآن پڑھ لیتا تھا۔

میں ایک رات سیڑھی پر چڑھتا تھا۔ تب میرے نفس نے مجھ سے کہا کہ اگر تو ایک گھڑی سو رہتا اور پھر کھڑا ہو جاتا تو کیا تھا؟ پھر جس جگہ مجھے یہ خطرہ پیدا ہوا تھا وہیں کھڑا ہو گیا اور ایک پاؤں پر کھڑا رہا۔ قرآن شریف کو شروع کیا اور آخر تک ایسی حالت میں پہنچا دیا۔ (یعنی اسی حالت میں پورا قرآن مجید ختم کیا)

میں تین (3) دن سے لیکر چالیس (40) دن ایسے حال میں گزار دیتا تھا کہ میں کچھ نہ کھاتا تھا۔ میرے سامنے نیند شکل بن کر آتی تب میں اس پر چلاتا تھا پھر وہ چلی جاتی تھی۔ دنیا اس کی خوبصورتی اس کی خواہشات اچھی اور بُری صورتوں میں میرے سامنے آتی تھیں پھر میں ان پر چلاتا تھا۔ تب وہ چلی جاتی تھیں۔ ①

بغیر کھلائے نہ کھاؤں گا

آپ فرماتے ہیں کہ میں ایک بُرج میں جس کو آج "عجمی" کہتے ہیں۔ گیارہ (11) سال تک رہا ہوں اور میرے دیر تک اس بُرج میں رہنے کے سبب اس کا نام "برج عجمی" پڑ گیا۔ میں نے اس میں خدا سے یہ عہد کیا تھا کہ:

(اَنْ لَاآكُلَ حَتّٰى اُطْعِمُ وَلَااَشْرَبُ حَتّٰى اُسْقِىَ)

"میں نہیں کھاؤں گا حتیٰ کہ لقمہ دیا جاؤں اور نہ پیوں گا یہاں تک کہ پلایا جاؤں۔"

تب میں اس میں چالیس 40 دن تک رہا اور میں نے کچھ نہ کھایا تھا پھر چالیس 40 دن کے بعد میرے پاس ایک شخص آیا۔ اس کے پاس روٹی تھی۔ اس نے میرے سامنے رکھ دی اور چل دیا اور مجھے چھوڑ گیا۔ قریب تھا کہ میرا نفس اس پر بوجہ سخت بھوک کے کھانے پر گرتا۔ تب میں نے کہا کہ واللہ! میں اپنے عہد کو جو اپنے پروردگار سے کیا ہے نہ توڑوں گا پھر میں نے اپنے اندر سے چلانے والے کی آواز سنی کہ "بھوک بھوک" پکارتا ہے مگر میں نے اس کی پرواہ نہ کی پھر میرے پاس سے شیخ ابوسعد حریمی رحمۃ اللہ علیہ گزرے اور انہوں نے چلانے والے کی آواز سُنی میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ اے عبدالقادر کیا ہے؟

میں نے کہا کہ یہ نفس کا اضطراب ہے لیکن روح اپنے مولیٰ عزوجل کی طرف آرام سے لگی ہوئی ہے۔

انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم ازج کے دروازہ کی طرف آؤ اور چل دیئے اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیا۔ میں نے دل میں کہا کہ اس مکان سے میں بجز خدا کے حکم کے نہ نکلوں گا تب میرے پاس ابوالعباس خضر علیہ السلام آئے اور کہنے لگے کہ آپ کھڑے ہوں اور ابو سعد رحمۃ اللہ علیہ کے دروازہ تک چلیں پھر میں ان کی طرف گیا۔ وہ اپنے گھر کے دروازہ پر کھڑے تھے اور میرا انتظار کر رہے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے عبدالقادر! کیا تم کو میری بات کافی نہ ہوئی کہ میری طرف آتے حتیٰ کہ تجھ کو خضر علیہ السلام وہی بات کہیں جو میں نے کہی

① بهجة الاسرار صفحه 118 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تھی؟ انہوں نے مجھے اپنے گھر میں داخل کیا۔ میں نے دیکھا کہ کھانا تیار ہے پھر وہ مجھے لقمے دیتے تھے۔ یہاں تک کہ میں سیر ہو گیا پھر انہوں نے مجھے اپنے ہاتھ سے خرقہ پہنایا اور ان کے پاس شغل و ذکر کرتا رہا

اور پہلے اس سے میں اپنے سفر میں تھا تو میرے پاس ایک شخص آیا جس کو میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو؟

میں نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کہ یہاں بیٹھا رہ یہاں تک کہ میں آؤں پھر وہ مجھ سے ایک سال تک غائب ہو گیا پھر وہ میرے پاس آیا تو میں اسی مکان میں تھا۔ تب وہ میرے پاس تھوڑی دیر بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اس مکان سے نہ اٹھنا یہاں تک کہ میں آؤں پھر مجھ سے اور ایک سال تک غائب رہا پھر آیا تو میں اسی مکان میں تھا۔ تب وہ میرے پاس ایک گھڑی بیٹھا پھر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میرے آنے تک یہاں سے نہ ہلنا پھر ایک سال تک غائب رہا پھر لوٹا اور اس کے ساتھ روٹی اور دودھ تھا۔ مجھ سے کہا کہ میں خضر ہوں اور مجھے حکم ہے کہ میں تمہارے ساتھ کھاؤں۔ تب ہم دونوں نے وہ روٹی کھائی۔

پھر مجھ سے کہا اٹھو اور بغداد میں جاؤ۔ ہم دونوں بغداد میں آئے

شیخ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ ان دنوں کیا کھایا کرتے تھے؟ فرمایا: کہ گری پڑی چیزیں۔ [1]

اشرفیوں کی تھیلیوں سے خون نکلنے لگا

ابو عبداللہ محمد بن شیخ ابو العباس خضر بن عبداللہ بن یحییٰ حسنی موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک رات اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ بغداد میں تھے۔ تب آپ کی خدمت میں بادشاہ حاضر ہوا۔ اس نے آپ کو سلام کہا اور نصیحت چاہی۔ آپ کے سامنے دس تھیلیاں رکھ دیں جن کو دس غلاموں نے اٹھایا ہوا تھا۔

آپ نے فرمایا: کہ مجھے اس کی حاجت نہیں اور قبول کرنے سے انکار کیا۔ اس نے بڑی عاجزی کی۔ تب آپ نے ایک تھیلی تو اپنے دائیں ہاتھ میں پکڑی اور دوسری بائیں ہاتھ میں اور دونوں کو ہاتھ میں نچوڑا۔ تب وہ خون ہو کر بہہ گئیں۔

آپ نے فرمایا:

(یَا اَبَا الْمُظَفَّرُ اَمَا تَسْتَحِیْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی اَنْ تَاْخُذَ دِمَاءَ النَّاسِ وَتَقَابَلْنِیْ بِهَا)

''اے ابو المظفر! کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے؟ لوگوں کا خون لیتے ہو اور میرے سامنے لاتے ہو۔''

وہ بے ہوش ہو گیا۔ تب آپ نے فرمایا:

(وَعِزَّةُ الْمَعْبُوْدِ لَوْلَا حُرْمَةِ اِتِّصَالِهٖ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ تَرَكْتُ الدَّمَ يَجْرِیْ اِلٰی مَنْزِلِهٖ)

''معبود کی عزت کی قسم! کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کا لحاظ نہ ہوتا تو میں خون کو چھوڑتا کہ وہ اس کے مکان تک بہتا۔'' [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 118,119 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 121-120 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے ہیں

ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خلیفہ کو ایک دن آپ کی خدمت میں دیکھا اس نے عرض کیا کہ میں آپ کی کوئی کرامت دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ میرا دل تسلی پائے۔ آپ نے فرمایا: کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں غیب سے سیب چاہتا ہوں اور تمام عراق میں وہ زمانہ سیب کا نہ تھا۔

آپ نے ہوا میں ہاتھ بڑھایا تو دو سیب آپ کے ہاتھ میں تھے۔ اس کو آپ نے ایک دے دیا۔ آپ نے اپنے سیب کو کاٹا تو نہایت سفید خوشبودار تھا۔ اس سے مشک کی خوشبو آتی تھی۔

اور "مستنجد" نے اپنے ہاتھ والے کو کاٹا تو اس میں کیڑے تھے۔ اس نے کہا کہ یہ کیا بات ہے؟ آپ کے ہاتھ کا سیب تو میں اچھا و عمدہ دیکھتا ہوں؟ آپ نے فرمایا:

(یَا اَبَا الْمُظَفَّرِ لَمَسَتْهَا یَدُ الظُّلْمِ فَدَوَّدَتْ)

''اے ابوالمظفر! تمہارے سیب کو ظلم کے ہاتھ لگے تو اس میں کیڑے پڑ گئے۔''①

مادرزاد اندھوں اور برص والوں کو شفاء دینے والے

شیخ ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں اور شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں جو کہ "ازج" کے دروازہ میں تھا 549ھ میں موجود تھے۔ تب ان کے پاس ابوغالب فضل اللہ بن اسماعیل بغدادی ازجی سوداگر حاضر ہوا اور آپ سے عرض کرنے لگا کہ اے میرے سردار! آپ کے جد اکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہے کہ جو شخص دعوت میں بلایا جائے تو اس کو دعوت قبول کرنی چاہیے۔ میں حاضر ہوا ہوں کہ آپ میرے غریب خانہ پر دعوت کے لیے تشریف لائیں۔

آپ نے فرمایا: کہ اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا پھر تھوڑی دیر محو مراقبہ ہوئے اور فرمایا: کہ ہاں چلوں گا۔ تب آپ اپنی خچر پر سوار ہوئے۔ شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی۔ اس کے گھر میں ہم آئے۔ دیکھا تو اس میں بغداد کے مشائخ علماء وارا کین جمع ہیں اور دستر خوان بچھایا گیا جس میں تمام شیریں وترش اشیاء خوردنی موجود تھیں اور ایک بڑا ٹوکرا لایا گیا جو کہ سر بمہر تھا۔ دو شخصوں نے اس کو اٹھایا تھا۔ اس کو دستر خوان کے ایک طرف رکھ دیا گیا۔ تب ابوغالب نے کہا کہ "بِسْمِ اللّٰهِ" اجازت ہے۔ اس حال میں شیخ مراقبہ میں تھے۔ نہ آپ نے کھایا اور نہ کھانے کی اجازت دی اور نہ کسی اور نے کھایا۔ اہل مجلس کا یہ حال ہوا کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے گویا کہ ان کے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔

پھر آپ نے مجھ کو اور شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کو اشارہ کیا کہ وہ صندوق اٹھاؤ ہم اُٹھے اور اس کو اٹھایا تو وزنی تھا۔ ہم نے اس کو آپ کے

---

① بهجة الاسرار صفحه 121 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سامنے لا کر رکھ دیا آپ نے حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ ہم نے اس کو کھولا تو اس میں ابو غالب کا لڑکا موجود تھا جو کہ مادر زاد اندھا اور اس کو گنٹھیا تھا اور جذامی و فالج زدہ بھی تھا۔

تب شیخ نے اس کو کہا:

(قُمْ بِاِذْنِ اللّٰہِ) ''کھڑا ہو جا خدا کے حکم سے۔''

ہم نے دیکھا تو وہ لڑکا دوڑنے لگا اور بینا ہو گیا۔ اس کو کسی قسم کی بیماری نہ تھی یہ حال دیکھ کر مجلس میں شور پڑ گیا اور شیخ حاضرین کی اسی غفلت کی حالت میں باہر نکل آئے اور کچھ نہ کھایا۔

اس کے بعد میں شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور یہ حال بیان کیا انہوں نے کہا:

(اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ یُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَیُحْیِ الْمُوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰہِ)

''شیخ عبدالقادر مادر زاد اندھے اور برص والے کو اچھا کرتے ہیں اور خدا کے حکم سے مردہ زندہ کرتے ہیں۔''①

رافضیوں کا امتحان لینا

شیخ ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں آپ کی مجلس میں رافضیوں کی ایک جماعت دو ٹوکرے سلے ہوئے سر بمہر لائی اور کہنے لگے کہ ہم کو بتلاؤ ان میں کیا ہے؟

تب آپ کرسی سے اتر بیٹھے اور ایک ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: کہ اس میں ایک لڑکا ہے جس کو گنٹھیا کا مرض ہے اور اپنے فرزند عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ انہوں نے اس کو کھولا تو دیکھا کہ اس میں لڑکا گنٹھیا والا موجود ہے۔

آپ نے اس کو فرمایا: کہ کھڑا ہو جا۔ تب وہ کھڑا ہو کر چلنے پھرنے لگا پھر دوسرے ٹوکرے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا: کہ اس میں ایک لڑکا ہے جو کہ تندرست ہے اور کوئی بیماری نہیں اور اپنے فرزند مذکور کو حکم دیا کہ اس کو کھولو۔ کھولا تو اس میں ایک لڑکا تھا۔ وہ اٹھ کر چلنے لگا۔

آپ نے اس کے بال پکڑ کر فرمایا: کہ بیٹھ تب اس کو گنٹھیا ہو گیا۔ اس سے اٹھا نہ گیا۔ تب ان سب نے رفض سے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور اس دن مجلس میں تین (3) شخص انتقال کر گئے اور میں نے پہلے مشائخ کو پایا جو کہ یہ فرماتے تھے کہ چار (4) ایسے شیخ ہیں کہ مادر زاد اندھوں برص والوں کو اچھا کرتے ہیں۔ ① شیخ عبدالقادر ⑤③ ② شیخ بقا بن بطو ⑤③ ۔ ③ شیخ ابوسعد قیلوی ⑤③ ۔ ④ شیخ علی بن ہیتی ⑤③ ۔②

مانگ کیا مانگتا ہے؟

اور میں نے ایسے چار (4) مشائخ کو دیکھا ہے کہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جیسا کہ زندہ کرتا ہے۔ وہ ① شیخ

---

① بهجة الاسرار صفحه 123,124 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 124 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

عبدالقادر ۔ ② شیخ معروف کرخی ③ شیخ عقیل منبی ④ شیخ حیاۃ بن قیس حرانی ۔

اور بے شک میں ایک دن آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور مجھے حاجت ہوئی تو میں جلد حاجت سے فراغت پا کر حاضر ہوا۔ تب آپ نے مجھ سے فرمایا: (تَمَنَّ مَا تُرِيدُ) "مانگ جو چاہتا ہے؟"

میں نے عرض کیا کہ میں یہ چاہتا ہوں اور میں نے امور باطن میں سے کچھ کا ذکر کیا۔ آپ نے فرمایا: وہ امور لے لے پھر میں نے وہ سب باتیں اس وقت پا لیں۔ ①

بھنی ہوئی مرغی کا زندہ کر دینا

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالمعالی بن قائد اوانی رحمۃ اللہ علیہ اور کثیر دیگر شیوخ نے کہا کہ ایک عورت شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اپنا لڑکا لائی اور کہنے لگی کہ میں اس لڑکے کا دل دیکھتی ہوں کہ آپ کی طرف بہت ہی تعلق رکھتا ہے۔ میں اللہ ﷻ کے لیے اور آپ کے لیے اپنے حق سے درگزر کرتی ہوں۔ تب آپ نے اس کو قبول کر لیا اور اس کو مجاہدہ و طریق سلف پر چلنے کے لیے حکم دیا پھر ایک دن اس کی ماں بچہ کو ملنے آئی تو اس کو دیکھا کہ وہ بھوک و بیداری کے مارے دبلا اور زرد رنگ کا ہو رہا ہے اور دیکھا کہ جو کا ٹکڑا کھا رہا ہے پھر وہ شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو آپ کے سامنے ایک برتن پایا جس میں ثابت مُرغی کی ہڈیاں پڑی ہیں جو کہ آپ ابھی کھا کر فارغ ہوئے تھے۔ اس نے کہا اے میرے سردار آپ خود تو مرغی کھاتے ہیں اور میرا بیٹا جو کی روٹی کھاتا ہے تب آپ نے اپنا ہاتھ مبارک ان ہڈیوں پر رکھا اور فرمایا: کہ اس اللہ ﷻ کے حکم سے کھڑی ہو جا جو کہ ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا جو بوسید ہو چکی ہوں گی۔ اس وقت وہ مرغی زندہ ہو کر کھڑی ہو گئی پھر چلائی تب آپ نے فرمایا: کہ جب تیرا بیٹا اس درجہ تک پہنچے گا تو جو چاہے کھائے۔ ②

چیل کا مارنا اور زندہ کرنا

اور ان سب نے کہا کہ ایک دن ہوا سخت چل رہی تھی تو ایک چیل آپ کی مجلس کے اوپر سے گزری اور چلائی جس سے حاضرین کی طبیعت پریشان ہوئی۔ آپ نے فرمایا: کہ اے ہوا اس کے سر کو لے۔ تب اسی وقت چیل زمین پر گری اور اس کا سر ایک طرف گرا پھر آپ نے اس کو ایک ہاتھ سے اٹھا کر دوسرا ہاتھ اس پر پھیرا اور بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھی۔ وہ اللہ ﷻ کے حکم سے زندہ ہو گئی اور اُڑ گئی تمام لوگوں نے یہ تماشا دیکھا۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 124 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 128 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ صفحه 129-128 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

پکارنے پر مدد کرنا

شیخ ابو عمر و عثمان سریفینی اور شیخ ابو محمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے مدرسہ میں اتوار کے دن 3 صفر 555ھ میں تھے۔ آپ کھڑے ہوئے اور کھڑائیں پہنے ہوئے وضو کرنے لگے اور دو رکعت نماز پڑھی۔ جب دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا تو آپ بہت چلائے اور ایک کھڑاؤں پکڑ کر ہوا میں پھینکی تو وہ ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی پھر دوبارہ چلائے اور دوسری کھڑاؤں پھینکی تو وہ بھی ہماری نگاہوں سے غائب ہو گئی پھر آپ بیٹھ گئے اور کسی میں یہ جرأت نہ ہوئی کہ آپ سے کچھ پوچھے پھر تیئیس 23 دن کے بعد بلاد عجم سے ایک قافلہ آیا۔ اس نے کہا کہ ہمارے پاس شیخ کی نذر ہے۔ ہم نے آپ سے اذن طلب کیا۔ آپ نے فرمایا: کہ ان سے لے لو۔ تب انہوں نے ہم کو دریائی اور ریشمی کپڑے اور سونا اور شیخ کی وہ کھڑائیں جو آپ نے اس دن پھینکی تھیں دیں ہم نے ان سے پوچھا کہ تم نے یہ کھڑائیں کہاں سے لیں؟

انہوں نے کہا کہ ہم اتوار کے دن 3 صفر کو سفر کر رہے تھے کہ اتفاقاً ہمارے سامنے عرب کا قافلہ نکلا۔ ان کے دو سردار تھے۔ انہوں نے ہمارا مال لوٹنا شروع کیا اور بعض کو قتل کیا پھر وہ جنگل میں اتر کر مال تقسیم کرنے لگے۔ ہم جنگل کے ایک کنارے اترے اور ہم نے کہا کہ کاش ہم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت یاد کرتے اور ہم نے ان کے لیے کچھ مال نذر مانا کہ اگر ہم بچ رہے تو دیں گے پھر ہم آپ کو یاد ہی کرنے لگے تھے کہ ہم نے دو ایسی بلند آوازیں سنیں جس سے تمام جنگل بھر گیا۔ ہم نے ان کو دیکھا کہ وہ خوف زدہ ہیں۔ ہم نے گمان کیا کہ ان پر اور عرب آ گئے ہوں گے پھر ان میں سے بعض ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ آؤ اپنا مال لے لو اور دیکھو کہ ہم پر کیا آفت آئی ہے پھر وہ ہم کو اپنے سرداروں کے پاس لائے اور ہم نے ان کو مردہ پایا اور ہر ایک کے پاس ایک ایک کھڑاؤں پڑی ہے جو کہ پانی سے تر ہے۔ تب انہوں نے ہمارا تمام مال لوٹا دیا اور کہنے لگے کہ یہ کوئی بڑا واقعہ ہے۔ [1]

بغیر بتلائے بتا دیا

شیخ ابو حفص عمر کیماتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک رات اپنی خلوت میں تھا۔ تب دیوار پھٹ گئی اور میرے پاس ایک شخص بدصورت آیا میں نے اس سے پوچھا تم کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں ابلیس ہوں میں آیا ہوں کہ تم کو نصیحت کروں میں نے کہا کہ تیری نصیحت مجھ کو کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تم کو مراقبہ کا بیٹھنا بتلاتا ہوں پھر اس طرح بیٹھا کہ پیٹھ پر تو بیٹھا اور دونوں گھٹنوں کو اونچا کیا اور سر گھٹنوں پر رکھ کر الٹا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا کہ آپ سے اس کا ذکر کروں جب میں نے آپ سے مصافحہ کیا تو میرے ذکر کرنے سے پہلے آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا: اے عمر اس نے تجھ سے سچ کہا اور وہ ہے جھوٹا۔ اس کے بعد اس کی کوئی بات کبھی سچ نہ ماننا۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 132 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان اس واقعہ میں نذر ماننے کا تذکرہ ہے لہٰذا "نذر" کے تفصیلی احکام جاننے کے لیے بہارِ شریعت حصہ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت کا مطالعہ کریں (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 134,35 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

جو سوچا تھا وہی کر دیا

علماء کی زینت بدیع الدین ابوالقاسم خلف بن عیاش شارمی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ کو شیخ شافعی زمانہ ابو عمرو عثمان بن اسمٰعیل سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد کی طرف اس لیے بھیجا کہ میں ان کے لیے ایک نسخہ "مسند امام احمد" رحمۃ اللہ علیہ کا حاصل کروں۔ جب میں بغداد میں آیا تو میں نے لوگوں کو پایا کہ وہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑے شوق سے کرتے ہیں۔ میں نے دل میں کہا اگر یہ شخص ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ ان کے بارہ میں کہا جاتا ہے تو وہ اس امر کو جس کی صورت میں دل میں بناؤں مجھے ظاہر کر دے گا پھر میں نے ایک صورت سوچی جو کہ عادت کے موافق نہ تھی اور دل میں کہا کہ جب میں ان کی خدمت میں جاؤں اور ان سے سلام کہوں تو وہ مجھ کو سلام کا جواب نہ دیں۔ اپنے چہرہ کو مجھ سے پھیر لیں۔ اپنے خادم سے کہیں کہ اس مرد آنے والے کے سر کے برابر کھجوریں لا اور ایک دانگ کا شہد لا کر ایک حبہ اس سے زائد یا کم نہ ہو پھر جب وہ یہ چیزیں لے آئے تو مجھے اپنی ٹوپی پہنائیں پہلے اس سے کہ میں سوال کروں پھر میرے سوال کا جواب دیں پھر میں جلدی کھڑا ہوا اور مدرسہ میں آیا اور آپ کو محراب میں بیٹھے ہوئے پایا۔ تب آپ نے میری طرف دیکھا تو میں سمجھ گیا کہ آپ نے میرے دل کی ساری باتیں سمجھ لیں میں نے آپ کو سلام کہا تو آپ نے جواب نہ دیا مجھ سے منہ پھیر لیا اور اپنے خادم سے فرمایا: کہ کھجوریں اتنی لا کہ اس شخص آنے والے کے سر کے برابر ہوں اور ایک دانگ کا شہد لا جو ایک حبہ سے زائد نہ ہو اور خدا کی قسم وہی الفاظ کہے جو میرے دل میں آئے تھے ایک بات بھی اس سے کم نہ کی۔ جب آپ کا خادم آیا تو آپ نے میری ٹوپی لی اور اس میں کھجوریں ڈال دیں گویا کہ وہ ان کا قالب تھا پھر شیخ نے مجھے اپنی ٹوپی جو آپ کے سر پر تھی پہنائی اور میرے سلام کا جواب دیا اور مجھ سے کہا کہ اے خلف کیا تم نے یہ سب کچھ ارادہ کیا تھا؟ پھر میں آپ کی خدمت میں ٹھہرا آپ سے علم حاصل کیا آپ سے حدیث سنی

اور یہ شیخ بدیع الدین رحمۃ اللہ علیہ علماء صلحا محدّثین میں سے تھے۔ مصر میں رہنے لگے اور اس دن وہاں کے بڑے بڑے اکابر کو خرقہ قادریہ پہنایا۔[1]

عیسائی کو ابدال بنا دیا

شیخ ابوالحسن بن طنطنہ بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں سیدی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علم پڑھا کرتا تھا اور میں رات کو اکثر آپ کی ضرورت کے خیال سے جاگتا تھا آپ صفر 553ھ کے مہینے میں ایک رات اپنے گھر کے دروازہ سے نکلے اور میں نے آپ کو لوٹا دینا چاہا مگر آپ نے نہ لیا اور مدرسہ کے دروازہ کا ارادہ کیا وہ ان کے لئے خود بخود کھل گیا اور آپ باہر نکل گئے میں بھی آپ کے پیچھے پیچھے باہر نکل گیا۔ میں دل میں کہتا تھا کہ آپ کو میرا علم نہیں ہے اور آپ چلے یہاں تک کہ بغداد شریف کے دروازہ تک پہنچ گئے پھر دروازہ آپ کے لئے کھل گیا اور آپ وہاں سے نکلے پھر دروازہ بند ہو گیا اور تھوڑی دور تک آپ گئے تو کیا دیکھا

[1] بهجة الاسرار صفحه 136 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہوں کہ ہم ایک ایسے شہر میں آگئے ہیں کہ جس کو میں پہچان نہ سکا۔ آپ ایک مکان میں داخل ہوئے جو کہ سرائے کہ مشابہ تھا اور دیکھا تو اس میں چھ شخص تھے سب نے آپ کو سلام کہا اور میں وہاں کے ایک ستون کی آڑ میں کھڑا ہو گیا میں نے اس مکان کی ایک جانب میں رونے کی آواز سنی۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بند ہو گئی اور ایک مرد آیا اور اس طرف گیا جہاں سے میں نے وہ نرم آواز سنی تھی پھر وہ نکلا بحالیکہ اس نے اپنے کندھے پر ایک شخص کو اٹھایا ہوا تھا۔ ایک شخص داخل ہوا جس کا سر ننگا تھا اس کی مونچھوں کے بال لمبے تھے وہ آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ نے اس کو کلمہ شہادت پڑھایا اور اس کے سر اور مونچھوں کے بال کترے اس کو ٹوپی پہنائی اور اس کا نام "محمد" رکھا اور ان لوگوں سے کہا کہ مجھ کو حکم دیا گیا ہے کہ یہ شخص اس مرحوم کے بدلہ میں مقرر کیا جائے ان سب نے کہا بہت اچھا پھر آپ نکلے اور ان کو آپ نے وہیں چھوڑا میں آپ کے پیچھے ہو لیا اور ہم تھوڑی دور چلے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ ہم بغداد شریف کے دروازہ پر ہیں وہ پہلے کی طرح کھل گیا پھر آپ مدرسہ میں آئے اس کا دروازہ بھی کھل گیا اور اپنے گھر میں داخل ہو گئے جب صبح ہوئی تو میں اپنی عادت کے موافق آپ کے سامنے پڑھنے کے لئے بیٹھا لیکن آپ کی ہیبت کی وجہ سے نہ پڑھ سکا آپ نے فرمایا: بیٹا پڑھ کچھ مضائقہ نہیں تب میں نے آپ کو قسم دلائی کہ جو میں نے حال دیکھا ہے اس کو (واضح طور پر) بیان فرمائیں۔

آپ نے فرمایا: کہ وہ شہر "نہاوند" تھا اور تم نے جو چھ شخص دیکھے وہ عمدہ ابدال تھے وہ نرم آواز والا ان میں سے ساتواں تھا وہ بیمار تھا جب اس کی موت قریب آئی میں اس وقت آیا اور جو شخص اس کو اپنے کندھے پر اٹھا کر باہر لے گیا تھا وہ ابو العباس خضر علیہ السلام تھے وہ اس کو باہر اس لئے لے گئے تھے کہ اس کے غسل وغیرہ کا اہتمام کریں جس شخص کو میں نے کلمہ شہادت پڑھایا تھا وہ قسطنطنیہ کا رہنے والا عیسائی تھا مجھے حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس متوفی کے بدل اور قائم مقام بن جائے اس کو بلایا گیا اور میرے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا اب وہ ان میں سے ایک ہے شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی میں یہ بات کسی سے نہ کہنا۔ [1]

جن سے لڑکی کو چھڑا لیا

شیخ ابو سعد عبداللہ بن احمد بن علی بن محمد بغدادی الوجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میری بیٹی جس کا نام فاطمہ تھا ہماری چھت پر 530ھ میں چڑھی جس کو کوئی اٹھا کر لے گیا۔ وہ باکرہ تھی اور اس کی عمر اس دن سولہ 16 سال تھی تب میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں نے اس کا ذکر آپ سے کیا آپ نے فرمایا: کہ آج کی رات تم کرخ کے جنگل کی طرف جاؤ پانچویں ٹیلے کے پاس جا کر بیٹھو زمین پر اپنے گرد ایک دائرہ کھینچ لو اور خط کھینچنے کے وقت یہ کہنا:

"بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى نِيَّةِ عَبْدِالْقَادِرِ"

پھر جب تھوڑی رات آ جائے گی تو تمہارے پاس جنوں کا گروہ آئے گا جن کی صورتیں مختلف ہوں گی تم ان سے ڈرنا مت اور جب صبح ہو جائے گی تو اس وقت ان کا بادشاہ تمہارے پاس ایک لشکر کے ساتھ آئے گا تم سے تمہارا مطلب پوچھے گا تم اسے کہہ دینا کہ مجھ کو عبدالقادر نے تمہاری طرف بھیجا ہے اور اس سے اپنی لڑکی کا حال بیان کرنا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 138 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

جب میں گیا اور جو کچھ مجھے آپ نے حکم دیا اس کے موافق عمل کیا مجھ پر ڈراؤنی شکل والی صورتیں گزریں لیکن کسی کو مجال نہ تھی کہ اس دائرہ کے قریب آئے جس میں کہ میں تھا اور رات بھر گروہ گروہ آتے رہے حتیٰ کہ ان کا بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا میں اس کے سامنے تھا وہ آ کر دائرہ کے پاس کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ اے انسان! تمہاری کیا حاجت ہے؟

میں نے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تب وہ گھوڑے پر سے اتر پڑا اور زمین پر بوسہ دیا اور دائرہ سے باہر بیٹھ گیا اس کے ساتھی بھی بیٹھ گئے اور کہا تمہارا کیا معاملہ ہے؟

تب میں نے اپنی لڑکی کا حال بیان کیا اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟

انہوں نے اس کے حال سے لاعلمی بیان کی تھوڑی دیر کے بعد ایک جن کو پکڑ لائے جس کے ساتھ وہ لڑکی تھی اور کہا گیا کہ یہ چین کا جن ہے اس سے پوچھا گیا کہ تم کو کس چیز نے اس امر پر برانگیختہ کیا کہ قطب کی رکاب کے نیچے چوری کرے اس نے کہا کہ میں نے اس کو دیکھا اور اس کی محبت میرے دل میں آ گئی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑا دی جائے اور مجھ کو میری بیٹی حوالہ کی۔ میں نے اس سے کہا کہ میں نے آج رات کا سا معاملہ کبھی نہیں دیکھا اور تم شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر فرماں برداری کرتے ہو؟ اس نے کہا ہاں بے شک وہ اپنے گھر بیٹھے ہمارے جنوں کو دیکھتے ہیں حالانکہ دور کے رہنے والے ہوتے ہیں وہ دیکھتے ہی اپنے مکانوں کی طرف آپ کی ہیبت سے بھاگ جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ جب کسی قطب کو مقرر کرتا ہے تو اس کو جن وانس پر غلبہ دیتا ہے۔ [1]

کان میں کہنا آئندہ نہ آنا

شیخ ابوسعد عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ میں اصفہان کا رہنے والا ہوں میری ایک بیوی ہے جس کو اکثر مرگی کا دورہ رہتا ہے اور تعویذ منتر والوں کو اس کے معاملہ نے عاجز کر دیا ہے آپ نے فرمایا: کہ یہ ایک جن ہے جو کہ سراندیپ کے جنگل کا رہنے والا ہے اس کا نام "خانس" ہے اور جب تیری بیوی پر مرگی آئے تو اس کے کان میں یہ کہہ دینا کہ اے خانس! تم کو ''شیخ عبدالقادر'' جو کہ بغداد میں رہتے ہیں کہتے ہیں کہ پھر نہ آنا اور اگر آئے گا تو ہلاک ہوگا۔ تب وہ شخص چلا گیا اور دس 10 سال تک غائب رہا پھر وہ آیا اور ہم نے اس سے پوچھا اس نے کہا کہ میں نے شیخ کے حکم کے مطابق اس سے کہہ دیا تھا سو اب تک اس کو مرگی کا اثر نہیں۔

یہ بھی کہتے ہیں کہ منتر کرنے والوں کے سردار نے یہ بات کہی ہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں چالیس 40 سال تک بغداد میں کسی پر مرگی کا اثر نہیں ہوا جب آپ کا انتقال ہوا تو وہاں مرگی کا اثر ہوا۔ [2]

منکر کے لیے سفارش مان لی

سید ابوالعباس احمد بن شیخ ابوعبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے والد نے فرمایا: شیخ ابوعلی ہیتی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن سیدی شیخ محی الدین

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 140 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان [2] بهجة الاسرار صفحه 141-140 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے گھر میں داخل ہوئے میں ان کے ساتھ تھا ہم نے دہلیز میں ایک جوان کو پایا جو کہ چت لیٹا ہوا ہے اس نے شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ میری سفارش شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کریں۔ جب ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ابن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ذکر کیا تب شیخ نے فرمایا: کہ تمہارے لئے ہم نے معاف کر دیا پھر جب شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نکلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا انہوں نے اس سے کہا کہ ہم نے تمہاری سفارش شیخ کے نزدیک کی ہے وہ کھڑا ہوا اور دہلیز کے اندر سے نکل کر ہوا میں اڑ گیا اور میں اس کو دیکھتا تھا پھر ہم شیخ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ماجرا ان سے پوچھا کہ کیا بات تھی؟

آپ نے فرمایا: کہ یہ ہوا پر اڑ کر جا رہا تھا اور دل میں کہنے لگا کہ بغداد میں کوئی مرد (کامل) نہیں میں نے اس کے حال کو چھین لیا اور اگر شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نہ ہوتے تو میں اس کا حال نہ لوٹاتا۔ ①

مردانِ غیب کی حاضری

سید ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں مدرسہ کی چھت پر مغرب و عشا کے درمیان ہفتہ کی رات 9 ربیع الآخر 552 ھ میں چت لیٹا ہوا تھا گرمیوں کے دن تھے اور سید محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میرے سامنے قبلہ کی جانب تھے میں نے خلا میں ایک شخص کو جو کہ ہوا میں اڑتا جاتا تھا جس طرح تیر جاتا ہے اس کے سر پر ایک لطیف عمامہ تھا اس کے دونوں کندھوں میں اس کا شملہ تھا اس کے سفید کپڑے تھے اس کی کمر میں ایک لنگی تھی جب وہ شیخ کے سر کے مقابل آیا تو اس طرح اترا جیسا کہ عقاب شکار پر گرتا ہے یہاں تک کہ آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا آپ کو سلام کہا پھر ہوا میں اڑ گیا یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گیا پھر میں کھڑا ہو کر شیخ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا: کیا تم نے اس کو دیکھا؟ میں نے کہا کہ ہاں آپ نے فرمایا: کہ وہ مردان غیب سے ہے جو کہ اڑتے پھرتے ہیں ان پر خدا کا سلام ہو۔ ②

چھت گرنے سے پہلے بتا دیا

ایک دن ماہ محرم 559 ھ میں حلب میں ان کی رباط کے شیڈ میں تین سو 300 زائرین جمع تھے آپ اندر سے جلد باہر تشریف لائے اور لوگوں کو آواز بلند فرمانے لگے جلد باہر نکلو، جلد باہر نکلو پھر سب لوگ باہر نکل آئے اور شیڈ میں کوئی باقی نہ رہا اس وقت چھت گر گئی اور لوگ بچ گئے آپ نے فرمایا کہ میں گھر میں تھا مجھ سے کہا گیا کہ عنقریب چھت گر پڑے گی اس لیے میں تم پر ڈرنے لگا۔ ③

ایک بات بتانے پر ڈیڑھ لاکھ دینار ملے

ابوالحسن علی بن ابوطاہر ابراہیم بن نجا ابن غنائم انصاری دمشقی فقیہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ واعظ نے کہا کہ میں نے ایک دفعہ حج کیا اور بغداد میں

---

① بهجة الاسرار صفحه 142 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 142 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 142 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں اور میرا رفیق آیا ہم اس سے پہلے اس میں داخل نہ ہوئے تھے اور کسی کو ہم پہچانتے نہ تھے ہمارے پاس سوا ایک چھری کے اور کچھ نہ تھا میں نے اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے چاول خریدے جن کو ہم نے کھایا ہمیں وہ اچھے معلوم نہ ہوئے اور ہمارا پیٹ نہ بھرا ہم شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے اور جب ہم بیٹھ گئے تو آپ نے قطع کلام کیا اور فرمایا:

مساکین غرباء عرب سے آئے ہیں ان کے پاس چھری کے سوا کچھ نہ تھا انہوں نے اس کو بیچ ڈالا اور اس کی قیمت سے چاول خریدے جوان کو اچھے معلوم نہ ہوئے ان کا اس سے پیٹ نہ بھرا میں یہ بات سن کر بہت متعجب ہوا جب آپ نے اپنا کلام پورا کیا تو دسترخوان بچھانے کا حکم دیا میں نے رفیق سے آہستہ کہا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کشک [1] اور تیتر اور میں نے اپنے دل میں کہا کہ شہد چاہتا ہوں تب آپ نے خادم سے فرمایا: کہ کشک تیتر کے ساتھ فوراً لاؤ اس نے وہ دونوں حاضر کر دیئے اور فرمایا: کہ ان دونوں شخصوں کے سامنے رکھ دے اور ہم دونوں کی طرف اشارہ کیا اس نے کشک کو میرے سامنے رکھ دیا اور شہد میرے رفیق کے سامنے۔

آپ نے فرمایا: کہ اس کے برعکس کر دو ورنہ مصیبت میں گرفتار ہوگا پھر میں تو چلا اٹھا اور سعی کی لوگوں پر سے کودتے ہوئے آپ کی طرف دوڑ کر گیا تب آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ دیار مصریہ کے واعظ خوش آئے؟ میں نے کہا کہ اے میرے سردار! یہ کیسے؟

آپ نے فرمایا: کیونکہ میں تو اچھی طرح فاتحہ صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتا۔ آپ نے فرمایا: کہ مجھ کو حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ کہوں وہ کہتے ہیں کہ پھر میں آپ سے علم پڑھنے لگا تو خدا نے مجھ پر علم کا دروازہ ایک ہی سال اتنا کھول دیا کہ اس قدر کسی اور پر میرے سوا بیس 20 سال تک نہ کھولا ہوگا میں نے بغداد میں وعظ کیا پھر میں نے آپ سے مصر جانے کا اذن لیا تو آپ نے فرمایا: کہ

تم عنقریب دمشق پہنچو گے اس میں تم ترکوں کو پاؤ گے جو مصر میں جانے کے لئے تیار ہوں گے تاکہ اس کے مالک بن جائیں تم ان سے کہنا کہ اس دفعہ تم ہرگز اپنے مقصود کو حاصل نہیں کر سکتے بلکہ تم لوٹ جاؤ اور دوسری دفعہ جانا اور اس کے مالک بننا۔

وہ کہتے ہیں کہ جب میں دمشق میں آیا تو میں نے وہی معاملہ پایا جو آپ نے مجھے فرمایا تھا میں نے ان سے وہی بات کہہ دی جو آپ نے مجھے فرمائی تھی مگر انہوں نے میری بات نہ مانی میں مصر میں گیا تو خلیفہ کو پایا کہ وہ ان سے لڑنے کی تیاری کر رہا ہے میں نے اس سے کہہ دیا کہ کچھ مضائقہ نہیں یہ لوگ ناکام واپس جائیں گے اور آپ لوگ کامیاب ہوں گے پھر جب ترک مصر میں آئے مغلوب ہوئے۔ مجھ کو خلیفہ نے اپنا ہمنشین بنالیا اور مجھ کو اپنے اسرار سے خبردار کیا۔

پھر دوسری دفعہ ترک جو آئے تو وہ مصر کے مالک ہو گئے اور بوجہ اس کلام کے کہ میں نے ان سے دمشق میں کہی تھی میری بڑی عزت و تواضع کی۔ مجھ کو دونوں سلطنتوں سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک بات بتلانے کی وجہ سے ڈیڑھ لاکھ 150,000 دینار حاصل ہوئیں۔ [2]

---

[1] جو کا پانی سرکہ یا دودھ کے ساتھ ملا کر پکایا جائے تو اسے کشک کہتے ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ 143 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

فرشتے نے قرض اتارا

شیخ ابو محمد عبدالطیف ﷫ نے فرمایا: میرے والد نے فرمایا: میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر ﷫ پر ایک وقت دوسو پچاس 250 دینار مختلف قرضوں کے ہو گئے ایک شخص آیا جس کو میں پہچانتا تھا وہ آپ کی خدمت میں بغیر اذن لینے کے آ گیا اور دیر تک آپ سے باتیں کرتا رہا آپ کے لئے سونا نکالا اور کہا یہ قرض کے ادا کے لئے ہے اور چلا گیا تب مجھ کو شیخ نے حکم دیا کہ میں ہر ایک حق دار کو اس کا حق پہنچا دوں اور فرمایا: کہ یہ تقدیر کا صراف ہے میں نے کہا کہ تقدیر کا صراف کون ہوتا ہے؟

کہا ایک فرشتہ ہوتا ہے جس کو خدا تعالیٰ اپنے اولیاء کے قرض دار کے لئے بھیجا کرتا ہے اور وہ اس کی طرف سے پورا کر دیتا ہے۔[1]

ہمارا کلام سن کر جانا

ایک دن آپ وعظ فرما رہے تھے اسی اثنا میں آپ چند قدم ہوا میں اڑ کر چلے اور فرمایا: اے اسرائیلی ٹھہر جا کلام محمدی سنتا جا پھر آپ اپنی جگہ پر آ گئے آپ سے جو پوچھا گیا تو فرمایا: کہ ابو العباس خضر علیہ السلام ہماری مجلس پر سے جلدی جلدی جا رہے تھے اس لئے میں اڑا اور ان سے وہ بات کہی جو تم نے سنی ہے۔[2]

اَنَا اَجْمَعُ وَاَنْتَ تُفَرِّقُ

شیخ عدی بن مسافر ﷫ اور ان کے احباب نے فرمایا: ایک دفعہ بارش ہوئی اور شیخ محی الدین عبدالقادر ﷫ وعظ فرما رہے تھے تو بعض اہل مجلس جانے لگے تب آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور کہا:

(اَنَا اَجْمَعُ وَاَنْتَ تُفَرِّقُ)

"(خداوند) میں تو لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے۔"

پھر بارش خدا کے حکم سے مجلس کے اوپر سے بند ہو گئی اور مدرسہ کے باہر بارش ہوتی تھی مجلس پر ایک قطرہ بھی نہیں پڑتا تھا۔[3]

دجلہ کو روک دیا

ایک سال دجلہ اس قدر بھر آیا کہ بغداد غرق ہونے لگا تھا لوگ شیخ عبدالقادر ﷫ کی خدمت میں فریادی

---

① بهجة الاسرار صفحه 145 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 145 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 147 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آئے تب آپ نے عصا لیا اور دریا کے کنارے تک آئے پانی کی حد تک اس کو گاڑ دیا اور فرمایا: یہاں تک رہو اسی وقت پانی اتر گیا۔ ①

بارش مجلس کے باہر ہوتی

شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آسمان کے نیچے (میدان میں) وعظ فرما رہے تھے پھر بارش آئی تو آپ نے اپنا سر اٹھایا اور کہا کہ:

(اَنَا اَجْمَعُ وَاَنْتَ تَفْرِقُ)

"میں لوگوں کو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے۔"

وہ کہتے ہیں کہ خدا کے حکم سے مجلس سے بارش بند ہوگئی۔ ②

بارش روک دی

ابوزید عبدالرحمٰن بن احمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں شیخ عالم ابواسحاق ابراہیم بن سعید داری ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس "دمشق" میں تھا اور ان کے پاس ملک معظم ملک امجد ملک صالح اسماعیل وتقی الدین ومجیر الدین پسران ایوب موجود تھے اور بارش شروع ہوئی ہم لوگ میدان میں تھے انہوں نے لوگوں سے کہا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کرسی پر بیٹھے وعظ فرما رہے تھے تب بارش ہوئی تو آپ نے فرمایا:

(اَنَا اَجْمَعُ وَاَنْتَ تَفْرِقُ)

"میں تو جمع کرتا ہوں اور تو متفرق کرتا ہے۔"

پھر بادل مجلس سے ہٹ گیا اور مجلس سے باہر بادل برسنے لگا وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا کلام ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ ہم سے بارش بند ہوگئی ہم سے دائیں بائیں برستی تھی اور ہم پر نہیں گرتی تھی۔ ③

ہر طرف آگ لگ گئی

شیخ بقا بن بطو نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شیخ اور ان کے ساتھ ایک جوان شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اس شیخ نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کے لئے دعا مانگیں کہ یہ میرا فرزند ہے حالانکہ وہ اس کا بیٹا نہ تھا بلکہ وہ بری عادت پر تھا تب آپ خفا

① بهجة الاسرار صفحه 147 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 147 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 147 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہوئے اور فرمایا: کہ میرے ساتھ تمہارا معاملہ یہاں تک پہنچ گیا آپ اپنے گھر میں داخل ہوگئے تو اسی وقت بغداد کے اطراف میں آگ لگ گئی اور جب ایک جگہ بجھاتے تو دوسری جگہ لگ جاتی وہ کہتے ہیں کہ میں نے بغداد میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے غصہ کی وجہ سے بلا نازل ہوتے ہوئے دیکھی جس طرح کے بادل کا ٹکڑا ہوتا ہے تب میں جلد آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو غضب کی حالت پر پایا میں آپ کی ایک جانب بیٹھ گیا اور عرض کیا اے میرے سردار الوگوں پر رحم کھائیں وہ تو ہلاک ہوگئے یہاں تک کہ آپ کا غصہ فرو ہوا اور بلا کو میں نے دیکھا کہ جاتی رہی اور تمام آگ بجھ گئی۔ ①

لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں

شیخ عمر بزاز رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جمعہ کے دن بتاریخ 15 جمادی الآخر 556ھ مسجد جامع کی طرف گیا آپ کو کسی نے سلام نہ کہا میں نے کہا یہ عجب ہے ہم تو ہر جمعہ جامع مسجد میں جاتے تھے اور شیخ کے ساتھ اس قدر ہجوم ہوتا تھا کہ ہمارا پہنچنا مشکل سے ہوتا۔ میں نے یہ فقرہ ابھی پورا نہ کیا تھا کہ شیخ نے میری طرف دیکھ کر تبسم کیا اور لوگوں نے سلام کہنے کی جلدی کی۔ یہاں تک کہ مجھ میں اور آپ میں لوگ حائل ہوگئے پھر میں نے دل میں کہا کہ وہ حال اس حال سے بہتر تھا تب آپ نے میری طرف توجہ کی اور ہنس کر فرمایا:

(یَاعُمَرُ اَنْتَ الَّذِیْ اَرَدْتَ هٰذَاوَمَاعَلِمْتَ اِنَّ قُلُوْبَ النَّاسِ بِيَدِیْ اِنْ شِئْتُ صَرَفْتُهَاعَنِّیْ وَاِنْ شِئْتُ اَقْبَلْتُ بِهَااِلَیَّ)

''اے عمر! تمہیں نے یہ ارادہ کیا تھا کیا تمہیں معلوم نہیں کہ لوگوں کے دل میرے ہاتھ میں ہیں اگر چاہوں تو اپنی طرف سے پھیردوں اور چاہوں تو اپنی طرف متوجہ کردوں۔'' ②

تم نے یہ چاہا تھا؟

شیخ ابومحمد عبدالملک ذیال رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے میرے والد نے فرمایا: کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں 560ھ میں تھا آپ اپنے گھر سے نکلے اور آپ کے ہاتھ میں عصا تھا تب میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ کاش آپ اس عصا میں مجھ کو کرامت دکھائیں آپ نے میری طرف ہنس کر دیکھا اور اس کو زمین میں گاڑ دیا میں نے دیکھا تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک روشن نور ہے جو کہ آسمان کی طرف چڑھتا ہے تمام خلا میں اس کے سبب روشنی ہوگئی اس طرح ایک گھنٹہ تک رہا پھر آپ نے اس کو پکڑ لیا تو وہ عصا ہوگیا جیسا کہ پہلے تھا آپ نے مجھ سے فرمایا:

(یَاذَیَالُ اَنْتَ اَرَدْتَ هٰذَا)

---

① بهجة الاسرار صفحه 149 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 149 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

"اے ابدال! تم نے یہ چاہا تھا۔"①

کیا کوئی حنفی ولی نہیں؟

شیخ ابوالتقی محمد بن از ہر صریفینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مُجھ رامیں ایک مدت تک کہ اللہ عزوجل سے اس امر کا سوال کرتا تھا کہ مجھے ایک مرد، مردان غیب میں سے دکھائے۔ تب میں نے خواب میں ایک رات دیکھا کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کر رہا ہوں اور ان کی قبر کے پاس ایک شخص ہے میرے دل میں یہ بات آئی کہ یہ مردان غیب میں سے ہے پھر مجھے جاگ آ گئی اور امید ہوئی کہ میں ان کو بیداری میں دیکھوں گا میں اسی وقت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت کو آیا پھر میں نے اس وقت بعینہ وہی شخص ان کی قبر کے پاس دیکھا وہ جلد زیارت کر کے وہاں سے نکلا اور میں پیچھے ہولیا۔ یہاں تک کہ وہ دجلہ تک پہنچا پھر دجلہ کی دونوں طرفیں ان کی خاطر اس قدر مل گئیں کہ ایک مرد کے قدم کے برابر ہوگئیں تب وہ اس طرف پار ہو گئے میں نے ان کو قسم دلائی کہ آپ ٹھہریں اور مجھ سے بات کریں تب وہ ٹھہر گئے میں نے ان سے کہا کہ آپ کا کیا مذہب ہے؟ انہوں نے کہا کہ "حنفی مسلم" ہوں اور میں مشرکوں میں سے نہیں ہوں مجھے معلوم ہوا کہ وہ "حنفی المذہب" ہیں پھر وہ چل دیئے میں نے دل میں کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کا ذکر کروں گا جو میں نے دیکھا ہے میں مدرسہ میں آیا اور آپ کے دروازہ پر کھڑا ہوا آپ نے گھر میں سے مجھے پکار کر کہا اے محمد! مشرق سے مغرب تک زمین میں کوئی حنفی② ولی اللہ اس کے سوا نہیں ہے اور میرے لئے دروازہ نہ کھولا۔③

جس کو اطباء جواب دیتے آپ علاج کرتے

شیخ ابوعبداللہ محمد بن خضری حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے سید شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت تیرہ 13 سال کی ہے اور آپ کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ اس میں سے ایک یہ کہ جب تمام اطبا کسی مریض کے علاج سے عاجز آتے تھے تو وہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا تھا آپ اس کے لئے دعا مانگتے اس پر ہاتھ پھیرتے تھے تو وہ آپ کے سامنے کھڑا ہو جایا کرتا تھا۔ خدا کے حکم سے تندرست ہو جایا کرتا تھا اور ہمیشہ آپ کے پاس وہ آ کر جلد تندرست ہو جاتا تھا۔④

پیٹ کا مرض جاتا رہا

ایک دفعہ آپ کی خدمت میں "سلطان مستنجد" کا قریبی رشتہ دار لایا گیا جس کو استسقا کا مرض تھا اس کو پیٹ کی بیماری تھی۔ تب

---

① بهجة الاسرار صفحہ 150 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② یہ روایت واللہ اعلم الحاق معلوم ہوتی ہے ورنہ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں بہت سے اکابر حنفی ولی اللہ موجود تھے بغداد شریف میں جیسے حضرات خواجہ خواجگان عثمان ہارونی، خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ دیگر اولیا تھے جو مذہب حنفی رکھتے تھے۔

③ بهجة الاسرار صفحہ 152 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحہ 153 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

آپ نے اس کے پیٹ پر ہاتھ مبارک پھیرا تو وہ خدا کے حکم سے لاغر پیٹ ہو کر کھڑا ہو گیا گویا کہ اس کو کوئی بیماری نہ تھی۔ ①

بخار کو نکال دیا

آپ کی خدمت میں ابوالمعالی احمد بن مظفر بن یونس بغدادی حنبلی آیا اور کہنے لگا کہ میرے بیٹے محمد کو پندرہ (15) ماہ ہو گئے کہ بخار اس کو نہیں چھوڑتا بلکہ بڑھتا جاتا ہے آپ نے فرمایا: کہ تم جاؤ اور اس کے کان میں کہہ دو اے "ام ملدم" تم کو "عبدالقادر" کہتے ہیں کہ میرے بیٹے سے نکل کر حلۃ کی طرف چلا جا پھر ہم نے ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں گیا اور جس طرح مجھ کو آپ نے حکم دیا تھا ویسا کیا تو وہ اب تک پھر نہیں آیا اور کئی سال کے بعد ہم نے اس سے پوچھا تو کہا کہ اس دن کے بعد اس کے پاس پھر کبھی نہیں آیا اور یہ خبر آئی کہ حلہ کے لوگوں کو بہت بخار آتا ہے۔ ②

لاغر اونٹنی کو توانا کر دیا

آپ کی خدمت میں ابوحفص عمر بن صالح حداوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اونٹنی کو لے کر آیا اور عرض کیا کہ میرا ارادہ حج کا ہے اور یہ میری اونٹنی ہے کہ چل نہیں سکتی اور میرے پاس اور کوئی اونٹنی نہیں ہے پس شیخ نے اس کو ایک ایڑی لگائی اور اس کی پیشانی پر اپنا ہاتھ رکھا وہ کہتا تھا کہ پھر اس کا حال تھا کہ تمام سواریوں سے آگے چلتی تھی اور پہلے یہ سب سے پیچھے رہتی تھی۔ ③

کبوتری اور قمری نے حکم کی تعمیل کی

شیخ ابوالحسن علی بن احمد بن وھب ازجی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تو آپ نے ان کی عیادت کی۔ ان کے گھر میں ایک کبوتری اور ایک قمری تھی۔ تب انہوں نے آپ سے عرض کی یا سیدی! یہ کبوتری چھ ماہ سے انڈے نہیں دیتی اور یہ قمری 9 ماہ سے بولتی نہیں۔

پھر آپ کبوتری کے پاس جا کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ اپنے مالک کو نفع پہنچایا کر اور قمری کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا: کہ اپنے خالق کی تسبیح پڑھا کر وہ کہتے ہیں کہ قمری اسی وقت بولنے لگی یہاں تک کہ بغداد کے لوگ اس کی آواز سن کر جمع ہونے لگے تاکہ اس کی بولی سنیں اور کبوتری انڈے دینے لگی اور اپنے مرنے کے وقت تک دیتی رہی۔ ④

مستقبل کی خبر دے دی

اور شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ سے 560ھ میں فرمایا: کہ اے خضر! تم شہر موصل کی طرف جاؤ کیونکہ تیری پیٹھ میں اولاد ہے کہ جس کو تو ظاہر

---

① بهجة الاسرار صفحه 153 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 153 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 153 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 153 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

کرے گا پہلے ان سے ایک لڑکا ہوگا جس کا نام "محمد" ہوگا اس کو ایک اندھا بلدادی قرآن مجید سات (7) ماہ میں پڑھائے گا۔ اس کا نام" علی " ہے وہ سات سال کا ہوگا کہ قرآن مجید حفظ کرے گا اور تم 94 سال اور ایک ماہ سات دن زندہ رہو گے اور شہر اربل میں فوت ہوگے تمہارے کان تمہاری آنکھیں تمہاری قوت سب کچھ صحیح اور تندرست رہے گا۔

ابو عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میرے دادا نے موصل میں سکونت اختیار کی اور میں شروع ماہ صفر 601ھ میں پیدا ہوا میرے لئے ایک نابینا حافظ کو لایا گیا جس نے مجھے قرآن سکھایا جب میں چھ سال اور پانچ ماہ کا ہوا اور ابھی سات سال ختم نہ کئے تھے کہ قرآن کو حفظ کرلیا میرے والد نے حافظ جی کا نام اور ان کے شہر کا نام دریافت کیا تو کہا کہ میرا نام "علی" ہے اور میرا شہر بغداد ہے تب والد نے آپ کا ذکر کیا۔ میرے والد اربل میں ماہ صفر 625ھ میں فوت ہوئے اور انہوں نے پورے 94 سال اور ایک ماہ اور سات دن کی عمر پائی۔ اللہ عزوجل نے ان کے حواس اور قوتیں ان کی وفات تک محفوظ رکھیں۔ [1]

اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سے راضی ہو جا

شیخ امام شہاب الدین ابو حفص بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں 625ھ میں کہا کہ شیخ عباد رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو بکر حمامی رحمۃ اللہ علیہ دونوں عمدہ حالات والے تھے اور شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ اے ابو بکر! شریعت محمدیہ مطہرہ مجھ سے تیرا گلہ کرتی ہے۔ آپ ان کو کئی امور سے منع کرتے تھے لیکن وہ باز نہ آتے تھے اور آپ "جامع رصافہ" کی طرف گئے اور ان کو وہاں پایا تو اپنا ہاتھ ان کے سینہ پر پھیرا اور فرمایا: کہ نکل اے ابو بکر اور بغداد سے نکل جا۔

تب ان کے سارے حالات و معاملات جاتے رہے ان کے مقامات ان سے پوشیدہ ہو گئے وہ مقام "فرق" کی طرف نکل گیا اس کا یہ حال ہوگیا کہ جب بغداد کی طرف آتا اور قصد کرتا کہ اس میں داخل ہو تو منہ کے بل گر پڑتا اور اگر کوئی اس کو اٹھاتا تا کہ اس کو داخل کرے تو دونوں گر جاتے اس کی ماں روتی ہوئی شیخ کی خدمت میں آئی اور اپنا شوق فرزند کی طرف ظاہر کیا اور شکایت کی کہ میں وہاں جانے سے عاجز ہوں آپ نے سر نیچے کیا اور فرمایا: کہ ہم نے اس کو اجازت دی کہ فرق سے بغداد کی طرف زمین کے نیچے سے اور تجھ سے تیرے گھر کے کنوئیں میں سے ہو کر بات کرے۔ کہتے ہیں کہ وہ ہر ہفتہ ایک دفعہ اپنی ماں کے گھر میں زمین کے نیچے سے آتے اور اس سے ملتے۔

اور شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کو شیخ کی طرف بھیجا تا کہ اس کی سفارش آپ کے پاس کرے۔ تب شیخ نے اس کے بارے میں نیک وعدہ فرمایا:۔ مظفر جمال رحمۃ اللہ علیہ اور ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ میں محبت تھی۔ مظفر نے خواب میں رب العزت تبارک و تعالیٰ کو دیکھا تو اللہ عزوجل نے فرمایا:

(یَا عَبْدِیْ تَمَنَّ) "اے میرے بندے! کسی چیز کی خواہش کر۔"

انہوں نے کہا کہ اے میرے رب! میرے بھائی ابو بکر کا حال درست کردے فرمایا کہ تیرے لئے یہ بات دنیا و آخرت کے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 153 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

والی عبدالقادر کے پاس ہے اس کی طرف جا اور اس سے کہہ دے کہ تجھ کو تیرا رب کہتا ہے کہ بوجہ اس قسم کے کہ میں نے ارادہ کیا ہے کہ لوگوں پر بلا نازل کروں پھر تو ان کے بارے میں شفاعت کرے اور میں تجھ کو شفیع بناؤں اور اس امر کی وجہ سے کہ جو تو نے مجھ سے یہ سوال کیا تھا کہ اس مومن پر میں رحم کروں کہ جس نے مجھے دیکھا ہے سو میں نے وہ کیا اور بیشک ابوبکر سے میں راضی ہو گیا ہوں۔ اب تم بھی راضی ہو جاؤ اور نا گہاں رسول اللہ ﷺ بھی فرماتے ہیں کہ:

(یامُظَفَّرُ لَنَا نَبِیٌّ فِی الْاَرْضِ وَوَارِثِی الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ یَقُوْلُ لَکَ جَدُّکَ رَسُوْلُ اللّٰہِ رَدِّ عَلٰی اَبِیْ بَکْرٍ حَالِہٖ فَاِنَّکَ لَمْ تَغْضَبْ اِلَّا لِشَرِیْعِیْ وَالْاٰنَ فَقَدْ وَھَبَہٗ)

''اے مظفر جا اور میرے نائب اور وارث زمین شیخ عبدالقادر سے کہہ دو کہ تیرے جد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے حال کو پھر درست کر دو کیوں کہ میری شریعت کی وجہ سے ناراض ہوا ہے اور اب میں نے اس کو معاف کر دیا۔''

جب مظفر اس حال سے افاقہ میں ہوا تو خوشی خوشی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گیا تا کہ اس کو خوش خبری سنائے اس کو اس سارے واقعہ کی اطلاع ہو گئی تھی۔ حالانکہ حال کے گم ہونے کے بعد اب تک اس کو کوئی حال معلوم نہ ہوتا تھا۔ تب وہ راستہ کے وسط میں مل پڑے اور دونوں مل کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

شیخ نے فرمایا: اے مظفر! اپنا پیغام پہنچا دے۔ انہوں نے واقعہ کا سارا حال بیان کر دیا مگر کچھ اس میں سے بھول گئے۔ شیخ نے وہ بھولا ہوا یاد دلایا پھر ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے اس امر کی توبہ لی جس کو وہ برا سمجھتے تھے اور ان کو اپنے سینہ سے لگا لیا تو انہوں نے اسی وقت تمام گم شدہ حال مع زیادت کے پالیا۔

کہتے ہیں کہ مظفر اپنے تمام واقعہ کا ذکر کیا کرتے تھے ہم نے ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ تم اپنی والدہ کے پاس کس طرح آیا کرتے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جب میں ماں کی زیارت کا ارادہ کرتا تھا تو مجھ کو کوئی اٹھا لے جاتا تھا اور زمین کے نیچے اترتا جاتا تھا یہاں تک کہ کنویں میں پہنچ جایا کرتا اور اپنی ماں سے وہیں ملا کرتا تھا پھر میں وہاں سے اٹھایا جاتا تھا اور اپنے جس مکان سے گیا ہوتا وہیں مجھے پہنچایا جاتا تھا۔[1]

مغرور کا ''حال'' جاتا رہا

عباد نے ایک دفعہ کہا کہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے بعد زندہ رہوں گا اور ان کے حال کا وارث بنوں گا۔ تب آپ نے اس کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور فرمایا: اے عباد! میں تجھ میں اور تیرے غرور میں تیر پھینکوں گا اور اپنے ہجر کے گھوڑوں کو چھوڑوں گا کہ تیری صفائی کی چراگاہ کی جولانی کریں آپ نے اپنے ہاتھ کو اس کے ہاتھ سے نہ چھوڑا یہاں تک کہ اس کے تمام حال کو سلب کر دیا اور اس کے تمام معاملات جاتے رہے وہ اس حال پر ایک مدت تک رہا۔

شیخ جمال بدوی رحمۃ اللہ علیہ ایک رات اپنی خلوت میں تھے کہ اتفاقاً ایک شخص ان کے پاس آیا ان کو ہلایا۔ ان کا جبہ ان سے اتارا گیا ان

[1] بهجة الاسرار صفحه 160,161 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

کو ایک نور معلوم ہوا جو لطیف اور بہت سفید ہے وہ سنتا اور دیکھتا اور سمجھتا ہے ان کو عالم ملکوت کی طرف اٹھا کر لے گیا ان کو ایک ایسی مجلس میں لے گیا کہ جس میں مشائخ کی ایک جماعت تھی بعض ان میں سے وہ تھے کہ جن کو وہ پہچانتے تھے اور بعض کو نہ پہچانتے تھے تب ان پر ہوا چلی جس نے ان کو بے ہوش کر دیا پھر سب کہنے لگے کہ یہ خوشبو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مقام کی ہے ان کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ یہ ایک ایسا علم ہے کہ جو محجوب وصف کے ساتھ نہیں پایا جاتا اور یہ ایک ایسا وصف ہے کہ علم غائب سے اس کی تعریف نہیں کی جاتی۔ اس میں بولنے والے نے یہ کہا کہ:

(یَارَبُّ اَسْأَلُكَ اَنجِیُ عِبَادًا فِیُ)

''اے رب میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ بھائی عباد درست ہو جائے۔''

تب اس کے کان میں یہ بات ڈالی گئی کہ اس پر اس کا حال وہی لوٹائے گا کہ جس نے اس سے چھینا ہے پھر جمال رحمۃ اللہ علیہ اپنے انسانی حال میں آ گئے اور شیخ کی خدمت میں آئے آپ نے اس سے کہا کہ اے جمیل اتم نے عباد کے بارے میں سوال کیا تھا اس نے کہا ہاں فرمایا: کہ اس کو میرے پاس لاؤ جب وہ حاضر ہوا تو آپ نے اس سے کہا کہ تم کسی حاجی کے ساتھ اس کے نگہبان بن کر جاؤ۔ اس نے کہا کہ بہت اچھا اور یہ وقت تھا کہ جس میں عراقی قافلہ بغداد سے روانہ ہونے والا تھا تب وہ ان کے ساتھ تک چلا اس میں ایک درخت دیکھا تو اس سے اس کو وجد ہو گیا اور چلایا اور سماع میں چکر لگایا۔ یہاں تک کہ وجد میں اپنے وجود سے غائب ہو گیا اس کے نتھنے پھول گئے ان سے خون نکلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کے قدموں تک یہ نکلا پھر اس کو ہوش آ گیا اور اس کا سارا حال اس کی طرف لوٹ آیا اور اس کے ساتھ اور بھی ملا۔

شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اس وقت شیخ جمال رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اللہ عزوجل نے عباد پر اس کے حال کو لوٹا دیا اور اس کے ساتھ اور بھی اتنا دیا۔ میں نے اللہ عزوجل کی قسم اٹھائی تھی کہ وہ اس کا حال نہ لوٹائے۔ یہاں تک کہ وہ ہجر کے خون میں غوطہ لگائے اور آج اس نے اس میں غوطہ لگایا۔

کہتے ہیں کہ عباد حاجیوں کے ساتھ فید تک گیا عرب کے لوگوں نے ان پر حملہ کیا اور عباد جب کسی کام کا ارادہ کرتا تھا تو چلاتا تھا۔ اس کے چلانے سے جس کام کا ارادہ کرتا تھا وہ ہو جایا کرتا تھا وہ اس لئے چلایا کہ عرب کو شکست ہو جائے لیکن اس کی چیخ اس پر لوٹ پڑی اور اسی جگہ فوت ہو گئے اس کی موت فید کے حجاج میں مشہور ہو گئی اور وہیں دفن کئے گئے اور شیخ نے اس کی موت کی خبر جمال رحمۃ اللہ علیہ کو اسی دن دی۔[1]

آپ کا طریقہ کیا تھا؟

شیخ ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے سردار شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے ایسے وقت میں کہ میں سنتا تھا۔ یہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 161،162 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سوال کیا گیا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کیا تھا؟ انہوں نے فرمایا: کہ ان کا طریق حول وقوت سے بیزاری کے ساتھ تفویض وموافقت تھا اور عبودیت میں حضوری کے ساتھ مقام عبودیت میں قائم سرے تجرید تو حید و تو حید تفرید تھا۔ نہ شے کے ساتھ اور نہ شے کے لیے۔ ان کی عبودیت صحیح تھی۔ کمال ربوبیت کی آنکھ سے مدد یافتہ تھی۔ پس وہ ایسے عبد تھے کہ تفرقہ کی مصاحبت سے بلند تھے (مطالعہ جمع تک پہنچے ہوئے تھے) احکام شریعت کے لزوم کے ساتھ۔ ①

ابوالبرکات بن صخر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے چچا شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا اور میں سنتا تھا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ کیا تھا؟ فرمایا: کہ قلب وروح کی موافقت کے ساتھ مجاری اقدار کے نیچے لاغری، باطن وظاہر کا اتحاد اور صفات نفس سے باوجود اس کے کہ نفع وضرر قرب وبعد سے غیبت ہو کر نکل جانا۔ ②

شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا طریقہ قول وفعل میں اتحاد، نفس وقلب میں اتحاد، اخلاص وتسلیم کا معانقہ کتاب وسنت میں ہر خطرہ لحظہ ونفس ووارد وحال میں مضبوطی اللہ عزوجل کے ساتھ ہر ایک ایسے معاملہ پر جو کہ بڑے بڑے ثابت قدموں کے نزدیک قرار یافتہ ہے ثابت رہنا۔

شیخ برگزیدہ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی قوت اللہ عزوجل سے محبت اور اللہ عزوجل کے لیے اور اللہ عزوجل کے ساتھ تھی اس وقت ان کے سامنے بڑے بڑے سرداروں (مشائخ) کی قوت ضعیف تھی۔ اپنے مضبوط طریق کی وجہ سے جس کو انقطاع نہ تھا۔ بہت سے متقدمین سے بڑھے ہوئے تھے۔ اللہ عزوجل نے ان کو بڑے مقام عزیز تک بوجہ ان کی دقت نظر کے حقیقت میں بلند کیا تھا۔ ③

شیخ ابوالفرج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں بغداد میں آیا اور شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کے حال اور فراغت قلب وخلوت سر کا وہ حال دیکھا جس نے میری عقل گم کر دی۔

پھر جب میں ام عبیدہ کی طرف آیا تو میں نے اپنے ماموں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا ذکر کیا تو کہا اے فرزند شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی قوت کے برابر اور جس پردہ ہیں جہاں تک وہ پہنچے ہیں کون ہو سکتا ہے۔ ④

شیخ عارف ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ علیہ ایک شخص سے فرماتے تھے کہ اگر تو شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتا تو تو ایسے مرد کو دیکھتا کہ جس کی قوت اپنے طریقے میں جو کہ اپنے رب عزوجل کی طرف ہے تمام اہل طریقت کی قوتوں سے شدت ولزوم میں بڑھی ہوئی تھی۔ ⑤

آپ کا چالیس 40 سال عشاء کے وضو سے نماز فجر پڑھنا

شیخ عارف ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے سید شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی چالیس سال تک

① بہجۃ الاسرار صفحہ 163 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
② بہجۃ الاسرار صفحہ 163 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
③ بہجۃ الاسرار صفحہ 163 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
④ بہجۃ الاسرار صفحہ 163 - 164 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
⑤ بہجۃ الاسرار صفحہ 164 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

خدمت کی سواس مدت میں آپ عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھتے تھے اور جب آپ بے وضو ہوتے تھے اسی وقت وضو کر لیتے تھے اور دو رکعت نماز نفل پڑھ لیتے تھے۔

آپ کا یہ حال تھا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر اپنے حجرہ میں داخل ہوتے آپ کے ساتھ اور کوئی داخل نہ ہوتا تھا اور حجرہ میں سے سوا طلوع فجر کے نہ نکلتے تھے۔ میں آپ کی خدمت میں چند راتیں سویا۔ آپ کا یہ حال تھا کہ پہلی رات کچھ نفل پڑھتے پھر ذکر کرتے۔ یہاں تک کہ پہلا ثلث حصہ گزر جاتا تو آپ یہ کہتے:

''احاطہ کرنے والا رب گواہ، کافی حساب لینے والا، کارکرنے والا خالق پیدا کرنے والا۔ تصویر بنانے والا۔''

پھر کبھی آپ کا جسم لاغر ہو جاتا اور کبھی بڑا ہو جاتا۔ کبھی ہوا میں بلند ہو جاتے یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو جاتے پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہوتے اور قرآن شریف پڑھتے۔ یہاں تک کہ رات کا دوسرا حصہ گزر جاتا اور سجدے بڑے طویل کرتے تھے اپنے چہرہ کو زمین سے ملاتے پھر مراقبہ میں مشاہدہ میں طلوع فجر کے قریب تک متوجہ ہو کر بیٹھے رہتے پھر دعا مانگتے عاجزی اور نیاز میں لگے رہتے اور آپ کو ایک ایسا نور ڈھانپ لیتا تھا کہ عنقریب آنکھوں کو اچک لے جائے۔ یہاں تک کہ آپ اس میں نظر سے غائب ہو جاتے اور میں ان کے پاس یہ آواز سنتا تھا۔ السلام علیکم اور آپ اس کا جواب دیتے۔ یہاں تک کہ صبح کی نماز کی طرف نکلتے۔ [1]

پچیس سال تک آپ جنگل میں رہے

حضرت ابوالسعود احمد بن ابوبکر حریمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں عراق کے جنگلوں میں پچیس سال تک تنہا پھرتا رہا نہ میں مخلوق کو پہچانتا تھا اور نہ وہ مجھے پہچانتے تھے۔ میرے پاس رجال الغیب اور جن آیا کرتے تھے۔ میں ان کو اللہ ﷻ کا دین پڑھایا کرتا تھا اور میرے عراق میں داخل ہونے کے ابتداء میں حضرت خضر علیہ السلام نے مجھ سے ملاقات کی تھی۔ اس سے پہلے انہیں میں نہ پہچانتا تھا مجھ سے انہوں نے شرط کی تھی کہ میں ان کی مخالفت نہ کروں گا۔ مجھ سے انہوں نے کہا کہ آپ یہاں بیٹھ رہیں۔ میں اس مقام میں جہاں انہوں نے بٹھایا تھا۔ تین سال تک بیٹھا رہا۔ وہ ہر سال میرے پاس آتے اور کہتے کہ یہیں بیٹھے رہو یہاں تک کہ میں آپ کے پاس آؤں پس دنیا اور اس کی خوبصورتی میرے پاس عجیب شکلوں میں آتی لیکن مجھ کو میرا پروردگار اس کی طرف توجہ کرنے سے بچاتا۔ شیطان میرے پاس مختلف ڈراؤنی شکلوں میں آتے تھے اور مجھ سے لڑتے تھے لیکن اللہ ﷻ مجھے ان پر قوت دیتا تھا۔ میرا نفس میرے سامنے ایک صورت میں ظاہر ہوتا تھا کبھی میرے سامنے عاجزی کرتا کہ جو آپ کی مرضی ہو وہی کروں گا اور کبھی مجھ سے لڑتا تو اللہ ﷻ مجھے اس پر فتح دیتا۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 164 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 165-164 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آپ کے مجاہدہ کا حال

آپ فرماتے میرا نفس شروع "حال" میں مجاہدہ کا کوئی طریقہ اختیار کرتا پھر اس کو لازم کر لیتا اور اس کو گلے سے لگا تا میں اس کو ہاتھ سے جذب کر لیتا۔ میں مدتوں مدائن کے خرابات میں رہا اور اپنے نفس کو مجاہدات کے طریقہ پر لگائے رکھا۔ سال تک تو گری پڑی چیزیں کھایا کرتا اور پانی نہ پیتا اور ایک سال پانی پی لیتا اور گری پڑی چیز نہ کھاتا۔ ایک سال تک نہ کھاتا نہ پیتا اور نہ سوتا۔ ایک رات محل کسریٰ میں بڑی سردی میں سو گیا اور مجھے احتلام ہو گیا پھر میں کھڑا ہوا اور نہر کے کنارے گیا اور غسل کیا پھر سویا پھر احتلام ہو گیا پھر میں نے غسل کیا۔ اس طرح چالیس مرتبہ ہوا یعنی چالیس مرتبہ سویا اور چالیس مرتبہ احتلام ہوا اور چالیس مرتبہ غسل کیا پھر میں نیند کے خوف سے محل پر چڑھ گیا۔

میں کرخ کے میدان میں برسوں رہا ہوں۔ اس میں سوابردی (بوٹی) کے میری اور کوئی غذا نہ ہوتی تھی۔ مجھ کو ہر سال ایک شخص صوف کا جبہ لا کر دیتا تھا جس کو میں پہنا کرتا تھا۔ میں ہزار فن میں داخل ہوا یہاں تک کہ تمہاری دنیا سے میں نے راحت پائی اور مجھے کوئی پہچانتا نہ تھا مگر یہ کہ مجھ کو گونگا بیوقوف دیوانہ کہتے تھے۔ میں کانٹوں وغیرہ میں ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا۔ مجھے کوئی شے خوف ناک ایسی نہ ملی کہ جس میں میں چلا ہوں۔ نفس مجھ پر اپنے ارادہ میں کبھی غالب نہیں ہوا نہ کبھی دنیا کی زینت نے مجھ کو عجب میں ڈالا۔ میں نے آپ سے کہا اور لڑکپن میں بھی نہیں؟ فرمایا کہ لڑکپن میں بھی نہیں۔ [1]

شیطان کو طمانچہ مارتے

شیخ ابو محمد عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ نے "صریفین" میں کہا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا آپ فرماتے تھے کہ میں رات دن جنگل میں رہا کرتا تھا اور بغداد کی طرف نہیں آتا تھا۔ شیطان میرے پاس صفیں باندھ کر پیدل و سوار آیا کرتے تھے۔ ان پر طرح طرح کے ہتھیار ہوتے تھے۔ بڑی بڑی شکلیں ہوتی تھیں۔ مجھ سے لڑتے تھے اور مجھ کو آگ کا شہاب مارا کرتے تھے۔ سو میں اپنے دل میں ایسی ثابت قدمی پایا کرتا تھا جس کی تعبیر نہیں ہو سکتی اور اپنے باطن سے یہ آواز سنتا تھا جو مجھے کہتی تھی کہ "اے عبدالقادر" تو ان کی طرف کھڑا ہو جا کیونکہ ہم نے تم کو ثابت قدم بنایا ہے اور تم کو مدد دی ہے پھر میں ان کے پیچھے دوڑتا تو وہ سب میرے دائیں بائیں بھاگ جاتے اور جہاں سے آتے تھے وہیں چلے جاتے تھے۔

ان میں سے شیطان اکیلا میرے پاس آتا اور مجھے کہتا:

(اذْهَبْ مِنْ هٰهُنَا وَاِلَّا فَعَلْتُ وَفَعَلْتُ)

"تم یہاں سے چلے جاؤ ورنہ تمہارے ساتھ ایسا ایسا کروں گا۔"

مجھے بہت ہی ڈراتا تھا۔ تب میں اس کو ایک طمانچہ مارتا تو وہ مجھ سے بھاگ جاتا پھر میں "لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 165 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ" پڑھتا تو وہ جل جاتا جس کو میں دیکھ لیتا۔ ①

شیطانی ہتھکنڈوں سے مقابلہ

آپ فرماتے ہیں کہ شیطان ایک دفعہ میرے پاس بری شکل میں آیا اس کی بدبو تھی اور کہنے لگا کہ میں ابلیس ہوں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہاری خدمت کروں کیونکہ تم نے مجھے اور میرے ساتھیوں کو تھکا دیا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ چلا جا۔ اس نے انکار کیا۔ تب اس کے پاس اوپر سے ایک ہاتھ آیا اور اس کے دماغ پر لگا پھر وہ زمین میں دھنسا پھر دوبارہ میرے پاس آیا اور اس کے ہاتھ میں آگ کا شہاب تھا مجھ سے لڑتا تھا تب میرے پاس ایک مرد آیا۔ جس کا منہ بندھا ہوا تھا۔ سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ مجھے اس نے تلوار دی۔ تب ابلیس الٹے پاؤں بھاگا پھر میں نے اس کو تیسری دفعہ دیکھا کہ وہ مجھ سے دُور ہی ہے اور رو رہا ہے۔ مٹی اپنے سَر پر ڈال رہا ہے اور کہتا ہے کہ

(قَدْ اَیِسْتُ مِنْکَ یَاعَبْدَالْقَادِرِ)

''اے عبدالقادر بیشک میں تم سے ناامید ہو گیا ہوں۔''

میں نے کہا دور ہو اے ملعون کیونکہ میں ہمیشہ تم سے بچتا ہوں۔ اس نے کہا یہ بات مجھ پر اور بھی بہت سخت ہے اور پھر اس نے میرے گرداگرد بہت سے جال پھندے حیلے ظاہر کیے میں نے کہا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ دنیا کے جال ہیں جن سے ہم تم جیسوں کو شکار کیا کرتے ہیں۔ تب میں نے ایک سال تک ان کے بارے میں توجہ کی یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے پھر بہت سے اسباب قریب ہر طرف سے ظاہر ہوئے۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ پھر مجھ سے کہا گیا کہ یہ مخلوق کے اسباب ہیں جو کہ آپ سے ملے ہوئے ہیں پھر میں ان کے معاملہ میں اور ایک سال تک متوجہ رہا یہاں تک کہ وہ سب کے سب ٹوٹ گئے میں ان سے علیحدہ ہو گیا۔

پھر میرے باطن کا حال مجھ پر ظاہر کیا گیا پھر میں نے اپنے قلب کو بہت سے تعلقات سے وابستہ پایا۔ میں نے کہا یہ کیا ہے؟ تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ تمہارے ارادے اور اختیارات ہیں۔ تب میں نے اس کے معاملہ میں ایک اور سال تک متوجہ رہا۔ یہاں تک کہ وہ سب منقطع ہو گئے اور ان سے میرا دل خالص بن گیا۔

پھر میرے نفس کا حال مجھ پر ظاہر کر دیا گیا۔ میں نے دیکھا کہ اس کی بیماریاں باقی ہیں اور اس کی خواہشیں زندہ ہیں۔ اس کا شیطان سرکش ہے پھر میں اس کے معاملہ میں اور ایک سال تک متوجہ رہا۔ تب نفس کی بیماریاں اچھی ہو گئیں اور خواہش مر گئی شیطان مسلمان ہو گیا۔ تمام امر اللہ ﷻ کے لیے ہو گئے اور میں اکیلا باقی رہ گیا اور تمام وجود میرے پیچھے رہا حالانکہ میں ابھی مطلوب تک نہیں پہنچا تھا پھر میں "باب توکل" تک کھینچا گیا تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک جاؤں ناگہاں دیکھا کہ اس کے پاس زحمت ہے۔ میں اس سے گزر گیا پھر میں "باب تسلیم" تک کھینچا گیا تاکہ اس سے اپنے مطلوب تک پہنچوں۔ دیکھا تو اس کے پاس

① بهجة الاسرار صفحه 165،166 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بھی زحمت ہے۔ وہاں سے بھی گزر گیا پھر میں "باب قرب" تک کھینچا گیا تا کہ اس سے مطلوب تک پہنچوں تو اس کے پاس بھی زحمت تھی۔ وہاں سے بھی گزر گیا پھر میں "باب فقر" تک کھینچا گیا۔ دیکھا تو وہ خالی ہے اس سے میں داخل ہوا پھر اس میں دیکھا کہ جوں جوں میں اس کو چھوڑتا ہوں میرے لیے بڑا خزانہ اس سے کھلتا ہے۔ اس میں مجھے بڑی عزت اور دائمی غناء کی خالص حریت دی گئی ہے۔ ①

سوتے کہیں اُٹھتے کہیں

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میری شروع سیاحت کے دنوں میں مجھ پر حالات آتے رہتے تھے اور میں ان سے لڑا کرتا تھا اور ان پر غالب آتا تھا پھر ان میں اپنے وجود سے غائب ہو جاتا تھا اور صبح ہوتی تھی تو مجھے معلوم نہ ہوتا تھا۔ مجھے اس سے ہوش آتا تھا تو میں اپنے آپ کو اس مکان سے دور پاتا تھا جس میں میں پہلے ہوتا تھا۔

ایک دفعہ بغداد کے جنگل میں مجھ پر حالت طاری ہوئی اور ایک گھنٹہ تک یہ حالت رہی مجھے کچھ معلوم نہ تھا پھر مجھے ہوش آ گیا پھر میں شہر "شستر" میں تھا۔ اس میں اور بغداد میں 12 دن کا راستہ تھا۔ تب میں اپنے امر میں متفکر ہوا اتنے میں ایک عورت مجھ سے کہنے لگی کہ تم "شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ" ہو کر اس سے تعجب کرتے ہو۔ ②

دنیاداروں سے کیسے ملتے؟

حضرت ابوعبداللہ محمد بن خضر بن عبداللہ حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مجھے میرے والد نے فرمایا: میں نے سیدی محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی تیرہ (13) سال تک خدمت کی میں نے اس مدت میں نہ آپ کو ناک صاف کرتے دیکھا نہ تھوکتے نہ آپ پر کبھی بیٹھتی اور نہ کبھی کسی بڑے امیر کے لیے آپ کھڑے ہوئے اور نہ کسی بادشاہ کے دروازہ پر گئے نہ اس کے فرش پر بیٹھے نہ اس کا کبھی کھانا کھایا۔ مگر ایک دفعہ آپ بادشاہوں اور ان جیسوں کے فرش پر بیٹھنے کو ان عذابوں میں سے سمجھتے تھے کہ جو جلد آنے والے ہوں۔ بلکہ جب آپ کی خدمت میں خلیفہ یا وزیر یا اور کوئی بڑا آدمی آتا اور آپ بیٹھے ہوتے تو اُٹھ جاتے اور اپنے گھر میں داخل ہو جاتے پھر جب وہ آپ کے پیچھے ہوتا تو آپ گھر سے نکلتے تا کہ ان کے لیے کھڑا نہ ہونا پڑے۔ ان سے سخت کلامی سے پیش آتے اور ان کو بہت سی نصیحتیں کرتے۔ وہ آپ کے ہاتھ چومتے آپ کے سامنے نہایت تواضع وانکساری سے بیٹھتے اور جب آپ خلیفہ کے نام کچھ لکھتے تو یہ لکھتے۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 166 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 166,67 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(عَبْدُالْقَادِرِ بِاَمْرِكَ بِكَذَا وَكَذَا وَاَمْرُهُ نَافِذٌ فِيكَ وَطَاعَتُهُ وَاجِبَةٌ عَلَيْكَ وَهُوَ لَكَ قُدْوَةٌ وَعَلَيْكَ حُجَّةٌ)

''تم کو عبدالقادر یہ لکھتا ہے اور یہ حکم دیتا ہے۔ان کا حکم تم میں جاری ہے۔اس کی اطاعت تم پر واجب ہے۔تمہارے لیے وہ پیشوا ہے اور تم پر وہ حجت ہے۔''

جب خلیفہ آپ کی تحریر پر مطلع ہوتا تو اس کو چومتا اور کہتا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے سچ فرمایا۔ ①

ڈاکو سے کہا میں جھوٹ نہیں بولتا

حضرت ابو عبداللہ محمد بن قائد اوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھا ایک سائل نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا امر کس پر مبنی ہے؟ فرمایا: صدق پر میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی جب میں مکتب میں تھا پھر آپ نے فرمایا: کہ جب میں اپنے شہر میں بچہ تھا۔ایک دفعہ عرفہ کے دن جنگل میں نکل گیا اور کھیت کے بیل کے پیچھے ہولیا اس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہا: (يَا عَبْدَالْقَادِرِ مَا لِهٰذَا خُلِقْتَ وَلَا بِهٰذَا اُمِرْتَ) ''اے عبدالقادر! تم اس لیے نہیں پیدا ہوئے اور نہ اس کا تم کو حکم ہوا ہے۔''

تب میں ڈر کر اپنے گھر کی طرف واپس آ گیا اور گھر کی چھت پر چڑھ گیا۔اس وقت میں نے دیکھا کہ لوگ عرفات کے میدان میں کھڑے ہیں۔میں اپنی ماں کے پاس آیا۔اس سے کہا کہ مجھ کو اللہ ﷻ کے لیے بخش دو اور حکم دو کہ میں بغداد جاؤں۔وہاں علم حاصل کروں اور صالحین کی زیارت کروں۔اس نے مجھ سے اس کا سبب پوچھا پھر میں نے اپنا حال سنایا۔

وہ یہ سن کر رو پڑیں اور میرے پاس اسی (80) دینار لائیں جو میرے والد چھوڑ کر فوت ہوئے تھے۔والدہ نے چالیس 40 دینار تو میرے بھائی کے لیے رکھے اور چالیس 40 دینار میری گدڑی میں بغل کے نیچے سی دیے اور مجھ کو جانے کی اجازت دی۔مجھ سے اس بات کا عہد لیا کہ ہر حال میں سچ بولوں اور رخصت کرنے کے لیے باہر تک نکلیں اور کہنے لگیں

(يَا وَلَدِي اِذْهَبْ فَقَدْ خَرَجْتُ عَنْكَ لِلّٰهِ عزوجل فَهٰذَا وَجْهٌ لَا اَرَاهُ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)

''اے فرزند! اب تم جاؤ اور اللہ ﷻ کے لیے تم سے علیحدہ ہوتی ہوں۔اب یہ چہرہ قیامت تک نہ دیکھوں گی۔''

تب میں چھوٹے سے قافلہ کے ساتھ جو کہ بغداد کو جانے والا تھا روانہ ہوا۔جب ہم ''ہمدان'' سے نکلے اور زمین '' ترتنک'' میں پہنچے تو جنگل میں سے ہم پر ساٹھ (60) سوار (ڈاکو) نکل پڑے۔انہوں نے قافلہ کو پکڑ لیا لیکن مجھ سے کسی نے تعرض نہ کیا۔ان میں سے ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا یَا فَقِيْرُ مَا مَعَكَ؟ اے فقیر تمہارے پاس کیا ہے؟

(فَقُلْتُ اَرْبَعِيْنَ دِيْنَارًا) ''میں نے کہا چالیس دینار۔''

---

① بهجة الاسرار صفحه 167، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان غور فرمائیں کہ ان کے مقام و مرتبہ کو جاننے والے ان کی تحریروں تک کو چوم کر اظہار محبت کیا کرتے تھے۔(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

اس نے کہا:(أَيْنَ هِيَ) ''کہاں ہیں؟''

میں نے کہا میری گدڑی میں بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔اس نے سمجھا کہ یہ مجھ سے ہنسی کرتا ہے۔وہ مجھے چھوڑ کر چل دیا۔ ایک اور شخص میرے پاس آیا۔اس نے بھی مجھ سے پہلے کی طرح پوچھا میں نے پھر وہی جواب دیا جو پہلے کو دیا تھا۔وہ بھی مجھے چھوڑ کر چلا گیا۔وہ دونوں اپنے سردار کے پاس گئے اور جو مجھ سے سُنا تھا وہ اس کو جا کر کہہ دیا۔اس نے کہا کہ اس کو میرے پاس بلا لاؤ۔ مجھ کو اس کے پاس لے گئے۔دیکھا کہ وہ لوگ ٹیلے پر بیٹھے ہوئے قافلہ کا مال تقسیم کر رہے ہیں۔اس نے مجھ سے کہا کہ تمہارے پاس کیا ہے؟ میں نے کہا چالیس 40 دینار اس نے پوچھا کہاں ہیں؟

میں نے کہا میری گدڑی میں میری بغل کے نیچے سلے ہوئے ہیں۔تب اس نے میری گدڑی کے پھاڑنے کا حکم دیا پھر اس میں چالیس 40 دینار پائے۔

پھر اس نے کہا:

(مَاحَمَلَكَ عَلَى الْإِعْتِرَافِ) ''تم کو اقرار کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔''

میں نے کہا:

(اِنَّ أُمِّيْ عَاهَدَ تْنِيْ عَلَى الصِّدْقِ وَاِنِّيْ لَا اَخُوْنُ عَهْدَهَا) ''میری ماں نے مجھ سے عہد لیا تھا کہ سچ بولنا اس لیے میں اس کی خیانت نہیں کرتا۔''[1]

اس وقت وہ سردار رونے لگا اور کہنے لگا کہ تم اپنی ماں کے عہد کی خیانت نہیں کرتے اور مجھ کو اتنے سال ہوئے کہ رب کے عہد کی خیانت کرتا ہوں پھر اس نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اس کے ساتھیوں نے کہا تم ہمارے لوٹ مار میں سردار تھے اب تم توبہ میں بھی ہمارے سردار ہو۔ان سب نے میرے ہاتھ پر توبہ کی اور قافلہ کا سارا مال جو لیا تھا ان کو واپس کر دیا اور وہ سب سے پہلے میرے ہاتھ پر تائب ہوئے۔[2]

آپ جیسا ثابت قدم کسی کو نہ دیکھا

حضرت فقیہ ابو الفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدرسہ نظامیہ میں تھا۔ ان کے پاس فقہا اور فقراء جمع تھے قضاء وقدر میں ان سے کلام کر رہے تھے۔ اتنے میں ایک بڑا سانپ چھت پر سے آپ کی گود میں آ پڑا۔تب سب حاضرین بھاگ گئے اور آپ کے سوا اور کوئی نہ رہا۔وہ آپ کے کپڑوں کے نیچے داخل ہوا اور آپ کے جسم پر گزرا آپ کی گردن سے نکل آیا اور گردن پر لپٹ گیا۔باوجود اس کے آپ نے اپنا کلام قطع نہ کیا اور نہ اپنے جلسہ سے اٹھے پھر وہ زمین کی طرف اترا اور آپ کے سامنے دُم پر کھڑا ہو گیا۔بولا اور آپ سے کلام کیا۔آپ نے بھی اس سے کلام کیا۔جس کو ہم میں سے کوئی نہ

---

① یعنی بچپن میں ایام طالب علمی میں بھی جھوٹ سے اجتناب کیا۔جبکہ آج کئی لوگ کہتے ہیں کہ جی جب تک جھوٹ نہ بولیں کام نہیں چلتا اللہ عزوجل ہدایت عطا فرمائے۔(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 167,68 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سمجھا پھر وہ چل دیا اور لوگ آپ کی خدمت میں آئے۔ انہوں نے آپ سے پوچھا کہ اس نے کیا کہا؟ اور آپ نے اس کو کیا کہا؟ آپ نے فرمایا:

(قَالَ لِیْ اَخْبَرْتُ کَثِیْرًا مِّنَ الْاَوْلِیَاءِ فَلَمْ اَرَ مِثْلَ ثَبَاتِکَ)

''اس نے مجھ سے کہا کہ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو آزمایا ہے مگر آپ جیسا ثابت قدم کسی کو نہیں دیکھا۔''

میں نے کہا تم ایسے وقت مجھ پر گرے کہ میں قضا و قدر میں کلام کر رہا تھا اور تو ایک کیڑا ہی ہے۔ جس کو "قضا" حرکت دیتی ہے اور "قدر" ساکن کرتا ہے سو میں نے ارادہ کیا کہ میرا فعل میرے قول کے مخالف نہ ہو۔ ①

جن سانپ کی صورت میں آیا اور تائب ہوا

حضرت ابو صالح نصر اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے سنا اپنے والد ابو عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا فرماتے تھے کہ ایک رات ''جامع منصور'' میں نماز پڑھتا تھا۔ ستونوں پر میں نے کسی شے کی حرکت کی آواز سُنی پھر ایک بڑا سانپ آیا اور اس نے اپنا منہ مقام سجدہ میں کھولا۔ جب میں نے سجدہ کا ارادہ کیا تو اپنے ہاتھ سے اس کو ہٹا دیا اور سجدہ کیا اور جب میں اَلتَّحِیَّات کے لیے بیٹھا تو وہ میری ران پر چلا۔ میری گردن پر چڑھ گیا اور لپٹ گیا۔ جب میں نے سلام پھیرا تو اس کو نہ دیکھا اگلے دن میں جامع مسجد سے باہر میدان میں گیا تو ایک شخص کو دیکھا جس کی آنکھیں بڑی بڑی اور وہ دراز قد تھا۔ تب میں نے جان لیا کہ یہ جن ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ میں وہی جن ہوں جس کو آپ نے کل رات دیکھا تھا۔ میں نے بہت سے اولیاء اللہ کو اس طرح آزمایا ہے جس طرح آپ کو آزمایا مگر آپ کی طرح ان میں سے کوئی ثابت قدم نہیں رہا۔ ان میں بعض تو وہ تھے کہ ظاہر و باطن سے گھبرا گئے بعض وہ تھے کہ ان کے دل میں اضطراب ہوا اور ظاہر میں ثابت رہے۔ بعض وہ تھے کہ ظاہر میں مضطرب ہوئے اور باطن میں ثابت رہے لیکن میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ ظاہر و باطن میں نہیں گھبرائے مجھ سے اس نے سوال کیا کہ آپ مجھے اپنے ہاتھ پر توبہ کرائیں۔ پس میں نے اس سے توبہ لی۔ ②

اولاد کی محبت دینی امور پر غالب نہ آئی

حافظ ابو عبد اللہ محمد بن النجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ لکھا میری طرف عبد اللہ بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اور میں نے اس کو اس کے خط سے نقل کیا کہ فرمایا: شیخ محی الدین عبد القادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ جب کوئی میرا لڑکا پیدا ہوتا تھا تو اس کو میں اپنے ہاتھ پر رکھتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ مرنے والا ہے۔ اس کو اپنے دل سے نکال دیتا تھا۔ جب وہ مر جاتا تو میرے دل میں اس کی موت کچھ اثر نہیں کرتی تھی کیونکہ میں نے اس کو پیدا ہوتے ہی دل سے نکال دیا تھا۔ اس نے کہا کہ آپ کی اولاد لڑکے اور لڑکی مجلس کی رات میں فوت ہوتے تھے مگر آپ مجلس کو قطع نہ کرتے تھے۔ کرسی پر بیٹھ جاتے۔ لوگوں کو وعظ کرتے تھے۔ غسال میت کو غسل دیتا اور جب غسل سے فارغ ہوتے

---

① بهجة الاسرار صفحه 167,168 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحه 168,169 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تو اس کو مجلس میں لاتے پھر شیخ اس کے جنازہ کی نماز پڑھتے ۔ [1]

سخت سردی بھی اثر نہ کرتی

حافظ محمد اخضر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سردی کے موسم میں حاضر ہوتا، سردی سخت ہوتی تھی لیکن آپ پر ایک قمیض ہوتی تھی اور سر پر ایک ٹوپی ہوتی تھی۔ پسینہ آپ کے جسم مبارک سے نکلتا تھا اور آپ کے گرداگرد وہ لوگ ہوتے تھے جو آپ کو پنکھا ہلایا کرتے تھے۔ جیسے کہ سخت گرمیوں میں ہلاتے تھے۔ [2]

تم کیا چاہتے ہو؟

شیخ ابوبکر عبداللہ صدیق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ فرمایا: شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ایک دن میرا حال مجھ پر تنگ ہوگیا پھر میرا نفس اس بوجھ کے نیچے متحرک ہوا۔ اس نے آرام و آسائش کو طلب کیا پھر مجھ سے کہا گیا: (مَاذَاتُرِیْدُ؟) ''تم کیا چاہتے ہو؟''
میں نے کہا:

(اُرِیْدُ مَوْتًا لَا حِیَاۃَ فِیْہِ وَحِیَاۃً لَا مَوْتَ فِیْھَا)

''وہ موت جس میں زندگی نہ ہو اور وہ زندگی جس میں موت نہ ہو۔''

مجھ سے کہا گیا کہ وہ کون سی موت ہے کہ جس میں زندگی نہیں اور وہ کون سی حیات ہے کہ جس میں موت نہیں؟ میں نے کہا کہ موت کہ جس میں حیات نہ ہو تو وہ میرا مرنا اپنے ہم جنس مخلوق سے ہے کہ میں اس کو نقصان و نفع کی حالت میں نہ دیکھوں۔ میری موت میرے نفس اور ہواء، ارادہ و خواہش دنیا و آخرت سے ہو۔ پس میں ان سب امور میں نہ زندہ رہوں نہ موجود لیکن وہ زندگی کہ جس میں موت نہ ہو اور میری زندگی رہے اپنے رب عزوجل کے فعل سے کہ جس میں میرا وجود نہ ہو اور میری موت اس میں یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے ساتھ میرا وجود رہے جب سے مجھ میں عقل آئی ہے۔ یہ میرا سب سے زیادہ نفیس ارادہ رہا ہے۔ [3]

ایک قول کی شرح

ابوبکر بن نخال رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بے شک میں نے شیخ عارف ناصرالدین بن قائد ادانی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول کی بابت پوچھا کہ ''میرا بڑا نفیس ارادہ یہ ہے جب سے عاقل ہوا ہوں'' اس سے کیا مقصود ہے؟

انہوں نے مجھے جواب دیا کہ یہ آپ کا زیادہ نفیس ارادہ جب تک تھا کہ وہ اس سے موصوف ہوں کہ ان کا ارادہ ہے ورنہ ان کے نفس کے اختیار کا حال بوصف ارادہ منقطع ہوگیا تھا۔ ان کا حال اللہ عزوجل کے ساتھ ترک اختیار و سلب ارادہ سے تھا۔ [4]

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 169 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 169 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[3] بھجۃ الاسرار صفحہ 169,70 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[4] بھجۃ الاسرار صفحہ 170 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

چوتھا باب

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حسب ونسب اور حلیہ کے بارے میں

قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے والد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے اپنے والد شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ سے آپ کے نسب کی بابت پوچھا تو آپ نے فرمایا:

عبدالقادر بن ابوصالح موسیٰ جنگی دوست بن ابوعبداللہ بن یحییٰ زاہد بن محمد بن داؤد بن موسیٰ بن عبداللہ بن موسیٰ الجون [1] بن عبداللہ المحض اوران کا لقب مجلہ بھی ہے۔بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی بن ابوطالب۔

تاریخ پیدائش

آپ ابوعبداللہ صومعی زاہد رحمۃ اللہ علیہ کے نواسوں میں ہیں اور جب آپ "جیلان" میں تھے اسی سے مشہور تھے۔آپ سے آپ کی پیدائش کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ حقیقتاً مجھے معلوم نہیں لیکن میں بغداد میں اس سال آیا ہوں جس میں تمیمی فوت ہوئے ہیں اور میری عمر اس وقت اٹھارہ 18 سال کی تھی۔

میں کہتا ہوں کہ تمیمی ابومحمد رزق اللہ بن عبدالوہاب بن عبدالعزیز بن حرث بن اسد ہیں جو کہ 488 ھ میں فوت ہوئے ہیں۔پس اس بیان کے مطابق آپ کی پیدائش 470 ھ میں ہوئی۔ [2]

آپ کو جیلانی، گیلانی اور جیلی کہنے کی وجہ

حضرت ابوالفضل احمد بن صالح بن شافع جیلی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش 471 ھ میں جیلان میں ہوئی ہے اور وہ بغداد میں 488 ھ میں داخل ہوئے اس وقت ان کی عمر 18 سال کی تھی۔میں کہتا ہوں کہ وہ "جِیل" کی طرف منسوب ہیں وہ طبرستان کے پرے چند متفرق شہر ہیں۔ان میں سے قصبہ "نیف" میں آپ پیدا ہوئے۔اس میں "جیلان، گیلان" اور "کیل" بھی آیا ہے۔" کیل" بھی دجلہ کے کنارہ پر ایک گاؤں ہے۔بغداد سے ایک دن کے راستہ پر جو کہ واسط کے

[1] جون چونکہ گندم گو رنگ کے تھے اس لیے ان کو جون کہا جاتا تھا۔(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ 171 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

راستے سے ملا ہے۔

اور" جیل " بھی کہا جاتا ہے۔جیم کے ساتھ اس لیے کہا گیا ہے۔" کیل عجم "اور" کیل عراق "اور"جیل عجم و جیل عراق۔"

اور ابوالعیر ثابت بن الکلبی رحمۃ اللہ علیہ "کیل عراق" میں سے ہیں۔ "جیل "بھی ایک گاؤں ہے جو کہ مدائن کے ماتحت ہے اور ایک روایت میں یہ بھی ہے۔ جیلانی آپ کے جد "جیلان" کی طرف منسوب ہے۔ابوعبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ جیلان کے مشائخ اور ان کے رؤسا زاہدوں میں سے ہیں۔ان کے عمدہ حالات اور بڑی کرامات ہیں۔عجم کے بڑے بڑے مشائخ سے ان کی ملاقات ہوئی ہے۔[1]

آپ کے نانا جان کا مقام ومرتبہ

حضرت شیخ عارف ابومحمد دار بانی قزوینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ ابوعبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ ان مشائخ میں سے ایک ہیں کہ جن کو میں نے عجم میں پایا ہے۔وہ مقبول الدعا تھے اور جب کسی پر جلال فرماتے تو اللہ عزوجل ان کا جلد انتقام لیتا۔جب کسی امر کو دوست رکھتے تو اللہ عزوجل اس کو ان کی مرضی کے مطابق کر دیا کرتا۔باوجود ضعف قوت و بڑھاپے کے کثرت سے نفل پڑھا کرتے تھے۔ذکر ہمیشہ کرتے رہتے۔خشوع کرنے والے اپنے حال اور اوقات کی پابندی پر صبر کرنے والے تھے۔معاملات کے وقوع سے پہلے خبر دے دیا کرتے تھے پھر ویسے ہی ہوتا تھا جیسا کہ خبر دیتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے بعض اصحاب نے خبر دی کہ وہ تاجر بن کر قافلہ میں نکلے تو ان پر" سمر قند" کے جنگل میں سوار ڈاکو نکل پڑے۔وہ کہتا ہے کہ ہم نے شیخ ابوعبداللہ صومعی رحمۃ اللہ علیہ کو پکارا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ ہمارے سامنے کھڑے ہیں اور یہ پکار کر کہا:
(سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّنَا اللّٰه)

اے خدا کے لشکر! ہم سے علیحدہ ہو جاؤ۔وہ کہتا ہے کہ خدا کی قسم! سوار کو اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنے گھوڑے کو واپس لے جائے۔ان کو پہاڑوں اور جنگلوں میں بھگا کر لے گئے۔ان میں سے دو مرد بھی اکٹھے نہ رہے اور اللہ عزوجل نے ہم کو ان سے بچا لیا۔شیخ کو ہم نے اپنے درمیان تلاش کیا تو نہ دیکھا اور ہم کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کدھر گئے پھر جب ہم جیلان میں واپس آئے اور لوگوں کو ہم نے اس کی خبر دی تو سب کہنے لگے:

(وَاللّٰهُ مَاغَابَ الشَّيْخُ عَنَّا)

"واللہ! شیخ ہم سے غائب نہیں ہوئے۔"[2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 171 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 172 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

رمضان میں دودھ نہ پیتے تھے

حضرت ابوسعد عبداللہ بن سلیمان بن جعران ہاشمی جیلی رحمۃ اللہ علیہ اور والدہ احمد جیلیہ رحمۃ اللہ علیہا نے فرمایا: کہ والدہ ماجدہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ام الخیرامۃ الجبار فاطمہ رحمۃ اللہ علیہا کا اس (سلوک) میں بڑا قدم تھا۔ ہم نے ان سے کئی مرتبہ سُنا کہ وہ فرماتی ہیں جب میں نے اپنے بیٹے عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) کو جنا تو وہ رمضان شریف کو دن میں دودھ نہ پیتا تھا۔ رمضان کا چاند لوگوں کو غبار کی وجہ سے نظر نہ آیا تو میرے پاس پوچھنے آئے میں نے کہا کہ (میرے بچے نے) آج دودھ نہیں پیا پھر معلوم ہوا کہ یہ دن رمضان کا تھا اور ہمارے شہر میں اس وقت یہ بات مشہور ہوگئی کہ شریفوں [1] میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوا ہے کہ رمضان میں دن کو دودھ نہیں پیتا۔ [2]

آپ کے بیٹے کا بیان

ابوعلی ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے چچا عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا جبکہ میں بغداد کی طرف گیا تھا کہ وہ عجم کے مشائخ وعلماء سے کہہ رہے تھے۔ وہ اپنے اکابر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ (بچپن میں) رمضان کے دن میں دودھ نہ پیتے تھے۔ یعنی ان کے والد شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ۔ [3]

آپ کے بھائی شیخ ابواحمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ ان کی عمر آپ سے چھوٹی تھی۔ علم اور نیکی میں آپ نے اچھی تربیت پائی تھی۔ جیلان میں جوانی کی حالت میں فوت ہوئے۔

آپ کی پھوپھی کی کرامت

آپ کی پھوپھی نیک بخت بی بی تھیں۔ ان کا نام ام محمد عائشہ بنت عبداللہ کرامات ظاہرہ والی تھیں۔

حضرت شیخ ابوصالح عبداللہ بن عبداللہ طسّجی بخوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دونوں ہمارے پاس 564ھ میں آئے کہا کہ ایک دفعہ جیلان میں قحط سالی واقع ہوئی۔ لوگوں نے نماز استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی۔ تب مشائخ ام محمد عائشہ رحمۃ اللہ علیہا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی پھوپھی کے گھر پر آئے اور ان سے بارش کی دعا چاہی وہ اپنے گھر کے صحن کی طرف کھڑی ہوئیں۔ انہوں نے زمین پر جھاڑو دی اور کہنے لگیں اے رب! میں نے تو جھاڑو دے دیا ہے۔ اب تو چھڑکاؤ کردے کہا بس تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ آسمان سے اس طرح بارش ہوئی جیسے مشک کا منہ کھول دیا جائے۔ لوگ اپنے گھروں کی طرف ایسے حال میں لوٹے کہ تمام پانی میں تر تھے اور جیلان آباد ہوگیا۔ وہ جیلان میں فوت ہوئیں۔ [4]

---

① اہل عرب سادات کے لئے ''شریف'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 172 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 172 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 172,73 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

لفظ "جون" کا مطلب

آپ کے نانا کی نسبت میں (لفظ) "جون" موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا لقب ہے۔ وہ اسماء اضداد میں سے ہے۔ سفید اور سیاہ دونوں پر بولا جاتا ہے اور استعمال میں اکثر یہی آتا ہے اور یہ یہاں مقصود ہے کیونکہ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ گندم گون تھے اور ان کو ہند بنت ابوعبیدہ یہ کہتی تھی۔ ①

آپ کا حلیہ مبارک

شیخ عالم ربانی ابو محمد عبداللہ بن احمد بن احمد ابن قدامہ المقدسی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہمارے شیخ شیخ الاسلام محی الدین ابو محمد عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ لاغر بدن، میانہ قد، فراخ سینہ، ریش چوڑی اور لمبی، گندم گوں پیوستہ ابرو، سیاہ چشم، بلند آواز، خوبصورت بلند قد اور وافر علم تھے۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 173 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 174 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پانچواں باب

میرا آج ان کو قتل کرنا کل ان کے لئے زندگی ہے

حضرت سید ابوالفتح مسعود بن عمر ہاشمی احمدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ایک دن شیخ کی مجلس میں نائب وزارت عزالدین ابوعبداللہ محمد بن وزیر عون الدین ابوالمظفر بن ہبیرہ اور استاذ محل عزالدین ابوالفتوح عبداللہ بن ہبۃ اللہ اور دربان باب مجدالدین ابو القاسم علی بن محمد صاحب اور امین الدین ابوالقاسم علی بن ثابت بن مسحل رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔ تب آپ نے ان کو ان کے دل کی باتوں سے مطلع کیا۔ اپنے مکاشفہ سے ان کے پردہ کو فاش کر دیا۔ ان کے سکون و وقار کو بوجہ اس کے کہ خدا نے ان پر اپنا خوف غالب کر دیا دور کر دیا۔ یہاں تک کہ ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور ان کے سر سخت خوف کی وجہ سے نیچے جھک گئے گویا کہ ان کو میدان قیامت میں حاضر کر دیا اور ان کو ان کے گذشتہ اعمال دکھا دیئے کہ جیسے وہ اب سامنے موجود ہیں پھر وہ ان سے ڈرتے ہیں اور ان پر مواخذہ کی وجہ سے خوفزدہ ہیں۔ آپ نے معلوم کیا کہ ان لوگوں کے نفوس شراب سے مست ہیں۔ تب آپ نے ان پر شیر کا سا حملہ کیا۔ جب آپ کرسی پر سے اترے تو آپ کسی طرف متوجہ نہ ہوئے اور نہ کسی طرف التفات کیا۔

میں نے عرض کیا یا سیدی! یہاں کوئی عبادت اس عبادت سے نرم نہ تھی۔ آپ نے تو ان کو قتل ہی کر ڈالا۔ آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند! سردار کی ہتھیلی جب سخت نہ ہو تو میل نہیں نکلا کرتی اور میرا آج ان کو قتل کرنا کل کو ان کی زندگی کا باعث ہے۔ [1]

کاش تم پیدا نہ ہوتے

شیخ عمر کیماتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں ایک دن نقیب النقباء ابن الاتقی حاضر ہوا۔ وہ اس سے پہلے کبھی حاضر نہ ہوا تھا۔ تب شیخ نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا:

(لَيْتَكَ تَخْلُقُ وَلَيْتَكَ اِذَا خَلَقْتَ عَلِمْتَ لِمَاذَا خَلِقْتَ)

''کاش تم پیدا نہ ہوتے کاش تم جانتے کہ کس کام کے لیے تم کو پیدا کیا گیا ہے۔''

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 174 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پھر فرمایا اے سوتے ہوئے (لوگو) بیدار ہو۔ اپنی آنکھوں کو کھولو اور دیکھو کہ سامنے کیا ہے۔ بیشک تم پر عذاب کا لشکر آ گیا ہے۔ اے مسافر! اے زوال پذیر! اے انتقال کرنے والے! ہزار سال تک چل تا کہ مجھ سے ایک کلمہ سنے جو تم کو یہ بات پہنچا دے کہ دنیا نے کس قدر تجھ جیسے جاہ والوں، دنیاداروں کو بڑھایا پھر قتل کیا ہے۔ میرا یہ حال ہے کہ جب میرے اخلاص اور سرّ کی طبیعت میں جوش آتا ہے پھر دو قدم نہیں چلتا ہوں کہ نفس اور خلق کو اللہ ﷻ تک پہنچا دیتا ہوں۔ اور اے میرے مرید! تو دو قدم پر ہے اور دنیا و آخرت تک پہنچ گیا ہے۔ دیکھو اللہ ﷻ کی طرف امور کا رجوع ہوگا۔

پھر جب آپ کرسی پر سے اترے تو آپ سے آپ کے بعض شاگردوں نے کہا کہ اے ہمارے سردار! آپ نے اس کو بہت ہی نصیحت کی۔ آپ نے فرمایا: کہ یہ تو ایک نور تھا کہ جس نے اس کی ظلمت کو دور کر دیا۔

پھر وہ ہمیشہ آپ کی مجلس میں آیا کرتا اور مجلس کے سوا دوسرے وقت بھی حاضر ہوتا۔ آپ کے سامنے نہایت تواضع و انکساری کے ساتھ بیٹھتا۔ ①

توبہ کرنے والے سے کیا فرماتے؟

اور جب آپ کی خدمت میں کوئی جوان اس لیے کھڑا ہوتا کہ توبہ کرے تو آپ فرماتے۔ اے شخص! جب تک تجھ کو کھڑا نہیں کیا گیا تو کھڑا نہیں ہوا۔ جب تک تجھے قبول نہیں کیا گیا تو نہیں آیا۔ جب تک تجھ کو حاضر نہیں کیا گیا ظلم کے سفر سے نہیں آیا۔ اے شخص! تو نے جب ہم کو چھوڑا تو ہم نے تجھ کو نہیں چھوڑا تو نے جب ہم سے جدائی کی تو ہم نے تجھ سے جدائی نہیں کی۔ جب تو نے ہم کو بھلا دیا تو ہم نے تجھ کو نہیں بھلایا، تو اپنے اغراض میں ہے اور ہماری رعایت تمہاری حفاظت کرتی ہے پھر تو اپنے ظلم میں ہوا اور ہماری عنایت تیرا لحاظ کرتی ہے پھر ہم نے تجھ کو اپنے قرب کے لیے حرکت دی اور اپنے وصل کے لیے تجھ کو بلایا۔ ہم نے اپنی محبت کے لیے تجھ کو قریب کیا۔ اپنے اشارہ سے تم کو خطاب کیا۔ ②

اور جب کوئی بوڑھا مرد بیعت کے لیے آپ کے سامنے کھڑا ہوتا تو فرماتے اے شخص! تو نے خطا کی اور دیر کی تو نے برائی کی اور بھلا دیا۔ جوں جوں ہم نے تم کو مہلت دی تم نے امید کو لمبا کیا اور بدعملی کی۔ جوں جوں تیری عمر بڑی ہوتی گئی تیرا جن سرکش ہوتا گیا۔ تم نے ہم کو لڑکپن میں چھوڑ دیا۔ ہم نے تم کو معذور رکھا۔ جوانی میں تو ہم سے لڑتا رہا۔ ہم نے تجھ کو مہلت دی اور جب تو نے ہم کو بڑھاپے میں چھوڑا سنو اور پھر فرمایا:

(اَقْبَحُ مَنْظَرٍ یُرٰی یَوْمَ الْقِیَامَةِ ذُوْشَیْبَةٍ بَیْضَاءَ بِیَدِہٖ صَحِیْفَةٌ سُوْدَآ)

"تم کو بُری طرح کا منظر جو کہ قیامت کے دن دکھایا جائے گا کہ سفید بالوں والا ہوگا جس کے ہاتھ میں نامۂ اعمال سیاہ ہوگا۔" ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 176 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 177 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
③ بهجة الاسرار صفحه 177 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کی مجلس میں ستر ہزار (70000) لوگوں کی شرکت

حضرت حافظ ابو عبداللہ محمد بن نجار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میری طرف عبداللہ بن جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا جس کو میں نے نقل کیا۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مجھ کو خواب و بیداری میں امر و نہی ہوتا تھا اور مجھ پر کلام غالب ہوتا تھا۔ میرے دل پر اس کا ہجوم ہوتا تھا پھر اگر میں کلام کرتا تو عنقریب تھا کہ میرا گلا بند ہو جائے۔ میں سکوت پر قادر نہ تھا۔ میرے پاس دو تین مرد ہوتے تھے جو میرا کلام سنتے تھے پھر بہت لوگ میرا کلام سننے لگے اور لوگوں کا مجھ پر ہجوم ہو گیا۔ میں "حلبہ" کے دروازہ پر بیٹھتا پھر لوگوں پر مکان تنگ ہو گیا اور کرسی شہر سے باہر رکھی گئی اور عیدگاہ میں کرسی بچھائی گئی۔ لوگ جوق در جوق گھوڑوں، خچروں، گدھوں، اونٹوں پر آتے اور مجلس کے گرد دیوار کی طرح دور کر لیتے۔ مجلس میں قریباً ستر ہزار 70,000 آدمی ہو جاتے۔ ①

آپ کا ایک وعظ

اور جب کوئی ناقص الایمان یا ناقص التوبہ آپ کی مجلس سے کھڑا ہو جاتا فرماتے اے شخص ہم نے تجھ کو پکارا تو نے قبول نہ کیا۔ ہم نے کس قدر تجھ پر مہربانی کی تو نے توجہ نہ کی ہم نے کس قدر تجھ سے جلدی کی تو نے جلدی نہ کی۔ ہم نے تجھ کو جھڑکا تو شرمندہ نہ ہوا۔ ہم نے کس قدر تجھ کو دیکھا بھالا ہے پھر جانتا ہے کہ ہم نے تجھ کو دیکھا ہے اور چند دنوں اور مہینوں کی مہلت دی ہے تجھ کو برسوں اور زمانوں میں چھپایا ہے تو سوائے نفرت کے اور کچھ نہیں بڑھاتا۔ فجور کے سوا اور کوئی ترقی نہیں کرتا پھر تو نے کس قدر وعدوں کو توڑا ہے۔ وعدوں کا خلاف کیا ہے۔ بعد اس عہد کے کہ میں نہ لوٹوں گا تو لوٹا ہے لیکن ہماری صحبت مجلس پر ہمیشہ نہ رہے گی ہم نے تجھ کو اس لیے ڈرایا ہے کہ تو کھڑا ہو جائے پھر اگر ہم تجھ کو رد کریں تو تیرا کیا حال ہو؟ ہم نے تجھ سے یہ ارادہ نہیں کیا کہ تجھ کو دفع کر دیں ہم تیری طرف نہیں لوٹے کہ ہم تیرے مکانوں کو گرا دیں۔ تیرے رجوع کرنے کو قبول نہ کریں کیا تو نہیں جانتا کہ تو ہمارے پاس عاجزی کرتا ہوا آیا تھا۔ ہمارے دروازہ پر تواضع کرتا ہوا کھڑا ہوا تھا پھر تو ہم سے منحرف ہو گیا اور چلنے لگا۔

اس شخص پر تعجب ہے کہ جو ہماری (محبت کا) دعویٰ کرتا ہے پھر پورے طور پر ہم میں جواں مردی نہیں کرتا اس شخص پر تعجب ہے کہ ہمارے قرب کی ہوا پاتا ہے اور ہماری محبت کا گھونٹ پیتا ہے وہ ہماری جماعت سے کیونکر بھاگتا ہے اگر تو سچا (دوست) ہوتا تو ضرور موافق ہوتا اگر تجھے الفت ہوتی تو مخالف نہ ہوتا اگر تو ہمارے دوستوں میں سے ہوتا تو ہماری شراب کی لذت سے محروم نہ ہوتا۔

اے ہاتھ کے بنے ہوئے! اے احسان کے تربیت یافتہ! اے بخشش کے غذا یافتہ! اے کرم کے پرورش یافتہ میں کس قدر تجھ سے ملوں اور تو ظلم کرتا ہے پھر کس قدر دوستی کے کپڑے کو پھاڑتا ہے اور میں رفو کرتا ہوں تو کس قدر مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اور میں معاف کرتا ہوں۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 177 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 178 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آپ کی مجلس کا حال

حضرت امام ابوبکر عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب میرے والد کرسی پر بیٹھتے اور فرماتے "الحمدللہ" تو آپ کے لیے زمین کے تمام اولیاء اللہ رضی اللہ عنہم چپ ہو جاتے مجلس میں حاضر ہوتے یا اس سے غائب ہوتے اور وہ اسے دوبارہ کہتے اور اس کے بعد چپ ہو جاتے اولیا اور ملائکہ کا آپ کی مجلس میں اژدھام ہوتا اور جو اس میں نہ دیکھے جاتے وہ دیکھے جانے والوں سے زیادہ ہوتے اور حاضرین پر رحمت کی بارش ہوتی تھی۔ ①

جنوں نے کہا دوران وعظ ہم کو نہ بلایا کرو

حضرت شیخ ابوزکریا یحییٰ بن ابونصر بن عمر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد سے سُنا وہ فرماتے تھے میں نے جنوں کو ایک دفعہ عزیمت، عمل، کے ساتھ بلایا پھر انہوں نے عادت سے زیادہ دیر لگائی پھر وہ میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ وعظ کرتے ہوں تو اس وقت ہم کو نہ بلایا کرو۔ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے کہ ہم ان کی مجلس میں حاضر ہوا کرتے ہیں۔ میں نے کہا کہ تم بھی جاتے ہو؟ کہنے لگے کہ ہاں مردوں سے ہمارا ہجوم زیادہ ہوتا ہے۔ ہم میں سے بہت سے گروہ ہیں کہ اسلام لائے ہیں اور ان کے ہاتھ پر انہوں نے توبہ کی۔ ②

میری مجلس کو ترک نہ کرو

حضرت ابوحفص عمر بن حسین بن خلیل طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن فرمایا: اے عمر! میری مجلس سے علیحدہ نہ ہو کیونکہ اس میں خلعتیں تقسیم کی جاتی ہیں اور اس پر افسوس ہے جو اس کو فوت کردے۔ شیخ ابوحفص رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس پر ایک مدت گزر گئی پھر ایک دن میں مجلس میں تھا اور مجھ پر نیند نے غلبہ کیا۔ میری آنکھ بند ہو گئی تو میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے سُرخ اور زرد خلعتیں اُترتی ہیں اور اہلِ مجلس پر گرتی ہیں۔ تب میری آنکھ گھبرا کر کھل گئی اور میں اس لیے کود پڑا کہ لوگوں کو بتاؤں پھر مجھے شیخ نے پکار کر کہا کہ اے فرزند! چپ رہو کیوں کہ "خبر" مشاہدہ کی طرح نہیں ہوتی۔ ①

مجلس امانت ہے

شیخ ابوحفص عمر بن حسین خلیل طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا اور میں آپ کے چہرہ کے مقابل بیٹھا تھا۔ تب میں نے ایک چیز کو قندیل بلور کی شکل میں دیکھا جو کہ آسمان سے اترتی ہے۔ یہاں تک کہ شیخ کے منہ

---

① صفحہ 178,179 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 180 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحہ 180 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

کے قریب ہو گئی اور جلد اوپر کو چڑھ گئی۔اس طرح تین دفعہ ہوا پھر میں بے اختیار اس لیے اٹھا کہ لوگوں سے بوجہ سخت تعجب کے یہ بات کہہ دوں۔تب آپ نے جلدی کر کے مجھ سے فرمایا: کہ تم بیٹھ جاؤ کیونکہ مجلس امانت کے ساتھ ہوتی ہے پھر میں بیٹھ گیا اور میں نے کسی سے یہ بات نہیں کی مگر ان کے انتقال کے بعد۔[1]

میں کھولتا ہوں تو گرہ لگاتا ہے؟

یحییٰ بن نجاح ادیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے دل میں کہا میں چاہتا ہوں کہ دیکھوں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ مجلس وعظ میں کتنے شعر پڑھتے ہیں؟ تب میں مجلس میں حاضر ہوا اور میرے پاس دھاگہ تھا۔جب آپ کوئی شعر پڑھتے تو میں کپڑے کے نیچے اس کو گرہ دے دیتا اور میں سب سے آخر میں تھا اتنے میں آپ سے سنا کہ آپ کہہ رہے ہیں۔میں تو کھولتا ہوں اور تو گرہ لگاتا ہے۔[2]

"قال" جاتا رہا اب "حال" سے وعظ سنو

ابوعبداللہ محمد بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اول مجلس میں مختلف قسم کے علوم پر کلام کرتے اور جو فرماتے نہ پھیلتا تھا۔جب کرسی پر چڑھتے تو کوئی شخص بوجہ ہیبت کے مجلس میں نہ تھوکتا نہ ناک صاف کرتا اور نہ کھنکارتا۔تب آپ فرماتے کہ "قال" تو جاتا رہا۔اب "حال" سے ہم وعظ کرتے ہیں پھر لوگ سخت گھبراتے ان پر وجد و حال طاری ہوتا۔[3]

آپ کی مجلس کا عجب حال

اور آپ کی کرامات میں سے یہ بات بھی شمار کی جاتی تھی کہ جو آپ کی مجلس میں دور بیٹھا ہوتا وہ باوجود کثرت اژدھام کے ویسا ہی سنتا تھا جس طرح کہ قریب کا سنتا تھا۔آپ اہلِ مجلس کے دلوں کے مطابق وعظ فرماتے اور کشف کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہوتے اور جب آپ کرسی پر کھڑے ہوتے تو آپ کے جلال کی وجہ سے لوگ کھڑے ہو جاتے اور جب ان سے آپ فرماتے کہ چپ رہو تو سب ایسا چپ کرتے کہ آپ کی ہیبت کی وجہ سے ان کے سانسوں کے سوا اور کچھ معلوم نہ ہوتا لوگ اپنے ہاتھ مجلس میں رکھتے تو ان کے ہاتھ مجلس میں مردوں پر پڑتے جن کو وہ ہاتھ سے معلوم کرتے اور ان کو آنکھوں سے نہ دیکھتے۔آپ کے کلام کے وقت میدان میں چلانے کی آواز معلوم کرتے اور بسا اوقات آواز سنتے اور اوپر سے جبہ مجلس میں گرتا۔یہ لوگ رجال الغیب وغیرہ ہوتے۔[4]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 180,81 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] صفحه 181 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 181 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 181 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

جو میں نے دل میں سوچا بیان کرنے لگے

شیخ عالم زاہد ابوالحسن سعد الخیر بن محمد بن سہل بن سعد انصاری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں 529ھ میں حاضر ہوا میں سب لوگوں کے پیچھے تھا۔ آپ ''زھد'' کے بارے میں وعظ فرمارہے تھے۔ میں نے دل میں کہا کہ میری مرضی یہ ہے کہ آپ ''معرفت'' میں کلام کریں۔ تب آپ نے زھد سے کلام قطع کیا اور ''معرفت'' میں کلام کرنے لگے کہ میں نے ویسا کبھی بیان نہ سُنا تھا پھر میں نے دل میں کہا کہ میرا جی چاہتا ہے آپ ''شوق'' میں کلام کریں۔ تب ''معرفت'' سے کلام موقوف کیا اور ''شوق'' میں کلام کرنے لگے کہ میں نے کبھی ایسا کلام نہ سُنا تھا پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ ''فنا و بقا'' میں کلام کریں۔ تب آپ نے ''شوق'' سے کلام بند کر کے ''فنا و بقا'' میں کلام شروع کیا کہ میں نے ویسا بیان کبھی نہ سُنا تھا پھر میں نے دل میں کہا کہ آپ ''غیبت و حضور'' میں کلام کریں۔ تب آپ نے فنا و بقا سے قطع کلام کر کے ''غیبت و حضور'' میں کلام شروع کیا کہ جس کی مثل میں نے کبھی نہ سُنا تھا پھر فرمایا کہ: (حَسْبُكَ يَآاَبَا الْحَسَنْ؟) ''اے ابوالحسن تجھ کو یہی کافی ہے۔''

تب میں بے اختیار ہو گیا اور اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔ ①

تمام ولی میری مجلس میں آتے ہیں

حضرت ابو محمد عفیف بن مبارک بن حسین بن محمود جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا کہ آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے فرماتے تھے کہ اے غلام! میرے پاس بیٹھ کر میرے پاس نہ بیٹھنے سے توبہ کر یہاں پر ولایات و درجات ہیں اے توبہ کے خریدار اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ آگے بڑھ۔ اے معافی کے خریدار! اللہ عزوجل کے نام کے ساتھ آگے بڑھ۔ اے اخلاص کے خریدار تو میرے پاس ہر ہفتہ میں ایک دفعہ ہر سال میں ایک دفعہ یا تمام عمر میں ایک دفعہ آ اور ہزاروں چیزیں مجھ سے لے ہزار سال تک سفر کرتا کہ مجھ سے ایک بات سُنے جب تو یہاں داخل ہو تو اپنا علم، اپنا زہد، اپنی پرہیزگاری، اپنا حال سب چھوڑ دے جو کچھ میرے پاس ہو گا وہ تجھ کو یاد ہو جائے گا۔ میرے پاس خاص خاص فرشتے اور اولیاء اور مردانِ غیب حاضر ہوتے ہیں۔ مجھ سے خدا کی جناب میں تواضع سیکھتے ہیں۔ کوئی ولی اللہ ایسا نہیں کہ جو میری مجلس میں حاضر نہ ہوتا ہو۔ زندہ اپنے جسموں اور وصال یافتہ اپنی روحوں سے حاضر ہوتے ہیں۔ ②

آپ کے صاحبزادے کو غشی آئی اور کپڑے جلنے لگے

حافظ ابوزرعہ طاہر بن محمد بن طاہر مقدسی دار بی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں بغداد میں

① بهجة الاسرار صفحه 181،182 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحه 182 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

550ھ میں حاضر ہوا۔ تب میں نے آپ سے سُنا کہ فرماتے ہیں کہ میرا کلام ان لوگوں کے کانوں میں پہنچتا ہے۔ جو میری مجلس میں ''کوہ قاف'' سے حاضر ہوتے ہیں۔ ان کے قدم ہوا میں ہوتے ہیں۔ ان کے دل حضوری قدس میں ہوتے ہیں۔ قریب ہے کہ ان کی ٹوپیاں اللہ عزوجل کے شوق کی وجہ سے جل جائیں۔ آپ کے صاحبزادے سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ اس وقت منبر پر اپنے والد کے پاؤں کے تلے بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنا سر ہوا کی طرف اُٹھایا پھر ان کو غشی آ گئی اور ان کی طاقیہ و پیراہن جل گئے۔ تب آپ نیچے اترے آگ کو بجھایا اور یہ بھی فرمایا: کہ اے عبدالرزاق! تم بھی ان میں سے ایک ہو۔

میں نے صاحبزادہ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ آپ کو غشی کیوں ہوئی تھی؟ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں نے ہوا کی طرف دیکھا تو میں نے ایسے مردوں کو دیکھا جو کھڑے ہوئے اور سر نیچے کیے ہوئے آپ کے کلام کو چپ چاپ سن رہے ہیں۔ وہ اس قدر تھے کہ انہوں نے آسمان کے کنارہ کو روک لیا ہوا ہے۔ ان کے لباس اور کپڑوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ بعض ان میں سے وہ ہیں جو کہ چلاتے ہیں اور ہوا میں دوڑتے ہیں بعض وہ ہیں کہ زمین پر گرتے ہیں بعض وہ ہیں کہ اپنی جگہ پر کانپ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آپ کے وعظ کے وقت میدان میں چلانے کی آواز آتی تھی اور جبہ اوپر سے زمین پر گرتا تھا۔ ①

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرنا

حضرت شیخ ابوالفلاح منج بن شیخ خلیل ابوالخیر کرم بن شیخ ابومحمد مطر بادرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جب میں حضرت شیخ مطر بادرانی رحمۃ اللہ علیہ کے فوت ہونے کے وقت حاضر ہوا تو میں نے کہا کہ:

(اَوْصِنِیْ بِمَنِ اقْتَدٰی بِهٖ بَعْدَكَ؟)

''آپ مجھے وصیت فرمائیں کہ آپ کے بعد میں کس کی اتباع کروں؟''

انہوں نے فرمایا:

(بِالشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرنا۔''

میں نے خیال کیا کہ وہ غلبہ مرض میں ہیں پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا۔ اس کے بعد پھر میں نے کہا

(اَوْصِنِیْ بِمَنِ اقْتَدٰی بِهٖ بَعْدَكَ؟)

''آپ مجھے وصیت فرمائیں کہ آپ کے بعد میں کس کی اتباع کروں۔''

انہوں نے فرمایا: کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرنا میں نے خیال کیا کہ وہ غلبہ مرض میں ہیں پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا۔ اس کے بعد پھر میں نے کہا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیں کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں پھر آپ نے فرمایا: شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع کرنا پھر میں نے ایک ساعت تک چپ رہ کر یہی بات دوہرائی تو آپ نے فرمایا:

---

① بهجة الاسرار صفحه 182,83 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(یَابُنَیَّ زَمَانٌ یَکُوْنُ فِیْهِ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ لَایُقْتَدٰی اِلَّا بِهٖ)

"اے فرزند! جس زمانہ میں شیخ عبدالقادر ہوں تب ان کے سوا اور کسی کی اتباع نہیں کرنی چاہیے۔"

پس جب وہ فوت ہوئے تو میں بغداد میں آیا اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ دیکھا تو اس میں شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بڑے بڑے مشائخ موجود تھے۔ تب میں نے سُنا کہ آپ فرماتے تھے۔ میں تمہارے واعظوں کی طرح نہیں ہوں۔ میں تو اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے کہتا ہوں۔ میرا وعظ ان لوگوں کے لیے ہے جو کہ ہوا میں ہیں اور آپ نے ہوا کی طرف سر اٹھا کر دیکھا پھر میں نے بھی اوپر کو سر اٹھایا تو کیا دیکھا کہ آپ کے سامنے نوری مردوں کی صفیں ہیں جو نور کے گھوڑوں پر سوار ہیں۔ وہ مجھ میں اور آسمان میں بوجہ کثرت اژدحام کے حائل ہو گئے ہیں۔ وہ سب سر نیچے کیے ہوئے تھے ان میں سے بعض تو روتے تھے اور بعض کانپتے تھے اور بعض کے کپڑوں میں آگ لگی ہوئی تھی پھر مجھے غشی آ گئی پھر میں کھڑا ہوا اور لوگوں کو چیرتا ہوا آپ کی خدمت میں کرسی تک پہنچ گیا۔ تب آپ نے میرے کان پکڑے اور فرمایا:

(یَاکَرَمُ اَمَااکْتَفَیْتَ بِاَوَّلِ مَرَّةٍ مِنْ وَصِیَّتِ اَبِیْكَ؟)

"اے کرم! کیا تجھے اپنے والد کی پہلی دفعہ کی وصیت کافی نہ ہوئی؟"

میں نے آپ کی ہیبت سے سر جھکا لیا۔[1]

انبیاء اور فرشتوں کا مجلس وعظ میں آنا

حضرت ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں کئی مرتبہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور دوسرے انبیاء علیہم السلام کو دیکھا ہے۔ بیشک سردار اپنے غلاموں کو جھانکا کرتا ہے اور بیشک انبیاء علیہم السلام کی ارواح آسمان اور زمین میں ایسا چکر لگاتی ہیں جیسے کہ زمانہ میں ہوائیں اور میں نے ملائکہ کو دیکھا ہے کہ وہ آپ کی خدمت میں جوق در جوق آتے ہیں۔ میں نے رجال الغیب اور جنوں کو دیکھا ہے کہ آپ کی مجلس میں ہر ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتا ہے۔

میں نے ابوالعباس خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے کہ اکثر آپ کے ہاں آتے ہیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو فرمایا:

(مَنْ اَرَادَ الْفَلَاحَ فَعَلَیْهِ بِمُلَازَمَةِ هٰذَاالْمَجْلِس)

"جو شخص کامیابی چاہتا ہے اس کو چاہیے کہ اس مجلس کی ملازمت اختیار کرے۔"[2]

آپ کا 33 سال بیان فرمانا

حضرت ابوالفتح سلیمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد ابوعبداللہ عبدالوہاب بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے

---

① بهجة الاسرار صفحه 183، مطبوعه موسسة الشرف پاكستان

② بهجة الاسرار صفحه 183، مطبوعه موسسة الشرف پاكستان

سنا فرماتے تھے کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ ایک ہفتہ میں تین (3) دفعہ وعظ فرماتے تھے۔ مدرسہ میں جمعہ کی صبح کو منگل کی شام کو اور سرائے میں اتوار کی صبح کو۔ آپ کی مجلس میں علماء فقہاء و مشائخ وغیرہ جمع ہوتے تھے۔ چالیس (40) سال تک آپ نے وعظ فرمایا: ہے۔ پہلا سال 521ھ شروع ہوا اور آخر سال 561ھ میں ختم ہوا اور ان کے تدریس و فتوٰی کی مدت 33ھ سال تھی شروع 528 اور آخر سال 561ھ ہے۔ آپ کی مجلس میں قاری بھائی بلا الحان پڑھا کرتے تھے۔ لیکن ان کی قرأت ترتیل اور تجوید سے ہوتی تھی۔ آپ کی مجلس شریف میں ابوالفتح مسعود بن عمر ہاشمی قاری بھی پڑھا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس وعظ میں دو تین آدمی مرجایا کرتے تھے۔ آپ کی مجلس میں چار سو 400 زبردست عالم وغیرہ آپ کی تقریر نقل کیا کرتے تھے اور بسا اوقات مجلس کی حالت میں آپ ہوا پر چند قدم اڑ کر پھر کرسی پر آ بیٹھا کرتے تھے۔ ①

آپ قرآن سن کر رو پڑتے

سید ابوالفتح ہاشمی مقری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ مجھ کو شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے قرأت کے لیے بلایا۔ جب میں نے قرآن شریف پڑھا تو آپ رو پڑے اور مجھے فرمایا: کہ واللہ میں تجھ کو اللہ عزوجل سے ضرور طلب کروں گا۔

پھر ایک ولی اللہ کھڑے ہوئے اور آپ سے کہنے لگے کہ یا سیدی! میں نے خواب میں رب العزۃ سبحانہ وتعالیٰ کو دیکھا اور جنت کے دروازے کھل گئے ہیں۔ آپ کے لیے کرسی بچھائی گئی ہے اور آپ سے کہا گیا ہے کہ وعظ کرو آپ نے کہا کہ جب سید مقری آجائے پھر آپ سے کہا گیا کہ وہ آگیا ہے آپ نے فرمایا: کہ اب میں وعظ کروں گا۔ ②

ایک لاکھ (1,00,000) سے زائد لوگ تائب ہوئے

حضرت حافظ ابوعبداللہ بن نجار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھ سے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میرا جی چاہتا ہے کہ جس طرح میں پہلے تھا۔ اب بھی جنگلوں میں رہوں کہ نہ میں لوگوں کو دیکھوں نہ وہ مجھے دیکھیں پھر فرمایا: کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے یہ چاہا کہ لوگوں کو فائدہ پہنچے کیونکہ میرے ہاتھ پر یہود و نصاریٰ میں سے پانچ سو (500) سے زیادہ مسلمان ہوئے ہیں اور میرے ہاتھ پر ایک لاکھ (1,00,000) سے زائد بے عمل تائب ہوئے ہیں اور یہ بڑی نیکی ہے۔ ③

آپ کی مجلس میں یہودی مسلمان ہوتے

شیخ ابوالحسن بغدادی المعروف موزہ فروش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ عمر کیماتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسیں اس امر سے خالی نہ ہوتی تھیں کہ یہود و نصاریٰ مسلمان ہوتے تھے۔ چور، ڈاکو وغیرہ شریر لوگ توبہ کرتے

---

① بهجة الاسرار صفحه 183,184 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 184, مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 184, مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

تھے اور رافضی وغیرہ اپنے عقائد سے رجوع کیا کرتے تھے۔ ①

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے عیسائی کو مسلمان ہونے کے لئے بھیجا

آپ کے پاس ایک راہب آیا اور مجلس میں آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہوا پھر اس نے لوگوں سے کہا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں۔ میرے دل میں اسلام قوی ہوا اور میرا ارادہ پختہ ہوگیا کہ میں اسی کے ہاتھ پر مسلمان ہوں گا جو کہ اہلِ یمن سے میرے گمان میں بہتر ہو۔ میں اس گمان میں متفکر بیٹھا تھا کہ اتنے میں نیند مجھ پر غالب ہوگئی تب میں نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو دیکھا وہ فرماتے ہیں کہ:

(یَاسِنَانُ اِذْهَبْ اِلَى الْبَغْدَادِ وَاَسْلِمْ عَلٰى یَدِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ الْجِیْلِی فَاِنَّهٗ خَیْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ)

''اے سنان! تم بغداد کو جاؤ اور شیخ عبدالقادر جیلی کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ کیونکہ وہ اس وقت تمام زمین والوں سے بہتر ہیں۔'' ②

نصاریٰ کا مسلمان ہونا

ایک مرتبہ آپ کی خدمت میں 13 نصاریٰ آئے اور آپ کے ہاتھ پر مجلس وعظ میں مسلمان ہوئے پھر کہنے لگے کہ ہم مغرب کے علاقہ کے نصاریٰ ہیں۔ ہم نے اسلام کا ارادہ کیا لیکن ہم کو تردد تھا کہ کہاں جا کر اسلام لائیں تب ہم نے ہاتف کی آواز سنی اور اس کو دیکھتے نہ تھے وہ کہتا ہے کہ اے کامیاب گروہ! تم بغداد کو جاؤ اور شیخ عبدالقادر کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤ کیونکہ ان کی برکت سے تمہارے دلوں میں وہ ایمان دیا جائے گا کہ جو اور جگہ حاصل نہ ہوگا۔ ③

سو (100) عالموں کا علم جاتا رہا

حضرت شیخ ابو محمد مفرحہ بن نبہان بن رکاف شیبانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جب شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا شہرہ ہوا تو بغداد کے سو (100) مشہور فقیہ و دانا اس لیے جمع ہوئے کہ ہر ایک ان میں سے مختلف فنون میں مسئلہ پوچھے جو ایک دوسرے سے مختلف ہوں تا کہ ان مسائل سے آپ کو بند کریں۔ وہ سب مل کر آپ کی مجلس وعظ میں آئے میں اس دن وہیں موجود تھا۔ جب مجلس قائم ہوئی تو شیخ مراقبہ میں ہوئے اور آپ کے سینہ سے ایک نور کی بجلی چمکی جس کو وہی شخص دیکھتا تھا جس کو اللہ عزوجل چاہتا تھا پس ان سو (100)

---

① بهجة الاسرار صفحه 184، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② صفحه 185، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ صفحه 185، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

فقیہوں کے سینہ پر اس کا گزر ہوا۔ جس پر بھی اس کا گزر ہوا اس کی حالت تو یہ ہوئی کہ مبہوت اور بے قرار ہو گیا پھر سب کے سب ایک دم چلا اُٹھے اور اپنے کپڑے سب نے پھاڑ ڈالے سروں کو برہنہ کیا۔ آپ کی طرف کرسی تک گئے اور اپنے سروں کو آپ کے پاؤں پر رکھ دیا اور ایک دم مجلس میں شور برپا ہو گیا میں نے خیال کیا کہ بغداد اس آواز سے گونج اٹھا۔ تب شیخ نے ہر ایک کو سینہ سے لگایا یہاں تک کہ آخر تک پہنچے پھر آپ نے ہر ایک سے یہ کہا کہ:

(اَلا فَمَسْأَلَتُکَ کَذَا وَجَوَابُهَا کَذَا)

''تمہارا مسئلہ یہ تھا اس کا یہ جواب ہے۔''

یہاں تک کہ سب کے مسائل بیان کر دیئے جب مجلس ختم ہو گئی تو میں ان فقہا کے پاس آیا اور ان سے حال پوچھا تو کہنے لگے کہ جب ہم مجلس میں بیٹھے تو ہم نے اپنے تمام علم کو کھو دیا۔ یہاں تک کہ گویا ہم کو کبھی علم تھا ہی نہیں پھر جب آپ نے ہم کو سینے سے لگایا تو وہ تمام علم جو جاتا رہا تھا پھر واپس آ گیا آپ نے وہ تمام مسائل بیان کر دیئے جو ہم آپ کے لیے تیار کر کے لائے تھے اور ان سب کے ایسے جواب دیئے جن کو ہم جانتے نہ تھے۔ ①

اصفہان سے ہاتھ بڑھا کر ٹوپی لے لی

حضرت شیخ ابوالقاسم محمد بن احمد بن علی جہنی ﷫ نے فرمایا: میں شیخ محی الدین عبدالقادر ﷫ کی کرسی کے نیچے بیٹھا کرتا تھا۔ آپ کے نقیب ہوتے تھے ان میں سے دو نقیب آپ کی کرسی کی دونوں سیڑھیوں پر بیٹھا کرتے تھے اور اس جگہ وہی شخص بیٹھ سکتا تھا جو کہ ولی ہو یا صاحب حال آپ کی کرسی کے نیچے ایسے مرد بیٹھا کرتے تھے گویا کہ ہیبت وجلال میں شیر ہیں۔ ایک بار آپ وعظ کی حالت میں کرسی پر استغراق کی حالت میں ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے عمامہ کا ایک پیچ کھل گیا اور آپ کو معلوم نہ ہوا۔ تب تمام حاضرین نے اپنے عمامہ اور ٹوپیاں کرسی کے نیچے پھینک دیئے اور جب آپ اپنے وعظ سے فارغ ہوئے اپنے عمامہ کو درست کر لیا اور مجھ سے فرمایا:

اے ابوالقاسم! لوگوں کے عمامے اور ٹوپیاں دے دو میں نے سب کو دے دیئے لیکن ایک ٹوپی میرے پاس رہی جس کو میں نہیں جانتا تھا کہ کس کی ہے؟ اور مجلس میں کوئی رہا بھی نہیں تب مجھ کو آپ نے فرمایا: کہ یہ مجھے دے دے میں نے وہ آپ کو دے دی۔ آپ نے اس کو اپنے کندھے پر رکھ دیا تو وہ غائب ہو گئی۔ میں اس سے حیران رہ گیا اور جب شیخ کرسی پر سے اترے تو آپ نے میرے کندھے پر ہاتھ دھر کر یہ کہا میرے ہاتھ پر تکیہ لگا اور فرمایا: کہ اے ابوالقاسم! جب مجلس والوں نے اپنے عمامے اتار دیئے تو ایک ہماری بہن نے اصفہان میں اپنی ٹوپی اتار کر پھینک دی تھی پھر جب میں نے لوگوں کے عمامے واپس کر دیئے اور اس کی ٹوپی کو اپنے کندھے پر رکھ لیا تو اس نے اصفہان سے اپنا ہاتھ بڑھایا اور اس کو اٹھا لیا۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 185, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 185,186 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بغداد کے مشائخ، علماء اور مفتیوں کا مجلس میں حاضر ہوتا

حضرت سید ابوالعباس احمد بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ازہری حسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد نے کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں عراق کے بڑے بڑے مشائخ اور مشہور علما اور صدر مفتی حاضر ہوا کرتے تھے۔ جیسے شیخ بقا بن بطو، شیخ ابو سعد قیلوی، شیخ علی بن ہیتی، شیخ نجیب الدین عبدالقادر سہروردی، شیخ ابوحکیم بن دینار، شیخ ماجد کردی، شیخ مطر بادرانی، قاضی ابویعلی محمد بن فراء، قاضی ابوالحسن علی بن دامغانی، امام ابوالفتح بن شتی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اور بغداد میں کوئی مشہور شیخ ایسا نہ تھا کہ آپ کی مجلس میں حاضر نہ ہوا ہو میں نے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ کو بغداد میں داخل ہوتے ہوئے کبھی نہیں دیکھا لیکن میں نے ان کو " طفسونج "میں کئی مرتبہ دیکھا کہ دیر تک چپ چاپ بیٹھے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میں اس لیے چپ کرتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو سنوں اور میں نے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کو " لانش "میں کئی مرتبہ دیکھا کہ وہ اپنے حجرہ سے نکل کر پہاڑ کی طرف جاتے اور عصا سے ایک دائرہ کھینچ لیتے اور فرماتے کہ جو شخص یہ چاہے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کو سنے اس کو چاہیے کہ اس دائرہ میں آ جائے۔

تب اس میں ان کے بڑے بڑے مرید داخل ہوتے۔ شیخ کے کلام کو سنتے اس کو لکھ لیتے اور اس دن کی تاریخ لکھ لیتے بغداد میں آتے اور اس دن میں جو لوگوں نے شیخ کے کلام کو نقل کیا ہوا ہوتا ملایا کرتے تو برابر وہی نکلتا اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت میں جب کہ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ دائرہ میں داخل ہوتے اپنی مجلس والوں سے فرماتے کہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ تم لوگوں میں ہے صاحب بہجۃ الاسرار فرماتے ہیں کہ کتاب کے شروع میں میں نے اس موقعہ میں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فرمایا تھا کہ:

(قَدَمِیْ هٰذِهٖ عَلٰی رَقَبَةِ كُلِّ وَلِیِّ اللّٰهِ) "میرا یہ قدم تمام اولیاء اللہ کی گردن پر ہے۔"

اس میں تامل کرنا کافی ہے۔ اللہ عزوجل ہدایت کا مالک ہے۔ [1]

سبز پرندوں کا وعظ میں آنا

شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد بن منظور رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے حضرت شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے وعظ فرمایا: یہاں تک کہ اپنے کلام میں مستغرق ہو گئے اور فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو سبز پرندے کو بھیج دے وہ میرے کلام کو سن لے تو وہ کر سکتا ہے۔ ابھی یہ آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا یہاں تک کہ ایک خوبصورت سبز پرندہ آیا۔ آپ کی آستین میں داخل ہوا اور نہ نکلا۔

آپ نے مجلس میں ایک دن وعظ فرمایا:۔ بعض لوگوں میں سستی پائی تو فرمایا: کہ اگر اللہ عزوجل چاہتا تو سبز پرندوں کو بھیج دیتا۔ وہ میرا کلام سنتے تو ایسا کر سکتا ہے۔ آپ نے ابھی کلام پورا نہ کیا تھا یہاں تک کہ سبز پرندوں سے مجلس بھر گئی حاضرین مجلس نے انکو دیکھ لیا۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن آپ خدائے تعالیٰ کی قدرت کا حال بیان کر رہے تھے کہ لوگوں پر آپ کے کلام کی ہیبت و تواضع چھا گئی

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 186,187 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اور مجلس میں عجیب خلقت کا پرندہ گزرا۔ بعض لوگ اس پرندہ کے دیکھنے سے شیخ کے کلام سے غافل ہو گئے تب آپ نے فرمایا: کہ معبود کی عزت کی قسم! اگر میں چاہوں اور اس پرندے سے کہوں کہ تو مر جا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو جا تو فوراً مر جائے۔ ابھی آپ نے کلام پورا نہ کیا تھا کہ وہ پرندہ زمین پر ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ ①

آپ کے کلام کی تاثیر

قاضی القضاۃ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے چچا ابو عبداللہ عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے بلاد عجم کی طرف سیر کی اور مختلف علوم حاصل کیے پھر جب میں بغداد میں آیا تو میں نے اپنے والد سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کے سامنے لوگوں کو وعظ سناؤں آپ نے مجھ کو اذن دیا۔ تب میں کرسی پر چڑھ گیا اور علوم و مواعظ کا جس قدر خدا نے چاہا بیان کیا۔ میرے والد بھی سنتے تھے لیکن کسی کا دل نرم نہ ہوا اور نہ کسی کے آنسو نکلے۔

تب اہلِ مجلس میرے والد کی خدمت میں چلا کر عرض کرنے لگے کہ آپ ہی کچھ بیان فرمائیں پھر میں اتر پڑا اور والد کرسی پر چڑھے اور آپ نے یہ فرمایا: کہ میں کل روزہ دار تھا۔ یحییٰ کی والدہ نے میرے لیے چند انڈے تلے تھے اور ایک پیالی میں ڈال کر ایک مٹی کے برتن پر رکھ دیئے۔ بلی آئی اس کو پھینک دیا وہ ٹوٹ گئی۔ اتنا کہنا تھا کہ تمام اہلِ مجلس چلا اٹھے پھر جب آپ اترے تو میں نے آپ سے اس بارے میں پوچھا فرمایا: کہ اے بیٹے! تم کو اپنے سفر پر ناز ہے کیا تم نے وہاں کا سفر کیا ہے؟ اور اپنی انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا: پھر آپ نے فرمایا: کہ اے فرزند! جب میں کرسی پر چڑھا تو میرے دل پر اللہ ﷻ کی طرف سے ایک بجلی چمکی جس نے میرا دل فراخ کر دیا۔ تب میں نے وہ بات بیان کی جو تم نے سنی ایسی بسط کے ساتھ جو کہ ہیبت کے ساتھ مقبوض تھی پھر وہ ہوا جو تم نے لوگوں سے دیکھا۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں اکثر کرسی پر چڑھتا اور لوگوں کے سامنے طرح طرح کے علوم و فنون۔ اصول فقہ و وعظ بیان کرتا۔ والد بھی سنتے رہتے لیکن میرے کلام کا کسی کو اثر نہ ہوتا۔ پھر میں اترتا اور آپ کرسی پر چڑھتے اور فرماتے اے شجاعت کے طالب! ایک گھڑی صبر کر۔ تب ایک دم اہلِ مجلس چلا اٹھتے۔

میں آپ سے اس کی بابت پوچھتا تو مجھے فرماتے کہ تم اپنے اندر کلام کرتے ہو اور میں اوروں کے اندر ہو کر بولتا ہوں۔

اذن الٰہی سے بولوں گا

جب مجلس وعظ میں کوئی آپ سے مسئلہ پوچھتا تو اکثر دفعہ فرماتے کہ میں اس پر کلام کرنے میں اللہ ﷻ سے اذن طلب کروں گا اور اخلاص حاصل کروں گا پھر سر نیچا کر لیتے۔ آپ پر ہیبت طاری ہوتی اور وقار آ جاتا پھر اس مسئلہ پر جیسے اللہ ﷻ چاہتا کلام کرتے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ مجھے معبود کی عزت کی قسم! جب تک مجھ سے یہ نہیں کہا جاتا۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 186,187 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

(بِحَقِّیْ عَلَیْکَ تُکَلِّمُ فَقَدْ أَمَنْتُکَ مِنَ الرَّدِ وَیُقَالُ لِیْ یَاعَبْدَالْقَادِرِ تُکَلِّمْ یُسْمَعُ مِنْکَ)

''تم کو میرے حق کی قسم ہے وعظ کرو میں نے تم کو رد کرنے سے محفوظ کر دیا ہے۔ تب تک میں وعظ نہیں کرتا اور مجھ سے کہا جاتا ہے کہ اے عبدالقادر تم وعظ کرو تم سے سُنا جائے گا۔''[1]

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا لاغر اور قوی ہونا

شیخ بقا بن بطور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا۔ وہ دوسری سیڑھی پر بیٹھے ہوئے وعظ فرما رہے تھے میں نے دیکھا کہ پہلی سیڑھی بڑھ گئی حتیٰ کہ جہاں تک آنکھ کام کرتی ہے اتنی بڑی ہو گئی اس پر سبز سندس (ریشمی باریک کپڑا) بچھایا گیا اور اس پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر و عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم تشریف رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تجلی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے دل پر ہوئی ہے۔ آپ جھکے اور قریب تھا کہ آپ گر پڑیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو روک لیا کہ کہیں گر نہ پڑیں پھر لاغر ہوئے یہاں تک کہ چڑیا کی طرح ہو گئے پھر پھولے یہاں تک کہ پُر جلال شکل پر ہو گئے پھر مجھ سے یہ سب باتیں چھپ گئیں۔

شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کے دیکھنے کی نسبت پوچھا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ان کے ارواح بشکلِ انسانی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ایک قوت دیا کرتا ہے کہ اس کے سبب سے وہ ظاہر ہوا کرتے ہیں۔ پس ان کو اللہ تعالیٰ اپنی قوت سے دکھاتا ہے۔ جن کی صورتیں جسمی ہوتی ہیں اور آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں۔ معراج کی حدیث اس پر دلیل ہے

اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے لاغر ہونے اور بڑھنے کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ پہلی تجلی اس صفت پر تھی کہ اس کے شروع میں کوئی آدمی بغیر نبوی تائید کے ثابت نہیں رہ سکتا اور قریب تھا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تدارک نہ فرماتے تو عنقریب شیخ گر ہی جاتے اور دوسری تجلی بصفت جلال بحیثیت موصوف تھی۔ اسی لیے آپ لاغر ہو گئے۔ تیسری تجلی بصفت جمال تھی بحیثیت مشاہدہ اسی لیے آپ بڑھ گئے یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔[2]

دل میں اعتراض کیا تو پاؤں میں میخ گڑھ گئی

حضرت ابوالفضل احمد بن قاسم بن عبدان قریشی بغدادی بزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ چادر اوڑھا کرتے اور علماء کا لباس پہنا کرتے جو کہ عمدہ اور بیش قیمت ہوتا۔ میرے پاس آپ کا خادم 558 ھ میں سونا لایا اور کہا میں چاہتا ہوں کہ ایسا کپڑا ہو جو کہ فی گز ایک دینار کو آئے اس سے ایک حبہ کم یا زائد نہ ہو میں نے اس کو دے دیا اور کہا کہ یہ کس کے لیے لیتے ہو؟

اس نے کہا کہ اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے میں نے دل میں کہا کہ شیخ نے خلیفہ کے لیے بھی کوئی کپڑا نہ چھوڑا یہ بات میرے دل میں ابھی پوری آئی بھی نہ تھی کہ میں نے اپنے پاؤں میں ایک میخ گڑھی ہوئی دیکھی اس کے درد سے موت نظر آنے لگی تمام لوگ جمع ہو گئے کہ اس کو میرے پاؤں سے نکالیں مگر وہ نکال نہ سکے میں نے کہا کہ مجھے اُٹھا کر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 187,188 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان [2] بھجۃ الاسرار صفحہ 188, مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

کی خدمت میں لے چلو پھر جب میں شیخ کے سامنے آیا، بیا گیا تو آپ نے مجھے فرمایا کہ اے ابوالفضل اتم ہم پر دل سے کیوں اعتراض کرتے ہو؟ معبود کی عزت کی قسم ہے کہ میں نے کبھی لباس نہیں پہنا یہاں تک کہ مجھ کو یہ کہا گیا ہے کہ تم کو ہمارے حق کی قسم ہے تم ایسا قمیص پہنو جس کی قیمت ایک دینار ہو۔

اے ابوالفضل! یہ کفن ہے اور میت کا کفن عمدہ ہونا چاہیے اور یہ ہزار موت کے بعد ہے پھر آپ نے میرے پاؤں پر ہاتھ پھیرا تو وہ بیخ جاتی رہی اور درد موقوف ہو گیا۔ واللہ مجھے معلوم نہیں کہ کہاں سے وہ آئی تھی اور کدھر چلی گئی۔ میں اسی وقت چلنے پھرنے لگا۔ تب شیخ نے فرمایا: کہ ہم پر اس کا اعتراض کرنا بیخ کی شکل پر ظاہر ہو گیا۔ [1]

لوگ آپ کی برکت سے دعا مانگتے

حضرت عالم ابواسحاق ابراہیم بن سعید داری قشلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ علماء کا لباس پہنا کرتے اور چادر اوڑھتے خچر پر سوار ہوتے ان کے سامنے نشان اٹھایا جاتا تھا۔ بڑی کرسی پر آپ وعظ فرمایا کرتے آپ کے کلام میں روانی اور رفعت ہوتی تھی۔ آپ کی باتیں سُنی جاتی تھیں۔ جب آپ بولتے تو سب چپ کر جاتے اور جب حکم دیتے تو سب آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے جلدی کرتے جب آپ کو کوئی سخت دل دیکھتا تو نرم ہو جاتا اور جب ان کو دیکھا تو گویا تمام لوگوں کو دیکھ لیا۔ جب آپ جامع مسجد جاتے تو بازاروں میں تمام لوگ کھڑے ہو جاتے اور اللہ عزوجل سے آپ کے وسیلہ سے مطالب کی دعا مانگتے۔ [2] آپ کی آواز عمدہ روش اور خاموشی تھی۔ آپ کو جمعہ کے دن مسجد میں چھینک آئی اور آپ کی چھینک کا جواب لوگوں نے دیا حتیٰ کہ مسجد میں بڑا شور پڑ گیا۔ وہ یہ فرماتے تھے۔

(یَرْحَمُكَ اللّٰهُ وَيَرْحَمُكَ بِكَ) ''خدا تم پر رحم کرے اور تمہارے سبب رحم کرے۔''

خلیفہ مستنجد جامع مسجد کے ایک حجرہ میں تھا اس نے کہا کہ یہ شور کیسا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو چھینک آئی ہے سو یہ اس کے لیے آواز ہے۔ [3]

آپ کے رعب سے اہل مجلس ڈرتے

حضرت شیخ ابوالحسن علی بن محمد بن احمد بغدادی صوفی سقا رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بڑی ہیبت والے تھے جب کسی کی طرف دیکھتے تو آپ کے رعب کے مارے قریب تھا کہ کانپنے لگے اور اکثر دفعہ کانپ اٹھا کرتا تھا اور جب آپ بیٹھتے تو آپ کو ایسے لوگ گوشۂ چشم سے دیکھتے کہ گویا شیر ہیں اور سب سے بڑھ کر یہی لوگ آپ کے حکم کی تعمیل کرنے دوڑتے۔ [4]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 188,89 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] یہ آپ کی زندگی میں لوگوں کا معمول تھا تو بعد از وصال کیسے منع ہو گا تفصیل کے لئے مقدمہ دیکھیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] صفحه 189 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 189 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

چھٹا باب

آپ کے اصحاب کی بزرگی اور ان کے لیے خوش خبری

جس کے رہنما ''شیخ عبدالقادر'' ہوں وہ باکرامت کیوں نہ ہو؟

حضرت ابن الحمامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے 568ھ میں نہر دمشق کو خواب کی حالت میں دیکھا میں ان دنوں بچہ تھا کہ اس کا تمام پانی خون اور پیپ بن گیا ہے۔ اس کی مچھلیاں سانپ اور کیڑے بن گئی ہیں وہ بڑھتی جاتی ہے میں اس سے ڈرتا ہوں کہ کہیں مجھے پکڑ نہ لے یہاں تک کہ میں اپنے مکان پر آ گیا تب مجھ کو مکان کے اندر سے ایک شخص نے پنکھا دیا اور کہا اس کو مضبوطی سے پکڑے رہو میں نے کہا کہ وہ مجھے نہیں اٹھائے گا اس نے کہا کہ تیرا ایمان تجھے اٹھائے گا۔ تب میں نے اس کی ایک طرف کو پکڑ لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ میں اس کے پاس تخت پر اپنے مکان میں ہوں اور میرا خوف جاتا رہا۔ میں نے کہا کہ آپ کو اس خدا کی قسم ہے جس نے مجھ پر آپ کے سبب احسان کیا۔ آپ کون صاحب ہیں؟ انہوں نے فرمایا:

(اَنَا نَبِیُّکَ مُحَمَّدٌ ﷺ) ''میں تیرا نبی محمد ﷺ ہوں۔''

پھر میں آپ کی ہیبت سے کانپنے لگا۔ میں نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ آپ اللہ ﷻ سے دعا مانگیں کہ میں اس کی کتاب اور آپ ﷺ کی سنت پر مروں۔ آپ نے فرمایا:

(نَعَمْ وَشَیْخُکَ الشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ) ''ہاں اور تیرا شیخ عبدالقادر ہے۔''

یہ تین دفعہ فرمایا پھر میری آنکھ کھل گئی اور یہ قصہ میں نے اپنے والد کے پاس بیان کیا پھر ہم چلے کہ شیخ کی زیارت کریں یہ وہ دن تھا کہ جس میں سرائے میں آپ نے وعظ فرمایا تھا۔ تب ہم نے آپ کو پایا کہ آپ وعظ فرماتے تھے۔ ہم آپ کے قریب اس لیے نہ جا سکے کہ لوگوں کا بڑا ہجوم تھا۔ اس لیے ہم لوگوں کے اخیر میں بیٹھ گئے۔ آپ نے اپنا کلام قطع کیا اور فرمایا کہ ان دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ اور ہماری طرف اشارہ کیا۔ میں اور میرے والد لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتے ہوئے آپ کی خدمت میں کرسی تک لائے گئے۔

آپ نے ہم کو بلایا میرے والد آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور میں پیچھے تھا آپ نے میرے والد سے فرمایا اے ابلہ اتم ہمارے پاس بلا دلیل نہیں آئے۔ اس کو آپ نے اپنا قمیض پہنا دیا اور مجھ کو وہ چادر جو آپ کے سر پر تھی پہنا دی۔ ہم لوگوں کے

درمیان بیٹھ گئے۔ میرے والد نے دیکھا تو جو آپ نے اس کو پہنایا تھا وہ الٹا تھا اس نے ارادہ کیا کہ اس کو سیدھا کر کے پہن لوں۔ اس سے کہا گیا کہ صبر کر یہاں تک کہ لوگ چل دیں۔ جب شیخ کرسی پر سے اترے تو میرے والد نے ارادہ کیا کہ اس کو لوگوں کی گڑبڑ میں درست کرے دیکھا تو وہ سیدھا ہے تب اس کو غشی ہوگئی اور لوگ اس سے بیقرار ہوگئے۔

پھر شیخ نے فرمایا: کہ اس کو میرے پاس لاؤ۔ ہم لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو دیکھا کہ آپ اولیاء کے قبہ میں بیٹھے ہیں۔ وہ رباط میں ایک قبہ تھا جو اس نام سے اس لیے مشہور تھا کہ اس میں کثرت سے اولیاء اللہ اور مردان غیب شیخ کی زیارت کے لیے آتے رہتے تھے۔

پھر آپ نے میرے والد سے فرمایا:

(مَنْ يَكُونَ دَلِيلُهُ رَسُولَ اللّٰهِ وَشَيْخُهُ عَبْدَالْقَادِرِ كَيْفَ لَايَكُونُ لَاكَرَامَةُ)

''جس کے رہنما رسول اللہ ﷺ ہوں اور اس کا شیخ عبدالقادر ہو تو اس میں کرامت کیسے نہ ہو؟''

اور یہ تیری کرامت ہے۔ دوات کاغذ آپ نے منگوائی اور ہم کو آپ نے خرقہ کی سند لکھ دی۔ ①

میرا مرید توبہ کے بغیر نہیں مرے گا

شیخ ابو محمد عبداللطیف بن شیخ ابو النجیب عبدالقاہر بن عبداللہ سہروردی فقیہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے والد نے کہا کہ شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ سے ہر رات کو ایسی آواز سُنائی دیتی جس طرح کہ شہد کی مکھی کی آواز آتی ہے۔ تب ان کے مریدوں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے 508ھ میں کہا اور آپ ان دنوں ان کے پاس رہتے تھے کہ آپ شیخ سے اس کی بابت دریافت کریں۔ انہوں نے آپ کو جواب دیا کہ میرے بارہ ہزار (12,000) مرید ہیں میں ان کے نام ہر رات شمار کیا کرتا ہوں اور جس کو خدا کی طرف ضرورت ہو اس کے لیے سوال کرتا ہوں جب کوئی میرا مرید گناہ کرتا ہے تو اس پر ایک مہینہ نہیں گزرتا حتیٰ کہ وہ یا مر جاتا ہے یا توبہ کر لیتا ہے۔ یہ اس خوف کے مارے کرتا ہوں کہ کہیں اس گناہ میں بڑھتا نہ جائے۔

تب ان سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر مجھ کو اللہ تعالیٰ یہ مرتبہ دے گا تو میں اپنے رب تعالیٰ سے عہد لوں گا کہ وہ میرے مریدوں کو قیامت تک توبہ پر مارے اور میں ان کا اس میں ضامن ہوں پھر شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا مجھ کو خدا نے اس پر گواہ بنایا ہے کہ تم کو عنقریب یہ مرتبہ عنایت کرے گا اور اپنے مرتبہ کا سایہ ان پر بچھائے گا۔ ②

آپ کے مرید کی شان

حضرت شیخ ابوالسعود حریمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو عبداللہ محمد بن قائدادانی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالقاسم عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے ان سب نے فرمایا: کہ شیخ

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 190، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بہجۃ الاسرار صفحہ 191، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ قیامت تک اپنے مریدوں کی اس بات کے ضامن ہیں کہ ان میں سے کوئی شخص بغیر توبہ کے نہ مرے گا اور ان کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ ان کے مرید اور ان کے مریدوں کے مرید سات (7) پشت تک جنت میں داخل ہوں گے۔

اور فرمایا: کہ میں اپنے مرید کے مریدوں کا سات تک ہر ایک امر کا ذمہ دار ہوں اور فرمایا:

(لَوِانْكَشَفَتْ عَوْرَةُ مُرِيْدِيْ بِالْمَشْرِقِ وَاَنَابِالْمَغْرِبِ سَتَرْتُهَا)

''اگر میرے مرید کا پردہ مشرق میں کھل جائے اور میں مغرب میں ہوں تو اس کو چھپاتا ہوں''

ہم کو حال اور قدر کے لحاظ سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنی ہمتوں سے اپنے مریدوں کی حفاظت کریں خوش ہو جائے

(طُوْبٰی لِمَنْ رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ اَوْرَاٰی مَنْ رَاٰی مَنْ رَاٰنِیْ وَاَنَاحَسْرَةٌ عَلٰی مَنْ لَمْ يَرَنِیْ)

''وہ شخص کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے مجھے دیکھا ہے یا اس کو دیکھا ہے کہ جس نے میرے دیکھنے والے کے دیکھنے والے کو دیکھا ہے میں اس شخص پر حسرت کرتا ہوں کہ جس نے مجھے نہیں دیکھا''①

مرید کو حال بتا دیا

حضرت شیخ صالح ابو محمد داؤد بن علی بن احمد بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں کہا کہ میں نے خواب میں 548ھ میں شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ان کے پاس لوگوں کے حالات آتے ہیں اور وہ اللہ عزوجل کے سامنے پیش کرتے ہیں پھر مجھ سے کہا اے شیخ داؤد! تم اپنا حال بیان کرو کہ میں خدا کے یہاں پیش کروں۔ میں نے کہا کیا میرے شیخ کو معزول کر دیا گیا؟ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو۔

انہوں نے کہا کہ نہیں خدا کی قسم! ان کو معزول نہیں کیا گیا اور نہ کیا جائے گا پھر میں جاگا اور صبح کے وقت شیخ کے مدرسہ میں آیا اور آپ کے دروازہ پر بیٹھا کہ آپ کو اس امر کی اطلاع دوں۔ آپ نے مجھ کو اندر ہی سے پہلے اس سے کہ میں آپ کو دیکھوں یا کلام کروں پکار کر فرمایا:

(يَادَاوُدُ شَيْخُكَ مَاعَزَلُوْهُ وَلَايَعْزِلُوْنَهٗ)

''اے داؤد! تیرے شیخ کو نہ معزول کیا ہے اور نہ معزول کریں گے''

اور اپنا قصہ کہ میں اس کو اللہ عزوجل کے سامنے پیش کروں خدا کی قسم میں نے خدا کی بارگاہ میں کبھی کوئی اپنے مرید یا غیر کا ایسا قصہ پیش نہیں کیا اور نہ اس کے بارے میں ایسا سوال کیا کہ رد ہوا ہو۔②

جس دن شیخ کو دیکھا وہ برکت والا دن تھا

حضرت امام حافظ تاج الدین ابوبکر عبدالرزاق بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے

---

① بهجة الاسرار صفحہ 191 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحہ 191،192 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

فرزند یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ سے بدھ کی رات 9 شعبان 550ھ کو کہا کہ میرے لیے چاول پکاؤ وہ کھڑی ہوئیں اور آپ کے لیے چاول پکائے آپ کے دستر خوان کو بھر دیا اور سوگئیں۔ جب آدھی رات ہوئی تو دیوار پھٹی اس میں سے ایک مرد نکلا جس نے وہ سب کھانا کھا لیا پھر وہ جانے لگا تب آپ نے فرمایا: کہ ان سے ملو اور اپنے لیے دعا کراؤ میں ان سے دیوار کے باہر ملا وہ دیوار سے ایسے نکلے جس طرح داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ آپ کے والد کی دعا اور ان کے خرقہ کی برکت سے اس نیکی تک جو تم دیکھتے ہو پہنچا ہوں۔

جب میں نے صبح کو اس امر کا ذکر شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے کیا تو انہوں نے فرمایا: کہ میں نے کوئی ایسا خرقہ کسی کے سر پر کسی کے ایسے ہاتھ سے جس میں کہ جلد تاثیر فتح و برکت کی ہو تمہارے والد کے سوا نہیں دیکھا اور بیشک اللہ عزوجل نے ستر (70) مردوں پر اس دن کی رات میں ایک ہی وقت میں بڑی فتح نصیب کی تھی جنہوں نے ان سے خرقہ پہنا تھا اور شیخ نے ان کے سروں پر جو ہاتھ رکھا تھا اس کی وجہ سے ان کو بڑی عنایت ہوئی تھی اور جس دن سے کہ میں نے آپ کے والد کو دیکھا اس دن سے بڑھ کر کوئی برکت والا دن نہیں دیکھتا۔ [1]

سب مریدوں میں آپ کے مرید افضل

شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالفتح ہروی رحمۃ اللہ علیہ نے "دمشق" میں کہا کہ میں نے شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں سُنا کہ کسی شیخ کے مرید اس قدر نیک بخت نہیں جس قدر کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اپنے شیخ سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بغداد میں سُنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ عالم اعلیٰ سے اسی بات کو لے کر لوٹتے تھے کہ جو آپ سے تعلق پیدا کرے گا وہ نجات پائے گا۔ [2]

آپ کے مرید نیک بخت ہیں

شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے تمام مریدوں کو نیک بختوں کے لشکر میں چمکتی ہوئی پیشانی اور ہاتھ پاؤں والے دیکھا ہے۔ [3]

آپ کے مرید رحمت کے سمندر میں غوطہ زن ہیں

حضرت شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مشائخ کے مریدوں سے جو شخص مجھ سے سوال کرے کہ میں اس کو خرقہ پہناؤں تو پہنا دوں گا مگر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کو نہیں پہناؤں گا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 192 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 192 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 192 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(فَاِنَّهُمْ مُنْغَمِسُوْنَ فِی الرَّحْمَةِ وَهَلْ يَتْرُكُ اَحَدُ الْبَحْرَ وَيَاْتِی السَّاقِيَةَ؟)

''کیونکہ بیشک وہ رحمت میں غوطہ زن ہیں اور کیا کوئی سمندر کو چھوڑ کر نالیوں پر آتا ہے؟''[1]

کیا میرا کوئی مرید جہنم میں ہے؟

ابوالحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھے ایک کاغذ دیا گیا جو اتنا بڑا تھا کہ جہاں تک نگاہ پہنچے اس میں میرے اصحاب اور مریدوں کے نام تھے جو قیامت تک ہونے والے تھے اور مجھ سے کہا گیا کہ سب کو تمہارے لیے بخش دیا گیا اور فرمایا:

(سَاَلْتُ مَالِكًا خَازِنَ النَّارِ هَلْ عِنْدَكَ مِنْ اَصْحَابِیْ اَحَدًا؟)

''میں نے حضرت مالک علیہ السلام دوزخ کے داروغہ سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس میرا کوئی مرید ہے؟''

(فَقَالَ لَا)

''اس نے کہا نہیں۔''[2]

(وَعِزَّةِ رَبِّیْ وَجَلَالِهٖ اِنَّ يَدِیْ عَلٰی مُرِيْدِیْ كَالسَّمَاءِ عَلَی الْاَرْضِ اِنْ لَّمْ مُرِيْدِیْ جَيِّدًا فَاَنَا جَيِّدًا)

''مجھے معبود کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ میرے مرید پر ایسا ہے جس طرح آسمان زمین پر اگر میرا مرید (عمدہ) نہیں تو میں (عمدہ) ہوں۔''[3]

مجھے اپنے رب کی عزت وجلال کی قسم ہے کہ میرے قدم میرے رب کے سامنے برابر رہیں گے یہاں تک کہ مجھ کو اور تم کو جنت کی طرف لے جائے گا۔[4]

مرید کو ستر 70 بار احتلام ہونا

حضرت سید ابوالعباس احمد بن شیخ ابوعبداللہ محمد بن ابوالغنائم محمد حسینی دمشقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے والد نے دمشق میں فرمایا کہ

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 193، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] خلیفہ اعلیٰ حضرت مولانا جمیل الرحمٰن قادری رضوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس واقعہ کی خوب ترجمانی فرماتے ہوئے فرمایا:

کل ان کو دیا ہے رب نے جس میں صاف لکھا ہے — جائے خلد میں ہر نام لیوا غوث اعظم کا (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] اسی جانب اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اپنے کلام میں اشارہ فرمایا:

اے رضا یوں نہ بلک تو نہیں جید تو نہ سہی — سید جید ہر دہر ہے مولیٰ تیرا (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[4] بہجۃ الاسرار صفحہ 193، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ایک مرید کو ستر (70) مرتبہ خواب میں احتلام ہوا وہ ہر دفعہ ایک ایسی عورت کو دیکھتا ہے جس کو پہلے نہ دیکھا تھا۔ ان میں سے بعض عورتوں کو تو پہچانتا تھا اور بعض کو نہیں پہچانتا تھا۔

جب صبح ہوئی تو وہ شیخ کی خدمت میں اس لیے حاضر ہوا کہ اس کی شکایت کرے۔ تب اس کے ذکر کرنے سے پہلے ہی فرمایا کہ تم اس کو بُرا نہ مانو کیونکہ:

(اِنِّیْ نَظَرْتُ اِلٰی اِسْمِكَ فِی اللَّوْحِ الْمَحْفُوْظِ مَرَاتِبُ فِیْهِ اِنَّكَ تَزْنِیْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً بِفُلَانَۃٍ فُلَانَۃٍ)

"میں نے لوح محفوظ میں تیرے نام کو دیکھا تھا اور اس میں یہ تھا کہ تو ستر 70 بار فلاں فلاں عورت سے زنا کرے گا۔"

آپ نے ان عورتوں کا نام وحال بھی اس کے سامنے بیان کیا پھر فرمایا:

(فَسَأَلْتُ اللّٰهَ تَعَالٰی حَتّٰی حَوَّلَ عَنْكَ ذَالِكَ مِنَ الْیَقْظَۃِ اِلَی النَّوْمِ)

"میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا جس نے تیرے لیے بیداری سے وہ نیند کی طرف بدل دیا۔"[1]

جو آپ کا نام لے وہ آپ کا

حضرت عمران کیماتی اور بزار رحمۃ اللہ علیہما نے بغداد میں 592ھ میں ان دونوں نے فرمایا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ کوئی شخص آپ کا نام لیتا ہے لیکن نہ تو آپ کا اس نے ہاتھ پکڑا ہے اور نہ آپ کا خرقہ پہنا ہے تو کیا وہ آپ کا مرید کہلا سکتا ہے؟

آپ نے فرمایا: کہ جو شخص میری طرف منسوب ہو اور میرا نام لے اس کو اللہ عزوجل قبول کرے گا اور اس پر مہربانی کرے گا۔ اگرچہ وہ بُرے عمل پر ہے اور وہ میرے مریدوں میں سے ہے پھر فرمایا:

(وَاَنَا رَبِّیْ عَزَّوَجَلَّ وَعَدَنِیْ اَنْ یَدْخُلَ اَصْحَابِیْ وَاَنَّ مَذْهَبِیْ کُلُّ مُحِبٍّ فِی الْجَنَّۃِ)

"بے شک میرے رب عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے مریدوں اور میرے ہم مذہبوں اور میرے دوستوں کو جنت میں داخل کرے گا۔"[2]

حضرت شیخ صالح ابو عبدالملک ذیال بن ابوالمعالی بن راشد عراقی رحمۃ اللہ علیہ نے بیت المقدس میں فرمایا: ہم نے اپنے شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا جب وہ بغداد میں کرسی پر بیٹھے ہوئے فرما رہے تھے 561ھ کے مہینوں میں اور ان سے سوال کیا گیا تھا اس شخص کی بزرگی کی نسبت جو آپ سے منسوب ہو جائے تو فرمایا: ہمارا ایک انڈا ہزار 1000 کے بدلہ ہے اور چوزے کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔[3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 193، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 193، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 194، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

مدرسہ کے آگے سے گزرنے والا عذاب قیامت سے محفوظ

حضرت شیخ جلیل ابن شیخ ابوالعباس احمد بن علی صرصری ؒ نے فرمایا: میرے والد نے فرمایا کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر ؒ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:

(اَیُّمَا امْرِئٍ مُسْلِمٍ عَبَرَ عَلٰی مَدْرَسَتِیْ فَاِنَّ عَذَابَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یُخَفِّفُ عَنْہُ)

''کوئی مسلمان اگر میرے مدرسہ کے دروازہ پر سے گزر جائے تو قیامت کا عذاب اس سے کم کیا جائے۔''

آپ کی خدمت میں ایک جوان آیا۔ آپ سے کہنے لگا کہ میرا والد فوت ہو گیا ہے۔ میں نے اس کو آج رات خواب میں دیکھا ہے اور بیان کیا کہ اس کو قبر میں عذاب ہو رہا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا ہے کہ شیخ عبدالقادر ؒ کی خدمت میں جاؤ اور میرے لیے آپ سے دعا کراؤ۔

آپ نے اس سے فرمایا:

(اَعَبَرَ عَلٰی مَدْرَسِیْ؟) ''کیا وہ میرے مدرسہ پر سے گزرا تھا؟''

اس نے کہا نَعَمْ جی ہاں۔ تب آپ چپ کر گئے پھر اگلے دن اس کا فرزند آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس کو آج رات خوش و خرم دیکھا ہے اور اس پر سبز حلہ ہے اس نے مجھ سے کہا ہے کہ مجھ سے عذاب دفع کیا گیا ہے اور جو تو لباس دیکھ رہا ہے وہ شیخ عبدالقادر ؒ کی برکت سے مجھے پہنایا گیا ہے۔ پس اے میرے فرزند ! تم کو لازم ہے کہ ان کی ملازمت اختیار کر پھر شیخ نے فرمایا:

(اِنَّ رَبِّیْ وَعَدَنِیْ اَنْ یُّخَفِّفَ الْعَذَابَ عَمَّنْ عَبَرَ عَلٰی مَدْرَسَتِیْ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ)

''میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میں اس سے عذاب کی تخفیف کروں گا۔ جو مسلمان میرے مدرسہ سے گزرے گا۔''[1]

جس نے آپ کا چہرہ دیکھا اس پر رحم ہوا

شیخ خلیل بن ابوالعباس احمد بن علی صرصری ؒ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہا گیا کہ اس نے ایک قبر میں سے میت کی آواز سنی ہے کہ جو چند دن پہلے مقبرہ ''باب ازج'' میں دفن کی گئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ کیا اس نے میرا خرقہ پہنا تھا؟ لوگوں نے کہا کہ ہم نہیں جانتے آپ نے فرمایا: کہ زیادتی کرنے والا خسارہ کے زیادہ لائق ہے اور ایک گھڑی سر نیچے کیا، آپ کو ہیبت نے ڈھانک لیا اور آپ پر وقار نمایاں ہوا پھر فرمایا: کہ فرشتوں نے مجھ سے کہا ہے کہ

(اِنَّہٗ رَاٰی وَجْھَکَ وَاَحْسَنَ بِکَ الظَّنَّ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ رَحِمَہٗ بِذٰلِکَ)

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 194 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

''اس نے آپ کا چہرہ دیکھا ہے اور آپ سے اس کو حسن ظن تھا اللہ ﷻ نے آپ کے سبب اس پر مہربانی کی ہے''
وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس کی قبر کی طرف، پھر کئی بار گئے مگر اس کے بعد کبھی آواز نہ سُنی۔ ①

آپ کا خلیفہ معزول نہیں ہوتا

حضرت ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کے پاس شیخ علی بن الہیتی اور شیخ بقا ابن بطو رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔ تب مجھ کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہر طویلہ میں میرا ایک ایسا نر جانور ہے جس کے برابر کوئی اور قوی نہیں اور ہر ایک زمین میں میرا ایک ایسا گھوڑا ہے کہ جس سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک لشکر میں میرا ایک سلطان ہے جس کی کوئی مخالفت نہیں کر سکتا اور ہر منصب میں میرا ایک ایسا خلیفہ ہے جس کو معزول نہیں کیا جاتا۔ ②

شیطان شمع بن گیا

شیخ ابوعبدالرحیم عسکر نصیبی رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے فرمایا: شیخ ابومحمد عبدالجبار بن شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں، وہ فرماتے ہیں کہ میری ماں جب اندھیرے مکان میں داخل ہوتی تو ان کے لیے ایک شمع ظاہر ہوتی اور وہ مکان میں روشنی پاتی ایک دفعہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ مکان میں گئے اور شمع کو دیکھا جب آپ کی نگاہ اس پر پڑی تو وہ بجھ گئی۔

آپ نے فرمایا: یہ نور جو تو دیکھتی ہے یہ شیطان ہے جو تمہاری خدمت کرتا ہے لیکن میں نے اب اس کو تجھ سے پھیر دیا ہے۔ میں نے اس کے بدلے ایک رحمانی نور تم کو دے دیا ہے۔ ایسا ہی اس کے ساتھ میں کرتا ہوں جو کہ میری طرف منسوب ہوتا ہے یا میری اس پر عنایت ہوتی ہے۔

آپ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جب کبھی والدہ اندھیرے مکان میں داخل ہوتی تو اس میں ایسا نور ہوتا جو کہ چاند کی طرح ہوتا تھا۔ اس مکان کے تمام اطراف کو بھر لیتا۔ ③

حضرت حسین بن حلاج رحمۃ اللہ علیہ کا پاؤں پھسل گیا

حضرت شیخ ابوالقاسم عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کئی دفعہ سُنا کہ میرے بھائی حسین حلاج کا پاؤں پھسل گیا لیکن ان کے زمانہ میں کوئی ایسا شخص نہ تھا کہ ان کے ہاتھ کو پکڑتا اور اگر میں ان کے زمانہ میں ہوتا تو میں ان کا ہاتھ پکڑ لیتا اور میں اپنے اصحاب و مرید و دوستوں میں سے قیامت تک ہر اس شخص کا متکفل ہوں جس کی سواری لڑکھڑا جائے میں اس کا ہاتھ پکڑتا ہوں۔ ④

---

① بهجة الاسرار صفحه 194 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 196 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان
③ بهجة الاسرار صفحه 196 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان
④ بهجة الاسرار صفحه 196 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

گم شدہ اونٹ مل گئے

عبداللہ جبائی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں "ہمدان" میں ایک مرد سے ملا جو کہ "اہل دمشق" سے تھا جس کو "ظریف" فرماتے تھے۔ وہ کہتا ہے کہ میں بشر قرظی رحمۃ اللہ علیہ کو "نیشاپور" کے راستہ میں یا کہا کہ "خوارزم" کے راستہ میں ملا۔ اس کے ساتھ چودہ (14) اونٹ شکر کے تھے اس نے کہا کہ ہم ایسے جنگل میں اترے کہ خوف ناک تھا۔ جس میں کہ بھائی بھائی کے ساتھ خوف کے مارے نہیں ٹھہر سکتا۔ جب ہم نے ابتدائی رات میں گٹھڑیوں کو اٹھایا تو ہم نے چار اونٹوں کو گم پایا جو کہ لدے ہوئے تھے میں نے ان کو تلاش کیا تو نہ پایا۔ قافلہ تو چل دیا اور میں اپنے اونٹوں کو تلاش کرنے کے لیے قافلہ سے الگ ہو گیا۔ ساربان نے میری حمایت کی اور میرے ساتھ ٹھہر گیا۔ ہم نے ان کو تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا اور جب صبح ہوئی تو میں نے شیخ یعنی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو ذکر کیا (آپ نے فرمایا تھا) اگر سختی میں پڑے تو مجھ کو پکارنا تو تیری مصیبت جاتی رہے گی۔

تب میں نے کہا کہ اے شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے۔ اے شیخ عبدالقادر! میرے اونٹ گم ہو گئے پھر میں نے مطلع کی طرف جو دیکھا تو صبح ہو گئی تھی۔ جب روشنی ہو گئی تو میں نے ایک شخص کو ٹیلے پر دیکھا جس کے بڑے سفید کپڑے تھے وہ مجھ کو اپنی آستین سے اشارہ کرتا ہے کہ اوپر آؤ۔ جب ہم ٹیلے پر چڑھے تو کوئی شخص نظر نہ آیا مگر وہ چاروں اونٹ ٹیلے کے نیچے جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم نے ان کو پکڑ لیا اور قافلہ سے جا ملے۔ [1]

حاجت روائی کے لئے نوافل کی تلقین

ابوالمعالی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں شیخ ابوالحسن نانبائی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا اور اس حکایت کو میں نے ان سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالقاسم عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جو شخص مجھ کو مصیبت میں پکارے اس کی مصیبت دور ہو گی (یا میں دور کروں گا) اور جس تکلیف میں مجھے پکارے تو وہ تکلیف اس کی جاتی رہے گی (یا میں کھول دوں گا)۔

اور جو شخص کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کی طرف میرا توسل کرے تو اس کی حاجت پوری ہو گی۔ جو شخص دو (2) رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں بعد سورۃ فاتحہ سورہ اخلاص گیارہ (11) مرتبہ پڑھے پھر سلام کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھے اور مجھ کو یاد کرے اور عراق کی جانب گیارہ قدم چلے اور میرا نام لے اور اپنی حاجت مانگے تو خدا کے حکم سے اس کی حاجت پوری ہو جائے گی۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 196,197 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 197 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان۔ چونکہ اس طریقہ سے نفل ادا کرنے کی تلقین آپ نے کی تھی۔ لہٰذا آپ کی نسبت سے یہ نوافل "صلوٰۃ غوثیہ" کے نام سے مشہور ہو گئی۔ تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔

ساتواں باب

آپ کا اخلاق مبارک

حضرت شیخ ابوالمعمر مظفر منصور بن المبارک بن الفضل واسطی واعظ جرادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میری آنکھوں نے شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو عمدہ خلق والا۔ بڑے وسیع سینہ والا، کریم النفس، مہربان دل اور وعدے اور محبت کو پورا کرنے والا نہ دیکھا۔

آپ باوجود حالت قدر عالی مرتبہ وسیع علم ہونے کے چھوٹوں پر رحم اور بڑوں کی تعظیم کرتے تھے خود سلام پہلے کہتے، ضعیفوں کے ساتھ بیٹھتے، فقراء سے عاجزی کے ساتھ پیش آتے، کسی بڑے دنیا دار آدمی کے لئے کھڑے نہ ہوتے اور کسی وزیر و سلطان کے دروازہ پر کبھی نہ جاتے۔ [1]

گریہ مبارک فرمانا

شیخ ابوالمعمر مظفر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک دن آپ کے دولت خانہ پر تھا آپ بیٹھے ہوئے کچھ لکھ رہے تھے کہ چھت پر سے مٹی گری۔ آپ نے تین دفعہ اس کو جھاڑ دیا پھر چوتھی مرتبہ سر اٹھایا تو ایک چوہیا کو دیکھا جو وہاں پر پھر رہی ہے۔ تب آپ نے فرمایا: کہ تیرا سر اڑ جائے پھر اس کا جسم ایک طرف اور سر ایک طرف گر پڑا۔

آپ نے لکھنا چھوڑ دیا اور رونے لگے میں نے کہا اے میرے سردار! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا: کہ میں ڈرتا ہوں کہ کسی مسلمان سے میرا دل رنجیدہ ہو تو اس کو بھی یہی پہنچے جو اس چوہیا کو پہنچا۔ [2]

چڑیا نے آپ کے اوپر نجاست ڈالی تو؟

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن مدرسہ میں وضو کر رہے تھے تو ایک چڑیا نے آپ پر "بول" کیا پھر آپ نے اپنا سر مبارک اوپر کو اٹھایا وہ اڑتی جاتی تھی تب وہ مردہ ہو کر گر پڑی۔ جب آپ نے

[1] بهجة الاسرار صفحه 197 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 197 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

وضو کرلیا تو بول کی جگہ کو دھو ڈالا اور اس کو اتار کر مجھے دے دیا اور حکم دیا کہ اس کو بیچ ڈال اور اس کی قیمت کو صدقہ کر دے۔ فرمایا کہ چڑیا کا مرنا اس بول کے بدلہ میں ہے۔ [1]

آپ کا شعر پڑھنا

شیخ ابو عمر عثمان صریفینی، ابو محمد عبدالحق حریمی رحمۃ اللہ علیہ نے بغداد میں فرمایا: ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ روتے اور فرماتے تھے کہ اے میرے رب! میں اپنی جان کو تیرے لئے کیسے ہدیہ کروں حالانکہ برہان قطعی سے یہ بات ثابت ہے کہ سب کچھ تیرا ہی ہے اور اکثر دفعہ یہ شعر پڑھتے تھے:

وَمَا يَنْفَعُ الْاَعْرَابِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ تَقِيٌّ

وَمَاضَرَّ ذَا تَقْوٰى لِسَانٍ مُّعَجَمٍ

''اگر تقویٰ نہ ہو تو صاف صحیح بولنا کچھ مفید نہیں اور زبان غیر فصیح متقی شخص کو ضرر نہیں۔'' [2]

تمام مال بوڑھے کو دے دیا

قاضی القضاۃ ابو صالح نصر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: مجھے میرے والد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شہرت کے بعد ایک ہی حج کیا ہے۔ میں اس میں چڑھنے اترنے میں آپ کی سواری کی باگ پکڑے ہوئے رہتا تھا اور جب ہم ''حلہ'' میں پہنچے تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو یہاں پر جو سب سے زیادہ فقیر گھر ہے؟ پھر ہم نے ''خرابہ'' میں ایک بالوں کا گھر پایا کہ جس میں ایک بوڑھا ایک بڑھیا اور ایک بچی تھی۔ تب میرے والد نے اس کے پاس اترنے کی اجازت مانگی اس نے آپ کو اجازت دی۔ آپ اور آپ کے ساتھی اس خرابہ میں اترے اس دن حلہ کے مشائخ و رئیس و سردار آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے التجا کی کہ آپ ان کے مکان میں تشریف لے چلیں۔ آپ نے انکار کر دیا۔ شہر والے آپ کی خدمت میں بکریاں، گائیں۔ کھانا، سونا، چاندی بیش قیمت کپڑے اور سواریاں سفر کے لئے لائے اور ہر طرف سے لوگ آپ کی خدمت میں دوڑ کر آئے اور شیخ نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا کہ میں ان گھر والوں کے لیے اپنی تمام ان چیزوں سے علیحدہ ہوتا ہوں۔ سب نے آپ سے کہا کہ ہم بھی ایسا کریں گے پھر آپ نے اس تمام مال کو ان کے لیے حکم دے دیا اور اس شیخ اور بڑھیا کے حوالہ کر دیا۔ آپ رات رہے اور صبح کو وہاں سے چل دیئے۔

پھر میں حلہ میں کئی سال کے بعد گیا اور دیکھا کہ وہ بوڑھا مرد سب سے بڑھ کر مال دار تھا۔ مجھے کہنے لگا کہ جو کچھ تم دیکھتے ہو یہ سب کچھ اس رات کی برکت ہے اور ان جانوروں نے بچے دیئے اور بڑھے۔ یہ سب انہیں میں سے ہیں۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 197,198 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 198, مطبوعه موسسة الشرف پاکستان [3] بهجة الاسرار صفحه 198, مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

سب فقراء میں تقسیم کر دیا

شیخ ابو محمد طلحہ بن مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے ابتداءً بغداد میں بیس (20) دن تک کوئی چیز کھانے کی نہ پائی اور نہ مجھے کوئی مباح چیز ملی۔ تب میں کسریٰ کے محل کے کھنڈر کی طرف گیا کہ کوئی مباح چیز مل جائے۔ میں نے وہاں پر ستر (70) اولیاء اللہ کو پایا۔ وہ سب کے سب یہی طلب کرتے تھے جو کہ میں طلب کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ مروت کی بات نہیں کہ میں ان کا مزاحم بنوں پھر میں بغداد کو واپس آ گیا۔ مجھے ایک شخص ملا اور اس کو میں پہچانتا ہوں کہ یہ ہمارے اہل میں سے ہے اس نے مجھے کچھ مال دیا اور کہا کہ یہ مجھ کو تمہاری والدہ نے دے کر تمہارے لیے بھیجا ہے۔

اس میں سے میں نے کچھ تو اپنے لیے رکھا اور باقی لے کر جلدی ایوان کسریٰ کے "خرابہ" کی طرف گیا اور وہ تمام ریزہ (مال) ان ستر (70) اولیاء اللہ پر تقسیم کر دیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا یہ میری ماں نے بھیجا ہے۔ میں نے خیال کیا کہ آپ لوگوں کے سوا اپنے آپ کو خاص نہ کروں۔ پھر میں بغداد کی طرف لوٹا اور جو ریزے میرے پاس تھے اس سے کھانا خریدا اور فقراء کو میں نے آواز دی تو ہم سب نے کھایا۔ رات کو میرے پاس اس ریزہ میں سے کچھ باقی نہ رہا۔ [1]

آپ کے پاس آنے والے تحائف کا استعمال

حضرت شیخ ابو محمد عبد اللہ بن حسین بن ابو الفضل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ہمارے شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب کوئی سونا لایا کرتا تو آپ اس کو فرماتے کہ اس کو مصلّٰی کے نیچے رکھ دے اور آپ اس کو ہاتھ نہ لگاتے۔ جب آپ کا خادم آتا تو اس کو آپ فرماتے کہ مصلّٰی کے نیچے جو کچھ ہے لے لے اور نانبائی [2] کو دے دے۔

آپ کا غلام مظفر شیخ کے دروازہ کے پاس آ کر کھڑا ہوتا اور ایک طباق ہوتا جس میں روٹیاں ہوتیں اور جب آپ کے پاس خلیفہ کی طرف سے خلعت آتی (کچھ نقدی) تو آپ فرماتے کہ یہ "ابو الفتح حراسیہ" کو دے دو اس سے آپ آٹا قرض لیا کرتے تھے اور فقہاء و مہمانوں کو کھانا کھلایا کرتے تھے۔

آپ کے گیہوں بذریعہ حلال کے ہوتے تھے جو کہ ہر سال آپ کے بازار کے بعض دوست اس کو کھیت میں بویا کرتے تھے اور بعض دوست اس کو پیسا کرتے تھے۔ ہر دن آپ کے لیے چار یا پانچ روٹیاں پکائی جاتی تھیں اور شیخ کی خدمت میں عصر کے وقت لائی جاتیں شیخ حاضرین پر ان میں سے ٹکڑا ٹکڑا تقسیم کر دیا کرتے اور باقی اپنے لیے رکھتے۔

جب آپ کے پاس کوئی تحفہ آتا تو تمام حاضرین پر اس کو تقسیم کر دیتے۔ ہدیہ کو قبول کر لیا کرتے اور اس کا عوض دیا کرتے۔ نذروں کو قبول کر لیا کرتے اور ان میں سے کھا لیا کرتے۔ [3]

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 198,199 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] یعنی شیخ ابو الحسن بن سلیمان المشہور نانبائی رحمۃ اللہ علیہ کو (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بھجۃ الاسرار صفحہ 198,199 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

سب کو دے دو

حضرت سید ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے والد نے فرمایا: میں سیدی شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ جامع مسجد میں جمعہ کے دن آیا۔ آپ کے پاس ایک سوداگر آیا اور کہنے لگا کہ میرے پاس مال ہے میں چاہتا ہوں کہ فقراء و مساکین کو تقسیم کردوں اور یہ زکوۃ کا مال نہیں میں نے اس کا کسی کو مستحق نہیں پایا آپ مجھے حکم دیں کہ میں کس کو دوں؟ شیخ نے فرمایا کہ اس کو مستحق اور غیر مستحق سب کو دے دے۔

وہ کہتے ہیں کہ آپ نے ایک فقیر شکستہ دل کو دیکھا تو فرمایا: تمہارا کیا حال ہے؟ اس نے کہا آج میں نہر کے کنارہ پر گیا اور ملاح سے میں نے سوال کیا کہ مجھ کو دوسری طرف لے جا مگر اس نے انکار کیا۔ میرا دل بوجہ فقر کے شکستہ ہو گیا۔ ابھی فقیر کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ایک شخص داخل ہوا۔ جس کے پاس ایک تھیلی تھی جس میں تیس (30) دینار تھے اور وہ شیخ کے نذر کر دیئے۔ شیخ نے فقیر سے کہا کہ یہ تھیلی لے جاؤ اور اس کو جا کر ملاح کو دے دے اور اس سے کہہ دو کہ فقیر کو کبھی رد نہ کیا کر اور شیخ نے اپنا قمیص اتار کر فقیر کو دے دیا پھر اس سے بیس (20) دینار میں خرید لیا۔ ①

مجلس میں لوگ مر گئے

حضرت شیخ ابو محمد عبد اللطیف بن احمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ہمارے شیخ، شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ ایک دن وعظ فرماتے تھے لوگوں پر سستی داخل ہو گئی۔ تب آپ نے آسمان کی طرف سر اٹھایا اور یہ اشعار پڑھے:

لَا تُسْقِنِیْ وَحْدِی فَمَا عَوَّدْتَنِیْ
اَنِّیْ اَشُحُّ بِهَا عَلٰی جُلَّاسِیْ

”مجھ کو اکیلے نہ پلا کیونکہ مجھے تو نے اس بات کا عادی نہیں بنایا کہ میں اس سے حضار مجلس پر بخل کروں۔“

اَنْتَ الْکَرِیْمُ وَهَلْ یَلِیْقُ تَکَرُّمًا
اَنْ یُّعْبَرَ النُّدَمَاءُ دُوْرُ الْکَاسِیْ

”تو کریم ہے اور کیا سخاوت کو یہ بات لائق ہے کہ ہم نشین پیالہ کے دور کی طرح گذر جائیں۔“

وہ کہتے ہیں کہ پھر لوگوں میں سخت اضطراب ہوا اور بڑی بات ان میں داخل ہوئی۔ مجلس میں ایک شخص یا دو شخص مر گئے۔ تیسی راوی کا یہ شک ہے۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 199,200 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 200, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ ابوالقاسم رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں آپ کا اخلاق

شیخ ابوالقاسم عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جس وقت میں کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا کرتے تھے گویا کہ وہ خواب ہوتا تھا۔اور جب ہم جاگے تو ان کو ہم نے گم کردیا۔

آپ کے اخلاق پسندیدہ تھے۔آپ کے اوصاف پاکیزہ تھے۔آپ کی ذات بری باتوں کی انکاری تھی۔آپ کا ہاتھ سخی تھا آپ ہر رات دستر خوان کے بچھانے کا حکم دیتے مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے،ضعیفوں کے ساتھ بیٹھا کرتے۔بیماروں کی عیادت کرتے۔طلب علم پر صبر کرتے ان کا ہم نشین یہ کبھی نہ خیال کرتا کہ کوئی شخص اس سے زیادہ آپ کے نزدیک مکرم ہے۔

اورآپ کے وہ اصحاب جو کہ غائب ہوتے ان کی خبر گیری کرتے ان کے حال دریافت کرتے ان کی دوستی کی حفاظت کرتے ان کی برائیوں کو معاف کرتے اور جو قسم کھائے اس کی تصدیق کرتے اوراپنا علم اس کے بارے میں مخفی رکھتے میں نے ان سے بڑھ کر کسی کو حیادار نہیں پایا۔[1]

ان سے بڑھ کر پاک باز نہ دیکھا

شیخ ابوالحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حالات دریافت کیے تو انہوں نے کہا آپ ظاہری خوبی والے ہمیشہ کشادہ رو۔بڑے خوبصورت فراخ درگاہ،آسان گرفت والے،کریم الاخلاق۔خوشبودار پسینہ والے۔مہربان شفیق تھے ہم نشین کی عزت کرتے تھے اور جب اس کو مغموم دیکھتے تو اس کو خوش کردیتے۔اس کے غم کو دور کردیتے۔میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر پاک زبان اور پاک لفظ نہیں دیکھا۔[2]

مفتی عراق کی نظر میں

حضرت ابوالحسن علی بن ازدمر محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے شیخ امام،مفتی عراق محی الدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد بن احمد بغدادی توحیدی رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے کلام کو 636ھ میں ان کے خط سے لکھا تھا وہ کہتے ہیں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بہت گریہ وزاری کرنے والے،صاحب خوف وخشیت وہیبت ومقبول الدعا،کریم الاخلاق،خوشبودار پسینہ والے،لوگوں میں سے فحش سے زیادہ دور رہنے والے،حق کی طرف لوگوں سے زیادہ قریب ہونے والے،جب اللہ عزوجل کے محارم کی ہتک کی جائے تو سخت گرفت فرمانے والے۔اپنے نفس کے لیے غصہ نہ کرتے تھے۔اپنے رب کے بغیر انتقام نہ لینے والے تھے۔سائل کو رد نہ کرتے تھے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 200 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان بهجة الاسرار میں اس جگہ ان شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ کے وہ اشعار نقل کیے گئے ہیں جن کو وہ شیخ کے ذکر کے وقت پڑھا کرتے تھے (اہل ذوق حضرات وہاں مطالعہ کریں۔(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 200 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اگرچہ آپ کے دو کپڑوں میں سے ایک مانگ لے۔

توفیق آپ کی طلب تھی۔ تائید آپ کی مدد کرتی تھی۔ علم آپ کو تہذیب دینے والا تھا۔ قرب آپ کو ادب سکھانے والا تھا۔ حضوری آپ کا خزانہ تھی۔ معرفت آپ کی پناہ تھی۔ خطاب آپ کا مشیر تھا۔ گوشۂ چشم آپ کا سفیر تھا۔ انس آپ کا ہم نشین۔ فراخی دل آپ کا نسیم۔ صدق آپ کا جھنڈا تھا۔ فتح آپ کی دولت علم آپ کی صناعت تھی، ذکر آپ کا وزیر، فکر آپ کا ہم کلام، مکاشفہ آپ کی غذا۔ مشاہدہ آپ کی شفا۔ آداب شریعت آپ کا ظاہر اوصاف حقیقت آپ کا باطن تھا۔ [1]

❁❁❁

---

① بهجة الاسرار صفحه 201 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آٹھواں باب

آپ کے اساتذہ وتلامذہ کا بیان

جن اساتذہ سے قرآن وفقہ کا علم سیکھا

آپ قرآن عظیم میں مشغول ہوئے یہاں تک کہ اس کو پختہ کرلیا۔اپنی عقل سے اس کے باطن وظاہر کو جان لیا اوران علماء سے فقہ پڑھی۔

ابوالوفا علی بن عقیل ⊙ ابوالخطاب محفوظ بن احمد کلودانی ⊙ ابوالحسن محمد بن قاضی بن یعلیٰ بن حسین بن محمد فراء ⊙ ابوسعد مبارک بن علی مخزومی رحمہم اللہ۔ان سے ہرطرح کا علم مذہبی وخلافی فروعی،اصول حاصل کیا۔

اورعلم حدیث کن سے سیکھا؟

حدیث کو محدثین کی ایک جماعت سے سنا۔ان میں سے ⊙ ابوغالب محمد بن حسن بن احمد بن حسن باقلانی،⊙ ابوسعد محمد بن عبدالکریم بن خشیش،⊙ ابوالغنائم محمد بن علی بن میمون الرسی،⊙ ابوبکر احمد بن المظفر بن سوس تمار [1]،⊙ ابومحمد جعفر بن احمد بن حسین قاری سراج،⊙ ابوالقاسم علی بن احمد بن بیان کرخی ⊙ ابوعثمان اسماعیل بن محمد بن احمد بن جعفر بن ملة اصبہانی،⊙ ابو طالب عبدالقادر بن محمد بن عبدالقادر بن محمد بن یوسف اوران کے چچا کے فرزند ابو طاہر عبدالرحمٰن بن احمد بن عبدالقادر بن محمد یوسف ⊙ ابوالبرکات ہبۃ اللہ بن مبارک بن موسیٰ سقطی ⊙ ابوالعز محمد بن مختار ہاشمی ⊙ ابونصر محمد ⊙ ابوغالب احمد ابوعبداللہ یحییٰ فرزندان امام ابوعلی حسن بن بنا ⊙ ابوالحسین مبارک بن عبدالجبار بن احمد بن ابوالقاسم صیرفی المعروف الطیوری ⊙ ابومنصور عبدالرحمٰن بن ابوغالب محمد بن عبدالواحد بن حسن قزاز ⊙ ابوالبرکات طلحہ بن احمد عاقولی رحمہم اللہ وغیرہم۔[2]

جن سے ادب سیکھا

آپ نے ادب ⊙ ابوزکریا یحییٰ بن علی تبریزی رحمۃ اللہ علیہ سے پڑھا اورشیخ عارف پیشوائے محققین ابوالخیر حماد بن مسلم (دباس)[3] کی

---

① تمار کھجور فروش کو کہتے ہیں۔(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بہجۃ الاسرار صفحہ 202,203 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

③ دباس شیرہ فروش کو کہتے ہیں۔(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

صحبت میں رہے ان سے علم طریقت لیا اور ان سے تربیت پائی اور خرقہ شریف قاضی ابو سعد مبارک مخزومی کے ہاتھ سے پہنا۔ ①

آپ کی مشائخ سے ملاقات

آپ زمانہ کے زاہدوں کے سرداروں عارفین عجم و عراق کے بڑے بزرگوں کی ایک جماعت سے ملے کہ جن کے سبب شرافت، سرداری و عزت و فخر سے مکرم تائید یافتہ ہوئے۔ پس وہ شریعت کے حامی و دوا ہیں۔ شریعت کے مددگار و معاون ہیں۔ اسلام کے جھنڈے و ارکان ہیں۔ حق کی تلواریں اور نیزے ہیں۔ پھر ہوشیاری سے ان سے علوم شرعیہ کے لینے کے لیے کھڑے ہوئے اور ان سے دینی فنون لینے میں دوام اختیار کیا۔ یہاں تک کہ اپنے اہلِ زمان سے بڑھ گئے اور اپنے ہم جنسوں میں خاص امتیاز حاصل کیا۔ پھر اللہ ﷻ نے ان کو لوگوں کے لیے ظاہر کیا خاص و عام میں ان کو بڑی قبولیت دی۔ علماء کے نزدیک ان کی بڑی ہیبت تھی۔ اللہ ﷻ نے ان کے دل سے زبان پر حکم ظاہر کر دیا اور اس کی قدرت کی علامات اللہ ﷻ سے ظاہر ہو گئیں ان کی ولایت کے نشانات ان کی تخصیص کے گواہ۔ ان کا مجاہدہ میں قدم راسخ خواہشات نفسانیہ سے تنہائی۔ تمام خلوق سے قطع تعلق۔ مولیٰ کی طلب میں صبر بڑی سختیوں و بلا میں صبر جمیل۔ ہر اشتغال کا پر چھوڑ دیتا تھا۔ ②

آپ نے مدرسہ بنایا

پھر آپ استاذ ابو سعد مخزومی کے مدرسہ کی طرف منسوب ہوئے۔ اس کے گردا گرد مکانات اس کے حصّل بڑھا دیے۔ دولت مندوں نے اس کی عمارت بنانے میں اپنے مال خرچ کیے۔ فقراء نے اس میں اپنے لیے کام کیا تب وہ مدرسہ جو آپ کی طرف اب منسوب ہے مکمل ہو گیا۔ اس سے 528 ھ میں فراغت ہوگئی۔ وہاں پر درس و فتویٰ کے لیے بیٹھنے لگے۔ وعظ کے لیے وہاں بیٹھنے زیارت و نذروں کے لیے ان کا قصد کیا جاتا۔ وہاں پر آپ کے پاس علماء و فقہاء و صلحاء کی ایک بڑی جماعت جمع ہو گئی جو کہ آپ کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کرتی تھی۔ تمام اطراف سے آپ کی طرف طلباء قصد کرتے اور آپ سے سیکھتے اور سنتے عراق کے مریدوں کی تربیت آپ تک ختم ہوئی۔ حقائق کی کنجیاں آپ کو دی گئیں عارفین اور معارف کی باگیں آپ کے سپرد کی گئیں۔

پھر آپ حکم و علم کے لحاظ سے قطب ہو گئے۔ غور کرنے اور فتویٰ دینے کے لیے آپ نقص و قطع کے طور پر کھڑے ہو گئے۔ علم پر فرع اور اصل کے لحاظ سے برہان قائم کیے حکم کو نقل و عقل کے طور پر بیان کیا۔ قول و فعل میں حق کی تائید کی۔ مفید کتابیں تصنیف کیں اور یکتا فوائد لکھے۔ ان کے ذکر سے رفیقوں نے باتیں کیں۔ زمانہ میں آپ کی خبریں پھیل گئیں۔ آپ کی طرف لوگوں کی گردنیں جھکیں۔ آپ کی خوبصورتیوں کے باغوں میں آنکھیں پاک ہو گئیں۔ آپ کے عجیب اوصاف میں زبانیں بولنے لگیں۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 203، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 203، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 203,204 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کو کن لقبوں سے پکارا جاتا

بعض لوگ آپ کی تعریف کرتے تھے کہ آپ دو بیان اور دو زبانوں والے ہیں اور بعض یہ تعریف کرتے تھے۔

(بِكَرِيمِ الْجَدَّيْنَ وَالطَّرَفَيْنِ)

''آپ کے دونوں جد اور دونوں طرف کریم ہیں۔''

بعض آپ کو یہ لقب دیتے تھے۔

(صَاحِبُ الْبُرْهَانَيْنَ وَالسُّلْطَانَيْنَ)

''آپ دو برہانوں اور دو سلطانوں کے صاحب ہیں''

اور بعض آپ کو یوں پکارتے تھے کہ آپ "امام الفريقين و امام الطريقين" ہیں۔ بعض نے آپ کا یہ نام رکھا ہے کہ آپ ''اَلسِّرَاجَيْنَ وَالْمِنْهَاجَيْن'' دو چراغ اور دو منہاج والے ہیں۔ پس زمانہ کے راستہ آپ سے روشن ہو گئے اور دین کے طریقے آپ سے بزرگ ہوئے، علم کے مراتب آپ ہی سے بلند ہوئے اور شرع کے لشکر آپ سے ہی منصور ہوئے۔ اسی لیے علماء کی ایک بڑی جماعت آپ کی طرف منسوب ہوئی۔ بڑے بڑے فقہا آپ کے شاگرد ہو گئے۔ [1]

آپ کے تلامذہ [2]

پس جو علماء کہ آپ کی طرف منسوب ہوئے۔ آپ سے شرعی علوم حاصل کئے اور سنت نبویہ آپ سے سنی۔

آپ کے شاگرد کا بیان

شاگردوں میں سے ایک ابو علی حسن بن عبداللہ بن رافع انصاری دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ مشہور قصار [3] ہیں مفتی مصر سید المدرسین

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 203,204 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] آپ کے تلامذہ کی ایک بہت بڑی تعداد ہے اس میں بڑے عظیم وشان اور بلند اقبال مرتبے والے حضرات شامل ہیں صاحب بہجۃ الاسرار نے اس باب میں ان کا ذکر کیا ہے ہم یہاں ان کے القابات ذکر کر رہے ہیں تا کہ قارئین جان لیں کہ تلامذہ شیخ کا اپنا مقام و مرتبہ کیا تھا چنانچہ آپ کے فیض یافتگان میں کہ جنھوں نے آپ سے قرأت، تفسیر، حدیث اور فقہ وغیرہ کا علم پڑھا وہ اپنے اپنے زمانے میں ان لقبوں سے مشہور ہوئے زينت القراء والصلحاء والعقلاء والعلماء والاولياء والخطباء والنقباء اور زينت المتكلمين، سيد المدرسين، والمحدثين والصرفين والاصولين واللغويين اور سيد العلماء و الاولياء والفقهاء والخاة جمال القراء، جمال الاسلام والفقهاء والزهاد والعلماء والمدتين-شيخ الفقهاء والزهاد اور شيخ المريدين والمسندين۔ اسی طرح فخر العلماء والفقها اور عمدة القراء والفقهاء والحفاظ نیز سراج العلماء، جلال العلماء والصلحاء، جبکہ لسان المتكلمين والمتقين، سلطان العارفين فخر المدرسين والمحدثين، تاج القراء اور شرف الاسلام وغیرہ وغیرہ القابات سے اپنے زمانہ میں جانے اور پہچانے گئے ہیں۔

[3] قصار دھوبی کو کہتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

والاولیاء ہیں۔

آپ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب تھے اور لوگوں کو ان کی طرف منسوب ہونے کے لیے بلاتے تھے فرماتے تھے کہ:

(اَلْحَمْدُلِلّٰهِ عَلَى الْاِيْمَانِ وَالْاِسْلَامِ وَالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَاَنَّهٗ كُنَّا مِنَ الشَّيْخِ مُحْيِ الدِّيْنِ عَبْدِ الْقَادِرِ)۔

''اللہ کی تعریف ایمان واسلام پر ہے اور کتاب وسنت پر ہے اور اس پر کہ ہم شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے دوستوں میں سے ہیں۔''[1]

شیخ ابوالبقاء عبداللہ بن حسین

⊙ شیخ امام یکتا ابوالبقاء عبداللہ بن حسین بن عبداللہ عکبری بصری فریر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ فقہا۔نحویوں،فرضیوں،لغویوں،اصولیوں کے سردار ہیں۔وہ مختلف علوم کے امام تھے۔مفید تصانیف کے مصنف ہیں۔

شیخ ابوالبقاعکبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوا پہلے میں کبھی حاضر نہ ہوا تھا اور نہ آپ کا کلام کبھی سنا تھا میں نے دل میں کہا کہ میں اس مجلس میں حاضر ہو کر اس عجمی کے کلام کو سنوں۔ میں مدرسہ میں داخل ہوا اور دیکھا کہ آپ کلام کر رہے ہیں تب آپ نے اپنا کلام قطع کیا اور کہا کہ

(اَعْمَى الْعَيْنِ وَالْقَلْبِ مَاتَصْنَعُ بِكَلَامِ هٰذَا الْعَجَمِيِّ)

''اے آنکھوں اور دل کے اندھے! تو اس عجمی کے کلام کو کیا سنے گا؟''

پھر میں نہ رہ سکا۔یہاں تک کہ آپ کی کرسی تک پہنچ گیا۔میں نے اپنا سر کھولا اور ان سے عرض کیا کہ مجھے آپ خرقہ پہنائیں تب آپ نے مجھے خرقہ پہنایا اور فرمایا: کہ

(يَاعَبْدَ اللّٰهِ لَوْلَا اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِطَّلَعَنِىْ عَلٰى عَاقِبَةِ اَمْرِكَ لَهَلَكْتَ)

''اے عبداللہ! اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے انجام کی خبر نہ دی ہوتی تو تم ہلاک ہی ہو گئے ہوتے۔''[2]

شرف الاسلام

ایک شیخ شرف الدین ابو محمد ہیں ان کی کنیت ابوعبدالرحمٰن عیسیٰ رحمۃ اللہ علیہ بھی ہے "شرف الاسلام جمال العلماء سرج العراق والمصر" ہیں۔دو زبانوں اور دو بیانوں والے متکلمین کی زبان ہیں۔اپنے والد کی خدمت میں فقہ پڑھی اور انہی سے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 206 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 211 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

حدیث سنی اور ابوالحسن محمد بن صرمی، ابوالوقت عبدالاول تقری وغیرہم سے بھی سنی۔ درس دیا۔ حدیث بیان کی۔ وعظ کیا فتویٰ دیا۔

ایک کتاب تصنیف کی جس کا نام "جواهر الاسرار و لطائف الانوار" ہے جو کہ علوم صوفیہ میں ہے اس کے مضمون نہایت فصاحت وضاحت سے بیان کئے ہیں اور اس میں حقائق کے پردے خوب کھول دیئے ہیں۔ ①

مصر میں وہ آئے۔ اس میں حدیث سنائی اور وعظ کہا۔ وہاں کے رہنے والوں نے ان سے تخریج کی۔

وہ لوگوں میں نہایت عمدہ اخلاق اور زیادہ سالم اور وسیع بازو، کثرت العلم وافر العقل دائم فکر بڑے خاموش، صحیح زہد وعلم پر متوجہ ہونے والے تھے۔ اہلِ علم کی عزت کرتے تھے۔ اپنی روایات میں جانچ پڑتال کرتے تھے۔ اپنے افعال واقوال میں عادل تھے۔

ان سے بیان کیا گیا ہے کہ تیس سال تک انہوں نے اپنا سر آسمان کی طرف اپنے رب ﷻ سے حیا کی وجہ سے نہیں اٹھایا۔

وہ بغداد میں 6 شوال 603 ھ میں فوت ہوئے اور اگلے دن "باب حرب" میں دفن ہوئے ان کی ولادت ماہ ذیقعد 528 ھ میں ہوئی۔

وہ فاضل ادیب متقی پاک دامن تھے، عقیدہ میں فقہ حاصل کی بقیۃ السلف تھے دمشق کو وطن بنایا اور اسی میں یکم جمادی الآخرہ کی شب 618 ھ میں فوت ہوئے وہ ثقہ صالح فقیہ فاضل بڑے عقل مند وعلم دوست ضروریات پر متوجہ ہونے والے خوشخلقی اور زود نویسی میں مشہور تھے۔

خود پڑھتے تھے اور اپنے خط سے لکھتے تھے اور دادا کے مدرسہ وغیرہ میں درس دیا کرتے تھے۔ حدیث بیان کرتے تھے، فتوے دیتے تھے چند ریاستوں کے مالک بنے ان سے اہلِ بغداد کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے عمدہ روش، کثیر العلم، کثیر الحلم، پسندیدہ اخلاق اہلِ علم وخیر کی تعظیم کرنے والے تھے اپنے قول وفعل میں ثقہ تھے۔

درس دیا اور حدیث بیان کی املا کیا اور وعظ کہا، فتویٰ دیا، مدینۃ الاسلام میں قاضی القضاۃ کے عہدے پر مقرر ہوئے۔ اہلِ بغداد کے بہت لوگ علم شریعت وحقیقت میں آپ سے تخریج کرنے لگے۔ وہ فقیہ عالم، فاضل، عارف، زاہد، کثیر الفضل، کامل عقل، وسیع سینہ والے، حسن الاخلاق والے، ضروریات پر متوجہ ہونے والے، علم دوست، اہلِ علم کی عزت کرنے والے، متواضع، سچے ثقہ اپنی روایت میں متلاشی تھے۔ آپ کی بزرگی کی شہرت اس سے مستغنی ہے کہ لمبی چوڑی تعریف کی جائے۔ ②

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آیت کے چالیس معنیٰ بیان کئے

حضرت محی الدین ابو محمد یوسف بن امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی بن الجوزی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مجھ کو حافظ ابوالعباس احمد بن بغدادی بندلجی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں اور تیرا والد ایک دن شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ قاری نے ایک آیت پڑھی اور شیخ نے اس کی تفسیر میں ایک معنیٰ بیان کیا۔ میں نے تمہارے والد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم اس معنیٰ کو جانتے ہو؟ اس نے کہا

① اگر کسی کے پاس مذکورہ کتاب ہو تو ادارہ کو ضرور مطلع کریں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 215، مطبوعه موسسة الشرف پاکستان۔

کہ ہاں۔

پھر آپ نے ایک اور معنی بیان فرمایا: پھر میں نے ان سے کہا کہ تم یہ معنی جانتے ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! پھر شیخ نے گیارہ معنی بیان کیے اور میں تمہارے والد سے کہتا تھا کہ کیا یہ معنی جانتے ہو؟ تو وہ یہی فرماتے تھے کہ ہاں پھر شیخ نے ایک اور معنی بیان کیے پھر میں نے تمہارے والد سے پوچھا کہ کیا یہ معنی جانتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔ یہاں تک کہ آپ نے پورے چالیس معنی بیان کیے اور تمہارے والد فرماتے تھے کہ میں یہ معنی نہیں جانتا۔ شیخ کی وسعت علم سے اس کا تعجب بڑھ گیا۔

پھر آپ نے فرمایا: کہ ہم قال کو چھوڑتے ہیں اور حال [1] کی طرف رجوع کرتے ہیں اور کہا:

"لَآ اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ"

تب لوگ سخت بیقرار ہوئے اور تمہارے والد نے تو اپنے کپڑے پھاڑ لیے۔ [2]

آپ تیرہ 13 علوم میں کلام کیا کرتے تھے

حضرت سید ابو عبد اللہ محمد بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ تیرہ علوم میں کلام کیا کرتے تھے اور اپنے مدرسہ میں تفسیر، حدیث، مذہب واحا کا درس دیا کرتے تھے۔ صبح اور شام کے وقت آپ سے لوگ تفسیر، حدیث مذہب، اخلافیات، اصول، نحو پڑھا کرتے تھے اور ظہر کے بعد آپ ساتوں قراءت میں قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ [3]

آپ فوراً فتویٰ دیتے تھے

حضرت ابو القاسم عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شیخ محی الدین عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بلاد عراق وغیرہ سے فتاویٰ آیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی یہ نہ دیکھا تھا کہ آپ کے پاس رات کو فتویٰ رہتا کہ آپ مطالعہ کریں یا کچھ سوچیں بلکہ پڑھنے کے بعد اس کا جواب لکھ دیتے تھے اور آپ مذہب امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ و امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے موافق فتویٰ دیا کرتے تھے آپ کے فتاویٰ علماء عراق کے سامنے پیش کیے جاتے تھے تو ان کو آپ کے ٹھیک جواب دینے سے اتنا تعجب نہ ہوتا تھا جس قدر کہ اس سے تعجب ہوتا کہ بہت جلد جواب لکھ دیتے ہیں۔

اور جو شخص آپ کی خدمت میں کوئی فن حاصل کرتا تھا تو اس کی طرف اس کے بڑے بڑے ہم زمانہ محتاج ہوتے تھے۔ [4]

---

[1] قال اور حال بھی صوفیاء کی اصطلاحیں ہیں تفصیل دیکھئے رسالہ قشیریہ صفحہ 224، 225 مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 224، 225، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 225 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 225 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

علم الفتاوی آپ کو دیا گیا

ابو محمد الحسن بن فقیہ جلیل ابو عمران موسیٰ بن احمد خالدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے شیخ امام ابو الفرج عبدالرحمن بن امام ابو یعلی نجم الدین بن حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ

(اَلشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ عَبْدُ الْقَادِرِ مِمَّنْ سَلَّمَ اِلَیْهِ عِلْمُ الْفَتَاوٰی بِالْعَرَاقِ فِیْ وَقْتِهٖ)

"شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان لوگوں میں سے تھے کہ جن کی طرف عراق میں علم فتاویٰ ان کے وقت میں سپرد کر دیا گیا تھا۔"①

تمام طالب علم ادھر ہی آتے ہیں

امام موفق الدین بن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہم بغداد میں 561ھ میں داخل ہوئے تو ہم نے دیکھا کہ شیخ امام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان میں سے ہیں کہ جن کو وہاں پر علم، عمل، حال اور فتویٰ نویسی کی ریاست دی گئی ہے اور طالب علم اور جگہ کا قصد اس لیے نہیں کرتا تھا کہ آپ میں تمام علوم جمع ہیں اور آپ ان تمام طلباء کے پڑھانے میں جو آپ سے علم حاصل کرتے تھے صبر فرماتے تھے۔ آپ فراخ سینہ، سیر چشم تھے۔ اللہ عزوجل نے آپ میں اوصاف جمیلہ اور احوال عزیزہ جمع کر دیئے تھے اور میں نے آپ کے بعد کسی اور کو ایسا نہیں دیکھا اور تمام شکار گورخر کے پیٹ میں ہوتے ہیں۔②

مشکل فتویٰ کا جواب دے دیا

شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے عجم سے ایک فتویٰ بغداد میں آیا اور وہ پہلے علماء عراقین یعنی عراق عجم و عراق عرب پر پیش کیا گیا تھا لیکن جواب شافی نہ ملا تھا۔ مسئلہ کی صورت یہ تھی کہ علماء سادات اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے تین طلاق پر ایسی قسم کھائی کہ وہ بالضرور ایسی عبادت کرے گا کہ اس وقت تمام دنیا کے لوگوں سے وہ تنہا عبادت کرے۔ اب وہ ایسی کون سی عبادت کرے وہ کہتے ہیں کہ یہ فتویٰ میرے والد کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فوراً یہ لکھ دیا کہ یہ شخص مکہ معظمہ جائے اور مطاف اس کے لیے خالی کیا جائے اور وہ اکیلا سات طواف ادا کرے اور قسم کو پوری کرے۔ تب وہ شخص بغداد میں ایک رات بھی نہ ٹھہرا۔③

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

حضرت ابو الحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کے

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 225 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 226 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

③ بھجۃ الاسرار صفحہ 226 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ساتھ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت کی میں نے دیکھا کہ امام موصوف قبر سے نکلے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے سینہ سے لگایا اور ان کو خلعت پہنائی اور فرمایا کہ: (یَاشَیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ قَدِ افْتَقَرْاَلَیْکَ فِیْ عِلْمِ الشَّرِیْعَۃِ وَعِلْمِ الْحَقِیْقَۃِ وَعِلْمِ الْحَالِ وَفِعْلِ الْحَالِ)''اے شیخ عبدالقادر بیشک میں تمہارے علم شریعت وعلم حقیقت وعلم حال اور فعل حال میں محتاج ہوں۔''

حضرت سید ابوعبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس خضر بن محمد حسنی موصلی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں بغداد میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں 591 ھ میں دیکھا کہ ایک بڑا وسیع مکان ہے اور اس میں خشکی اور تری کے مشائخ موجود ہیں اور شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کے صدر ہیں۔ بعض مشائخ تو وہ ہیں کہ جن کے سر پر صرف ایک عمامہ ہے۔ بعض وہ ہیں کہ جن کے عمامہ پر ایک طرہ ہے۔ بعض کے دو طرہ ہیں لیکن شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ کے عمامہ پر تین طرہ ہیں۔ میں ان تین طروں کے بارے میں متفکر تھا۔ جب میں اس حال میں جاگا تو آپ میرے سر پر کھڑے تھے۔ مجھے فرمانے لگے کہ خضر ایک طرہ علم شریعت کی شرافت کا دوسرا علم حقیقت کی شرافت کا تیسرا اشرف کا طرہ ہے۔ [1]

❁❁❁

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 226 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

شیخ ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

(مَارَاَتُ عَيْنَايَ اَفْقَهَ فِيْ عُلُوْمِ الْحَقَائِقِ مِنْ سَيِّدِي الشَّيْخِ مُحْيُ الدِّيْنِ عَبْدُالْقَادِرِ)

''میری آنکھوں نے سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر علوم حقائق میں کسی کو زیادہ فقیہ نہیں دیکھا۔'' [2]

آپ نے مشکل امر حل کر دیا

حضرت بقیۃ السلف ابوعبداللہ محمد بن احمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ سے شان اور عظمت والے احباب نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں بیان کیا کہ وہ عجم سے بغداد کو آیا اور اس پر حال وارد ہوا جو اس پر غلبہ کر گیا اور اس کو مقہور کر دیا۔ جنگل کی طرف اس کو لے گیا۔ اس کا امر اس پر مشکل ہو گیا اور ایسے شخص کی طلب کا ارادہ کیا جو اس مشکل کو دور کر دے۔ تب ان سے بزبانِ غیب یہ بات کہی گئی کہ اس امر میں اس وقت ''شیخ عبدالقادر'' سے زیادہ فقیہ اور زیادہ عالم مشکلات و مختلفات کوئی نہیں ہے پھر وہ اپنے دل سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف متوجہ ہو کر طلب کرنے لگا تو شیخ اسی وقت حاضر ہوئے اور اس کے حال کو درست کر دیا ان سے جو دور کرنا تھا وہ دور کر دیا۔ [3]

میں نے اللہ عزوجل کو دیکھا

اولیاء کی ایک جماعت سے ابوالقاسم بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اوران کا ایک مرید یہ کہتا ہے کہ وہ اللہ عزوجل کو سر کی آنکھوں سے دیکھتا ہے پھر اس کو بلایا اور اس سے اس کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ ہاں! آپ نے اس کو جھڑکا اور اس بات کے کہنے سے منع کیا اور اس سے اس امر کا عہد لیا کہ پھر کبھی یہ نہ کہنا آپ سے

---

[1] اس باب میں ہر بات عام قارئین کما حقہ سمجھ لیں ضروری نہیں البتہ اہل علم و عرفان اس میں کسی حد تک غوطہ زنی کر سکتے ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 227 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 227 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پوچھا گیا کہ کیا وہ اس امر میں حق پر ہے یا باطل پر؟

آپ نے فرمایا: کہ وہ سچا ہے مگر اس کو شبہ ہو گیا ہے اور یہ اس لیے کہ اس نے اپنی چشم دل سے نور جمال کو دیکھا ہے پھر اس کی باطنی آنکھ سے اس کی ظاہری آنکھ کی طرف ایک روزن ظاہر ہوا۔ تب اس کی آنکھ نے اس کی بصیرت سے دیکھا کہ اس کی شعاع اس کے نور شہود سے متصل ہے اور گمان کر لیا کہ اس کی آنکھ نے وہ دیکھا جس کو اس کی بصیرت نے دیکھا تھا حالانکہ اس کی آنکھ نے تو اس کی بصیرت سے دیکھا تھا لیکن اس کو معلوم نہ تھا۔ اللہ ﷻ فرماتا ہے:

﴿مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ﴾

''دو سمندروں کو چھوڑ دیا کہ وہ ملتے ہیں۔ ان کے درمیان ایک پردہ ہے۔ وہ ایک دوسرے پر غلبہ نہیں کرتے۔''[1]

اللہ ﷻ اپنے ارادہ سے اپنی مہربانیوں کے ہاتھوں پر جلال و جمال کے انوار کو اپنے بندوں کے دلوں کی طرف بھیجتا ہے۔ پس ان سے وہ بات لیتا ہے جو کہ مصور صورتوں سے لیتا ہے اور کوئی نقصان نہیں ہوتا۔ اس کے پرے اس کی بزرگی کی ایک چادر ہے جس کو پھاڑنے کی کوئی سبیل نہیں۔

آپ فرماتے ہیں کہ ایک جماعت مشائخ و علماء کی اس موقع پر حاضر تھی۔ سو ان کو اس کلام نے خوش کر دیا اور اس مرد کے حال کی عمدہ وضاحت سے حیران رہ گئے۔ بعض نے تو کھڑے ہو کر کپڑے پھاڑ دیئے اور بعض جنگل کو برہنہ بھاگ گئے۔[2]

شیطان سے مکالمہ

حضرت شیخ جلیل ضیاء الدین ابو نصر موسیٰ بن شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ 616ھ میں وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں اپنے ایک سفر میں جنگل کی طرف نکلا اور چند روز وہاں ٹھہرا اور مجھے پانی نہیں ملتا تھا۔ مجھ کو سخت پیاس معلوم ہوئی پھر ایک بادل نے مجھ پر سایہ کیا اور مجھ پر اس میں سے ایک شے گری جو کہ بارش کے مشابہ تھی سو اس سے میں سیراب ہو گیا پھر میں نے ایک نور دیکھا۔ جس سے آسمان کا کنارہ روشن ہو گیا اور ایک شکل ظاہر ہوئی اس سے مجھ کو آواز معلوم ہوئی کہ:

(يَا عَبْدَ الْقَادِرِ أَنَا رَبُّكَ فَقَدْ حَلَّلْتُ لَكَ الْمُحَرَّمَاتِ أَوْ قَالَ مَا حَرَّمْتُ عَلٰى غَيْرِكَ)

''اے عبدالقادر میں تیرا رب ہوں اور میں نے تم پر حرام چیزیں یا یوں کہا کہ جو چیزیں اوروں پر حرام ہیں حلال کر دیں۔''

تب میں نے کہا:

أَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ اے ملعون دور ہو پھر وہ اندھیرا ہو گیا اور وہ شکل دھواں کی بن گئی پھر اس نے مجھ سے کہا کہ:

---

[1] الرحمٰن: 19

[2] بهجة الاسرار صفحه 227,228 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(یَاعَبْدَالْقَادِرِ نَجَوْتَ مِنِّیْ بِعِلْمِكَ بِحُكْمِ رَبِّكَ وَفِقْهِكَ فِیْ اَحْوَالِ مُنَازَلَاتِكَ وَلَقَدْ اَضْلَلْتُ بِمِثْلِ هٰذِهِ الْوَاقِعَةِ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الطَّرِیْقِ)

''اے عبدالقادر تم مجھ سے اپنے علم اپنے رب کے حکم اور اپنی فقہ کی وجہ سے جو تم کو اپنے مراتب کے حالات میں ہے نجات پاگئے اور میں نے ایسی باتوں سے ستر 70 اہل طریقت مشائخ کو گمراہ کردیا۔''

میں نے کہا کہ:

(لِرَبِّی الْفَضْلُ وَالْمِنَّةُ) ''میرے رب کا فضل واحسان ہے۔''

آپ سے دریافت کیا گیا کہ آپ نے کیونکر جانا کہ وہ شیطان ہے۔ آپ نے فرمایا: کہ اس کی اس بات سے کہ:

(قَدْ حَلَّلْتُ لَكَ الْمُحَرَّمَاتُ)

''بیشک میں نے تیرے لیے حرام چیزوں کو حلال کردیا۔''[1]

ہمت کے بارے میں سوال

آپ سے ہمت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ حب دنیا سے اپنے نفس اور اپنے ارواح کو تعلق آخرت سے اور اپنے قلب کو مولیٰ کے ہوتے ہوئے اپنے ارادے سے برہنہ کردے اپنے سر کو موجودات کی طرف اشارہ کرنے کے اگرچہ ایک لحہ بھر یا ایک آنکھ جھپکنے کے برابر ہو۔ علیحدہ کرلے۔[2]

حقیقت کے بارے سوال

آپ کو حقیقت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی ضد اس کے منافی نہ ہو اور اس کا منافی پایا نہ جائے بلکہ اس کی طرف اشارہ کرنے کے وقت اس کے اضداد باقی رہیں اور اس کے مقابلہ کے وقت اس کا منافی باطل ہوجائے۔[3]

معنیٰ ذکر کے بارے سوال

آپ سے ذکر کے اعلیٰ درجات کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ وہ یہ ہے کہ دلوں میں حق کے اشارہ سے اس کے اختیار کرنے کے وقت میں اس کی سابقہ عنایت سے ایک اثر پیدا ہو۔ پس یہ ذکر دائم ثابت ''جمنے والا'' ہے کہ جس میں نسیان جرح قدح نہیں کرتا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 228 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان آج کل کے جاہل اور بے عمل پیر خود یہ مقام حاصل کر بیٹھے ہیں اور کچھ کہتے پھرتے ہیں ہمیں نمازیں معاف ہیں ہم نے پڑھ لی ہیں یا یہ عام لوگوں کے لیے ہیں ہم جیسوں کے لیے نہیں وغیرہ وغیرہ کلمات زبان سے نکالتے ہیں اس قسم کے تمام اقوال، جو کہ شریعت سے متصادم ہوں غلط ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 232 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 232 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اس کو غفلت مکدر نہیں کرتی اور باجود اس وصف کے چپ رہنا۔ سانس لینا، قدم چلنا، پھر تاذکر ہی ہوگا اور یہی بڑا ذکر ہے۔ جس کی طرف اللہ ﷻ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا: ہے اور بہت عمدہ ذکر وہ ہے کہ جس کو خطرات دار وہ جو ملک جبار سے آتے ہوں جوش دلائیں پھر وہ اسرار کے محل میں چھپ جائیں۔ ①

شوق کے بارے میں سوال

آپ سے شوق کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ عمدہ شوق یہ ہے کہ مشاہدہ سے ہو۔ ملاقات سے ست نہ پڑ جائے۔ دیکھنے سے ساکن نہ ہو۔ قرب سے چلا نہ جائے۔ محبت سے زائل نہ ہو بلکہ جوں جوں ملاقات بڑھتی جائے شوق بھی بڑھتا جائے اور شوق صحیح نہیں ہوتا جب تک کہ اس کی عقلوں سے علیحدہ نہ ہو جائے۔ وہ روح کی موافقت یا ہمت کی متابعت یا حظ نفس ہے۔ پس شوق اسباب سے مجرد ہوگا'' پھر وہ سبب کہ اس کے لیے یہ شوق واجب کر دیا ہے۔ اس کو معلوم نہ ہوگا وہ مشاہدہ نہیں کیا جاتا اور مشاہدہ کی طرف شوق مشاہدہ سے ہوتا ہے۔ ②

معنی توکل کے بارے سوال

آپ سے توکل کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ وہ دل کا خدا کی طرف مشغول ہونا اور غیر خدا سے الگ ہونا ہے پھر جس پر بھروسہ کرے اس کی وجہ سے اس کو بھول جائے اور اس کے سبب غیر سے مستغنی ہو جائے۔ اس سے توکل میں غنا کی حشمت اٹھ جائے پھر کل سر کا جھانکنا معرفت کی آنکھ کے ملاحظہ سے مقدورات کے غیب کے خفیہ امر کی طرف ہے اور دل کا حقیقت یقین پر مذاہب معرفت کے معانی پر اعتقاد کا نام ہے کیونکہ وہ لازمی ہیں ان میں کوئی نقصان کرنے والا قدح نہیں کرتا۔ ③

معنی انابت کے بارے سوال

آپ سے انابت کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: انابت اس کو کہتے ہیں کہ مقامات کے گزر جانے کو طلب کیا جائے درجات پر ٹھہرنے سے ڈرنا اعلیٰ پوشیدہ باتوں پر چڑھ جانا۔ ہمتوں کے ساتھ مجالس درگاہ کے صدروں پر اعتماد کرنا پھر حضوری اور اس مجلس کے مشاہدہ کے بعد ان سب سے حق کی طرف رجوع کرنا اور انابت یہ ہے کہ اس سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے اس کے غیر سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے ہر ایک علاقہ سے اس کی طرف ڈرتے ہوئے رجوع کرنا۔

آپ سے پوچھا گیا کہ ابلیس نے "انا" کہا تو وہ راندہ ہوا اور حلاج نے "انا" کہا تو اس کو قرب ہوا؟ تب آپ نے فرمایا: کہ حلاج نے اپنے قول انا سے فنا کا قصد کیا تھا تا کہ وہ بلا ہو کے باقی رہے پھر وہ مجلس وصال تک پہنچ گیا اور ان کو خلعت بقا دی گئی۔ اور

---

① بهجة الاسرار صفحه 232 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 232 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 233-232 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ابلیس نے اپنے انا کہنے سے بقا کا قصد کیا تھا پس اس کی ولایت فنا اور نعمت سلب ہوگئی۔ اس کا درجہ پست ہوا اور نعمت بلند ہوئی۔ ①

توبہ کے بارے سوال

آپ سے توبہ کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کہ توبہ یہ ہے کہ خدا ﷻ اپنے بندہ کی طرف اپنی قدیم عنایت سے دیکھے اور اس عنایت سے اپنے بندے کے دل کی طرف اشارہ کرے۔ اس کو خاص اپنی شفقت سے اپنی طرف قبضہ کرتے ہوئے کھینچ لے پھر جب وہ ایسا ہو جائے تو اس کی طرف دل ہر ہمت فاسدہ سے (الگ ہوکر) کھنچ آتا ہے۔ روح اس کے تابع اور عقل اس کے موافق ہوتی ہے پھر یہ صحیح ہوتی ہے اور تمام امر اللہ ﷻ کے لیے ہو جاتا ہے۔ ②

توکل کے بارے سوال

آپ سے توکل کی بابت بھی پوچھا گیا تو فرمایا: کہ اس کی حقیقت اخلاص کی حقیقت کی طرح ہے اور اخلاص کی حقیقت یہ ہے کہ اعمال پر عوضوں کے طلب کرنے سے ہمت بلند ہو جائے اور ایسا ہی توکل ہے کہ حول اور قوت سے سکون کے ساتھ رب الارباب کی طرف نکل جائے پھر فرمایا: اے غلام! کتنی دفعہ کہا جائے گا کیا تو سنتا نہیں؟ اور کس قدر سنے گا اور کیا سمجھے گا نہیں؟ کس قدر سمجھے گا، کیا عمل نہ کرے گا؟ کس قدر عمل کرے گا؟ کیا اخلاص نہ کرے گا؟ کس قدر اخلاص کرتا ہے؟ کیا اپنے اخلاص میں اپنے وجود سے غائب نہ ہوگا؟ ③

گریہ کے بارے سوال

آپ سے رونے کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ

(اِبْكَ لَهٗ وَابْكَ مِنْهُ وَابْكَ عَلَيْهِ)

''اس کے لیے رو اس سے رو۔ اس پر رو۔'' ④

دنیا کے بارے سوال

آپ رحمۃ اللہ علیہ دنیا کی بابت پوچھے گئے تو فرمایا:

(اَخْرِجْهَا مِنْ قَلْبِكَ اِلٰى يَدِكَ فَاِنَّهَا لَا تَضُرُّكَ)

---

① بهجة الاسرار صفحه 233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

''اس کو اپنے دل سے ہاتھ تک نکال دے پھر تجھ کو وہ ضرر نہ دے گی۔'' ①

تصوف کے بارے میں سوال

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے تصوف کی بابت پوچھا گیا پھر فرمایا: کہ صوفی وہ ہے کہ اپنی گم گشتہ چیز کو خدا سے مراد بنایا ہوا اور دنیا کو اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہو۔ تب وہ اس کی خدمت کرے گی اور اس کو اس کے حصے دے گی۔ دنیا میں آخرت سے پہلے اس کا مقصود حاصل ہوگا۔ پس اس پر اس کے رب کی طرف سے سلام ہو۔ ②

تعزز و تکبر کے بارے میں سوال

آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ تعزز اور تکبر میں کیا فرق ہے؟ فرمایا: کہ تعزز تو یہ ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے اور اللہ عزوجل میں ہو وہ نفس کی ذلت اور اللہ عزوجل کی طرف ہمت کے بلند ہونے کو مفید ہوتا ہے۔

اور " تکبر " یہ ہے کہ نفس کے لیے ہو اور خواہش میں ہو۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ اللہ عزوجل کی طرف ارادہ کرنے سے طبیعت کا جوش اور غلبہ ہو۔ کبر طبعی بہ نسبت کبر کسبی کے آسان تر ہوتا ہے۔ ③

شکر کے بارے سوال

آپ سے شکر کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: شکر کی حقیقت یہ ہے کہ منعم کی نعمت کا اس طرح اقرار ہو کہ اس میں عاجزی ہو اور احسان کا مشاہدہ حرمت کی حفاظت اس طرح ہو کہ یہ سمجھ لے کہ وہ شکر ہر شکر کرنے سے عاجز ہے۔ اس کی بہت اقسام ہیں۔

ایک تو زبان کا شکر ہے وہ یہ کہ سکون کی نعمت کے ساتھ نعمت کا اقرار ہو۔

ایک شکر بالارکان ہے وہ یہ کہ خدمت اور وقار سے متصف ہو جائے۔

ایک شکر دل کا ہے۔ وہ یہ کہ بساط شہود پر حفظ و حرمت کے دوام کے ساتھ اعتکاف ہو پھر اس مشاہدہ کے حضور کے بعد غیبت تک منعم کے دیکھنے میں نعمت کے نہ دیکھنے سے ترقی ہو۔

''شاکر'' وہ ہے کہ موجود پر شکر کرے

''شکور'' وہ ہے کہ مفقود پر شکر کرے

''حامد'' وہ ہے کہ منع کو عطا اور ضرر کو نفع دیکھے پھر اس کے نزدیک دونوں وصف برابر ہو جائیں

---

① بهجة الاسرار صفحه 233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 234-233 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

محمود ہے کہ حمد کرنے والا معرفت کی آنکھ کے ساتھ بساط قرب پر مستفید ہو۔ [1]

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ کے بارے میں سوال

آپ سے سوال کیا گیا کہ اللہ ﷻ کے اس قول میں ﴿فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ﴾ [2] کیوں ہمارا ذکر کہ پہلے ہوا اور اس کا ذکر بعد ہوا اور اس قول ﴿يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ﴾ [3] میں کیوں اپنی محبت کو ہماری محبت پر مقدم کیا؟

فرمایا: کہ ذکر مقام طلب وقصد ہے اور طلب عطا کا مقدمہ ہے۔ اس لئے ہمارے ذکر کو مقدم کیا لیکن محبت تو صرف تقدیر کی طرف سے خدائی تحفہ ہے۔ اس میں بندہ کا فعل نہیں اور اس کا وجود بندہ میں بغیر اس کے صحیح نہیں کہ غیب کی جانب سے مشیت کے ہاتھ پر اس کا ظہور ہو اور بندہ وہاں پر کسب کا دور کرنے والا اور سبب کا مٹا دینے والا ہے۔ اسی لئے اس نے اپنی محبت کو جو ہم سے ہے ہماری محبت پر جو ہم کو اس سے ہے مقدم کیا۔ [4]

ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا کے بارے سوال

پھر آپ سے پوچھا گیا کہ اللہ ﷻ کے اس قول ﴿ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لیتوبوا﴾ میں اپنی توبہ ور جوع کو جو ہم پر ہے ہماری توبہ ور جوع سے جو اس کی طرف ہے کیوں مقدم کیا؟ حالانکہ وہ بھی کسب ہے جیسا کہ ذکر ہوا تو فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ توبہ اول مقامات طلب ہے اور منازل اکسیر کا مبداء ہے سو اپنے فعل کو اس میں ہمارے فعل پر مقدم کیا کیونکہ اس کو اس کے سوا اور کوئی نہیں کھولتا اور کوئی اس پر چلنے کی قدرت اس کی آسانی دینے کے سوا نہیں رکھتا کیونکہ وہی اللہ ﷻ غافلوں کے جگانے اور سونے والوں کے بیدار کرنے اور متفرق پھرنے والوں کو قصد کرنے والوں کے راستوں کی طرف لانے اور ذکر محبوب کی طرف دلوں کے پھیرنے میں متفرد اور تنہا ہے۔ [5]

صبر کے بارے سوال

آپ سے صبر کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا کہ صبر یہ ہے کہ بلا ہوتے ہوئے اللہ ﷻ کے ساتھ حسن ادب وثبات سے وقوف ہو اور اس کے کڑوے فیصلوں کو فراخ دلی کے ساتھ احکام کتاب وسنت پر ماننے اس کی بہت سی اقسام ہیں۔ اللہ ﷻ کے لئے صبر کرنا وہ یہ ہے کہ اس کے امر کو ادا کرے اور اس کی نہی سے باز رہے۔

اور ایک صبر اللہ ﷻ کے ساتھ ہے وہ یہ کہ اس کی قضا کے جاری ہونے کے نتیجے اور جو تیرے ساتھ کرے نتیجے اس میں سکون

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 234 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] پاره1 البقره 152

[3] پ المائده: 54

[4] بهجة الاسرار صفحه 234 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[5] بهجة الاسرار صفحه 234 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہو اور فقر کی حالت میں بغیر چیخ و پکار جو تیرے ساتھ کرے تجھے اس میں ہونے کے غنی کا اظہار ہو۔

ایک صبر اللہ ﷻ پر ہے وہ یہ کہ ہر شے میں اس کے وعدہ کی طرف میلان ہو اور دنیا سے آخرت کی طرف مومن پر چلنا سہل ہو۔ مخلوق کو چھوڑ نا خدا کے مقابلہ میں سخت ہوتا ہے اور نفس کا اللہ ﷻ کی طرف چلنا زیادہ سخت ہوتا ہے صبر اللہ ﷻ کے ساتھ زیادہ سخت ہوتا ہے اور فقیر صابر غنی شاکر سے افضل ہوتا ہے۔ فقیر شاکر ان دونوں سے افضل ہوتا ہے۔ فقیر صابر شاکر ان سب سے افضل ہوتا ہے اور بلا کو وہی بلاتا ہے جو کہ عارف ہوتا ہے۔ ①

حسن خلق کے بارے سوال

آپ سے حسن خلق کی بابت پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا وہ یہ ہے کہ حق کے مطالعہ اور تیرے نفس کے مشکل سمجھنے پر لوگوں کا ظلم تجھ پر کوئی اثر نہ کرے اور جو اس میں معرفت ہو معتبر ہو اور جو لوگوں کو ایمان و حکمت دی گئی ہو اس لحاظ سے ان کو بڑا سمجھ اور یہ بندہ کے افضل مناقب میں سے ہے اسی کے سبب مردوں کے جوہر ظاہر ہوتے ہیں۔ ②

صدق کے بارے سوال

آپ سے صدق کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: صدق اقوال میں تو یہ ہے کہ دل قول کے موافق اپنے وقت میں ہو۔ صدق اعمال میں یہ ہے کہ حق سبحانہ کی روایت پر ان کا قیام ہو اور اس کی روایت فراموش ہو جائے۔ صدق احوال میں یہ ہے کہ حالات اس طرح گزریں کہ طبیعت حق پر قائم رہے۔ ان کو رقیب کا مطالعہ اور فقیہ کا جھگڑا مکدر نہ کر سکے۔ ③

فنا کے بارے سوال

آپ سے فنا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ حق ﷻ اپنے ولی کے بھید کا مطالعہ کرے پھر موجودات لاشے ہو جائیں۔ ولی اس اشارہ میں فنا ہو جائے۔ اس وقت میں اس کا فنا بقا ہے لیکن وہ باقی کے اشارہ کے نیچے فنا ہو جاتا ہے پھر اگر حق ﷻ کا اشارہ ہو تو وہ اس کو فنا کر دیتا ہے کیونکہ اس کی تجلی اس کو باقی رکھتی ہے گویا اس کو اس سے نفی کرتی ہے پھر اس کو اس کے ساتھ باقی رکھتی ہے۔ ④

بقا کے بارے سوال

آپ سے بقا کی نسبت پوچھا گیا پھر فرمایا: کہ بقا، فنا کے سوا نہیں ہوتی کیونکہ وہ بقا جس کے ساتھ فنا نہ ہو وہ اسی بقا کے ساتھ ہوتا

① بهجة الاسرار صفحه 235-234 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہے۔ جس کے ساتھ انقطاع نہ ہو اور یہ ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسے آنکھ کی جھپک یا اس سے بھی قریب اور اہلِ بقا کی علامت یہ ہے کہ ان کے بقا کے وصف میں ان کے ساتھ فنا شے نہ ہو کیونکہ یہ دونوں ضدیں ہیں۔ ①

وفا کے بارے سوال

آپ سے وفا کی نسبت پوچھا گیا پھر فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ حرمتوں میں خدا ﷻ کے حقوق کی رعایت کی جائے۔ اس طرح کہ ان کا مقابلہ نہ دل سے ہو نہ نظر سے اور اللہ ﷻ کی حدود پر قولاً فعلاً محافظت ہو اس کی رضا کی طرف ظاہر و پوشیدہ پورے طور پر جلدی کی جائے۔ ②

رضا کے بارے سوال

آپ سے رضا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: وہ یہ ہے کہ تردد کو اٹھا دیا جائے اور جو کچھ اللہ ﷻ کے علم ازل میں پہلے ہو چکا ہو اسی پر کفایت کرنا اور رضا یہ ہے کہ قضایائے الٰہی میں سے کسی خاص قضا کے نزول کی طرف دل نہ پھر جائے اور جب کوئی قضا نازل ہو تو دل اس کے زوال کی طرف نہ جھانکے۔ ③

ارادہ کے بارے سوال

آپ سے ارادہ کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ حرص کے مادہ کے ساتھ جس میں ذکر جاری ہوا ہے۔ دل میں فکر کی تکرار ہو۔ ④

عنایت کے بارے سوال

آپ سے عنایت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ عنایت ازلی یہ ہے کہ وہ اللہ ﷻ کی صفات میں سے ہے۔ اس نے اس کو کسی پر ظاہر نہیں کیا اور اس کی طرف کسی وسیلہ سے نہیں پہنچا جاتا۔ اس میں کوئی سبب ضرر نہیں دیتا اور نہ اس کو کوئی علت بگاڑتی ہے نہ اس کو کوئی شے مکدر کرتی ہے وہ اللہ ﷻ کا بھید ہے اللہ ﷻ کے ساتھ جس پر کوئی مطلع نہیں ہے اور موجودات کو اس کی طرف راستہ نہیں عنایت سابقہ ہے مقید بالوقت نہیں اللہ ﷻ اپنی مخلوق میں سے جس کو چاہتا ہے اس کا اہل بنا دیتا ہے اور اہلِ معرفت کو عنایت کی رائے پر چھوڑتا ہے پھر اختیار کو مخلوق کی طرف چھوڑتا ہے پھر بخشش کو اختیار کی رائے پر پھر توفیق کو بخشش کی رائے پر پھر قبول کو توفیق کی رائے پر پھر ثواب کو اقوال کی رائے پر بنا دیا اور اس شخص کی علامت جس پر کہ اس کی عنایت ہو یہ ہے کہ گرفتاری پھر کھینچنا پھر

---

① بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 235 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

قید پر اس سے بالکل تقید ہو جائے پھر اس کو مخلوق سے کھینچ لینا پھر اس کو حضور قدس میں قید کر دے پھر حرمت کی قید سے اس کو مقید کر دے پھر اس کے پاس وہ باقی پڑا رہے۔ ①

وجد کے بارے سوال

آپ سے وجد کی نسبت پوچھا گیا کہ روح ذکر کی حلاوت کے ساتھ مشغول ہو جائے اور نفس خوشی کی لذت میں مشغول رہے۔ دل سوا (حق) سے فارغ ہو جائے اور محب رقیب سے حق کے لئے حق کے ساتھ خالی ہو جائے۔ وجد ایک شراب ہے کہ صاحب وجد کو مولیٰ منبر کرامت پر پلاتا ہے اور جب وہ پی لیتا ہے تو ہلکا ہوتا ہے اور جب ہلکا ہوتا ہے تو اس کا دل محبت کے پردوں سے قدس کے باغوں میں اڑتا ہے پھر وہ ہیبت کے سمندروں میں گر پڑتا ہے پھر پچھڑ جاتا ہے۔ اس لئے وجد والے پر غشی طاری ہو جاتی ہے۔ ②

خوف کے بارے سوال

آپ سے خوف کی بابت پوچھا گیا پھر فرمایا کہ خوف کی بہت سی اقسام ہیں۔ خوف تو گناہ گاروں کو ہوتا ہے۔ رھبہ عابدین کو، خشیت عالموں کو۔ وجد دوستوں کو ہیبت عارفین کو ہوتی ہے۔ گناہ گاروں کا خوف عذابوں سے، عابد کا خوف ثواب عبادت کے فوت ہونے کی وجہ سے ہوتا ہے۔ عالموں کا خوف طاعات میں شرک خفی سے ہوتا ہے۔ عاشقوں کا خوف ملاقات کے فوت ہونے سے ہے۔ عارفین کا خوف ہیبت و تعظیم ہے اور یہ خوف سب سے بڑھ کر ہے کیونکہ یہ کبھی دور نہیں ہوتا اور یہ تمام اقسام جب رحمت و لطف کے مقابل ہو جائیں تو تسکین پا جاتے ہیں۔ ③

رجا کے بارے سوال

آپ سے رجا کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ اولیا کے حق میں حق رجا یہ ہے کہ خدا ﷻ سے فقط حسن ظن ہو کیونکہ رجا طمع کو کہتے ہیں وہ یہ ہے کہ خدا ﷻ پر اس بارے میں کہ اس نے بندہ کے لئے لکھا اور مقدر کیا ہے تقاضا کرے اہلِ صفا کی طرف سے اس پر تقاضا خواہ نفع میں یا برائی کے دفع کرنے میں ہو کیونکہ اہلِ ولایت یہ بات یقیناً جانتے ہیں کہ اللہ ﷻ ان کی تمام ضروریات سے الگ ہو چکا ہے سو وہ اس پر تقاضا کرنے کی محبت کے تقاضے سے مستغنی ہیں اور اس وقت حسن ظن تقاضے کی امید سے افضل ہے اور رجا خوف کی وجہ ہی سے ہوتی ہے کیونکہ جو شخص اس بات کی امید رکھتا ہے کہ وہ کسی شے تک پہنچ جائے پھر اس بات سے ڈرتا ہے کہ وہ شے اس سے فوت ہو جائے۔ اللہ ﷻ سے حسن ظن یہ ہے کہ اس کی جمیع صفات کے ساتھ معرفت ہو اور اس کی طرف سے اس کو

---

① بهجة الاسرار صفحه 236 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 236 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 236 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پہنچے۔ عبد کی حیثیت سے نہ پہنچے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی صفات یہ ہیں کہ وہ محسن کریم۔ لطیف مہربان ہے۔
اللہ ﷻ کے ساتھ حسن ظن یہ ہے کہ پہلی نظر عنایت کے ساتھ ہمتوں کا تعلق ہو اور دل کی رب کی طرف نظر ہو اور دل کی طمع اور ارواح ونفوس کی آرزو نہ ہو عام کی امید پر جب اکثر اسباب کی تیاری ہو جائے تو اس پر رجا کا نام صادق آتا ہے اور جب اس کے اکثر اسباب منقطع ہو جائیں تو طمع کا نام رجا کے ضمن میں بہتر ہے۔ خوف کے بغیر امید امن ہے اور خوف بغیر امید کے ناامیدی ہے۔[1]

علم الیقین کے بارے سوال

آپ علم الیقین کی نسبت پوچھے گئے تو فرمایا: کہ وہ نظر کے طور پر خبر ومعرفت میں جمع کرنے کا نام ہے پھر جب علم ہو جائے اور اس کو دل کے فیصلہ ویقین معرفت کے ساتھ قبول کرے اور نظر سے معلوم کرے تو علم الیقین ہو جاتا ہے۔[2]

موافقت کے بارے سوال

آپ سے موافقت کی نسبت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ اللہ ﷻ کی قضا پر بغیر احتیاج بشریت کے دل کی موافقت کا نام ہے پھر ارادہ ایک ہو جاتا ہے۔[3]

دُعا کے بارے سوال

آپ سے دعا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ اس کے تین درجہ ہیں ① تصریح، ② تعریض، ③ اشارہ،
① تصریح یہ ہے کہ اس کا تلفظ ہو اور تعریض وہ دعا ہے جو کہ دعا میں چھپی ہوتی ہو اور قول وہ ہے جو قول میں چھپا ہوا ہو اور اشارہ قول مخفی میں ہے۔
② تعریض میں سے نبی ﷺ کا یہ ارشاد ہے کہ لَاتَكِلْنَا اِلٰى اَنْفُسِنَا طَرْفَةَ عَيْنٍ خداوندا ہم کو ہمارے نفسوں کی طرف ایک لحظہ کے لئے سپرد مت کر۔[4]
③ اور اشارہ میں سے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ:

﴿رَبِّ اَرِنِيْ كَيْفَ تُحْيِ الْمَوْتٰى﴾

---

① بهجة الاسرار صفحه 237-236 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 237 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
③ بهجة الاسرار صفحه 237 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
④ بهجة الاسرار صفحه 237 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

"اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو مردوں کو کیسے زندہ کرتا ہے۔"[1]

یہ اشارہ رویت کی طرف ہے۔

اور تصریح موسیٰ علیہ السلام کے اس ارشاد میں ہے کہ "

﴿رَبِّ اَرِنِیْٓ اَنْظُرْ اِلَیْكَ﴾

"اے میرے رب مجھے اپنا آپ دکھا دے کہ میں تجھ کو دیکھ لوں۔"[2]

حیا کے بارے سوال

آپ سے حیا کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ بندہ اس قول سے حیا کرے کہ اللہ ﷻ کہے اور اس کے حق پر قائم نہ ہوا اور یہ کہ اس کی طرف ایسے حال میں متوجہ ہو کہ اس کو یہ علم نہ ہو کہ وہ اس کے لائق ہے۔ اور خدا سے ایسی بات آرزو کرے کہ یہ جانتا ہو کہ اس پر اس کا یہ حق نہیں ہے اور یہ کہ گناہوں کو حیا کی وجہ سے چھوڑ دے نہ یہ کہ خوف کی وجہ سے اور یہ کہ تقصیر کے خیال سے عبادات بجالائے اور یہ کہ اللہ ﷻ کو اپنے دل کا خبردار جانے پھر اس سے حیا کرے اور کبھی حیا اس طرح پیدا ہوتی ہے کہ دل اور ہیبت کا درمیان سے پردہ اٹھ جایا کرتا ہے۔[3]

مشاہدہ کے بارے سوال

آپ سے مشاہدہ کی بابت پوچھا گیا پھر فرمایا: کہ وہ یہ ہے کہ دونوں جہاں سے دل کی آنکھ اندھی ہو جائے اور چشم معرفت کے ساتھ مطالعہ ہو مگر یہ کہ استدراک کا وہم نہ ہو اور نہ تصور میں طمع ہو نہ کیفیت میں اور دلوں کی اطلاع یقین کی صفائی کے ساتھ اس امر کی طرف ہو جو حق ﷻ نے غیبوں کی خبر دی ہے۔[4]

قرب کے بارے سوال

آپ سے قرب کے معنیٰ پوچھے گئے تو آپ نے فرمایا: کہ مسافتوں کو لطف قرب کے ساتھ طے کرنے کو کہتے ہیں۔[5]

سکر کے بارے سوال

آپ سے سکر کی بابت پوچھا گیا تو فرمایا: کہ محبوب کے ذکر کے معارضہ کے وقت دلوں میں جوش ہو جائے اور "خوف" محبوب

---

① پ ۲ البقرہ 260 ② پ ۹ الاعراف 143

③ بهجة الاسرار صفحه 237 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 237 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

⑤ بهجة الاسرار صفحه 237 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

کے غلبہ کے علم کی وجہ سے دلوں کے اضطراب کا نام ہے۔

اور ''یقین'' یہ ہے کہ مغیبات کے احکام کے اسرار کی تحقیق ہو۔

''وصل'' یہ ہے کہ محبوب کا اتصال ہو اور اس کے ماسوا سے انقطاع ہو۔

اور ''فراخ دلی'' یہ ہے کہ سوال اور اصلاح حال کے وقت دبدبہ جاتا رہے اور وحشت سے انس ہو۔

ذکر میں غَیْبَتْ یہ ہے کہ اپنے نفس کو ذکر کے وقت دیکھے پھر ناگاہ تو اس سے غائب ہو جائے اور غَیْبَتْ حرام ہے۔

''مشاہدہ'' میں ترک حرمت شہود کے حال میں ''تواجد'' ہے کیونکہ ''تواجد'' بساط بقا پر ہے اور مشاہدہ بساط قرب پر اور ترک اس مقام میں حرام ہے۔ اور جو سکر مشاہدہ کے وقت حاصل ہوتا ہے۔ اس سے فہم اور وہم عاجز ہیں۔ محبت کے ہوتے ہوئے غیوبت متصور نہیں اور جب ارادہ قوی ہو اور اس کے ساتھ ذکر مل جائے۔ مقصود مراد کے ساتھ بڑھ جائے تو اس سے محبت پیدا ہوتی ہے اور جب مراد تمام دل پر حاوی ہو جاتی ہے تو اس کی مالک بن جاتی ہے اور جب اس کی مالک بن جاتی ہے تو اس کے غیر کی طرف اس کی گردجاتی رہتی ہے اور اس شہنشاہ کا کرنا حقیقۃً ہوگا اور یہ حالت محبت خالص ہے جب تو نے اس کا ذکر کیا تو تو محبّ ہے اور جب تو سنے کہ وہ تیرا ذکر کرتا ہے پھر تو محبوب ہے اور مخلوق تیرے نفس سے تیرا حجاب ہے اور تیرا نفس تیرے رب سے حجاب ہے۔ جب تک تو مخلوق کو دیکھتا ہے تو اپنے نفس کو نہیں دیکھے گا اور جب تک اپنے نفس کو دیکھے گا اپنے رب کو نہ دیکھے گا۔ پس فقر موت ہے اور لوگ یہ تلاش کرتے ہیں اس میں زندہ رہیں۔

''قال'' کی عام لوگ پیروی کرتے ہیں اور ''حال'' کی خواص لوگ اور جب تجھے فراخی دے تو فراخ ہو جاتا ہے اور تیری رخصت عزیمت سے بدل جاتی ہے۔ تیری عزیمت میں دلالت ہے۔ پس رخصت تو ناقص الایمان کے لئے ہے اور عزیمت کامل الایمان کے لئے اور ملک فنا ہونے والوں کے لئے ہے،

پھر قاری نے آپ کے سامنے یہ آیت پڑھی: ﴿لِمَنِ الْمُلْكُ الْيَوْمَ﴾ ''یعنی آج ملک کس کا ہے۔''[1]

تب آپ کھڑے ہو گئے اور جب آپ کھڑے ہوئے تو آپ کی جلالت کی وجہ سے اور لوگ بھی کھڑے ہو گئے پھر آپ نے ان کو اشارہ کیا کہ تم اپنے حال پر رہو پھر آپ یہ کہتے رہے: (مَنْ يَّقُوْلُ الْمُلْكَ لِيْ) کون کہتا ہے کہ میرا ملک ہے کون کہتا ہے کہ میرا ملک ہے اس کو کئی دفعہ تکرار کیا۔[2]

تب آپ کی خدمت میں ایک شخص بڑے صالحین میں سے کھڑے ہوئے جو شیخ احمد داران تھے۔ وہ بڑے عابد اور بڑے مجاہد تھے وہ کہنے لگے: (اَنَا اَقُوْلُ الْمُلْكُ لِيْ لِاَنَّهٗ لِيْ وَلَمْ يَكُنْ لَهٗ مِثْلَ) ''میں کہتا ہوں کہ میرا ملک ہے کیونکہ وہ میرے لئے ہے اور اس کے لئے مجھ جیسا کوئی نہیں۔''

پھر شیخ اس پر بڑے چلائے اور فرمایا: کہ اے احمق تو کب اس کا تھا کہ وہ تیرا ہو جائے؟ تو نے کب بلا کو دیکھا کہ وہ تیرے گرد چکر

---

[1] پارہ 24 المومن 16

[2] غافر 16

لگاتی ہو پھر تو نے اس کو اپنی طرف کھٹکھٹایا ہو پھر تغیر چلایا اور اپنا کپڑا پھینکا جو اس پر سیاہ صوف کا تھا اور جنگل کی طرف چلا گیا اور اسی دن آپ کے سامنے سید مسعود بن عمر ہاشمی مقری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیت پڑھی: ﴿وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ﴾ "یعنی ہم تیری تعریف اور تقدیس کی تسبیح پڑھتے ہیں۔"①

تب آپ نے فرمایا: کہ اے غلام چپ رہو پھر آپ بڑے چلائے اور کہا کب تک تم یہ کہو گے کہ ہم تسبیح پڑھتے ہیں اور کب تک یہ کہو گے کہ ہم تسبیح کرنے والے ہیں تم نے اپنے اسرار ظاہر کر دیئے اور ہم نے چھپائے پس قرب ہم کو فنا کرتا ہے اور دیدار ہم کو مار دیتا ہے پھر ہماری طرف سے کون تعبیر کرے اور اپنے سر کو آپ نے بلند کیا اور فرمایا: کہ اے میرے رب کے فرشتو! تم حاضر ہو کہ اکثر ہماری جماعت تمہاری جماعت سے کامل تر ہوتی ہے۔②

❁❁❁

① پارہ 1 البقرہ 30

② بہجۃ الاسرار صفحہ 238-237 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

دسواں باب

آپ سے مروی احادیث مبارکہ

ابن زیاد نے ان سب نے کہا کہ بیان کیا ہم سے احمد بن عبدالجبار رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہم سے ابن ادریس نے ابن جریج سے وہ ابن ابوعمار سے وہ عبداللہ بن تاسہ سے وہ یعلی بن امیہ رحمۃ اللہ علیہ سے اس نے کہا کہ میں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ (اس آیت میں) کہ:

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ إِنْ خِفْتُمْ ﴾

"تم پر کوئی حرج نہیں اگر تم ڈرو اور نماز قصر کرو۔"[1]

اب تو لوگ بے خوف ہو گئے ہیں کہا کہ میں نے بھی اس امر سے جس سے تم نے تعجب کیا ہے تعجب کیا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا تو آپ نے فرمایا: تھا کہ

[صدقة تصدق الله بِهَا عَلَيْكُمْ فَاقْبِلُوا صدقته]

"یہ ایک صدقہ ہے کہ خدا نے تم کو دیا ہے سو اس کے صدقہ کو قبول کرلو۔"[2]

عبداللہ بن عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے وہ اپنے والد سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

[إِنَّمَا نَسَمَةُ الْمُسْلِمِ طَيْرٌ يَعْلَقِ فِيْ شَجَرِ الْجَنَّةِ حَتّٰى يَرْجِعَهُ اللّٰهُ فِيْ جَسَدِهٖ يَوْمَ يَبْعَثُهٗ]

"مسلم کی روح ایک پرندہ ہوگی جو کہ جنت کے درخت میں لٹکتا ہوگا یہاں تک کہ اللہ عزوجل اس کو اس کے جسم میں اس دن لوٹائے گا جس دن کہ اس کو اٹھائے گا"

ابن زیاد سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اور آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا:

[لِكُلِّ عَمَلٍ كَفَّارَةٌ وَالْقَوْمُ لِيْ وَإِنَّا أَجْزِيْ بِهٖ وَلَخُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ أَطْيَبُ مِنْ رِيْحِ اللّٰهِ]

"ہر عمل کے لئے کفارہ ہے اور روزہ میرے لئے ہے میں اس کی جزا دوں گا اور روزہ دار کی بو اللہ عزوجل کے نزدیک

---

[1] سورة النساء:101

[2] اس باب میں شیخ الاسلام حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث کو بیان کیا گیا ہے یہ سارا باب خلاصہ سے صفحہ 238 تا 249 تک کا، نیز اس باب میں اسناد کو ختم نہیں کیا گیا کیونکہ یہاں ضرورت ابھی بھی باقی ہے۔

مشک کی خوشبو سے بہتر ہے"

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے

[لَاَنْ اَقُوْلُ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّاطَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ]

البتہ میرا یہ کہنا:

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُلِلّٰہِ وَلَااِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

تو یہ (کلمہ) میرے لئے ان تمام چیزوں سے جن پر آفتاب طلوع کرتا ہے محبوب تر ہے۔

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

[لَاتَسُبُّوْا اصحَابِیْ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِیْ لَوْالدم عَلٰی اَحَدُکُمْ مِثْلَ اُحُدٍذَھَبًامَاَدْرتُ مَدَّاَحَدِ مُعُمْ وَلَانَصِیْفَہٗ]

"میرے صحابہ کو گالی مت دیا کرو کیونکہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم میں سے کوئی (جو صحابہ نہیں) احد (پہاڑ) کے برابر سونا (راہ خدا میں) خرچ کر دے تو ان کے ایک مد (پیمانہ بقدر سیر یا کم) کی برابر نہ پہنچے گا اور نہ اس کے نصف کے برابر"

ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد سے وہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے

[لَاَنْ یَجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَۃٍ فَتَحْرِقُ ثِیَابِہٖ حَتّٰ تَصِلُ اِلٰی جَلْدَۃٍ خَیْرَلَہٗ مِنْ اِنْ یَّجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ]

"تم میں سے کسی کا انگارے پر بیٹھنا جس سے کہ اس کے کپڑے جل جائیں اور پھر اس کی جلد تک (اس کا اثر) پہنچے البتہ اس سے بہتر ہے کہ وہ اپنے بھائی کی قبر پر بیٹھ جائے"

حضرت عائشہ زوجہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ

[کَانَ رَسُوْلَ اللّٰہِ یَصُوْمُ حَتّٰی نَقُوْلَ لَایُفْطِرُ وَیُفْطِرَ حَتّٰی نَقُوْلَ لَایَصُوْمُ وَمَارَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ اِسْتَکْمَلَ صَوْمِ شَھْرٍقَطُّ اِلَّا شَھْرِ رَمَضَانِ وَمَارَاَیْتُہٗ فِیْ شَھْرٍ اَکْثَرِمِنْ قِیَامِہٖ فِیْ شَعْبَانَ]

"بیشک انہوں نے کہا رسول اللہ ﷺ روزہ رکھتے تھے حتیٰ کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ افطار نہ کریں گے اور افطار کیا کرتے تھے حتیٰ کہ ہم فرماتے تھے کہ روزہ نہ رکھیں گے اور میں نے کبھی رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ پورا مہینہ روزہ رکھا ہو سوائے ماہ رمضان کے اور میں نے آپ کو شعبان سے بڑھ کر زیادہ روزے رکھتے ہوئے۔ کسی اور مہینہ میں نہیں دیکھا"

عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ

[كَانَ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَصُوْمُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايُفْطِرُ وَيُفْطِرُ حَتّٰى نَقُوْلَ لَايَصُوْمُ وَمَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ اِسْتَكْمَلَ صَوْمَ شَهْرٍ قَطُّ اِلَّا شَهْرَ رَمَضَانَ وَمَارَأَيْتُهٗ فِيْ شَهْرٍ اَكْثَرَ مِنْ قِيَامِهٖ فِيْ شَعْبَانَ]

حدیث بیان کی ہم سے ابوالمدلہ مولی ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ کہا اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جب ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں تو ہمارے دل نرم ہوتے ہیں اور ہم اہلِ آخرت سے ہوتے ہیں اور جب ہم آپ سے علیحدہ ہوتے ہیں اور عورتیں اور اولاد ہم سے ملتے ہیں تو ہم کو دنیا اچھی معلوم ہوتی ہے۔ تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر تم اسی حال پر رہو جس حال پر جو کہ میرے پاس ہوتے ہو تو تم سے فرشتے آ کر تمہارے ہاتھوں پر مصافحہ کریں اور تمہارے گھروں میں آ کر تمہاری ملاقات کریں اور اگر تم گناہ نہ کرو تو اللہ جل جلالہ ایسی قوم کو لائے جو کہ گناہ کرے اور استغفار مانگے پھر اس کو خدا تعالیٰ بخشے۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو جنت کی بابت بیان فرمائیں کہ اس کی ساخت کیسی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک اینٹ سونے کی اور ایک چاندی کی اس کے کنکر موتی اور یاقوت کے ہیں اس کا گارا مشک اور مٹی زعفران کی ہے جو شخص اس میں داخل ہوگا وہ تر و تازہ رہے گا پرانا نہ ہوگا۔ ہمیشہ رہے گا نہ مرے گا نہ اس کے کپڑے پرانے ہوں گے نہ اس کی جوانی فنا ہوگی۔ تین شخص ہیں کہ جن کی دعا مردود نہیں (ایک تو) روزہ دار کی جبکہ وہ افطار کرے (دوسرا) امام عادل کی (تیسرا) مظلوم کی دعا۔ اس کی دعا بادل پر اٹھائی جاتی ہے اس کے لئے آسمانوں کے دروازے کھولے جاتے ہیں اور رب تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے مجھ کو اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ میں تجھ کو فتح دوں گا اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو۔①

یہ حدیث حسن ہے حدیث ابوخیثمہ زہیر بن ابومعاویہ کوفی سے اور بخاری و مسلم نے اس کی حدیث سے حجت لانے پر جو کہ ابو مجاہد سعد طائی سے ہوا اتفاق کیا ہے۔ وہ ثقہ تھے جو کہ ابوالمدلہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرنے میں ثقہ تھے نکالا اس کو ترمذی نے اپنے جامع میں اور ابن ماجہ نے اپنے سنن میں۔ ترمذی نے اس کو مختصراً محمد بن علا ہمدانی سے اس نے عبداللہ بن نمیر سے روایت کی ہے اور روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے بھی مختصراً علی بن محمد سے وہ وکیع بن الجراح سے اور یہ دونوں سعدان بن بشر سے وہ سعد طائی سے روایت کرتے ہیں اور کہا ترمذی نے یہ حدیث حسن ہے اور ابو مدلہ مولے ام المومنین ہیں اور ہم اس کو اسی حدیث سے پہچانتے ہیں اور اس سے یہ حدیث بہ نسبت اس کے لمبی بھی روایت کی گئی ہے پھر ترمذی اس حدیث کو جسے ہم نے یہاں روایت زہیر بن معاویہ سے پوری روایت کیا ہے بڑھاتا ہے اور بیشک نکالا مسلم نے اپنی صحیح میں کچھ اس کا حصہ حنظلہ بن ربیع اسدی سے روایت کیا ہے اور ہم کو یہ حدیث عالی سند سے دوسرے طریقے سے مرفوع پہنچی ہے۔ الحمد اللہ۔

اور عبداللہ بن حمید رحمۃ اللہ علیہ نے خبر دی ہم کو جعفر بن عون نے خبر دی ہم کو ابوعمیس بن مسلم سے وہ طارق بن شہاب سے روایت کرتا ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا اور کہنے لگا کہ اے امیر المومنین! ایک آیت تمہاری کتاب میں ہے جس کو

① اس حدیث کی سند حضور غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے عالی ہے تفصیل بہجۃ الاسرار عربی صفحہ پر دیکھیں۔

تم پڑھتے ہو۔ یہودی کہتے ہیں کہ اگر ہم پر یہ آیت نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید کا دن بناتے آپ نے پوچھا وہ کون سی آیت ہے۔ کہا:

﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ......الخ﴾

"یعنی آج کے دن ہم نے تمہارے دین کو تمہارے لئے پورا کر دیا......الخ۔"①

تب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بے شک میں اس دن کو جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اس مکان کو جس میں آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اُتری تھی خوب جانتا ہوں عرفات میں جمعہ کے دن نازل ہوئی۔ (یعنی وہ حج کا دن اور جمعہ کا دن تھا۔ مقصود یہ کہ دو عیدیں اس دن جمع تھیں)

اور اسی روایت سے کہا حدیث بیان کی ہم سے عبد بن حمید نے کہا خبر دی ہم کو عبدالرزاق نے معمر سے وہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں کہ اہل مکہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔ پس مکہ میں دو دفعہ شق قمر ہوا اور یہ آیت نازل ہوئی اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ② تک ثابت کہتے ہیں کہ نکالا اس کو تین اماموں نے مسلم نے اپنے صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں نسائی نے اپنے سنن میں اسحاق بن ابراہیم سے روایت کیا ہے

شیخ امام عارف ابو محمد عبدالقادر بن ابو صالح جیلی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم کو خبر دی ابوبکر احمد بن مظفر بن حسین بن سوسن کھجور فروش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو علی الحسن بن احمد بن ابراہیم بن الحسن بن محمد بن شاذان بزاز رحمۃ اللہ علیہ نے کہا خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن العباس بن نجیح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے جعفر بن محمد شاکر رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہم سے عفان نے کہا حدیث بیان کی ہم سے حماد بن یزید نے کہا حدیث بیان کی ہم سے عطاء بن سائب رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اپنے والد سے وہ عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے نماز پڑھی اور اس کو ہلکا کیا جب وہ نماز پڑھ چکے تو میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کہ میں نے وہ دعائیں مانگیں ہیں۔ جن کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا تھا کہا کہ پھر عمار چلے اور ان کی طرف ایک مرد کھڑا ہوا اور اس کے پیچھے ہوا وہ کہتے ہیں کہ وہ میرا والد تھا اس نے دعا کی نسبت ان سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ ہے:

(اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبِ وَبِقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ اَحْيِنِىْ مَاكَانَتِ الْحَيَاةُ خَيْرًالِى وَ تَوَفَّنِىْ مَاكَانَتِ الْوَفَاةُ خَيْرًالِى وَاَسْئَلُكَ خَشْيَتَكَ فِى الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَاَسْئَلُكَ كَلِمَةَ الْحِكْمَتِ فِى الرِّضَاءِ وَالْغَضَبِ وَاَسْئَلُكَ نَعِيْمًا لَايَبِيْدُ اَسْئَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَاتَنْقَطِع وَاَسْئَلُكَ الرِّضَاءِ عِنْدَ الْقَضَاءِ وَاَسْئَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَاَسْئَلُكَ النَّظْرَ اِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقِ اِلٰى لِقَائِكَ فِىْ غَيْرِ ضَرَّاءِ مضرة وَلَافِتْنَةٍ مضلة اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْاِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ .)

① پ 6 المائدہ 3
② پ 27 القمر 1-2

پس ہمارے لئے اس کا بدلہ ہوا اور خدا کی تعریف ہے۔

شیخ امام عارف، جمال الدین پیشوائے سالکین تاج العارفین محی الدین ابو محمد عبدالقادر بن ابوصالح جیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اور نفع دے ہم کو اللہ تعالیٰ ان کی محبت سے کہا کہ خبر دی ہم کو ابو منصور عبدالرحمٰن بن محمد بن عبدالواحد فراز رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ ابوالعلاء حسن بن احمد بن حسن بن عطاء ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت کے ساتھ جوان کے سامنے پڑھی گئی اور میں سنتا تھا جمادی الاخری 531 ھ میں بغداد کے باب ازج میں کہا خبر دی ہم کو امام حافظ ابوبکر احمد بن علی ثابت بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے ان پر پڑھا اور میں سنتا تھا۔ 463 ھ میں خبر دی ہم کو احمد بن محمد بن غالب نے خبر دی ہم کو ابوبکر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ حدیث بیان کی ہم کو ابوجعفر محمد بن ابراہیم بن عبداللہ جرجانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے محمد بن علی بن زہیر رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث بیان کی ہم سے عثمان بن مسلم نے حدیث بیان کی ہم سے حماد بن مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ثابت نے عبدالرحمٰن بن ابولیلے رحمۃ اللہ علیہ سے وہ صہیب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے اس آیت کے بارے میں ﴿للذین احسنوا الحسنی وزیادۃ﴾ ''یعنی جنہوں نے نیکی کی ہے ان کے لئے نیکی ہوگی اور زیادہ ملے گا'' فرمایا: کہ جب جنتی جنت میں داخل ہوں گے اور دوزخی دوزخ میں تو پکارنے والا پکار کر کہے گا کہ اے جنتیو! تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس ایک زیادتی ہے وہ چاہتا ہے کہ اس کو پورا کردے۔ وہ کہیں گے کیا اس نے ہمارے چہرے روشن نہیں کئے اور ہمارے میزانین کو بھاری نہ کیا اور ہمیں جنت میں داخل نہ کیا اور آپ سے بچایا اور پردے اٹھا دیئے پس اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے ہیں پس خدا کی قسم! اپنے دیدار سے بڑھ کر محبوب اور خوش کرنے والی چیز ان کو نہ دے گا۔

(اِذَا دَخَلَ الْجَنَّۃِ وَھْلُ النَّارِ النَّارِنَادِیْ مُنَادِیْ یَااَھْلَ الْجَنَّۃِ اِنَّ لَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ مَزِیْدًایُرِیْدُ اَنْ یُنْجِزْکموہ فَیَقُوْلُوْنَ اَلَمْ یُبْقِیْنُ وُجُوْھَنَاوَیُثْقِلْ مَوَازِیْنَاوَیُدْخِلُنَاالْجَنَّۃِ وَیُزَحْزِحْنَاعَنِ النَّارِ فَیَرْفَعُ الْحِجَابُ فَیَنْظُرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا اَعَدَّھُمْ وَاللّٰہُ وَاَحَبُّ اِلَیْھِمْ وَلَااَقَرَّلاعینھم من النَّظَرِ اِلَیْہِ)

خبر دی ہم کو اس روایت سے اعلیٰ تین درجہ تک شیخ مسند ابوالفضل عبدالرحیم بن یوسف بن یحییٰ دمشقی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا کہا خبر دی ہم کو ابوحفص عمر بن محمد بن معمر بن طبرزد دارقزی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور میں حاضر تھا اور سنتا تھا کہ خبر دی ہم کو ابوالقاسم ہبۃ اللہ محمد بن عبدالواحد بن احمد بن حسین شیبانی نے ان پر پڑھا جاتا تھا اور ہم سنتے تھے کہا خبر دی ہم کو ابوطالب محمد بن محمد بن ابراہی بن غیلان بزاز نے کہا خبر دی ہم کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن ابراہیم شافعی نے کہا خبر دی ہم کو محمد بن مسلم واسطی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے یزید بن ہارون نے کہا خبر دی ہم کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے وہ عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے وہ صہیب سے وہ نبی کریم ﷺ سے کہ فرمایا:

[اِذَادَخَلَ الْجَنَّۃِ وَھْلُ النَّارِ النَّارِنَادِیْ مُنَادِیْ یَااَھْلَ الْجَنَّۃِ اِنَّ لَکُمْ عِنْدَاللّٰہِ مَزِیْدًایُرِیْدُ اَنْ یُنْجِزْکموہ فَیَقُوْلُوْنَ اَلَمْ یُبْقِیْنُ وُجُوْھَنَاوَیُثْقِلْ مَوَازِیْنَاوَیُدْخِلُنَاالْجَنَّۃِ وَیُزَحْزِحْنَاعَنِ النَّارِ فَیَرْفَعُ الْحِجَابُ فَیَنْظُرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ فَوَاللّٰہِ مَا اَعَدَّھُمْ وَاللّٰہُ وَاَحَبُّ اِلَیْھِمْ وَلَااَقَرَّلاعینھم من النَّظَرِ اِلَیْہِ]

''جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں داخل ہوں گے پھر ان کو پکارنے والا پکارے گا کہ اے اہل جنت! تمہارے لئے اللہ ﷻ کے پاس وعدہ ہے جس کو تم نے نہیں دیکھا وہ کہیں گے وہ کیا ہے کیا اس نے ہماری میزانیں بھاری نہیں کیں ہمارے چہرے سفید نہیں کئے۔ ہم کو جنت میں نہیں داخل کیا۔ دوزخ سے نجات نہیں دی؟ فرمایا: کہ پھر اللہ ﷻ پردہ کھول دے گا پھر وہ اللہ ﷻ کی طرف دیکھیں گے پس خدا کی قسم کہ ان کو اپنے دیدار سے بڑھ کر پیاری کوئی چیز عطا نہ کرے گا''

پھر آپ نے یہ آیت پڑھی:

﴿لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ﴾[1]

مالک نے ابن شہاب رحمۃ اللہ علیہ سے وہ انس بن مالک سے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے سر پر خود تھی پھر آپ ابن خطل سے جو کہ کعبہ شریف کے پردوں میں لٹکا ہوا تھا۔ ملے اور فرمایا: کہ اس کو قتل کر ڈالو۔

خبر دی ہم کو اس سے دو درجہ پر اعلیٰ شیخ مسند ابو بکر محمد بن امام حافظ ابو طاہر اسماعیل بن عبداللہ انماطی نے میں نے ان کے سامنے پڑھا تھا کہا خبر دی ہم کو قاضی القضاۃ ابوالقاسم عبدالصمد بن محمد بن ابوالفضل انصاری نے ان کے سامنے پڑھا جاتا تھا اور میں سنتا تھا کہ خبر دی ہم کو ابو محمد عبدالکریم بن حمزہ بن خضر سلمی نے بطور اجازت کے کہا کہ حدیث بیان کی ہم سے ابوالقاسم حسین بن محمد بن ابراہیم حیانی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوالحسن عبدالوہاب بن حسن بن ولید کلابی نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن حریم بن محمد عقیلی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ہشام بن عمار بن نصر بن میرہ سلمی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے مالک بن انس اصبحی نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابن شہاب زہری نے انس بن مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر پر خود تھی۔

کہا خبر دی ہم کو قاضی ابو بکر محمد بن الحسن بن احمد حرسی حسری نے نیشاپور میں کہا حدیث بیان کی ہم سے ابوالعباس احمد بن یعقوب اصم نے کہا حدیث بیان کی ہم سے ابو یحییٰ زکریا بن یحییٰ بن اسد مروزی نے بغداد میں کہا حدیث بیان کی ہم سے سفیان نے زہری سے وہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہا کہ ایک شخص نے کہا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ مَتَی السَّاعَۃُ یارسول اللہ ﷺ قیامت کب آئے گی آپ نے فرمایا: کہ تم نے اس کے لئے کیا تیار کیا اس نے کہا کہ کچھ نہیں۔ مگر اتنا ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوں۔ تب آپ نے فرمایا: کہ تو ان کے ساتھ جن کو تو دوست رکھتا ہے۔ پس اس عدد کے لحاظ سے یہ شمار انس رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ ہمارے لئے سند عالی طریق ثانی میں ہے میرے شیخ نے اس کو فقیہ زاہد ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن سفیان نیشاپوری صاحب مسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ پیر کے دن ماہ رجب 300 ھ میں فوت ہوئے۔ واللہ الحمد والفضل والمنتہ۔

اور پہلی اسناد سے جو کہ ابو منصور قزاز تک ہے خبر دی ہم کو ابو بکر خطیب نے کہا خبر دی ہم کو ابو بکر محمد بن محمد بن طاہری نے کہا کہ میں

---

[1] یونس: 26

نے ابوالخیر بنت سمعون سے سنا وہ ذکر کرتے تھے کہ وہ مدینۃ الرسول ﷺ سے بیت المقدس کا قصد کر کے نکلے اور کھجور کو مع دیگر طعام کے اس جگہ چھوڑا جہاں ان کا ٹھکانہ تھا پھر ان کے نفس نے تر کھجور کو مع دیگر طعام کے جگہ چھوڑا جہاں ان کا ٹھکانہ تھا پھر ان کے نفس نے تر کھجور کی تلاش کی اور لائنہ میں ان کی طرف آئے اور کہنے لگے کہ اس جگہ مجھ کو کہاں تر کھجوریں ملیں گے؟ اور جب افطار کا وقت آیا تو کھجور کا قصد کیا کہ اس میں سے کھائے۔ تب اس کو تر کھجور صحانی کی پایا پھر اس میں سے کچھ نہ کھایا پھر اگلے دن اس کی طرف شام کے وقت آئے اس کو اپنی پہلی حالت پر پایا اور اس کو کھایا۔

یا ایسے کہا اور پہلی اسناد کے ساتھ ابو منصور قزاز تک کہا کہ خبر دی ہم کو خطیب ابو بکر نے کہا خبر دی ہم کو ابو نعیم حافظ نے کہا حدیث بیان کی ہم سے احمد بن محمد بن مقسم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا حدیث بیان کی مجھ سے ابو بکر خیاط صوفی نے کہا کہ میں نے ابو حمزہ رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں نے ایک سفر توکل پر کیا پھر اس اثناء میں کہ ایک رات چلتا تھا اور نیند میری آنکھوں میں تھی۔ ناگہاں میں ایک کنوئیں میں جا پڑا پھر میں نے اپنے آپ کوئیں میں دیکھا اور اس کی بلندی کی وجہ سے نکلنے پر قادر نہ ہوا پھر میں اس میں بیٹھ گیا اتنے میں بیٹھا ہوا تھا کہ ناگہاں کنوئیں کے سر پر دو مرد کھڑے ہیں ایک نے اپنے ساتھی سے کہا کہ ہم چلے جاتے ہیں اور اس سے کنویں کو اس راستہ میں چھوڑ دیتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ ہم ایسا نہیں کرتے۔ بلکہ اس کو بند کر دیتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے نفس نے یہ کہا کہ میں کہوں میں اندر ہوں تب مجھے پکارا گیا کہ

(تَتَوَكَّلُ عَلَيْنَا وَتَشْكُوْ بَلَاءَ نَاإِلٰى سِوَانَا)

"تو نے ہم پر توکل کیا تھا اور اب ہماری بلا کا شکوہ اوروں کے پاس کرتا ہے"

پھر میں چپ ہو رہا اور وہ دونوں چل دیئے پھر دونوں لوٹے اور ان کے ساتھ کوئی شے تھی پھر انہوں نے کنویں کے سر پر ڈال دی اور اس کو اس کے ساتھ بند کر دیا پھر مجھ کو میرے نفس نے کہا کہ اس کے بند ہونے سے تو میں بے خوف ہوا۔ لیکن اب میں قید میں پڑ گیا پھر میں ایک رات دن ٹھہرا اور جب اگلا دن ہوا تو مجھے کسی ہاتف نے پکارا جس کو میں دیکھتا نہ تھا کہ مجھ سے مضبوطی کے ساتھ چمٹ جا میں نے ہاتھ بڑھایا تو میرا ہاتھ کسی سخت چیز پر پڑا جس سے میں چمٹ گیا۔ اس نے مجھے اوپر کھینچ لیا اور مجھے ڈال دیا میں نے اسے زمین پر غور سے دیکھا تو وہ درندہ تھا جب میں نے اس کو دیکھا تو دل میں اس سے عادۃً خوف کھانے لگا پھر مجھ کو کسی نے پکارا کہ

(يَااَبَاحَمْزَةُ اِسْتَنْقَذْنَاكَ مِنَ الْبَلَاءِ بِالْبَلَاءِ وَكَفَيْنَاكَ مَاتَخَافُ بِمَاتُخَافُ)

"اے ابو حمزہ ہم نے تجھ کو بلا سے بلا کے ساتھ چھوڑایا اور جس سے تو ڈرتا ہے۔ اس سے ہم کافی ہو گئے ہیں۔"

روایت ہے کہ آپ وہ جب کنوئیں سے نکلے تو یہ اشعار پڑھتے تھے:

نَهَانِیْ حَيَائِیْ مِنْكَ اَنْ اَكْشِفَ الْهَوٰى

وَاَغْنَيْتَنِیْ بِالْقُرْبِ مِنْكَ عَنِ الْكَشْفِ

"مجھ کو حیا نے اس بات سے منع کیا کہ تیری محبت ظاہر کروں اور تو نے اپنے قرب کی وجہ سے اظہار محبت سے مجھے بے

پرواہ کردیا۔"

کَرَأَیْتُ لِیْ بِالْغَیْبِ حَتیٰ کَاَنَّمَا
تَبَشِّرُنِیْ بِالْغَیْبِ اِنَّکَ فِی الْکَفِ

"میں نے اپنے آپ کو دیکھا۔ یہاں تک کہ گویا تو مجھے غیب میں خوشخبری دیتا ہے کہ تو ہتھیلی میں ہے۔"

اَرَکَ وَ بِیْ مَنْ هَیْبَتِیْ مِنْکَ وَحْشَةٌ
فَتُؤْنِسَنِیْ بِالْعَطْفِ مِنْکَ وَبِاللُّطْفِ

"میں تجھ کو ایسے حال میں دیکھتا کہ تیری ہیبت کی وجہ سے مجھے وحشت ہے پھر تو اپنی طرف سے مجھ پر مہربانی وشفقت کرتا ہے۔"

وَیُحْیِیْ مُحِبٌّ اَنْتَ فِی الْحُبِّ حتفه
وَذَا عجب کَوْنَ الْحَیَاةِ مَعَ الْحَتَفِ

"وہ عاشق زندہ ہے کہ محبت میں جس کی تو موت ہے اور یہ تعجب ہے کہ زندگی موت کے ساتھ رہے۔"

اور اسی اسناد سے خطیب تک کہا کہ خبر دی مجھ کو ابوعلی عبدالرحمٰن بن محمد بن احمد بن فضالہ نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ نے "رے" میں کہا کہ میں نے ابوجعفر محمد بن احمد بن الحسن بن ازدی خطیب رحمۃ اللہ علیہ سے سمنان میں سنا وہ فرماتے تھے کہ جعفر بن محمد خلدی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ مشائخ کا ایک گروہ اس لئے گھر سے نکلا کہ ابوحمزہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ کا استقبال کریں جب وہ مکہ معظمہ سے آ رہے تھے دیکھا تو ان کا رنگ متغیر ہوا ہے۔ تب حریری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے میرے سردار جب صفات بدلتی ہیں تو کیا اسرار بھی بدل جاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ معاذ اللہ اگر اسرار بدلے تو صفات بدل جائیں اور اگر صفات بدل جائیں تو جہاں ہلاک ہو جائے لیکن اسرار سکون پاتے ہیں پس ان کی حفاظت کرتا ہے اور صفات سے اعراض کرتا ہے پھر ان کو لاشے کر دیتا ہے پھر ہم کو چھوڑ دیا اور پیٹھ پھیر کر چلائے اور یہ فرماتے تھے:

کَمَا تَرٰی مِیرَنِیْ قطع قُفَارُالزَّمَنِ
شُرَدَنِیْ عَنْ وَطَنِیْ کَاَنَّنِیْ لَمْ اَکُنْ

"جیسے تم دیکھتے ہو۔ اس نے مجھے بتادیا۔ زمانہ کے میدان قطع کر دیئے۔ مجھ کو میرے وطن سے جدا کر دیا۔ گویا کہ میں تھا ہی نہیں۔"

اذ تغیبت بَدَا وان به غیبنی
یَقُوْلُ لاَ تَشْهَدُ مَا تَشْهَدُ اَوْ تَشْهَدُنِیْ

"جب میں غائب ہوا تو وہ ظاہر ہوا اور اگر ظاہر ہوتا ہے تو مجھے غائب غائب کر دیتا ہے وہ کہتا ہے کہ تو نہ مشاہدہ کر جو کرتا ہے یا میرا مشاہدہ کر۔"[1]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 249 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

گیارھواں باب

آپ کی تعظیم وتوقیر کرنے والے علماء ومشائخ کے بیان میں

شیخ ابوبکر بن ھوار بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

آپ رحمۃ اللہ علیہ عراق کے بڑے مشائخ بڑے عارفین اور مقربین کے صدور میں سے ہیں۔

میری قبر پر آؤ آگ نہ جلائے گی

اور یہ وہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ:

(مَنْ ذَارَ قَبْرِیْ اَرْبَعِیْنَ اَرْبَعَاءَ اَتٰی فِیْ قَبْرِہٖ بَرَاءَۃً مِّنَ النَّارِ اَخَذْتُ مِنْ رَّبِّیْ عَزَّوَجَلَّ عَھْدًا اَنَّ النَّارَ لَاتَحْرِقُ جَسَدًا دَخَلَ حَرَمِیْ ھٰذَا)

''جو شخص چالیس 40 بدھ تک میری قبر کی زیارت کرے گا پھر اس کو اس کی قبر میں دوزخ سے برأت حاصل ہوگی'' اور میں نے اپنے رب عزوجل سے اس بات کا عہد لیا ہے کہ جو میری اس چار دیواری میں داخل ہوگا تو اس کا جسم نہ جلے گا۔

اور کہتے ہیں جو چربی اور گوشت وہاں پر داخل ہو تو اس کو آگ نہیں پکاتی اور نہ کوئی اور چیز۔ ①

آپ کے تلامذہ

آپ کے اس قدر شاگرد ہوئے کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔ جن کے مقامات بلند ہیں۔ مشائخ وعلماء کا ان کی بزرگی واحترام، ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کے حکم کی طرف لوٹنے پر اجماع ہے۔ ان کی زیارت کا ہر ایک طرف سے قصد کیا گیا ہے اور ہر ایک طرف سے امیدوں کے تیر ان کی طرف پھینکے گئے ہیں۔ بڑے بڑے راستہ سے اہلِ سلوک ان کی طرف دوڑ کر آئے ہیں۔ ②

① بھجۃ الاسرار صفحہ 251 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 251 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

آپ کی صفات

جمیل الصفات، شریف الاخلاق، کامل الآداب، کثیر التواضع، دائم خندہ پیشانی، وافر عقل، احکام شرع کے تحت پابند اہلِ علم کی تعظیم کرنے والے اہلِ دین وسنت کی عزت کرنے والے حق کے ارادہ رکھنے والے کے دوست تھے۔ اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ اور لزوم مراقبہ کے ساتھ موت تک رہے۔ علوم معارف میں ان کا کلام بلند تھا۔ اس کلام میں سے یہ ہے۔ [1]

محبت کے بارے آپ کا کلام

اللہ عزوجل کے ساتھ محبت یہ ہے کہ:

(بِحُسْنِ الْاَدَبِ وَدَوَامِ الْهَيْبَةِ وَلِزُوْمِ مُرَاقَبَةِ)

''ادب ہو ہمیشہ ہیبت ہو مراقبہ کا لزوم ہو۔''

اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ محبت یہ ہے کہ

(بِاتِّبَاعِ سُنَّتِهٖ وَمُعَانَقَةِ الْعِلْمِ)

''آپ کی سنت کا اتباع ہو۔ علم سے معانقہ ہو''

اولیاء اللہ کی محبت یہ ہے کہ

بِالْاِحْتِرَامِ وَالْخِدْمَتِ کہ ان کا احترام کرنا اور خدمت کرنا

گھر والوں سے محبت یہ ہے کہ بِحُسْنِ الْخُلْقِ حسن اخلاق سے پیش آنا۔

بھائیوں سے محبت یہ ہے کہ

بِدَوَامِ الْبَشْرِ مَالَمْ يَكُنْ اِثْمًا

جاہلوں کے ساتھ محبت یہ ہے کہ

(بِالدُّعَاءِ لَهُمْ وَالرَّحْمَةِ لَهُمْ)

ان کے لئے دعا اور ان پر رحم کرنا۔ [2]

آپ کی توبہ کا واقعہ

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابو محمد

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 251 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 252 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

شنکی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ ابوبکر بن ھوار رحمۃ اللہ علیہ شروع میں شاطر تھے جنگلوں میں ڈاکہ مارا کرتے تھے ان کے ساتھ ان کے اور ساتھی بھی تھے وہ ان کے سردار تھے وہ راستوں میں بیٹھ کر لوگوں کا مال تقسیم کیا کرتے تھے ایک رات ایک عورت سے سنا کہ وہ اپنے خاوند سے کہہ رہی ہے کہ تم یہاں ہی اتر پڑو ایسا نہ ہو کہ ہم کو "ابن ھوار" اور اس کے ساتھی پکڑ لیں یہ سن کر آپ کو نصیحت ہوگئی اور رو دیے یہ کہا کہ

(اَلنَّاسُ یَخَافُوْنَنِیْ وَاَنَالَااُخَافُ اللّٰہَ)

"لوگ مجھ سے ڈرتے ہیں اور میں اللہ ﷻ سے نہیں ڈرتا"

ان کے دل میں یہ بات آئی کہ وہ کسی پیر سے ملیں جو ان کو ان کے رب تک پہنچا دے اور عراق میں ان دنوں کوئی ایسا شیخ مشہور نہ تھا کہ جو اہلِ طریقت سے ہو۔ تب انہوں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھا پھر آپ سے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھ کو خرقہ پہنایئے۔ آپ نے فرمایا کہ

(یَاابْنَ ھَوَارِ اَنَانَبِیُّکَ وَھٰذَاشَیْخُکَ)

"اے ابن ہوار میں تیرا نبی ہوں اور یہ تمہارے شیخ ہیں"

آپ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف اشارہ کیا۔

پھر فرمایا: اے ابوبکر! اپنے ہم نام ابن ھوار کو خرقہ پہناؤ جیسا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں تب صدیق رضی اللہ عنہ نے کپڑا اور طاقیہ (چادر) ان کو پہنائی اور اپنا ہاتھ ان کے سر پر پھیرا اور ان کی پیشانی کو چھوا اور کہا کہ خدا تم کو برکت دے۔

پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اے ابوبکر! تم سے عراق میں اہلِ طریق کے طریقے جو کہ عراق میں مردہ ہو چکے تھے زندہ ہوں گے اور اہلِ حقائق کے بیشمار خدا کے دوستوں کے ساتھ ان کے پرانے ہونے کے بعد کھڑے ہوں گے عراق میں قیامت تک تم میں بزرگی رہے گی تمہارے ظہور سے اللہ ﷻ کی ہوائیں چلیں گے۔ اللہ ﷻ کی خوشبوئیں تمہارے قیام سے بھیجی جائیں گی۔ ①

توبہ کے بعد لوگوں کا آپ کی طرف رجوع

پھر جب جاگے تو وہی کپڑا اور طاقیہ بعینہ اپنے اوپر پایا اور ان کے سر پر (دانے) تھے پھر ان کو نہ دیکھا (کیونکہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے سر پر ہاتھ پھیرا تھا وہ جاتے رہے) گویا کہ زمانہ میں پکار دیا گیا کہ ابن ہوار اللہ ﷻ کی طرف پہنچا دیا گیا ہے پھر تو تمام اطراف سے لوگ دوڑ دوڑ کر آنے لگے۔ ان کے قرب خدائی کی علامات ظاہر ہونے لگیں اور اللہ ﷻ سے ان کی خبریں ہم معنی ہونے لگیں۔ ②

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 252,253 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بہجۃ الاسرار صفحہ 253 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

آپ نے شیر سے کیا کہا؟

راوی شیخ شنبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ان کی خدمت میں آتا تھا اور وہ جنگل میں اکیلے ہوتے تھے۔ شیر آپ کے گرد گرد ہوتے تھے اور بعض ان کے قدموں پر لوٹا کرتے تھے۔ ایک دن میں نے ایک بڑے شیر کو دیکھا کہ ان کے سامنے اپنے رخساروں کو مٹی میں آلودہ کر رہا ہے جس طرح کوئی خطاب کر رہا ہے اور شیخ گویا کہ اس کو جواب دے رہے ہیں پھر شیر چلا گیا۔ تب میں نے کہا کہ آپ کو اس خدا کی قسم ہے کہ جس نے یہ آپ پر عنایت کی ہے آپ نے شیر سے کیا کہا اور اس نے آپ سے کیا کہا؟۔

آپ نے فرمایا: کہ اے شنبکی! اس نے مجھ سے کہا کہ مجھ کو آج تین دن گذر گئے ہیں کہ کھانا نہیں کھایا۔ مجھ کو بھوک نے تنگ کیا ہے اور میں نے آج کی رات صبح کے وقت اللہ ﷻ سے فریاد کی تو مجھ سے کہا گیا کہ تیرا رزق ایک گائے ہے جو کہ حامیہ مقام میں ہے تو اس کو پھاڑے گا مگر تجھے تکلیف بھی پہنچے گی۔ میں اس تکلیف سے ڈرتا ہوں کہ وہ کیا ہے مجھے اس کا علم نہیں؟

میں نے اس کو بتایا کہ تم کو ایک زخم پہنچے گا جو تمہارے دائیں بازو پر لگے گا جس سے تم کو درد معلوم ہوگا ایک ہفتے تک پھر وہ درد جاتا رہے گا اور میں نے لوح محفوظ میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ گائے اس کا رزق ہے جس کو وہ ضرور پائے گا اور اہل حامیہ میں سے گیارہ آدمی نکلیں گے ان میں سے تین مر جائیں گے ایک دوسرے سے پہلے دو گھنٹے مر جائے گا اور تیسرا دوسرے کے بعد مرے گا اور شیر کو ان میں سے ایک کی طرف سے اس کے دائیں بازو میں زخم پہنچے گا اور ہفتہ کے بعد اچھا ہو جائے گا۔

میں جلد حامیہ کی طرف گیا دیکھا تو شیر مجھ سے پہلے وہاں پہنچ گیا ہے اور حامیہ میں سے گیارہ آدمی نکلے ہیں ان میں سے ایک نے ایک اچھا زخم شیر کو اس کے دائیں بازو میں پہنچایا اور میں نے شیر کو دیکھا کہ گائے کو اپنے ساتھ کھینچتے ہوئے لے جا رہا ہے اور اس کے زخم سے لہو ٹپکتا تھا۔ میں ان کے پاس اس رات ٹھہرا پھر ان میں سے (یعنی تینوں زخمیوں میں سے جن کو شیر نے بھی زخمی کر دیا تھا) ایک زخمی تو مغرب کے وقت دوسرا عشاء کے بعد تیسرا صبح کے وقت فوت ہو گیا۔

پھر میں ایک ہفتہ کے بعد شیخ کی خدمت میں آیا تو شیر کو دیکھا کہ ان کے سامنے موجود ہے اور اس کا زخم اچھا ہو گیا ہے۔ [1]

جنوں، سانپوں اور شیروں کا آپ سے وعدہ

حضرت شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ پہلے جس نے شیروں اور سانپوں کو جنگل والوں کے لئے ذلیل کیا وہ شیخ ابو بکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ ہیں اس کا سبب یہ ہوا کہ انہوں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ جنگلوں سے نکل کر شہروں میں سکونت اختیار کریں پس ان کو سانپوں شیروں پرندوں جنوں نے گھیر لیا اور خدا کی قسم دلا کر یہ التجا کی کہ آپ ہم کو چھوڑ کر نہ جائیں۔ تب آپ نے ان سے عہد پیمان لیا کہ وہ آپ کے مرید اور دوست کو قیامت تک تکلیف نہ دیں اور یہ کہ جہاں کہیں ہوں ان کی اطاعت کریں جب تک دنیا قائم رہے۔ [2]

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 253,254 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر 254 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

نہر میں ڈوبا بچہ واپس کر دیا

شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ کے پاس جنگل سے ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ میرا لڑکا نہر میں ڈوب گیا ہے اور اس کے سوا میرا اور کوئی بیٹا نہیں اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ اس نے آپ کو طاقت دی ہے کہ میرے بیٹے کو آپ پھر میرے پاس لوٹا دیں اور اگر آپ ایسا نہ کریں گے تو میں قیامت کے دن اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شکایت کروں گی میں کہوں گی کہ میرے رب میں ان کے پاس افسوس سے آئی تھی اور یہ میرے افسوس کو دور کر سکتے تھے لیکن انہوں نے ایسا نہ کیا۔ ①

تب آپ نے سر نیچا کیا اور فرمایا: کہ مجھے دکھلا تیرا بیٹا کہاں غرق ہوا؟ وہ آپ کو لے کر کنارہ نہر پر آئی تو دیکھا کہ اس کا بیٹا پانی پر مردہ تیر رہا ہے پھر شیخ پانی میں تیر کر وہاں تک پہنچے اور اس کو اپنے کندھے پر اٹھا لائے اس کی ماں کو دے کر فرمایا: کہ لے میں نے اس کو زندہ پایا ہے وہ گئی ایسے حال میں کہ بچہ کا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا گویا کہ کبھی اس کو کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔ ②

قحط میں بارش ہونے لگی

شیخ عزاز بن مستودع نفسانی باز اشہب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ اسلاف کے گزرنے کے بعد عراق میں پہلے شیخ ہیں اور چونکہ رجال الغیب کثرت سے آپ کی زیارت کو آتے تھے اس لئے جنگل میں رات کے وقت انوار دکھائی دیتے تھے جو کہ جنگلوں کو چیرتے تھے آپ مقبول الدعاء تھے جنگلوں کے لئے برکت کی دعا کی تھی اور کہا تھا خداوند ہمارے جانوروں اور سبزیوں اور رزقوں میں برکت دے پھر جنگل آپ کی دعا کی برکت سے اور جگہ کی زمین سے زیادہ سرسبز زیادہ بہتر زیادہ وسیع رزق جانوروں کے اعتبار سے تھے آپ کا تصرف ظاہر تھا جب کبھی کسی گاؤں میں قحط پڑتا تو وہاں کے لوگ آپ کے پاس قحط کی شکایت کرتے اور آپ سے بارش کی التجا کرتے تو آپ ان سے فرماتے کہ جلد گھروں کو جاؤ پھر وہ گھروں پر بغیر اس کے کہ پانی میں چلتے ہوئے جائیں گھروں میں نہ پہنچ سکتے تھے اور یہ بارش اس گاؤں سے آگے سے نہ بڑھتی تھی اور بسا اوقات بارش بے موسم میں ہوتی تھی۔ ③

آپ نے زلزلہ رکوا دیا

واسط میں ایک دفعہ سخت زلزلہ آیا کہ جس سے پہاڑ ہل گئے اور مکانات گر گئے لوگ چلا اٹھے کیا دیکھتے ہیں کہ شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ ان کے درمیان ہیں آپ میں اور واسط میں چند روز کا راستہ تھا پھر زلزلہ ٹھہر گیا اور شیخ کو تلاش کیا تو نہ دیکھا اس دن واسط میں ایک نیک

---

① سبحان اللہ کیا ہی خوش عقیدہ خاتون کہ ولی اللہ سے بیٹا زندہ کرنے کو کہہ رہی ہے اور ساتھ کہتی ہے اگر ایسا نہ کیا تو روز قیامت اللہ عزوجل سے شکایت کروں گی۔ مذکورہ واقعہ سے پتہ چلا کہ لوگوں کا نظریہ ابتداء سے اولیاء اللہ کے بارے میں یہی ہے کہ یہ بحکم خدا زندہ کر سکتے ہیں اور ایسا کرنا ان کی ذمہ داری ہے۔ اللہ عزوجل ہمیں خوش عقیدہ بنائے (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر 254 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

③ بہجۃ الاسرار صفحہ 254,255 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

بخت مرد تھا اس نے خواب میں اس رات دیکھا کہ آسمان سے دو فرشتے اترے ہیں ایک ان میں سے دوسرے کو کہتا ہے قریب تھا کہ یہ زمین آج کے دن مٹ جاتی تو دوسرے نے کہا پھر کس نے اس کو روک لیا؟ کہا کہ اللہ ﷻ نے ابن ھوار کی طرف نظر کی تو مخلوق پر رحم کیا اور ان سے راضی ہوا انہوں نے اجازت مانگی کہ زلزلہ ٹھہر جائے تب اس نے اجازت دی پھر انہوں نے ساتوں زمینوں اور مٹی کو پھاڑا یہاں تک کہ وہ بھوت تک پہنچے اور اس کو کہا اے خدا کے بندے ٹھہر جا اس نے کہا کہ

مَنْ اَنْتَ ؟ تم کون ہو؟

آپ نے کہا کہ اَنَا اَبُوْبَکْر ھَوَار

میں ابوبکر بن ہوار ہوں

اس نے کہا کہ

اُمِرْتُ اَنْ اُطِیْعَکَ وَلَا اُطِیعَ غَیْرَکَ مِنْ اَھْلِ زَمَانِکَ وَسَکَنَ

"مجھے حکم ہوا ہے کہ میں تمہاری اطاعت کروں اور تیرے اہل زمانہ میں سے کسی اور کی اطاعت نہ کروں اور پھر وہ ٹھہر گیا"[1]

آپ کا وصال مبارک

راوی کہتا ہے کہ شیخ نے ایک دن جنگل میں ایک ایسے کنوئیں میں وضو کیا جو کہ معطل پڑا ہوا تھا پھر اس کا پانی بڑھ گیا اور شیریں ہو گیا۔

وہ "ہواریوں" میں سے تھے ہوار، کردوں کا ایک قبیلہ ہے جو کہ جنگلوں میں آرہا تھا۔ وہیں آپ فوت ہوئے آپ کی عمر بڑی ہو چکی تھی وہیں آپ کی قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب آپ کی وفات قریب ہوئی تو ان کو بلند انوار نے ڈھانک لیا جس کو اس شان کے لوگوں نے دور و نزدیک سے دیکھ لیا اور حاضرین نے اس طرح کی خوشبو سونگھی کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر خوشبو کسی نے نہ سونگھی ہوگی اور جب آپ کا انتقال ہوا تو اطراف جنگل سے رونے اور چلانے کی آواز آتی تھی مگر لوگ معلوم نہ ہوتے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جنوں کی آواز تھی۔[2]

آپ کی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے پیش گوئی

شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ عراق کے اوتاد سات

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 255 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

نوٹ: مذکورہ بالا واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کے تصرفات بحکم الٰہی عزوجل ہوتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 255 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہیں۔ ⊙ معروف کرخی، ⊙ احمد بن حنبل، ⊙ بشر حافی، ⊙ منصور بن عمار، ⊙ جنید، سری، ⊙ سہل بن عبداللہ تستری ⊙ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ ہم نے کہا کہ کون عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا: کہ ایک عجمی سید ہوگا جو کہ بغداد میں رہے گا اور اس کا ظہور پانچویں صدی میں ہوگا وہ منجملہ صدیقین ہوگا۔

اوتاد وہ افراد ہیں کہ دنیا کے سردار اور زمین کے قطب ہیں۔ [1]

شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ [2]

یہ شیخ مشائخ عراق کے بزرگوں میں سے ہیں اکابر عارفین اور آئمہ محققین میں سے ہیں صاحب کرامات ہیں۔

ان کو غیب کی باتوں سے گویا کیا۔ ان کی زبان پر اسرار اور طرح طرح کی حکمتوں کو جاری کیا اور ان کے لئے سینوں میں پورا قبول ڈال دیا خاص و عام ان کی محبت سے بڑے بڑے لوگوں نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ تاج العارفین ابوالوفا شیخ منصور شیخ عزاز شیخ ابو سعید بن ماجس شیخ موہوب شیخ مواہب شیخ عثمان بن مردہ بطائحیین وغیرھم رحمہم اللہ۔

یہی وہ شیخ ہیں کہ اپنے شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے بعد عراق میں بزرگی اور راہ حق میں موجودات کے ان اسرار کے جوان کو دیئے تھے پھیلانے کے لئے کھڑے ہوگئے اللہ عزوجل کی طرف زبان صدق سے بلایا پس دلوں کی محبتوں نے اس کو قبول کیا۔ اسرار کے معانی نے لبیک کہا ان کی زندگی پر اجماع ہوگیا۔ مشائخ و علماء نے ان کی عزت کا اشارہ کیا ان کے قول کی طرف رجوع کیا۔ ان کے مرتبہ کا اقرار کیا۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا اور ہر طرف سے طالبان طریق نے ان کا قصد کیا۔ [3]

آپ کی صفات

وہ شریف الاخلاق، لطیف الصفات، کامل آلاداب، وافر عقل، ہمیشہ خوش، جھکنے والے، کثیر التواضع، بڑے باحیا، احکام شرع و آداب سنت پر ہمیشہ چلنے والے اہل فضل کے دوست اہل علم کی تعظیم کرنے والے تھے ان کا قدم نہ پھسلتا تھا اور خواہش نفسانی جس کی لوگ اتباع کرتے ہیں ان کو تھکاتی نہ تھی یہاں تک کہ ان کی موت آ گئی۔ [4]

آپ کا عارفانہ کلام

زبان اہل حقائق پر ان کا کلام نفیس تھا۔ من جملہ ان کے یہ ہے اصل طاقت پرہیزگاری نفس سے حساب لینا ہے نفس کا اصل

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 255 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] آپ "شنابکہ" جو کہ قبائل کردسے ایک قبیلہ کا نام ہے سے تعلق کی بنا پر شنبکی کہلاتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بهجة الاسرار صفحه 256,57 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 257 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

حساب خوف وامید ہے۔خوف وامید کی اصل معرفت وعدہ وعید ہے اس کی اصل غور وفکر ہے اس کی سردار عبرت ہے حسن خلق تکلیف کا برداشت کرنا، غصہ کم ہونا، رحم زیادہ ہونا ہے اور جو شخص خدا کی آواز نہیں سنتا وہ اس کے داعی کی آواز کیسے سنے گا اور جو شخص اللہ ﷻ کے سوا کسی اور چیز سے غنی ہوتا ہے تو وہ خدا کی قدر سے حاصل ہے جو شخص اپنے باطن کو مراقبہ واخلاص سے زینت دیتا ہے اللہ ﷻ اس کے ظاہر کو مجاہدہ واتباع سنت ومخلوق سے وحشت زدہ ہو کر خدا سے محبت کرنے سے زینت دیتا ہے

مخلوق سے وحشت کی علامت یہ ہے کہ خلوت کے مقامات اور شیریں ذکر سے علیحدگی کی طرف بھاگ جائے جو شخص خدا تعالیٰ کو قدرت کے ساتھ نہیں پہچانتا تو اس نے اس کو پہچانا ہی نہیں کیونکہ جب اس نے اس کو پہچان لیا کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ مجھ سے جو میرے پاس ہے لے لے اور وہ غیر کو دے دے اور یہ کہ اپنے فضل سے اس چیز کو کہ میرے پاس نہیں ہے دیتا ہے تب اس نے اس کو پہچانا۔

اور جو شخص ارادہ کرے کہ اپنے یقین کا امتحان کرے تو وہ سوچے کہ اللہ ﷻ نے اس کے ساتھ کیا وعدہ کیا ہے؟ اب دیکھے کہ اس کا دل کس پر زیادہ بھروسہ کرتا ہے؟

جو شخص اللہ ﷻ کے ساتھ اس کے حکم پر مدد چاہتا ہے اور خدا کے آداب پر اللہ ﷻ کے لئے صبر کرتا ہے تو وہ مقامات والوں میں سے ہے۔ جو شخص اپنے نفس پر ادب کے ساتھ غالب ہو تو اس نے اللہ ﷻ کی عبادت اخلاص کے ساتھ کی۔

مخلوق کا خدا سے حجاب یہ ہے کہ اپنے نفسوں کے لئے تدبیریں کریں اور جس نے سوچا کہ اللہ ﷻ تو اس کے قریب ہے تو اس کے دل سے اس کے سوا تمام چیزیں دور ہو جاتی ہیں۔قوم (صوفیاء) نے اپنے نفسوں کو مجاہدوں میں اپنی خواہشوں کو تکلیفوں میں اپنے ارادوں کو مراقبہ میں گم کر دیا ہے پھر ان کی شہوتیں مشاہدہ میں ہو گئی ہیں۔ [1]

خوش فہمی میں مبتلا لوگوں کے بارے کلام

انہیں کے کلام سے یہ بھی ہے۔جس شخص کو تم دیکھو کہ اللہ ﷻ کے ساتھ وہ ایسی حالت کا دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اس کو علم شریعت سے نکال دیتی ہے تو تم اس کے قریب مت جاؤ۔

اور جس کو تم دیکھو کہ وہ ریاست وتعظیم سے تسکین پاتا ہے تو اس سے بچو اور جس کو تم دیکھو کہ وہ اپنے نفس میں مستغنی ہے تو جان لو کہ وہ جاہل ہے۔

اور جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ میرا دل خدا کی طرف ہے اور اس کا ظاہر اس کی گواہی نہیں دیتا تو اس کے دین میں تہمت لگاؤ۔

اور جس کو دیکھو کہ وہ اپنے نفس سے خوش ہے اور اپنے وقت سے تسکین پاتا ہے تو وہ دھوکہ میں ہے۔

جس کو تم دیکھو کہ وہ اپنے دوستوں کے ساتھ اطمینان میں ہے اور اس کے ساتھ کمال حال کا مدعی ہے تو اس کی بے وقوفی کی گواہی دو اور جب کسی مرید کو دیکھو کہ وہ قصائد واشعار سنتا ہے اور تن آسانی کی طرف اس کا میلان ہے تو اس کی بہتری کی امید نہ کرو۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 257 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان [2] بهجة الاسرار صفحه 257,258 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کی نصیحتیں

اگر تو بھوکا مرجائے تو ایسے فقیر کی ہرگز رفاقت نہ کر جو کہ دنیا کی طرف رجوع کرتا ہے کیوں کہ اس کی رفاقت چالیس (40) دن تک دل کو سخت کر دیتی ہے۔

جو شخص کہ فرض کو سنت کے ساتھ ادا کرے اور حلال کو پرہیزگاری کے ساتھ کھائے ظاہر و باطن میں منہیات سے بچے اور اس بات پر موت تک صبر کرے تو بیشک حقیقت ایمان تک پہنچ گیا۔

دل کی دوستی تین چیزوں سے ہوتی ہے۔ ① دنیا کے ترک کرنے ② خدا کی تقسیم پر راضی رہنے ③ آخرت کے لئے طلب علم کے شغل سے اور جو بندہ بغیر علم کے دنیا کی شہوت حاصل کرتا ہے تو وہ عذاب ہی لیتا ہے۔

بلندیوں کی طرف پہنچنے کے لئے ترقی کی اعلیٰ سیڑھی یہ ہے کہ مرادِ حق کے لئے باطن کی اصلاح ہو۔ قرب کی رویت کے لئے مخلوق کو دور کرنا۔ حجابوں کے رفع کے لئے اللہ ﷻ پر اعتماد ہو۔

اور ولی ہمیشہ اپنے حال کے چھپانے میں رہتا ہے جبکہ تمام مخلوق اس کی ولایت کی باتیں کرتی ہے۔

اللہ ﷻ کی طرف دلوں میں زیادہ قریب وہ دل ہے کہ فقراء کے حصہ پر راضی ہے اور باقی کو فانی پر ترجیح دیتا ہے گزشتہ قضا کی گواہی دیتا ہے اپنے افعال سے ناامید ہوتا ہے اور جب تو کسی چیز سے عاجز ہو تو اپنے ضعف کے دیکھنے سے عاجز نہ ہو۔ ①

آپ نے توبہ کیسے کی؟

شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کا شروع میں یہ حال تھا کہ جنگلوں میں قافلوں کو لوٹتے۔ ان کے ساتھ ان کے ساتھی بھی تھے ایک رات ایک قافلہ کو لوٹا۔ ایک رات ایک قافلہ کو شیخ ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں میں روک لیا۔ لوگوں کو قتل کیا اور ان کے مال کو تقسیم کیا۔ لیکن جب شیخ ابن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ سے صبح کے وقت آگے بڑھ چلے تو ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم چلے جاؤ

شیخ نے تو میرے دل کو پکڑ لیا اور میں ان سے آگے کہیں دائیں بائیں نہیں بڑھ سکتا۔ ان سب نے کہا کہ ہم بھی آپ کے ساتھ ہیں اور جو کچھ ان کے پاس مال وغیرہ تھا سب وہیں ڈال دیا۔

تب شیخ ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں سے کہا کہ تم ہمارے ساتھ اٹھو کہ مقبولوں سے جا ملیں۔ شیخ ان کے ساتھ نکلے جب ان لوگوں نے شیخ کو دیکھا تو کہنے لگے۔

اے میرے سردار! حرام ہمارے پیٹوں اور خون ہماری تلواروں میں ہے۔ شیخ نے ان سے کہا اس کو چھوڑو کیونکہ جو کچھ تم میں

---

① بهجة الاسرار صفحه 258، مطبوعه مؤسسة الشرف، پاکستان

ہے سب کچھ معاف ہو گیا پھر ان سب نے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کی اور شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی اصلاح کے لیے تین دن تک متوجہ رہے پھر چوتھے دن انہوں نے کہا کہ اے ابو محمد تم حدادیہ کی طرف جاؤ وہیں پر بیٹھو اور اللہ ﷻ کی طرف (لوگوں کو) بلاؤ کیونکہ تم بے شک شیخ کامل ہو گئے ہو۔

پھر وہ حدادیہ کی طرف چلے آئے جیسا کہ شیخ نے ان کو حکم دیا تھا۔[1]

آپ نے تین دنوں میں قرب پالیا

شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ابو محمد تین دن میں اللہ ﷻ تک پہنچ گئے۔ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ آپ تین دن میں اللہ ﷻ تک کیسے پہنچ گئے؟

انہوں نے فرمایا:

(تَرَكْتُ الدُّنْيَا فِي الْيَوْمِ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرَةِ فِي الْيَوْمِ الثَّانِيْ وَطَلَبْتُ اللّٰهِ الثَّالِثُ طَلَبًا مُجَرَّدًا عَمَّا سَوَاهُ فَوَجَدُوْا)

"ایک دن میں، میں نے دنیا کو ترک کر دیا۔ دوسرے دن آخرت کو چھوڑ دیا اور تیسرے دن میں نے صرف اللہ ﷻ کو طلب کیا جو غیر سے مجرد ہو۔ سو میں نے اس کو ایسا ہی پایا۔"[2]

آپ کا فیض عام ہو گیا

(پھر آپ کا) آپ کا ذکر تمام زمانہ میں پھیل گیا تمام دور دور کے راستوں سے لوگ زیارت کے لیے آنے لگے۔ ان کے قرب کی جو خدا کے ساتھ تھی علامت ظاہر ہونے لگی۔ ان کی کرامات پے در پے ظاہر ہونے لگیں۔ اللہ ﷻ ان کی دعا سے مادرزار اندھوں، برص، جنون والوں کو اچھا کرتا تھا اور تھوڑی چیز میں ان کے سبب برکت ہوتی تھی۔[3]

میں نے کب کہا کہ یہ مر جائیں

شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ تنہا بیٹھے تھے پھر ان کے اوپر سے سو 100 پرندے گزرے اور ان کے گرداتر پڑے ان کی آوازیں مل کر بلند ہوئیں تو آپ نے فرمایا: کہ اے رب! انہوں نے مجھے پریشان کر دیا۔ ان کی طرف دیکھا تو سب مر گئے پھر آپ نے کہا کہ

---

1. بهجة الاسرار صفحه 258 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان
2. بهجة الاسرار صفحه 258,259 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان
3. بهجة الاسرار صفحه 259 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

(یَارَبُّ وَمَآاَرَدْتُ مُوْتَهُمْ فَقَامُوْا يَنْتَنْصُوْنَ وَطَارُوْا)

''خداوند میں نے ان کے مرنے کا قصد نہیں کیا تھا پھر وہ کھڑے ہو گئے اور پر جھاڑ کر اڑ گئے''[1]

شراب پانی ہو گئی

شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ آپ ایک جماعت پر گزرے جن کے سامنے شراب کے مٹکے اور آلات خوشی تھے۔ آپ نے کہا خداوند ان کی زندگی آخرت میں اچھی کر دے۔ تب وہ شراب پانی ہو گئی اور ان پر اللہ عزوجل نے خوف ڈال دیا پھر تو وہ چلائے اور اپنے کپڑے پھاڑ لئے ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ انہوں نے اپنے برتنوں اور آلات کو توڑ دیا۔ ان کی توبہ اچھی ہو گئی۔[2]

مردہ بکری نے خبر دی

شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس چمڑے آئے جس میں دودھ تھا۔ تب آپ نے ایک چمڑے کا قصد کیا اور اس کو پھاڑ دیا اور فرمایا: کہ اللہ عزوجل نے میرے لیے اس بکری کو جس کی یہ جلد ہے زندہ کیا اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ وہ مردہ ہے اور اس چمڑہ کو میرے لیے بلایا ہے کہ میں رنگا نہیں گیا۔[3]

تمہارا شیخ کون ہے؟

شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ عزاز بن مستودع رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں نے کہا ہے کہ اگر کوئی ہم سے کہے کہ تمہارا شیخ کون ہے؟ تو ہم کہیں گے کہ عزاز رحمۃ اللہ علیہ اگر کوئی کہے تمہارے شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ کا کون شیخ ہے؟ پھر ہم کہیں گے

﴿اَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى﴾ ''پس وحی کی اپنے بندے کی طرف جو کچھ وحی کی''

یہ بات ان کے شیخ شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کو پہنچی تو اپنے مریدوں سے کہنے لگے کہ ہمارے ساتھ شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں کی طرف چلو اور جب نہر کے دروازہ کے قریب پہنچے تو شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ نکلے اور ان سے ملے اور شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس چند روز رہے۔ ایک دن شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی دونوں آنکھیں بند کیں اور آہ کہا تب ان سے شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا کہ اے میرے سردار آپ کا کیا حال ہے انہوں نے کہا کہ میری آنکھ۔ انہوں نے کہا کہ مجھے بھی آپ دکھائیے۔

جب شیخ نے آنکھ کھولی تو شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے اور ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ حداویہ کی طرف چل دیے اور جب شیخ

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 259, مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 259, مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[3] بھجۃ الاسرار صفحہ 259, مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

عزاز رحمۃ اللہ علیہ کو ہوش آیا پھر اپنے تمام اصحاب کو جمع کیا اور ان سے کہا جب تم سے کہا جائے کہ تمہارا شیخ کون ہے؟ تو کہہ دیا کرو شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ اور عزاز رحمۃ اللہ علیہ ہمارے بھائی ہیں۔[1]

آپ کے شہر سے مصیبت نہ گزرتی

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سید ابو سعد بن ماجس رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں شروع میں جب کبھی حدادیہ میں جاتا تو خلا میں فرشتے شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کی ولایت کی نوبت بجایا کرتے تھے اور شادیش آسمان میں ان کے دبدبہ وغلبہ کے لیے چلاتے تھے اور میں فرشتوں کو دیکھتا تھا کہ فوج درفوج ان پر عزت واحترام کے ساتھ سلام فرماتے تھے میں اب یہ بات عراق کے تمام اطراف میں سنتا ہوں۔

میں نے جب کبھی آسمان سے بلا نازل ہوتے دیکھی ہے تو حدادیہ پر سے گزرتے ہوئے پھٹ جاتی اور دور ہو جاتی ہے۔[2]

یہ گھر نہیں بنے گا

شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اہلِ حدادیہ نے حدادیہ میں ایک گھر بنایا اور اس کو مضبوط بنانے کے وقت کاریگروں میں غضب کرنے لگا۔ اس نے شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید کو قابو کر لیا اور کثرت سے اس کی شکائتیں ہوئیں شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اوپر سے گزرے اور کہا کہ

﴿إِنَّا نَحْنُ نَرِثُ الْأَرْضَ وَمَنْ عَلَيْهَا﴾

''یعنی ہم زمین اور زمین کے رہنے والوں کے مالک ہیں۔''[3]

تب وہ گھر اوپر سے گر پڑا اس کی بنیادیں ٹوٹ گئیں شیخ نے فرمایا: کہ یہ کبھی اونچا نہ ہوگا مگر یہ کہ خدا چاہے ان کا یہ حال تھا کہ جب اس کی بنیاد مضبوط بناتے تھے تو وہ گر جاتی تھی ان گھر والوں کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ کبھی اس کی دیوار کو اونچا کریں۔[4]

میں نے اللہ عزوجل سے کہا

شیخ کی خدمت میں ان کا ایک مرید آیا اور کہنے لگا کہ بادشاہ کے پاس کسی کو بھیجیے وہ مجھ کو اس قدر مال دے کہ میں اس سے اپنی ذریت کی مدد کر سکوں۔ اگلے دن مرید آیا اور کہنے لگا کہ اے میرے سردار! کیا آپ نے کسی کو سلطان کی خدمت میں بھیجا؟ شیخ نے اس سے کہا بلکہ میں نے اس سے (یعنی اللہ عزوجل سے) کہا تھا تو اس نے مجھ سے کہا ہے کہ اس کو جب تک وہ زندہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 259,260 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 260, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] پارہ 16 مریم 40

[4] بهجة الاسرار صفحه 260, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

رہے گا میں کسی مخلوق کا محتاج نہ کروں گا۔
پھر اس کا یہ حال تھا کہ جب بھوکا ہوتا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو اس کی طرف بھیج دیتا کہ وہ اس کی مرضی کے موافق اس کو کھانا کھلا دیتا اور جب برہنہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے وہ کپڑا بھیجتا جو پہن لیتا اور جب چاندی یعنی روپیہ کا محتاج ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف بغیر سوال کے بھیج دیتا اس کی ہمیشہ یہی حالت رہی یہاں تک کہ وہ فوت ہو گیا۔[1]

رسول اللہ ﷺ خواب میں آئیں گے

شیخ کو ایک شخص نے کہا کہ اے میرے سردار جب تو بادشاہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہو تو اس سے میری نسبت دریافت کرنا۔ شیخ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا اور پھر کہا میں نے اس سے تیری نسبت پوچھا تو فرمایا:

﴿نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ﴾

"یعنی اچھا بندہ ہے۔" بیشک وہ رجوع کرنے والا ہے (خدا کی طرف)[2]
اور عنقریب تو آج کی رات رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھے گا۔ وہ تمہیں اس بات کی خبر دیں گے۔
پھر اس شخص نے خبر دی کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو اس رات خواب میں دیکھا آپ ﷺ نے اس کو فرمایا: کہ شیخ ابو محمد شنبکی نے سچ کہا ہے تیرے حق میں بیشک کہا گیا ہے۔ نِعْمَ الْعَبْدُ اِنَّهٗ اَوَّابٌ[3]

آپ کا وصال

شیخ شنابکہ میں جو کہ کرد کے ایک قبیلہ کا نام ہے حداویہ میں سکونت رکھتے تھے جو کہ جنگل کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اور اس میں وہ فوت ہوئے ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی آپ کی قبر بھی وہیں ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔[4]

آپ کا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ارشاد

حضرت شیخ ابو الفتح مواہب بن عبدالوہاب ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے سنا کہ شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ عنقریب عراق میں وسط قرن پنجم میں پیدا ہوں گے اور ان کی فضیلت کی تصریح کرتے تھے۔ جو میرا علم ان کی نسبت ہے وہ میرے کانوں سے تجاوز کر گیا ہے پھر مجھے مقامات اولیا کا کشف ہوا پھر معلوم ہوا کہ وہ ان کے صدر ہیں اور مقربین کے مراتب کا کشف ہوا تو دیکھا کہ وہ ان سے بلند تر ہیں، مکاشفین کے اطوار کا مکاشفہ ہوا تو دیکھا کہ وہ ان کے بزرگ ہیں عنقریب اللہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 260 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[2] پاره ۲۳ سوره ص 30
[3] بهجة الاسرار صفحه 260 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[4] بهجة الاسرار صفحه 260 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ان کو ایسا مقرب بنائے گا کہ اس میں ان کے سچے مرید اور باقی علماء کے سوا اور کوئی ظاہر نہ ہوگا وہ ایسے ہوں گے کہ ان کے افعال کی اقتدار کی جائے اور مقرب اللہ ﷻ ان کی برکت سے اپنے بندوں میں سے ایسے لوگوں کو بھیجے گا کہ جن کے بڑے درجات ہوں گے وہ ایسے ہوں گے کہ اللہ ﷻ ان کے سبب اور امتوں پر قیامت کے دن فخر کرے گا۔ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ وَاَرْضَاہُ اور ان کا جنت ٹھکانا کرے گا۔ ①

(3) شیخ عزاز بن مستودع بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مشائخ عراق میں سے سرداران عارفین اور اعلیٰ مقربین میں سے ہیں صاحب کرامات وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو خدا تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں ان کو تصرف دیا احوال نہایت پر ان کو قدرت دی۔ اسرار ولایت پر ان کو مالک کیا ہے۔ موجودات کو ان کے لیے بدل دیا۔ عادات کو ان کے لیے خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر خرق عادات کو ظاہر کیا۔ غیب کی باتوں پر ان کو گویا کیا۔ ان کی زبان پر حکمت کی باتیں جاری کیں

ان کے لیے قبول عام مخلوق کے نزدیک دیا۔ ان کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیے۔ ان کے دلوں کو ان کی محبت کے ساتھ آباد کر دیا راہ حق کے چلنے والوں کا ان کو پیشوا بنا دیا۔ اس شان کے وہ ایک رکن ہیں اور ان کے بڑے اماموں کے سردار ہیں ان کے محققین علماء کے صدر ہیں، ان کے سردار ہیں جو اس طرف لے جاتے ہیں علم وعمل زہد تمکین ہیبت جلالت کے لحاظ سے احکام میں طاقت ور اور عقلمند ہیں۔

ان کے پاس صلحا اور اہلِ مراتب کی ایک جماعت جمع ہوئی تھی اور ان سے علم طریقت، آداب حقیقت کو سیکھا تھا اس سے فائدہ حاصل کیا تھا ان کی صحبت میں انہوں نے تخریج کی تھی اصحاب احوال کی ایک بڑی جماعت ان کی ارادت کی قائل تھی۔

جنگل کے مشائخ نے ان کا لقب "باز اشہب" رکھا ہوا تھا ان کی تعظیم کرتے تھے اور ان کے قدر کو بڑھاتے تھے وہ بزرگ صفات لطیف کامل آداب دائم توجہ، ظاہر روشن بڑے حیادار وافر عقل، احکام شرع کے بڑے پابند آثار سنت کے اتباع میں ہمیشہ رہنے والے احکام الٰہی کے پابند اللہ ﷻ کی تقدیروں کے محب اہلِ دین کے دوست اہلِ فضل کی عزت کرنے والے، اس کے ساتھ ہمیشہ مجاہدہ کرنے والے، مقام مراقبہ کے پابند باطن وظاہر میں طریقہ سلف کے ہم بغل تھے۔ ②

کھجوروں کے گچھے قریب ہوگئے

شیخ عزاز بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نخلستان میں جا رہے تھے کہ ان کی طبیعت نے کھجور کھانے کی خواہش کی پھر ان کے لیے کھجوروں کے گچھے قریب ہوگئے۔ یہاں تک کہ زمین سے لگ گئے۔ آپ نے اس میں سے کھجوریں کھالیں پھر وہ اپنے حال پر ہوگئے جیسے کہ پہلے

① بهجة الاسرار صفحہ 261، مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② صفحہ نمبر 261-260 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

تھے۔[1]

جن اور شیر آپ سے باتیں کرتے

آپ سے جن اور شیر باتیں اور محبت کرتے تھے۔ وحشی جانور بھی الفت کرتے تھے اور پرندے آپ کے پاس ٹھکانا کرتے تھے۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ جو اللہ ﷻ سے محبت کرتا ہے ہر شے اس سے محبت کرتی ہے اور جو خدا سے باتیں کرتا ہے اس سے ہر شے باتیں کرتی ہے جو شخص خدا سے ڈرتا ہے ہر شے اس سے ڈرتی ہے جو خدا تک پہنچ جاتا ہے اس سے ہر شے اس کے جلال کی وجہ سے پیچھے ہو جاتی ہے جو شخص خدا کو پہچانتا ہے تو ہر شے اس سے بیگانہ ہوتی ہے اس وجہ سے کہ اس کو ایک بڑی چیز (خدا نے) دی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے ہر شے مخاطب ہوتی تھی یہاں تک کہ جمادات پتھر وغیرہ اور ہر چیز ان سے ڈرتی تھی یہاں تک کہ ان کی ہیبت سے قریب تھا کہ ان کو لرزہ چڑھ جائے۔

آپ کا ہم مجلس آپ سے ایسی محبت کرتا تھا کہ آپ کے سوا اوروں کو بھول جاتا۔ یہاں تک کہ جن مقامات میں بیٹھتے تھے تو ان کے جدا ہونے کے بعد محبت اور راحت پائی جاتی۔[2]

نوجوان زندہ ہو گیا اور شیر مر گیا

آپ ایک شیر پر گزرے کہ جس نے جنگل میں ایک نوجوان کو پھاڑا تھا اس کی پنڈلی کو دو ٹکڑے کر دیا تھا اس شیر نے راستہ بند کر رکھا تھا۔ لوگوں کو تھکا دیا تھا تمام جنگل کے لوگ اس سے تنگ آ گئے تھے تب شیخ اس پر چلائے تو وہ عاجزانہ صورت میں بھاگنے لگا۔ آپ کے سامنے دونوں رخسار زمین پر ملنے لگا پھر شیخ نے زمین پر سے ایک کنکر چنے کے برابر لیا اور اس کو پھینکا تو وہ وہیں مردہ ہو کر گر پڑا۔

پھر شیخ اس نوجوان کی طرف آئے اور جو پنڈلی اس کی ٹوٹ گئی تھی اس کو اس کے مقام پر رکھ دیا اور اس پر اپنا ہاتھ پھیرا تو وہ سیدھا کھڑا ہو گیا اور اپنے گھر کی طرف چلا گیا ان کو اس امر کی اطلاع دی لوگ آئے اور شیر کا چڑہ اتار لیا شیخ اس کے تھوڑے دنوں بعد فوت ہو گئے۔[3]

خلیفہ کو پیشین گوئی

خلیفہ بامر اللہ نے شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ کو جنگل سے بغداد کی طرف اس لیے طلب کیا کہ ان سے برکت حاصل کرے۔ جب وہ محل

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 263، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 263،264 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 264، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں داخل ہوئے اور دہلیزوں سے گزرے تو جس پردے پر ان کی نظر پڑتی تھی وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا پھر جب مستنجد سے آپ کی ملاقات ہوئی تو شیخ نے اس سے کہا کہ عنقریب ایک عجمی بادشاہ ایسے لشکر کے ساتھ قصد کرے گا کہ تم اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے لیکن میں نے بلاشبہ تیرے لشکر کو اس کے لشکر کی گردنوں کا اور تجھ کو اس کی گردن کا مالک بنا دیا ہے۔

سو ایک مدت کے بعد عجم کا بادشاہ بغداد کی طرف ایک بڑے لشکر کو لے کر آیا مگر وہی حال ہوا جیسا کہ شیخ نے فرمایا تھا۔ بادشاہ قید ہو گیا اور چند روز بغداد میں مقید رہا پھر بہت سارا مال فدیہ کے طور پر دیا۔

اور شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ نے جب کہ پردوں کی طرف دیکھا تو وہ پھٹ گئے۔ تب انھوں نے کہا کہ جب حجاب ان کی سانسوں سے پھٹ گئے اور ان کی ہمت سے لپٹ گئے تو پردے ان کی نظر سے کیسے نہ پھٹیں؟ ①

پتھر ریت سے بدل گیا

شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا ایسے حال میں کہ وہ پہاڑ کے نیچے تھے کہ حال میں کیا قوت ہوتی ہے تو فرمایا: کہ جس کے لیے ہر ٹھوس چیز نرم ہو جائے اور سخت عاجز ہو جائے پھر پہاڑ سے ایک سخت پتھر لیا سو ان کے ہاتھ میں ریت کی طرح ہو گیا۔ ②

پانی کی مچھلیاں کھانا لے کر آئیں

آپ کے خادم نے کہا میں نے اپنے شیخ عزاز رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ پر شروع میں ایک حال وارد ہوا کہ جس میں میں چالیس دن تک استغراق میں رہا نہ میں کچھ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اس میں مجھے دو امر میں تمیز نہیں ہوتی تھی پھر میں اپنے ہوش میں آیا۔ اپنے نفس سے سترہ (17) دن تک مجھ کو ذہول ہو گیا پھر میں اپنی عادت کی طرف لوٹ آیا اور میرے نفس نے گیہوں کی گرم روٹی اور بھنی ہوئی مچھلی اور میٹھے پانی کا جو کہ نئے برتن میں ہو اس کی خواہش کی۔ اس وقت میں نہر کے کنارہ پر تھا پھر میں نے بھنور میں ایک سیاہ شکل دیکھی اور جب وہ میرے نزدیک ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ تین مچھلیاں ہیں جو کہ پانی میں تیرتی ہیں ان میں سے ایک کی پیٹھ پر روٹی ہے اور دوسری کی پیٹھ پر ایک برتن ہے جس میں مچھلی بھنی ہوتی ہے اور تیسری کی پیٹھ پر نیا سرخ برتن ہے اور موجیں ان سب کو دائیں بائیں تھپیڑ مارتی ہیں اسی طرح وہ چلتی رہیں حتیٰ کہ میرے پاس آ پہنچیں پس ان میں سے ہر ایک مچھلی نے جو کہ اس پر تھا میرے سامنے لا کر ڈال دیا گویا وہ انسان ہے جو کہ دوسرے انسان کے سامنے وہ چیز رکھتا ہے جس کا وہ ارادہ کرتا ہے پھر وہ پانی میں چھپ گئیں اور میں نے روٹی کو لے لیا تو دیکھا کہ وہ سفید گیہوں کی روٹی ہے جیسے کہ کھجور کا گودہ گرم ہوتا ہے جس کی ہوا اونچی ہوتی ہے پھر میں نے بھنی ہوئی مچھلی کھائی اور نئے برتن سے پانی پیا کہ دنیا میں اس سے بڑھ کر شیریں نہ پیا تھا۔ کھانے اور پانی سے میرا پیٹ بھر گیا اور اس میں سے دسواں حصہ بھی کم نہ ہوا میں نے باقی کو چھوڑ دیا اور چل دیا۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 264، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 264، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 264،265 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کا وصال اور قبر مبارک

آپ ''بطائح'' کی زمین میں سے ''نفیسات'' کے کنارہ پر رہنے لگے اور وہیں فوت ہوئے آپ کی عمر بڑی تھی اور ان کی وفات شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے پہلے ہوئی تھی ایسا ہی مجھ کو معلوم ہوا ان کی قبر وہاں پر ہے جس کی ظاہراً زیارت کی جاتی ہے۔ [1]

آپ کا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے ارشاد

شیخ عزاز بن مستودع بطائحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ بیشک بغداد میں ایک جوان عجمی سید داخل ہے جس کا نام ''عبدالقادر'' ہے۔ عنقریب وہ ہیبت کے مقامات میں چلے گا اور بزرگ کرامات میں ظاہر ہوگا۔ غلبہ سے غالب ہوگا۔ محبت کی بلندی میں بلند ہوگا ایک مدت تک موجودات اور جو اس میں فاضل مفضول ہوں گے سب اس کے سپرد ہوں گے تمکین میں اس کا قدم راسخ ہے حقائق میں اس کا ہاتھ سفید ہے کہ ازل میں اس کے سبب ممتاز ہوا ہے اور اللہ عزوجل کے سامنے حضرت قدس میں اس کی زبان ہے وہ ان صاحبان مراتب میں سے ہے کہ جو بہت سے اولیاء اللہ سے بڑھ چکے ہیں۔ [2]

(4) شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے اکابر مشائخ اور بڑے عارفوں ہوشیار محققین، سرداران مقربین میں سے ہیں صاحب کرامات وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے وجود میں ان کو تصرف دیا ہے احوال کی قدرت دی ہے، اسرار کا ان کو مالک کر دیا ہے، موجودات کو ان کے لیے بدل دیا۔ اسباب کو ان کے لیے خرق کر دیا۔ ان کو مغیبات سے ناطق کیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا خاص و عام کے نزدیک ان کو پورا مقبول کر دیا۔ ان کی ہیبت سے لوگوں کے سینے بھر گئے اور دل محبت سے بھرے۔ ان کو سالکین کا پیشوا بنایا صادقین پر ان کو حجت بنا دیا۔ جو لوگ اس راستہ کی طرف لوگوں کو بلا کر کھینچ رہے ہیں ان کے صدر ہیں علماء احکام معرفت اور دانائی کے راستوں کے بڑے سرداروں کے جھنڈے اور نشان ہیں آپ کی طرف آپ کے وقت اس کی ریاست سپرد کی گئی ان کے امور کی باگیں آپ کے زمانہ میں آپ کو دی گئیں وہ شیخ بزرگ پیشوا ابو الحسن احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے ماموں ہیں ان کی صحبت سے تخریج کی۔ ان کی طرف احوال جلیلہ کی بڑی جماعت منسوب ہے مقامات عالیہ والوں کی ایک جم غفیر جماعت ان کی شاگرد ہے اور صلحاء کی ایک جماعت ان کے ارادہ کی قائل ہے۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 265, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 265, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه نمبر 265-266 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کی والدہ کے لئے قیام کرنا

شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ حاملہ ہونے کی حالت میں ان کے شیخ، شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جاتیں اور دونوں میں باہمی ادب کارشتہ تھا شیخ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے۔ آپ سے یہ امر بہ تکرار ثابت ہوا۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا: کہ میں اس بچہ کی تعظیم کے لیے جو اس کے شکم میں ہے کھڑا ہوا کرتا ہوں کیونکہ وہ خدا کے مقربوں اور اصحاب مقامات میں سے ایک ہے اس کی بڑی شان ہوگی علماء مشائخ ان کی تعظیم وعزت پر اتفاق رکھتے ہیں۔ ان کے مرتبہ کے اقرار ان کے منزلت کے اعتراف ان کے قول کی طرف رجوع کرنے ان کے حکم کی طرف پھرنے ان کے آداب پر چلنے ان کے ظہور عدالت پر اجماع ہو چکا ہے۔ ان کی زیارت کا قصد کیا گیا اور ہر طرف سے نذریں آتی تھیں۔

وہ خوبصورت بارونق تھے۔ کامل الآداب، جمیل الصفات، کریم الاخلاق، دائم خندہ پیشانی تھے اور اس کے ساتھ مجاہدات کا لزوم سلف کے طریقہ کا التزام راحت ورنج میں رکھتے تھے ظاہر وباطن میں آداب شرع کا لحاظ رکھتے تھے۔ اللہ عزوجل کے احکام میں سختی اور نرمی میں محبت سے چلتے تھے ان کا طریقہ کبھی اوندھا نہیں ہوا۔ [1]

علوم وحقائق میں آپ کا کلام

علوم حقائق میں ان کا کلام بزرگ تھا منجملہ ان کے یہ ہے۔ جس نے دنیا کو پہچانا اس میں زاہد بنا اور جس نے آخرت کو پہچانا اس میں رغبت کی۔ جس نے اللہ عزوجل کو پہچانا تو اسی کی رضامندی کا احترام کیا۔ جس نے اپنے نفس کو نہ پہچانا وہ غرور میں ہے۔ غفلت اور سختی سے بڑھ کر اللہ عزوجل کسی بندہ کو نہیں آزماتا۔

جس کو اللہ عزوجل دوست رکھتا ہے اس کو بیداری وخواب میں فائدہ پہنچاتا ہے۔ جوں جوں بندہ کا (دنیاوی) مرتبہ اونچا ہوتا ہے اسی قدر عذاب اس کی طرف جلدی کرتا ہے۔

مضطرین کا زادراہ صبر ہے عارفین کا درجہ رضا ہے پس جو صبر پر صبر کرے وہ صابر ہے جو شخص دین کو لے کر اللہ عزوجل کی طرف بھاگتا ہے تو وہ اس کو اپنے رزق میں متہم کرتا ہے اور وہ اس کے لیے بھاگتا ہے نہ اس کی طرف دنیا کی موجودات اگر دنیا کے ترک پر تیری مدد نہ کریں تو وہ تیرے مخالف ہیں نہ تیرے فائدہ کے

اولیاء اللہ کی تین خصلتیں ہیں۔ (1) ہر شے میں خدا عزوجل پر بھروسا کرنا۔ (2) اس سے ہر شے سے بے پرواہی۔ (3) ہر حال میں ان کی طرف رجوع کرنا۔ [2]

---

(1) بهجة الاسرار صفحه 266 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(2) بهجة الاسرار صفحه نمبر 267 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

جسے چاہتے فتح دلاتے

حضرت ابوالحسن عبداللطیف بن شیخ الشیوخ ابوالبرکات اسماعیل نیشا پوری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے سنا اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے عجم کے لشکر نے ایک دفعہ شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بغداد کا قصد کیا اور جب دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ ایک اونچے ٹیلے پر جو دونوں لشکروں کے سامنے تھا اپنے مریدوں میں بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اپنے دائیں ہاتھ کو بڑھایا اور فرمایا: کہ یہ عراق کا لشکر ہے اور پھر بائیں ہاتھ کو پھیلایا اور کہا کہ یہ عجم کا لشکر ہے پھر دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی تب دونوں لشکر لڑے پھر آپ نے بایاں ہاتھ روک لیا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے بند کر لیا تب عراق کے لشکر پر عجم کا لشکر غالب آیا اور عراقی بھاگ نکلے پھر دائیں ہاتھ کو پھیلایا اور اس کی انگلیوں کو سختی سے جمع کیا تو عراق کا لشکر عجمی لشکر پر غالب آیا اور عجمی بری طرح بھاگے اور عراقی اپنے گھروں کو فتح منداور خوشحال واپس آئے۔[1]

شیر کو ڈانٹا تو مر گیا

حضرت شیخ پیشوا ابوالحسن علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ اکابر مشائخ سے تھے۔ پورے تصرف والے مقبول الدعا ظاہر اکرامات کثیر البرکات بڑے رعب والے بحکم پروردگاران کی ایک نگاہ سے وہی ہوتا تھا جس کا وہ ارادہ کرتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ وہ ایک دن جنگل میں شیر پر گزرے جس نے ایک مرد کو پھاڑا تھا اور اس کے بازو کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے آپ شیر کی طرف آئے اور اس کی پیشانی کو پکڑ کر فرمایا:

(اَلَمْ اَقُلْ لَکُمْ لَاتَتَعَرَضُوْا لِجِیْرَتِنَا)

''کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ ہمارے پڑوسیوں کے درپے نہ ہوا کرو''

وہ شیر عاجزی کرنے لگا اور مرد کو چھوڑ دیا شیخ نے اس سے کہا کہ

(مُتْ بِاِذْنِ اللّٰہِ) ''خدا کے حکم سے مرجا''

(فَوَقَعَ الْاَسَدُ مَیِّتًا) ''تو وہ شیر مردہ ہو کر گر پڑا''

شیخ نے جو مرد کا بازو الگ ہو گیا تھا اس کو لے کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور کہا:

(یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ)

اس کی ٹوٹی ہوئی ہڈی کو باندھ دیا پھر اس کا بازو تندرست ہو گیا گویا کہ اس کو کوئی تکلیف ہی نہ پہنچی تھی اس نے اسی ہاتھ سے شیر کی کھال اتاری۔[2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 268 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان [2] بهجة الاسرار صفحه 268 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

تم نے چھوڑا ہم نے دیا

ایک شخص آپ کی خدمت میں مصر سے آیا اور آپ سے کہا کہ اے میرے سردار! میں آپ کی طرف مصر سے ہجرت کر کے آیا ہوں اور میں نے اپنا مال اپنی اولاد اپنا وطن اپنی وجاہت سب کچھ آپ کی خدمت میں رہنے کی خواہش سے چھوڑ دیا۔

تب شیخ نے مرد کے سینہ میں پھونک ماری تو اس کے دل میں ایک چمک پہنچی جس سے اس کو ملکوت اعلیٰ کا کشف ہو گیا اور فرمایا: کہ یہ (انعام) تیرے مال اولاد وطن چھوڑنے پر ہے پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا تو بقایا اس سے محو ہو گئی اور تمام مزے اس سے جاتے رہے اور فرمایا: کہ یہ (انعام) تجھ کو تیری جاہ و ریاست کے ترک کی وجہ سے ہے پھر ایک مہینہ کے بعد اس کے سینہ میں پھونکا اور اس کا مقام اللہ ﷻ کے سامنے دکھا دیا اور اس کے سامنے کھڑا کر دیا گیا اور فرمایا: کہ یہ (انعام) اس لیے کہ تو نے میری طرف ہجرت کی ہے۔

اور فرمایا: اے شخص! میں نے تجھ کو اللہ ﷻ سے مانگ لیا ہے اس نے تجھ کو مجھے دے دیا ہے۔ مجھ کو تیرے بارے میں تصرف دیا ہے اور تیرے انعام کو میرے ہاتھ پر رکھ دیا ہے۔ یہ تیری عنایت ہے کہ جس کے پاس تو قائم ہے۔

راوی کہتا ہے کہ وہ شخص اسی حال پر ثابت رہا یہاں تک کہ وہ جنگل ہی میں فوت ہو گیا۔ [1]

مصیبت کو رحمت بنا دیا

حضرت شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں آسمان کی طرف سے عراق پر بلا نازل ہوتے ہوئے دیکھی تھی جس طرح کہ بادل کا ٹکڑا ہوتا ہے کہ تمام دینوں اور بدنوں کو شامل تھی تب شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے دفع کرنے میں اذن مانگا تو ان کو اذن دیا گیا اور ان سے کہا گیا کہ: (قَدْ رُحِمَتْ اَرْضٌ اَنْتَ بِهَا وَوَهَبْتَ سَآءِ يَهُمْ بِكَ)
''جس زمین پر تم ہو اس پر رحم کیا گیا اور تمہاری خاطر ان کی برائیاں تم کو دی گئیں۔''

پھر شیخ نے ایک شاخ لی اور اس کے ساتھ آسمان اور بلا کی طرف اشارہ کیا اور یہ کہا کہ خداوندا اس کو ہم پر رحمت بنا دے وہ بادل بن گیا اور برس گیا اور لوگوں نے اس سے بہت فائدہ حاصل کیا۔ [2]

برف کی طرح پگھل جانا

شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ محبت کیا ہے؟ تو فرمایا: میں سنتا تھا کہ عاشق اپنے خمار میں مست ہے اپنی شراب میں حیران ہے سکر سے حیرت ہی کی طرف نکلتا ہے اور حیرت سے سکر ہی طرف جاتا ہے پھر یہ اشعار پڑھے:

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 268، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 269، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پھر آپ ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ سبز اور تر و تازہ تھا اس کے پاس سانس لیا وہ خشک ہو گیا اور اس کے پتے جھڑ پڑے پھر آپ نے فرمایا: کہ محبت کی مثال اس ہولناک آواز کی ہے کہ جس میں آگ ہو یا ہوا جس میں کہ ہلاکت ہو اگر درختوں پر پڑے تو وہ مٹ جائیں اگر سمندروں پر چلے تو بے قرار ہو جائیں اگر پہاڑوں پر تیزی سے چلے تو گر پڑیں اور جب دلوں کے جنگل میں اتر آئے تو موجودات کا کچھ اثر باقی نہ رہے پھر تو وہ موجودات سے کوئی خبر نہ سنے اور پھر مزید اشعار پڑھے:

پھر ہم سے کہا کہ فلاں شخص کی طرف چلو اور جنگل کے ایک بڑے جلیل القدر شخص کا نام لیا اس سے جا کر محبت کی نسبت پوچھو۔ وہ تم کو اس کی خبر دے گا۔

راوی کہتا ہے کہ ہم اس کے پاس آئے اور اس سے پوچھا پھر وہ چپ کر گیا اس کے بعد وہ ایسا گھلا جس طرح آگ پر رانگ قطرہ قطرہ ہو کر گھلتی ہے ہم اس کو دیکھتے تھے یہاں تک کہ وہ جاری پانی کی طرح ہو گیا پھر اس کے پاس مشائخ آئے اور اس کو روئی میں لپیٹ کر مقبرہ داروداں میں جو کہ واسط میں ہے دفن کر دیا۔ [1]

بیٹا نہیں بھانجہ

آپ جنگل کی زمین میں نہر "د فلی" پر رہتے تھے اسی کو وطن بنا لیا تھا یہاں تک کہ اس میں فوت ہوئے ان کی عمر بڑی تھی وہیں ان کی قبر ہے جس کی لوگ زیارت کرتے ہیں۔

اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کی بیوی نے ان سے کہا کہ اپنے فرزند کے لیے وصیت کرو۔ آپ نے کہا نہیں بلکہ میرے بھانجے "احمد" کے لیے پھر جب بیوی نے دوبارہ کہا تو آپ نے اپنے بیٹے اور بھانجے دونوں سے کہا کہ میرے پاس کھجور کے پیڑ لاؤ تب بیٹا تو بہت سے لے گیا لیکن بھانجہ کچھ نہ لایا آپ نے اس سے کہا کہ

(یَااَحْمَدُ وَلِمَ لَمْ تَأْتِنِیْ بِشَیْءٍ) "اے احمد تم کیوں نہ کچھ لائے؟"

اس نے جواب دیا کہ

(اِنِّیْ وَجَدْتُہٗ کُلَّہٗ یُسَبِّحُ فَلَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ اَقْطَعَ مِنْہُ شَیْئًا)

"میں نے سب کو پایا کہ وہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں اس لیے مجھ سے نہ ہو سکا کہ میں ان کو کاٹوں"

پھر شیخ نے بیوی سے کہا کہ میں نے کئی دفعہ سوال کیا میرا بیٹا ہو تو مجھ سے کہا گیا نہیں بلکہ تمہارا بھانجا احمد ہو گا۔ [2]

آپ کا ارشاد شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے

حضرت شیخ منصور بطائحی رحمۃ اللہ علیہ کے اصحاب کی ایک جماعت کہتی تھی کہ ہمارے شیخ منصور رحمۃ اللہ علیہ سے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا اور ان دنوں وہ ابھی جوان تھے تو شیخ نے فرمایا: کہ عنقریب ایک زمانہ آتا ہے کہ جس میں لوگ ان کے محتاج ہوں گے اور عارفین

---

[1] ملخص بهجة الاسرار صفحه 269, مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 270, مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

میں ان کا مرتبہ بلند ہوگا اور وہ ایسے حال میں فوت ہوگا کہ اللہ ﷻ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف زمین والوں سے اس وقت زیادہ محبوب ہوگا پس جو شخص تم میں سے وہ وقت پائے تو ان کی عزت کرے اور ان کے امر کی تعظیم کرے۔ ①

(5) تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ اپنے وقت میں عراق کے مشہور مشائخ میں سے ہیں اور اپنے زمانہ میں بڑے صاحب کرامات تھے۔

مشائخ عراق کی بڑی جماعت نے ان سے تخریج کی ہے جیسے ⊙ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ بقا بن بطو، ⊙ شیخ عبدالرحمن طفسونجی، ⊙ شیخ مطر بادرانی۔ ⊙ شیخ ماجد کردی ⊙ شیخ احمد بقلی یمانی وغیرھم رحمہم اللہ

ان کے شاگرد اتنے ہیں کہ جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔ ان کے چالیس 40 ایسے خادم تھے جو کہ صاحب حال تھے۔ عراق کے مشائخ ذکر کرتے تھے کہ ان کے مریدوں میں سے ان کے علم کے ماتحت سترہ (17) سلطان تھے جنگل کے مشائخ فرماتے تھے کہ ہم اس شخص پر تعجب کرتے ہیں کہ جو شیخ ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کرے پھر وہ اپنے چہرہ پر ہاتھ نہ پھیرے اور نہ خدا کا نام لے اور نہ نبی ﷺ پر درود پڑھے تو کیسے اس کا چہرہ ان کی ہیبت کی وجہ سے نہ گرے۔ ②

کاف سے قاف تک

وہ اول شخص ہیں کہ جن کا نام عراق میں جہاں تک مجھے معلوم ہے " تاج العارفین " رکھا گیا ہے اور یہ وہی ہیں کہ جنہوں نے کہا ہے کہ شیخ کبھی شیخ نہیں ہوتا یہاں تک کہ وہ کاف سے قاف تک پہچان لے۔

آپ سے پوچھا گیا " کاف " اور " قاف " کیا ہے آپ نے فرمایا: کہ اس کو اللہ ﷻ تمام موجودات پر ابتدائے خلقت سے جو کلمہ کن سے ہوئی ہے اس مقام تک مطلع کردے۔ (کہ یہ کہا جائے گا)

﴿وَقِفُوْهُمْ اِنَّهُمْ مَّسْـُٔوْلُوْنَ﴾

"یعنی ان کو ٹھہراؤ بے شک ان سے پوچھا جائے گا"۔ ③

آپ کا عارفانہ کلام

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کی قطبیت کا ذکر کیا گیا ہے ان کی کرامات و مناقب میں ایک کتاب جمع کی گئی ہے اہل حقائق کی زبان پر ان کا بلند کلام تھا من جملہ اس کے یہ ہے۔

---

① بهجة الاسرار صفحہ 270 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 270 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

③ پارہ 23 الصافات 24 بهجة الاسرار صفحہ 271 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

جس شخص کو نظر کا اثر پریشان کر دے اور خبر کا سننا بے قرار کر دے وہ شوقوں کے جنگلوں میں چلتا ہے وہ زمانہ کی طرف توجہ نہیں کرتا اور اپنی پریشانی میں یہ کہتا ہے کہ ایسے وصل کی طرف جس سے میں زندہ رہوں کیوں کر راستہ ملے۔

یہ بھی ان کا کلام ہے۔

ذکر وہ ہے کہ اپنے وجود سے تجھ کو تجھ سے غائب کر دے اور تجھ سے اپنے شہود کی وجہ سے (ہوش) لے لے۔ ذکر شہود حقیقت اور عادات کے کم ہونے کا نام ہے۔

اجسام قلمیں ہیں ارواح تختیاں ہیں نفوس پیالے ہیں وجد ایک انگارا ہے جو بھڑکتا ہے پھر نظر سے جو چھپی جاتی ہے اور عبد کے فنا ہونے کے وقت حضوری میں دل کی باتوں کی قوت ہو غلبہ شہود کی وجہ سے مشاہدہ کے سمندر میں دل مستغرق ہو۔

جو شخص اپنے معاملہ میں اللہ ﷻ کے لیے اخلاص کرتا ہے تو وہ جھوٹے دعوے سے چھوٹ جاتا ہے۔

جو شخص کہ اپنے وقت کے حکم کو ضائع کرتا ہے وہ جاہل ہے اور جو اس سے قاصر رہے وہ غافل ہے اور جو اس کا اہتمام کرے وہ عاجز ہے۔

تسلیم یہ ہے کہ نفس کو میدان احکام میں چھوڑ دے اور اس پر شفقت جو آئندہ خیالات سے ہوتی ہے ترک کر دے۔ [1]

تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے

حضرت ابو محمد عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ سے "طفسونج" میں سنا گیا فرماتے تھے کہ میں نے غلبہ وقت میں یہ کہا کہ میں جب تک زندہ ہوں "قلمینیا" کی طرف نہ جاؤں گا اور وہاں کے لوگوں کی مجھے ضرورت نہیں۔ میری مراد اس سے شیخ تاج الدین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ تھے پھر میں نے اس کے بعد اللہ ﷻ سے استغفار کی اور ان کی خدمت میں آیا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو فرمایا: کہ اے عبدالرحمٰن! تم نے ایسا ایسا کہا تھا؟

میں نے کہا جی ہاں فرمایا: کہ اب دن میں سے کون سا وقت ہے

میں نے کہا ظہر کا وقت ہے پھر آپ نے بیچ کی انگلی کو انگشت شہادت پر رکھا اور فرمایا: کہ دیکھ اب کیا وقت ہے؟ تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ کالی رات ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار! اس وقت میری نگاہ میں رات ہے پھر اپنی انگشتری کو انگلی سے نکالا اور اپنے مصلے کے کنارہ کو اٹھایا اور ہاتھ سے چھوڑ دیا اور فرمایا: کہ میرے قریب ہو اور دیکھ کہ انگوٹھی کہاں گئی؟

میں نے دیکھا کہ وہ ایک ہاویہ ہے آگ میں جو کہ زمین کے گڑھے میں ہے جسے میں دیکھ کر ڈر گیا پھر کہا کہ اے عبدالرحمٰن! مجھ کو عزت عزیز کی قسم ہے کہ اگر والد کی شفقت بیٹے پر نہ ہوتی تو تم اس انگوٹھی کے مکان میں ہوتے۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه نمبر 271 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 271 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بدن کے اعضاء بولنے لگے

شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں دس (10) اولیاء پر غیب کے منازل وارد ہوئے ان کے اسرار اس میں شریک تھے اور ایک بات ان سب پر مشکل ہو گئی۔ تب وہ جمع ہو کر تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے تا کہ ان سے اس کی بابت پوچھیں۔ انہوں نے آپ کو سوتے پایا اور سنا کہ ان کا ہر ایک عضو تسبیح وتہلیل وتقدیس کر رہا ہے۔ ① وہ اس لیے بیٹھ کر ان کے جاگنے کا انتظار کرنے لگے پھر ان کے اعضاء بولے ان کی منازل سے ان کو خطاب کیا۔ جو امر ان پر مشکل ہو گیا تھا وہ ان پر کشف ہو گیا اور ان کے جاگنے سے پہلے سب چلے گئے۔ ②

جس درخت سے کلام کیا وہ ہی آپ کا تابوت بنا

آپ "بر جسی الاصل" تھے جو کہ کردوں کا ایک قبیلہ ہے آپ یہ کہا کرتے تھے کہ میں شام کو عجمی ہوتا ہوں اور صبح کو عربی آپ کی قلمینیا میں سکونت تھی جو کہ عراق کے دیہات میں سے ایک گاؤں ہے اور وہیں رہے حتیٰ کہ بعد 500 ھ کے فوت ہو گئے آپ کی عمر 80 سال سے متجاوز تھی۔

وفات سے پہلے آپ ایک درخت پر سے گزرے جو کہ آپ کے حجرہ کے قریب تھا اس پر آپ نے اپنا ہاتھ رکھا اور کہا بُوْ سٌ وَدُوْ سٌ (بلا دیختی وخرمن) ہم نے اس کا مطلب نہ سمجھا اور جب آپ کا انتقال ہوا وہ درخت کاٹ دیا گیا اور اس سے آپ کا تابوت بنا اور ان کی قبر کے دروازے کی چوکھٹ بنی تب ان کا مقصود سمجھا گیا۔

آپ کا نام جہاں تک معلوم ہے "کیس" ہے اور آپ کی کنیت "ابو الوفا" آپ کے دادا پیر شیخ ابو محمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ نے رکھی تھی کیونکہ انہوں نے ان کے وعدہ کی وفا کی تھی اور قصہ اس میں مشہور ہے۔ ③

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کلام تمہارا مرغ بولتا رہے گا

تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ ایک دن کرسی پر بیٹھ کر وعظ کر رہے تھے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی مجلس کی طرف آئے اور وہ ان دنوں جوان تھے اور بغداد میں ابھی ہی داخل ہوئے تھے تب تاج العارفین نے اپنے کلام کو قطع کیا اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے نکال دینے کا حکم دیا پھر وہ نکالے گئے اور تاج العارفین نے کلام قطع کیا اور حکم دیا کہ ان کو نکال دو پھر نکالے گئے اور جب دوبارہ داخل پھر وہ داخل ہوئے تو

① یہ امر بعید نہیں ہے کہ جیسا کہ حدیث مبارکہ میں ہے کہ روزہ دار کے لیے تمام چیزیں دعا کرتی ہیں یہاں تک کہ بستر، برتن، وغیرہ تو اگر بدن تسبیح کرے تو کیا بعید ہے کہ فرق صرف یہ ہے کہ ہمیں اس کا شعور نہیں ہوتا جبکہ مذکورہ اولیاء اس سے واقف ہو گئے اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اہل نظر کے صدقے صاحب نظر کرے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بھجۃ الاسرار صفحہ 272 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

③ بھجۃ الاسرار صفحہ 272 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

ہوئے تو تاج العارفین نے کلام شروع کیا پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تیسری بار داخل ہوئے تب تاج العارفین کرسی سے اتر پڑے ان سے معانقہ کیا ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور کہا کہ اے اہلِ بغداد!

(قُوْمُوْا لِوَلِیِّ اللّٰہِ)

''ولی اللہ کے لیے کھڑے ہو جاؤ''

میں نے ان کے نکالنے کا حکم کچھ ان کی اہانت کی وجہ سے نہیں دیا تھا بلکہ اس لیے کہ تم ان کو پہچان لو اور معبود کی عزت کی قسم ہے ان کے سر پر صناجق ہے۔ جن کی زلفیں مشرق و مغرب سے بھی گزر جائیں گی۔

پھر ان سے کہا اے عبدالقادر! اب ہمارا وقت ہے اور عنقریب تمہارا وقت آئے گا اور عراق تم کو دے دیں گے۔

(یَا عَبْدَ الْقَادِرِ کُلُّ دِیْکٍ یَصِیْحُ وَیَسْکُتُ اِلَّا دِیْکَکَ فَاِنَّہٗ یَصِیْحُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ)

''اے عبدالقادر! ہر مرغ بولتا ہے اور چپ کر جاتا ہے مگر تیرا مرغ قیامت تک چلائے گا۔''[1]

عبدالقادر! اس بوڑھے کو یاد رکھنا

پھر ان کو اپنا مصلّٰی اور قمیص تسبیح پیالہ عصا دے دیا پھر ان سے کہا گیا کہ اس سے عہد لے لو تو کہا کہ اس کی پیشانی پر ایک پکارنے والا معظم ہے جب مجلس ختم ہو چکی اور تاج العارفین کرسی پر سے اترے تو آخر سیڑھی پر بیٹھ گئے۔

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ کو پکڑ لیا اور ان سے کہا کہ اے عبدالقادر! تمہارے لیے ایک وقت آنے والا ہے جب وہ آئے تو اس بوڑھے کو بھی یاد کرنا اور اپنی آنکھوں کو پکڑا۔[2]

آپ کی تسبیح اور پیالے کا حال

شیخ عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ تاج العارفین کی وہ تسبیح جو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو دے دی تھی جب اس کو شیخ محی الدین رحمۃ اللہ علیہ زمین پر رکھتے تھے تو اس کا ہر ایک دانہ زمین پر چکر لگاتا اور جب شیخ فوت ہوئے تو وہ تسبیح ان کے پاجامہ کے کمر بند میں پائی گئی ان کے بعد شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو لیا۔ ان کے بعد شیخ علی بن شیخ محمد فائد رحمۃ اللہ علیہ نے لی۔

اور جو پیالہ شیخ کو دیا تھا اس کو جو شخص ہاتھ میں پکڑتا تھا اس کا ہاتھ کندھے تک کانپنے لگتا تھا۔[3]

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 272,273 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان نوٹ: اس واقعہ کی جانب اشارہ فرماتے ہوئے امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے منقبت غوثیہ میں فرمایا ہے۔

مرغ سب بولتے ہیں بول کر چپ رہتے ہیں ہاں اصیل ایک نوا سنج رہے گا تیرا (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 273 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[3] بھجۃ الاسرار صفحہ 273 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

پہلے منع کیا پھر آنے دیا

شیخ ابو محمد مظفر باوانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ وہ فرماتے کہ میں ایک دن اپنے شیخ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے حجرہ میں جو "قلمینیا" میں تھا بیٹھا ہوا تھا آپ نے فرمایا: کہ اے مظفر! دروازہ بند کر دے اور جب ایک جوان عجمی میرے پاس آنے کو چاہے تو اس کو منع کر دے پھر میں کھڑا ہوا۔ اتنے میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ آئے وہ اس وقت جوان تھے کہ کہا مجھے اندر جانے کی اجازت دو پھر شیخ سے میں نے اجازت مانگی تو انہوں نے مجھے اجازت نہ دی۔ میں نے ان کو گوشہ میں چلتے ہوئے دیکھا کہ وہ گھبراتے ہیں پھر ان کو اجازت دی اور جب ان کو دیکھا تو چند قدم آگے بڑھے اور ان سے دیر تک معانقہ کیا اور کہا اے عبدالقادر! مجھے اس کی عزت کی قسم ہے کہ جس کو عزت ہے مجھ کو پہلی دفعہ تیرے حق کے انکار نے تیرے آنے سے نہیں روکا تھا بلکہ خوف کی وجہ سے لیکن جب میں نے جان لیا کہ تم مجھ سے لو گے اور مجھے دو گے تو بے خوف ہو گیا۔ [1]

(6) شیخ حماد بن مسلم وباس رحمۃ اللہ علیہ [2]

یہ شیخ بغداد کے بڑے مشائخ میں سے ہیں وہ زاہدوں کے رئیس عارفوں کے نشان صاحب کشف خارقہ، احوال نفیسہ، کرامات ظاہرہ، وجاہت روشن تھے۔ ان کے وقت میں بغداد کے بڑے مشائخ وصوفی ان کی طرف منسوب تھے۔ وہ ان لوگوں میں سے ہیں کہ جن کی صحبت میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ رہے ہیں۔ انہوں نے شیخ کی تعریف کی ہے اور ان کی کرامات روایت کی ہیں۔ تاج العارفین ابو الوفا رحمۃ اللہ علیہ جب بغداد میں آتے تو ان کے پاس اترتے۔ ان کی شان بڑھاتے مشائخ بغداد ان کے حکم کی تعظیم کرتے۔ ان کے حضور میں ادب کرتے ان کے کلام کو سنتے آپس میں اختلاف کے وقت ان کو "حکم" بناتے۔

شیخ نجیب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اگر ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ شیخ حماد وباس رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھتے تو ان کو اپنے رسالہ میں بہت سے مشائخ پر مقدم لکھتے۔ [3]

امام پیشوا ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ حماد وباس رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق میں وہ موشگافیاں ہیں کہ جن کے باعث وہ بہت سے متقدمین پر بڑھ گئے ہیں اپنے نفس پر بڑی گرفت کیا کرتے تھے۔ [4]

آج مجھ سے کون سا گناہ ہوا؟

ان سے روایت ہے کہ وہ ایک شیخ معروف (کرخی رحمۃ اللہ علیہ) کی زیارت کو نکلے راستہ میں ایک لونڈی کو دیکھا کہ وہ اپنے آقا کے گھر

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 273 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] وباس شیرہ فروش کو کہتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] امام ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف پر جامع کتاب "رسالہ قشیریہ" تحریر فرمائی ہے۔ یہاں اس کا تذکرہ ہے۔ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے اس رسالہ کے بارے میں فرمایا: جس گھر میں یہ رسالہ ہوگا وہاں آفت نہ آئے گی۔ الحمد للہ عزوجل ہمارے ادارے نے اس رسالہ کو انتہائی عمدہ انداز میں شائع کیا ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[4] بهجة الاسرار صفحه 273,274 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

کاری ہے۔ تب وہ اپنے مکان کی طرف لوٹے گھر والوں کو جمع کیا اور فرمایا: کہ آج مجھ سے کون سا گناہ ہوا ہے کہ اس عذاب میں مبتلا ہوا ہوں؟ ان کو کوئی گناہ یاد نہ آیا سوا اس کے کہ کہا ہم نے کل ایک برتن خریدا تھا جس میں تصویر تھی آپ نے فرمایا کہ اسی وجہ سے مجھ پر یہ عذاب ہوا ہے اس برتن کی طرف بڑھے اور اس صورت کو مٹا دیا۔ [1]

برص کو حکم دیتا ہوں تجھے ڈھانپ لے

حضرت شیخ عالم شہاب الدین ابوحفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ نجیب الدین عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ حماد بن مسلم دباس رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے ان مشائخ میں سے جن کو میں ملا ہوں وہ بڑے تھے۔ وہ پہلے شخص ہیں کہ جن کی برکت کے سبب اللہ عزوجل نے مجھ پر کشائش (معرفت) کی ہے۔ ان کے شیرے پر نہ تو بھڑیں آتی تھیں نہ مکھیاں (خلیفہ) مسترشد کا ایک غلام آپ کی زیارت کو آیا کرتا تھا۔ آپ نے اس سے کہا کہ میں تیری تقدیر میں قرب الٰہی کا بڑے درجات میں حصہ دیکھتا ہوں تم دنیا کو چھوڑ دو۔ اللہ عزوجل کی طرف ہو جاؤ۔ اس نے آپ کا حکم نہ مانا وہ خلیفہ کا معتبر تھا پھر وہ ایک روز آپ کی خدمت میں آیا۔ اس وقت میں بھی آپ کے پاس موجود تھا آپ نے اس کو وہی بات کہی لیکن وہ شیخ کی موافقت سے انکاری ہوا تب آپ نے فرمایا: کہ مجھ کو اللہ عزوجل نے تیرے بارے میں حکم دیا ہے کہ تجھ کو اس کی طرف جس طرح چاہوں کھینچ لوں۔ میں برص کو حکم دیتا ہوں کہ تجھ کو ڈھانپ لے۔

راوی کہتے ہیں کہ واللہ آپ نے اپنا کلام ابھی پورا نہ کیا تھا کہ غلام کے تمام بدن میں برص پھیل گیا پھر تو حاضرین حیران رہ گئے۔ میں وہاں سے اٹھا اور خلیفہ کے پاس گیا۔ خلیفہ نے اس کے لیے تمام حکیموں کو بلایا لیکن سب نے مل کر اتفاق کیا کہ اس کی کوئی دوا نہیں پھر معتمدین دولت نے خلیفہ کو اشارہ کیا کہ اس کو محل سے نکال دیا جائے تب وہ نکال دیا گیا وہ شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے دونوں پاؤں چومے [2] اور اپنی بدحالی کی شکایت کی اور التزام کیا کہ جو کچھ آپ فرمائیں گے وہی کروں گا۔ تب شیخ کھڑے ہوئے اس کا قمیض آپ نے اتار دیا جو کہ اس کے جسم پر تھا اور فرمایا:

(اِذْهَبْ اَیُّهَا الْبَرَصُ مِنْ حَیْثُ جِئْتَ)

"اے برص ادھر ہی چلی جا جدھر سے آئی تھی"

ہم نے دیکھا تو اس کا جسم ایسا ہو گیا جس طرح سفید چاندی پھر اگلے دن اس کو خطرہ (شیطانی) ہوا کہ خلیفہ کی طرف چلا جائے۔ شیخ نے اپنی انگلی اس کی پیشانی پر ماری تو اس کی پیشانی پر ایک خط برص کا پڑ گیا اور کہا کہ یہ نشان تجھ کو خلیفہ کے پاس جانے سے روک دے گا۔ اس نے شیخ کی خدمت لازم کر لی یہاں تک کہ فوت ہو گیا۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحہ 274، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] توجہ فرمائیے علامہ شطنوفی رحمۃ اللہ علیہ آج سے تقریباً ایک ہزار سال پرانا معمول بتا رہے ہیں۔ تفصیل دیکھیے مقدمہ میں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بهجة الاسرار صفحہ 275، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

طعام فضل سے کھاتا ہوں

شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ابتدائے عمر میں شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے میں نے کثرت مجاہدہ اور کشود کار نہ ہونے کی شکایت کی۔

انہوں نے کہا کہ میرے پاس کل دودھ کا برتن درس سے اُٹھنے کے بعد لانا اور اپنا لباس نہ بدلنا اور جب صبح ہوئی تو میں مدرسہ سے نکلا اور لباس بھی نہ بدلا۔ بازار کی طرف گیا۔ وہاں سے دودھ کا برتن خریدا اور اس کو سر پر اٹھالیا اور بغداد کے بازار میں چلا اور ایسا اتفاق ہوا کہ میری جان پہچان والے مجھ کو ملنے آئے اور لوگ کھڑے ہو کر میری طرف دیکھتے تھے اور جوں جوں میں چلتا تھا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ میرا نفس اس طرح گلتا ہے جیسے قلعی آگ پر اور جب شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی شیرہ والی دکان کے قریب گیا تو ان کو دیکھا کہ وہ اس کے دروازہ پر میرے انتظار میں کھڑے ہیں۔

جب انہوں نے مجھ کو ایک نظر سے دیکھا تو مجھ کو اس سے بھر دیا میری عقل جاتی رہی اور میں منہ کے بل گرا اور دودھ بھی زمین پر گر پڑا اور میں اب تک اس نظر کی برکت میں ہوں۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نہیں کھاتا مگر طعام فضل سے۔

وہ خواب میں کسی شخص کو دیکھتے تھے وہ یہ کہتا ہے کہ حماد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کچھ لے جا اور دیکھنے والے کو یہ معین کر دیتا کہ یہ اس کی طرف لے جاؤ۔ وہ فرماتے تھے کہ جو جسم فضل کے طعام سے پرورش پایا ہوا اس پر بلا کبھی غالب نہیں ہوتی۔ طعام فضل سے ان کی یہ مراد تھی کہ جو ان پر فتوح حق سبحانہ، سے محبت کا حال مشاہدہ ہوا تھا۔ [1]

گھوڑا لے کر غائب ہو گیا

شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ بغداد کے ایک گاؤں پر گزرے اور "مستظهر يه" حکومت کے امیر کو دیکھا کہ گھوڑے پر سوار نشہ میں جارہا ہے۔ شیخ نے اس پر انکار کیا اور امیر نے اس پر غلبہ کیا پھر شیخ نے فرمایا: اے گھوڑے! اس کو پکڑ تب گھوڑا اس کو اس طرح دوڑا کر لے گیا جس طرح بجلی ہو کہ نگاہ سے بھی آگے بڑھ جائے اور گم ہو گیا۔ معلوم نہ ہوا کہ کدھر گیا۔ خلیفہ نے اس کے پیچھے لشکر دوڑایا لیکن اس کا پتہ نہ چلا۔

اور شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ مجھ کو عزت معبود کی قسم ہے کہ گھوڑے نے اس کو جنگل میں نہ سمندر میں نہ نرم زمین میں نہ پہاڑ پر ٹھہرایا ہے بلکہ اس کو کوہ قاف کے پرے لے گیا ہے اور وہیں سے اٹھایا جائے گا۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 275,276 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 276 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کا وصال

آپ کی اصل شام کے علاقہ کی تھی اور بغداد میں مظفریہ میں سکونت اختیار کی تھی یہاں تک کہ وہیں 525ھ میں انتقال کیا۔ آپ کی عمر بڑی تھی۔ شونیزی مقبرہ میں دفن ہوئے ان کا مزار وہاں ہی ہے۔ جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ ①

آپ کے سامنے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر

شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے ذکر ہوا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا اور وہ اس وقت جوان تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اس کے سر پر ولایت کے دو نشان دیکھے ہیں اور وہ دونوں اس کے لیے بہوت اسفل (طبقہ زمین) سے لے کر ملکوت اعلیٰ تک ہیں اور میں نے شادیش (ملاء اعلیٰ) کو سنا کہ اس کے لیے افق اعلیٰ میں صدیقین کے القاب سے چلاتے ہیں۔ ②

تم سید العارفین ہو

شیخ صالح ابو عبداللہ محمد بن شیخ امام ابو الثنا محمود بن عثمان جوتا فروش بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن شیخ حماد دباس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تھا پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے۔ وہ اس دن جوان تھے۔ تب شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ ان کے لیے کھڑے ہو گئے۔ ان سے ملے اور فرمایا: کہ مرحبا پہاڑ راسخ اور پہاڑ بلند کو جو کہ حرکت نہ کرتا ہو۔ ان کو اپنے ایک طرف بٹھالیا اور ان سے پوچھا کہ حدیث وکلام میں کیا فرق ہے؟

انہوں نے جواب دیا کہ حدیث تو یہ ہے کہ جس کے جواب کے تم مدعی ہو اور کلام یہ ہے کہ جو تم کو خطاب پہنچے خبرداری کی دعوت کے لیے دل کا گھبرانا جن وانسان کے عمل سے زیادہ وزنی ہے۔ تب شیخ حماد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(اَنْتَ سَیِّدُ الْعَارِفِیْنَ فِیْ عَصْرِكَ)

"تم اپنے زمانہ میں سید العارفین ہو"③

(7) شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ خراسان کے بڑے مشائخ اور وہاں کے علماء کے سرداروں اور سر برآوردوں میں سے ہیں۔ وہاں کے زاہدوں عارفوں میں سے بڑے ہیں۔ امام پرہیزگار عالم باعمل مسلمانوں پر حجت صاحب احوال جلیلہ وکرامات واضح مقامات روشن تھے خاص وعام کے

---

① بهجة الاسرار صفحه 276 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 276 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 277 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

دلوں میں ان کی ہیبت تھی۔علوم معارف میں ان کا قدم راسخ تھا فتاویٰ میں ان کا ید بیضا تھا۔احکام شرعیہ میں ان کا ہاتھ لمبا تھا دلوں کی مخفی چیزوں کو کھول کر بتلاتے تھے۔ ①

آپ کا مقام ومرتبہ

ان کے پاس علماء فقہاء وصلحا کی ایک بڑی جماعت جمع ہوگئی اور ان کے کلام سے انہوں نے نفع حاصل کیا اور ان کی صحبت سے تخریج کی۔لڑکپن سے لے کر وفات تک عبادت وخلوت وریاضت نفس میں صراط مستقیم پر تھے بڑے بڑے زاہدوں کی جماعت کی صحبت میں رہے تھے۔

علماء زمان میں سے ایک جماعت ان کی شاگرد تھی۔ جیسے ابو اسحاق شیرازی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں ابو المعالی جوینی رحمۃ اللہ علیہ نیشاپور میں خراسان کے بڑے بڑے صدر وصلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد تھی۔وہاں کے مشائخ آپ کی بڑی قدر کرتے تھے آپ کی تعظیم میں مبالغہ کرتے تھے۔ ②

دو فقیہوں کا گستاخی کرنے سے مرجانا

شیخ یوسف بن ایوب ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن لوگوں کو وعظ سناتے تھے۔آپ سے دو فقیہوں نے کہا کہ تم چپ رہو کیونکہ تم بدعتی ہو۔ تب آپ نے ان سے کہا تم چپ رہو اور زندہ نہ رہو وہ اسی جگہ مردہ ہوکر گر پڑے۔ ③

قسطنطنیہ سے لڑکے کا ایک ساعت میں آجانا

ہمدان کی ایک عورت کے لڑکے کو فرنگیوں نے قید کرلیا۔وہ عورت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں روتی ہوئی آئی آپ نے اس کو صبر دلایا۔اس نے صبر نہ کیا پھر آپ نے کہا خداوندا اس کے قیدی کو چھوڑا دے اور اس کو جلد خوش کردے۔

پھر آپ نے اس سے کہا کہ اپنے گھر کی طرف جا اس کو اپنے گھر میں پائے گی۔عورت گھر کی طرف گئی تو دیکھا اس کا لڑکا گھر میں موجود ہے۔عورت نے تعجب کیا اور اس سے حال پوچھا۔اس نے کہا کہ میں اس وقت بڑے قسطنطنیہ میں تھا میرے پاؤں میں زنجیر تھی پہرہ دار مجھ پر مقرر تھے۔میرے پاس ایک شخص آیا جس کو میں نے کبھی دیکھا نہ تھا مجھ کو اٹھا کر یہاں پر ایک آنکھ کی جھپک میں لے آیا ہے پھر وہ بڑھیا شیخ یوسف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آئی۔آپ نے فرمایا: کیا خدا کے امر سے تعجب کرتی ہے۔ ④

---

① بهجة الاسرار صفحه 277 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 277 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 278 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 278 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان اللہ ﷻ جن کو اختیار عطا فرمائے ان کے لئے یہ کوئی بڑا کام نہیں قرآن پاک میں اس کی اصل حضرت سلیمان علیہ السلام کے وزیر حضرت آصف بن برخیا کے حوالے سے موجود ہے۔(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

آپ کا وصال

شیخ ابو یعقوب یوسف بن ایوب بن حسین بن شعیب ہمدانی نونجر دی ہیں اور نور نجرو ہمدان کے دیہات میں سے ایک گاؤں کا نام ہے آپ وہیں 440ھ میں پیدا ہوئے اور بنیامین میں ہرات سے مرو کی طرف جاتے ہوئے پیر کے دن 12 ربیع الاول 535ھ میں فوت ہوئے ایک مدت تک وہاں دفن رہے پھر آپ کی میت مرو کی طرف لائی گئی اور سجدان کے آخری حصہ میں حضیرہ میں جو آپ کی طرف منسوب ہے دفن کیے گئے۔ ①

''اے عبدالقادر'' تم وعظ کرو

حافظ ابن عمار بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی طرف خط لکھا جس میں تحریر ہے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمدان سے بغداد کی طرف ایک شخص آئے جن کو یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے اور یہ کہا جاتا تھا کہ وہ قطب ہیں وہ سرائے میں اترے۔ جب میں نے سنا تو میں سرائے کی طرف گیا۔ میں نے ان کو نہ دیکھا۔ ان کی بابت پوچھا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ تہ خانہ میں ہیں۔ میں اتر کر ان کے پاس گیا انہوں نے جب مجھے دیکھا تو اٹھ کھڑے ہوئے اور مجھ کو اپنے قریب بٹھایا۔ میرے تمام احوال کا مجھ سے ذکر کیا اور میری تمام مشکلات کو حل کر دیا پھر مجھ سے کہا

اے عبدالقادر لوگوں کو وعظ سناؤ۔ میں نے کہا کہ اے میرے سردار میں ایک عجمی شخص ہوں بغداد کے فصحاء کے سامنے کیسے وعظ کروں؟

انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم نے اب تو فقہ اصول فقہ وصرف ونحو لغت اور تفسیر حفظ کر لی ہے اب تم کو مناسب ہے کہ لوگوں کو وعظ سناؤ کرسی پر چڑھو اور لوگوں کے سامنے بولو کیونکہ میں تم میں جڑ دیکھتا ہوں اور وہ عنقریب کھجور ہو جائے گی۔ ②

(8) شیخ عقیل منجنی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ اپنے وقت میں شام کے اکابر مشائخ میں سے ہیں اور اپنے وقت میں بڑے عارفوں میں سے ہیں صاحب کرامات ظاہرہ افعال خارقہ واحوال عزیزہ۔ مقامات عالیہ دلوں میں ہیبت عظیمہ والے ہیں علم حال وزہد میں اس طریقہ کے ایک رکن ہیں تمکین و ریاست وجلالت میں ان کے بڑوں میں سے ایک ہیں۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 278, 279 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 279, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 279, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کا مقام و مرتبہ

وہ بڑے کامل آئمہ اور محققین کے سرداروں میں سے ایک ہیں۔ مشکلات آئندہ کے حل کرنے میں ان پر اجماع ہو چکا ہے۔ اس طریق میں ان تک ریاست کا انتہا ہوا ہے وہ اپنے وقت میں شام میں "شیخ الشیوخ" تھے۔ ان کی صحبت میں ایک سے زیادہ بڑے بڑے مشائخ نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ عدی بن مسافر اموی۔ شیخ موسیٰ بن ماہین زولی۔ شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی، شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ۔ ①

ہوا میں اڑ کر گئے

وہ اول ان لوگوں کے ہیں کہ جو "خرقہ عمریہ" کے ساتھ داخل ہوئے اور شام کو اس سے اللہ ﷻ نے مشرف کیا ہے اور ان سے لیا گیا انہیں کا نام "طیار" تھا کیونکہ جب انہوں نے اس گاؤں سے چلے جانے کا ارادہ کیا جس میں کہ وہ رہتے تھے تو آپ اس منارہ پر چڑھے اور وہاں کے لوگوں کو پکارا۔ جب وہ جمع ہوئے آپ ہوا میں اڑے۔ لوگ آپ کو دیکھتے تھے۔ وہ آپ کے پاس آئے تو ان کو بلاد مشرق کے میدان میں دیکھا۔ ②

پانی سے گزرتے اور گیلے نہ ہوتے

ان کا نام "غواص" (غوطہ زن) بھی ہے یہ نام ان کے شیخ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ نے رکھا۔ کیونکہ وہ شیخ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں کے ساتھ ایک دفعہ چلے تھے کہ ان کی زیارت کریں جب سب دریائے فرات پر پہنچے تو ان میں سے ہر ایک نے اپنا مصلیٰ پانی پر رکھ دیا اور اس پر سے پار ہو گئے لیکن شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا مصلیٰ پانی پر بچھایا اور اس پر بیٹھ کر پانی میں غوطہ لگایا لوگوں کو معلوم بھی نہ ہوا کہ وہ دوسری طرف نکل گئے اور بالکل تر نہ ہوئے۔ جب شیخ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سب آئے تو شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا حال جو انہوں نے دیکھا تھا بیان کیا انہوں نے کہا کہ شیخ عقیل غوطہ زنوں میں سے ہیں۔ ③

قبروں سے تصرف کرنے والے چار بزرگ

اور یہ ان چاروں میں سے ہیں کہ جن کے بارے میں شیخ علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ وہ اپنی اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جس طرح زندہ کرتے ہیں۔ ① شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ② شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ③ شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ ④ شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ④

---

① بهجة الاسرار صفحه 279، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 279، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
③ بهجة الاسرار صفحه 280، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
④ بهجة الاسرار صفحه 279، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کا عصا نہ اٹھا سکے

حضرت شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ ابتداء ستره (17) اشخاص کے ساتھ اصحاب احوال میں سے اور ایک شیخ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے ایک غار میں بیٹھے اور ان میں سے ہر ایک نے غار میں ایک جگہ اپنا عصا رکھ دیا پھر ہوا پر سے چند مردان خدا آئے اور ہر ایک عصا کو اٹھاتے تھے لیکن شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے عصا کی طرف آئے اور سب نے قصد کیا کہ اس کو اٹھائیں علیحدہ علیحدہ اور مل کر بڑی سعی کرتے رہے لیکن نہ اٹھا سکے اور جب یہ سب شیخ مسلمہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گئے تو ان کو خبر دی انہوں نے فرمایا: کہ یہ لوگ اولیاء زماں میں سے تھے جس عصا کو وہ اٹھاتے تھے اس کا مالک ان کے مقام پر تھا یا اس سے کم مقام پر اس لیے اس عصا کو اٹھا سکتے تھے جبکہ ان میں کوئی شخص عقیل رحمۃ اللہ علیہ کے مقام تک نہیں تھا اور نہ اس کا شریک تھا اس لیے وہ ان کے عصا کو اٹھا نہ سکے۔ [1]

اگر کہوں سونا ہو جا تو سونا ہو جائے

شیخ عقیل ایک دن بیٹھے ہوئے تھے ان کے ہاتھ میں ایک لکڑی جس کو آپ چھیلتے تھے اور آپ کے سامنے ایک ڈھیر اس کے چھلکوں کا پڑا تھا۔ اتنے میں منبج کا ایک تاجر آیا اور اس نے آپ کے سامنے کچھ سونا رکھ دیا تب شیخ نے فرمایا:

(لِلّٰهِ تَعَالٰى رِجَالٌ لَوْشَآءَ اَحَدُهُمْ اَنْ يَّقُوْلَ هٰذِهِ النِّجَارَةُ كُوْنِىْ ذَهَبًا لَصَارَتْ ذَهَبًا)

''اللہ ﷻ کے بعض ایسے مرد ہیں اگر وہ چاہیں اور یہ کہیں کہ یہ ریزے سونا بن جائیں تو سونا ہو جائے''

راوی کہتا ہے کہ وہ ریزے جو آپ کے سامنے پڑے تھے۔ سب چمکتا سونا ہو گئے۔ [2]

پہاڑ حرکت کرنے لگا

حضرت ابوالمجد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ''منبج'' کے پہاڑ کے نیچے حاضر ہوا اور ان کے پاس صلحاء کی ایک جماعت تھی۔ تب ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے میرے سردار!

(مَاعَلَامَةُ الصَّادِقِ؟) ''صادق کی کیا علامت ہے؟''

فرمایا:

(لَوْقَالَ لِهٰذَاالْجَبَلُ تَحَرَّكْ لَتَحَرَّكَ قَالَ فَتَحَرَّكَ الْجَبَلُ)

''اگر وہ اس پہاڑ سے کہے کہ حرکت کرے تو وہ حرکت کرنے لگے۔ راوی کہتا ہے کہ وہ پہاڑ حرکت کرنے لگا'' [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 280 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 280 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 281 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

خشکی وتری کے جانور جمع ہوگئے

پھران میں سے ایک نے پوچھا کہ اے میرے سردار! وجود میں تصرف کرنے والے کی کیا علامت ہے؟ فرمایا: کہ اگر جنگل اور سمندر کے جانوروں سے کہے تو اس کے پاس آ ئیں تو آ جائیں۔ راوی کہتا ہے کہ آپ نے ابھی اپنا کلام پورا نہ کیا تھا کہ پہاڑ پر سے ہمارے پاس وحشی جانور اور شیر جمع ہوگئے۔ جنہوں نے تمام میدان کو بھر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ہم کو ایک بچے نے خبر دی کہ دریائے فرأت کا کنارہ اس وقت مچھلیوں سے بھر گیا ہے جو مختلف قسم کی تھیں۔ ①

پاؤں مارنے سے چشمہ جاری ہوگیا

پھر کہا کہ اے میرے سردار! اس شخص کی کیا علامت ہے کہ جو زمانہ میں مبارک ہو؟

فرمایا: کہ اگر وہ اپنے پاؤں سے اس پتھر کو ایڑی مارے پھر اس میں سے چشمے جاری ہو جائیں۔ کہا کہ پھر اس پتھر سے جو آپ کے سامنے تھا چشمے جاری ہوگئے پھر وہ ویسے ہی ٹھوس پتھر ہو گیا جیسے کہ پہلے تھا۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ منبج میں رہے اور وہیں وطن بنایا چالیس 40 سال کے قریب وہاں رہے اور وہیں انتقال فرمایا: ایسے وقت میں کہ آپ کی عمر بڑی ہوگئی تھی۔ ②

شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف فرماتے

ایک دن شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ بغداد میں ایک عجمی سید کہ جس کا نام عبدالقادر ہے بڑا مشہور ہوا ہے۔

شیخ نے کہا کہ اس کا معاملہ آسمان میں زمین کی نسبت زیادہ مشہور ہے۔ یہ جوان بڑے مرتبہ والا ہے جس کا نام ملکوت میں "باز اشہب" مشہور ہے اور عنقریب اپنے وقت میں فرد ثابت ہوگا۔ عنقریب اس کی طرف امر لوٹایا جائے گا اور اسی سے صادر ہوگا۔ اس کے زمانہ میں اس کی زیارت کی جایا کرے گی اور راوی کہتا ہے کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ پہلے وہ ہیں جنہوں نے شام میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت یہ خبر دی ہے کہ وہ "باز اشہب" ہیں۔ ③

(9) حضرت شیخ ابویعزی مغربی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ بڑے مشائخ میں سے اور" صدر اولیاء" ہیں۔ ان کی کرامات خارقہ اور تصرف جاریہ ہے۔ ان کے مقامات روشن

---

① بهجة الاسرار صفحه 281، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 281، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 281، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اوصاف بلند اور احوال بزرگ ہیں۔ وہ مغرب کے ایک اوتاد تھے۔ وہاں کے بڑے عارف اور بڑے زاہد محقق تھے۔ نامور عالم تھے مرتبوں میں ان کا قدم راسخ تھا ان کی نظر خارق تھی۔ مغیبات کا ان کو کشف صادق اور جلی تھا دلوں میں ان کی بڑی ہیبت تھی۔ آنکھوں میں ان کا ظاہری حسن ان کی خوب صورتی تھی۔ بلاد مشرق و مغرب سے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا۔ ①

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بلند مقام

وہ ہمیشہ مراقبہ میں رہتے اور اپنے نفس سے بڑی سختی کرتے تھے۔ مجاہدہ پر قوی تھے۔ باطنی بیماریوں کے واقف تھے جو کہ سالکین کے فتوحات کی مشکلات کو حل کرتے تھے۔ مغرب میں انہیں کی طرف صادقین کی تربیت کی انتہا ہوئی ہے۔ ان کی صحبت میں اکابر مشائخ کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔ ان میں سے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

ان کے ارادہ کی اس قدر مخلوق صاحب احوال قائل ہوئی جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اہلِ مغرب ان سے بارش طلب کرتے تو پانی ان کی وجہ سے ملا کرتا تھا مشکلات میں ان کی طرف رجوع کرتے تھے تو وہ کھل جاتی تھیں۔ ②

شیر آپ کے تابع ہوتے تھے

شیخ فقیہ عابد ابو محمد عبداللہ بن محمد بن احمد بن علی افریقی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اور انہوں نے شیخ ابو یعزی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا تھا۔ فرمایا: کہ شیخ ابو یعزی رحمۃ اللہ علیہ شروع حال میں جنگل میں پندرہ (15) سال تک رہے۔ اس عرصہ میں سوائے خباری کے دانہ کے اور کچھ نہ کھاتے تھے اور شیر آپ کے پاس ٹھکانا کرتے تھے۔ پرندے آپ پر جھکے رہتے جب کبھی شیر جاتے اور قافلہ کو پھاڑتے راستہ لوٹتے تو ابو یعزی رحمۃ اللہ علیہ آتے ہی ان کے کانوں کو پکڑتے اور کھینچتے پھر وہ ذلیل بن کر ان کے تابع ہو جاتے۔ ان سے آپ کہتے اے خدا کے کتو! یہاں سے چلے جاؤ اور پھر نہ آنا۔ تب وہ وہاں سے چلے جاتے۔ حتیٰ کہ اس مکان میں پھر کوئی ان میں سے نہ دیکھا جاتا۔ ③

شیروں کو حکم دیتا ہوں یہاں سے جاؤ

لکڑ ہارے ایک دفعہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور جس بَنّ میں سے وہ لکڑیاں کاٹا کرتے تھے اور ان سے روزی کماتے تھے اس میں شیروں کی کثرت کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے خادم سے فرمایا: کہ جنگل کے راستہ کی طرف جا اور بلند آواز سے پکار دے کہ اے شیروں کے گروہ! تم کو ابو یعزی حکم دیتا ہے کہ اس بَنّ سے چلے جاؤ۔

راوی کہتا ہے کہ وہ خادم گیا اور اس نے ایسا ہی کیا شیروں کا یہ حال ہوا کہ بَن سے باہر دیکھے جاتے تھے کہ اپنے بچوں کو اٹھایا ہوا

---

① بهجة الاسرار صفحه 281 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 282 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 282 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

تھا حتیٰ کہ بن میں ان میں سے کوئی نہ رہا اس کے بعد وہاں کوئی شیر نہ دیکھا گیا۔ ①

کس کا رزق کیا ہے، کب اور کہاں ملے گا؟

شیخ مدین رحمۃ اللہ علیہ کہتے تھے کہ میں قحط کے دنوں میں جبکہ مغرب میں تھا شیخ ابو یعزی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور وہ جنگل میں بیٹھے تھے ان کے گرداگرد بہت سے وحشی جانور، شیر وغیرہ ملے جلے تھے۔ جبکہ ایک دوسرے کو تکلیف نہ پہنچاتا اور آپ کے سر پر بہت سے پرندے تھے۔ ایک وحشی آپ کے پاس آتا اور آواز نکالتا گویا کہ آپ سے بات کرتا ہے اور شیخ اس سے فرماتے

(رَزَقَكَ اللّٰهُ كَذَا فِيْ مَكَانِ كَذَا)

''تم کو خدا عزوجل فلاں مکان میں فلاں رزق دے گا''

پھر وہ آپ کے سامنے سے چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ اس طرح آخری وحشی اور پرندہ آیا۔ جب کوئی آپ کے پاس باقی نہ رہا تو میں نے کہا يَا سَيِّدِىْ مَا هٰذَا؟ اے میرے سردار! یہ کیا ہے؟

آپ نے مجھ سے کہا کہ اے شعیب؟ یہ وحشی اور پرندے جمع ہو کر میرے پاس قحط سے سخت بھوک کی شکایت کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ ہم بلاد مغرب کے سوا اور زمین میں رہنا پسند نہیں کرتے اس لیے کہ ان کو میرے پڑوس میں رہنے کی محبت ہے۔

(اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِطَّلَعَنِىْ عَلٰى اَرْزَاقِهَا فِىْ اَوْقَاتِهَا وَمَوَاضِعِهَا)

''اللہ عزوجل نے مجھے اطلاع دی ہے ان کے رزقوں کی جس وقت اور جہاں ان کو ملے گا۔''

سو میں نے ان کو اس کی خبر دی ہے۔ اب وہ اپنے رزقوں کی طرف چلے گئے ہیں۔ ②

زمین کے ایک حصے پر بارش ہوئی

ایک شخص شیخ ابو یعزی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ان دنوں میں آیا کہ مغرب میں قحط پڑا ہوا تھا۔ ان سے کہا کہ میری ایک زمین ہے۔ جس کے رزق سے میں اور میرا اعیال کھاتا ہے لیکن وہاں قحط پڑ گیا ہے۔ تب شیخ اس کے ساتھ کھڑے ہوئے۔ اس کی زمین کی طرف آئے۔ اس میں چلے اور اس سے اس کی حد دریافت کرنے لگے وہ کہتا تھا کہ یہاں تک ہے۔ حتیٰ کہ اس کے آخر تک پہنچا پھر اسی کی زمین میں خاص کر بارش ہوگئی یہاں تک کہ سیراب ہوگئی اور بارش اس سے آگے نہ بڑھی۔ اس کے سوا اس کی قریب کی اور کھیتی آباد نہ ہوئی۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 282,283 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 283, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 283, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سجدہ کیا تو بارش ہوگی

راوی کہتا ہے کہ جب مغرب میں قحط پڑتا تو آپ عیدگاہ کی طرف آتے بارش مانگتے اور سجدہ کرتے آپ سجدہ سے سر کو جب تک بارش سے تر نہ ہوتے نہ اٹھاتے۔ لوگ شہر کی طرف پانی میں چلتے ہوئے آتے۔ [1]

وصال اور لقب بدو کا مطلب

شیخ رحمۃ اللہ علیہ "پر گنہ فاس" کے ایک گاؤں "اعتب" میں رہتے تھے اور اسی کو وطن بنایا یہاں تک کہ اس میں فوت ہوئے ان کی عمر بڑی ہوگئی وہیں ان کی قبر ہے جو کہ زیارت گاہ عام ہے اہلِ مغرب نے آپ کا لقب "بدو" رکھا ہوا تھا اور اس کے معنیٰ ان کے نزدیک "بڑے والد" کے ہیں یہ لقب اس لیے دیا کہ ان کی شان ان کے نزدیک بڑھی ہوئی تھی۔ [2]

آپ کا پیغام شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے نام

بعض احباب شیخ ابویعزی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے۔ ان سے بغداد کی طرف جانے کی اجازت چاہتے تھے۔ آپ نے ان سے کہا کہ جب تم بغداد میں جاؤ تو تم سے وہاں ایک ایسے مرد کی زیارت فوت نہ ہو جو کہ سید عجمی ہے اس کا نام "عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ" ہے۔ جب ان کو دیکھو تو میرا اسلام کہنا اور میرے لیے ان سے دعا چاہنا۔ ان سے یہ کہنا کہ ابویعزی کو اپنے دل سے نہ بھلانا کیونکہ میں نے واللہ تمام عجم میں اس جیسا کوئی شخص نہیں چھوڑا اور عراق میں اس جیسا ہرگز کوئی نہ دیکھے گا۔ بیشک اس کی وجہ سے مشرق مغرب پر فضیلت رکھتا ہے۔ اس کے علم ونسب نے اور اولیاء پر اس کو واضح طور پر بہت سی تمیز دی ہے۔ [3]

(10) حضرت شیخ عدی بن مسافر اموی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مشہور مشائخ اور بڑے عارفین، بڑے مقربین ومحبوبین میں سے تھے۔ صاحب کرامات واضحہ، افعال خارقہ، بلند مقامات، احوال نفیسہ، روشن حقائق، معارف جلیلہ، اشارات لطیفہ، بلند ہمت، معانی نورانیہ تھے۔ [4]

آپ کا مقام ومرتبہ

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لیے اللہ عزوجل نے اسباب آئندہ کو خرق کیا اور موجودات کو ان کے لیے بدل دیا۔ ان کے ہاتھوں نے عجائبات ظاہر کیے۔ دلوں کو ان کے لیے جھکا دیا۔ ان کو وجود تصرف دیا۔ سینوں میں ان کی پوری ہیبت اور آنکھوں میں

---

① بهجة الاسرار صفحه 283، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 283، مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه نمبر 283-284 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه نمبر 284 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اچھی وجاہت ڈال دی۔ ان کو حجت و پیشوا قائم کیا۔ وہ اس طریق کے ایک رکن اور اس طریقہ کے بڑے عالم زاہدین محققین کے صدر ہیں انہوں نے بلاشبہ مجاہدہ اور شروع احوال میں وہ طور پایا جس کی چڑھائی مشکل" جس پر تیر پھینکنا بعید" جس کا پانا مشکل ہے بہت سے مشائخ پر ان کا سا سلوک مشکل ہوا ہے۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کا ذکر فرماتے اور بہت تعریف کرتے تھے۔ ان کی سلطنت کی گواہی دیتے اور یہ فرماتے کہ:

(لَوْكَانَتِ النُّبُوَّةُ تَنَالُ بِالْمُجَاهَدَةِ لَنَاهَا)

"اگر نبوت مجاہدہ سے مل سکتی تو بیشک اس کو عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ پالیتے"[1]

آپ کے دماغ سے آواز آتی تھی

شیخ ابو محمد عبداللہ بطائحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مقام "لالش" میں پانچ سال تک نماز پڑھی ہے۔ ان کے پاس پانچ (5) سال تک رہا ہوں۔ ان کا یہ حال تھا کہ جب سجدہ میں ہوتے تھے تو ان کے سر کے مغز میں سے سخت مجاہدہ کی وجہ سے ایک ایسی آواز آتی تھی۔ جیسے خشک کدو میں کنکروں کی آواز آتی ہے۔[2]

آپ کی ریاضت کا حال

شروع میں یہ حال تھا کہ غاروں، پہاڑوں، جنگلوں میں تنہا رہتے اور سفر کرتے تھے۔ اپنے نفس پر طرح طرح کے مجاہدے مدت تک جاری رکھے۔ سانپ کیڑے پرندے وہاں آپ سے الفت کرتے تھے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جو بلاد مشرق میں مریدین صادقین کی تربیت کے لیے صدر نشین بن کر بیٹھے تھے ان تک ان کی تربیت منتہی ہوئی۔ ان کے لیے ان کے احوال کے مشکلات کھلے بعض اولیاء اللہ ان کے شاگرد ہوئے۔ ان کی صحبت میں بہت سے فخریہ احوال والوں نے تخریج کی بہت سے صلحاء ان کی طرف منسوب ہوئے۔ چاروں طرف سے ان کی زیارت کا لوگ قصد کر کے آتے تھے۔

ان کے زمانہ میں ان کی بزرگی اور ان کے مرتبے کے اقرار پر مشائخ وغیرہ نے اجماع کیا ہے یہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا ہے۔[3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 284 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان،

یاد رہے کہ ولایت تو کسبی ہے کہ کوئی اپنی عبادت و ریاضت وغیرہ سے اس کو پالے مگر مرتبہ نبوت کسبی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ جسے مولائے کریم چاہے اسے عطا کرے۔ اسی جانب شیخ علیہ الرحمۃ نے اشارہ فرمایا (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 284 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 284-285 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کا عارفانہ کلام

اہلِ طریق کی زبان پر ان کا کلام بلند تھا اس کتاب میں ان کا کچھ ذکر پہلے گزر چکا اور اس میں سے یہ ہے کہ تیرے لینے اور چھوڑنے کی ابتداء اللہ ﷻ سے خالی نہ ہو پھر اگر اس کے ساتھ ہے تو وہ دینے میں تجھ سے شروع کرے گا اور اگر اس کے لیے ہے تو اس سے اس کے امر سے رزق مانگ اور جس میں تعلق ہو تو اس سے ڈر پھر جب تو ان کے ساتھ ہوگا تو وہ تجھے بندہ بنا کر رہیں گے۔

اور جب تو اللہ ﷻ کے ساتھ ہوگا تو وہ تیری حفاظت کرے گا اور جب تو اسباب کے ساتھ ہے تو پھر اپنا رزق زمین سے طلب کر کیونکہ تجھ کو آسمان سے ہرگز نہ دیا جائے گا اور جب تو ایمان کے ساتھ ہے تو اس کو آسمان سے طلب کر کیونکہ پھر تجھے زمین سے نہیں دیا جائے گا۔

اور جب تو توکل کے ساتھ ہے پھر تو نے اپنی ہمت سے طلب کیا پھر وہ تجھے ہرگز نہ دے گا اور اگر تو نے اپنی ہمت کو دور کر دیا تو وہ تجھے دے گا جب تو اللہ ﷻ کے ساتھ ہے تو تمام موجودات کے مکان تیرے لیے خالی ہوں گے پھر قبضہ میں فانی ہوگا اور تمام موجودات تجھ میں ہوں گے۔ [1]

شیخ و مرید کے بارے کلام

اور تیرے لیے شیخ وہ ہے کہ جو تجھ کو اپنی موجودگی میں جمع کرے اور اپنے غائب ہونے کی حالت میں تیری حفاظت کرے۔ اپنے اخلاق سے تجھے مہذب بنائے اپنی روشوں سے تجھے ادب سکھائے۔ تیرے باطن کو اپنی نورانیت سے منور کر دے۔

مرید وہ ہے کہ جس کا دل فقراء کے ساتھ محبت و خوشی سے، صوفیوں کے ساتھ ادب و ارتباط سے، مشائخ کے ساتھ خدمت کرنے اور رشک سے اور عارفین کے ساتھ تواضع و انکساری سے منور ہو۔ [2]

حسن خلق کے بارے کلام

حسن خلق ہر شخص کا وہ معاملہ ہے جو اس کو مانوس بنائے نہ کہ وحشی پھر علماء کے ساتھ تو اس طرح کہ ان کی باتیں کان لگا کر اور محتاج بن کر سنے۔ عارفین کے ساتھ بتواضع اہلِ معرفت کے ساتھ سکون و انتظار سے، اہلِ مقامات کے ساتھ توحید و انکسار سے پیش آئے۔

جب تم کسی مرد کو دیکھو کہ اس کی کرامات اور خرق عادات ظاہر ہوتی ہیں تو دیکھو کہ وہ امر و نہی کے وقت کیسا ہے؟ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 285 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 285 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 285 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بدعتی کے بارے کلام

جو شخص سو دینوں سے ادب سے نہیں لیتا تو وہ اپنے متبعین کو بگاڑتا ہے اور جس میں ادنیٰ بدعت ہو۔ اس کی مجلسوں سے ڈرتا رہ تا کہ اس کی شامت تیری طرف نہ لوٹے۔ اگرچہ ایک مدت کے بعد ہو۔ ①

جس شخص نے علم میں بغیر اس کی حقیقت کے بیان کرنے کے کلام ہی پر کفایت کی تو وہ منقطع ہوا۔

جس شخص نے عبادت پر بغیر فقہ کے کفایت کی تو وہ نکل گیا اور جس نے فقہ پر بغیر پرہیزگاری کے کفایت کی وہ دھوکہ میں پڑا۔ جو شخص اپنے واجبی احکام کو بجالاتا ہے تو وہ نجات پائے گا۔ ②

توحید کے بارے کلام

ان کا کلام باری تعالیٰ کی توحید میں یہ ہے۔

اس کی ماہیت کہنے میں نہیں آتی اس کی کیفیت دل میں نہیں گزرتی وہ امثال واشکال سے بلند ہے اس کی صفات اس کی ذات کی طرح قدیم ہیں وہ اپنی صفات میں جسم نہیں۔ وہ اس سے برتر ہے کہ اس کو اس کی مخلوقات سے تشبیہ دی جائے یا اس کو اس کی نو پیدا چیزوں کی طرف نسبت کیا جائے۔ اس کی مثل کوئی نہیں۔ وہ سمیع ہے بصیر ہے۔ اس کی زمین اور اس کے آسمانوں میں اس کا نہ کوئی ہم نام ہے۔ نہ اس کے حکم وارادہ میں کوئی اس کا ہمسر ہے۔ عقلوں پر یہ بات حرام ہے کہ اللہ ﷻ کو کسی کا مثل بنائے۔

اور اوہام پر اس کو محدود کر دینا ظنوں پر اس کا قطع کر دینا دلوں پر اس کی دور اندیشی نفوس پر اس کی تفکر فکر، پر اس کا احاطہ عقلوں پر اس کا تصور بغیر اس کے کہ اس نے اپنی کتاب عزیز یا اپنے نبی ﷺ کی زبان پر تعریف کی ہے حرام ہے۔

ہمارے اس طریقہ پر چلنے والے کے لیے یہ بات واجب ہے کہ وہ جھوٹے دعووں کو ترک کر دے۔ ③

پتھروں سے پانی اور انار کا درخت نکل آیا

شیخ ابو اسرائیل یعقوب بن عبدالمقتدر بن احمد حمید اربلی سیاح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ تین سال تک تنہا کوہ بکار و لبنان وعراق وعجم کے پہاڑوں پر پھرتا رہا جب حالات مجھ پر آتے تھے تب تو اپنے منہ کے بل گر پڑتا تھا پھر مجھ پر ہوائیں چلتی تھیں۔ یہاں تک کہ مجھ پر میل کی ایک جلد معلوم ہوتی تھی۔ میرے پاس بھیڑیا آیا اور میری طرف ہنسی سے دیکھنے لگا۔ میری تمام جلد کو چاٹنے لگا۔ یہاں تک کہ اس کو کھجور کے گودے کی طرح کر دیا اور چل دیا مجھ کو تعجب معلوم ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے پاس آیا اور میری

---

① یہاں بدعت یا بدعتی سے مراد ضلالت وگمراہی کی طرف لے جانے والے اسباب یا افراد ہیں پس ایسوں سے بچو (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 285 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 285-286 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

طرف غصہ سے ترچھی نگاہ سے دیکھنے لگا۔ مجھ پر بول (پیشاب) کر گیا۔ تب میں پانی کے چشمہ پر آیا اور اس میں غسل کیا۔ جنگل کے درمیان پہاڑوں میں ایک قبہ میں داخل ہوا۔ مجھ میں اور لوگوں میں دس (10) روز کی راہ تھی کہ نہ کوئی شے نظر آتی تھی اور نہ کسی کو دیکھتا تھا۔

میں نے کہا کہ کاش اللہ ﷻ میرے لیے بعض عارفین کو قبول کرے ناگہاں کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ میرے پاس ہیں۔ مجھے انہوں نے سلام نہ کہا۔ تب میں ان کی ہیبت سے کانپنے لگا پھر میں نے جی میں کہا کہ انہوں نے مجھ کو سلام کیوں نہ کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ ہم ایسے شخص پر سلام اور مرحبا نہیں کہتے جس پر کہ بھیڑیے بول کرتے ہوں۔

پھر مجھ سے تمام وہ حالات بیان کیے جو مجھ کو سفر میں پیش آئے تھے اور جو میرے دل میں باتیں آتی رہیں تھیں۔ ہر بات جو میرے دل میں کھٹکتی تھی اور میرے دل میں چھپی تھی۔ ان کا ایک ایک واقعہ بیان کیا۔ حتیٰ کہ بعض وہ باتیں بیان کیں کہ جن کو میں بھول گیا تھا۔

پھر میں نے کہا اے میرے سردار! میں چاہتا ہوں کہ اس قبہ میں قطع تعلق کر کے بیٹھ رہوں اور میرے پاس ایک چشمہ پانی کا ہو جس سے پانی پیا کروں اور کچھ کھانے کو ہو تو کھا لیا کروں۔ آپ دو پتھروں کی طرف کھڑے ہوئے جو کہ اس قبہ میں تھے ان میں سے ایک کو پاؤں کی ایڑی ماری تو اس سے میٹھے پانی کا چشمہ جاری ہو گیا جو کہ نیل کے دریا کا تھا۔ دوسرے کو ایک ایڑی ماری تو اسی وقت اس میں ایک انار کا درخت اُگ آیا اس سے آپ نے کہا کہ

''اے درخت میں عدی بن مسافر ہوں'' اللہ ﷻ کے حکم سے ایک دن میٹھا انار اور دوسرے دن کھٹا ہو جا۔ مجھ سے کہا کہ اے ابو اسرائیل! تم یہاں رہو۔ اس درخت سے کھایا کرو اس چشمہ سے پیا کرو جب تیرا ارادہ ہو تو میرا نام لینا میں تمہارے پاس آ جاؤں گا۔

میں وہاں پر کئی سال تک رہا۔ اس درخت پر سے ایک دن میٹھا انار اور ایک دن کھٹا انار کھایا کرتا تھا جو دنیا کے عمدہ سے عمدہ اناروں میں سے تھا اور میں نے جب کبھی ان کو یاد کیا تو فوراً اپنے پاس ان کو حاضر پایا۔ ان کے غائب رہنے کے زمانہ میں جو میرے دل میں باتیں گزرتی تھیں وہ سب بیان کر دیتے تھے۔

پھر کئی سال کے بعد ان کی خدمت میں موضع لالش میں آیا اور ایک رات ان کے پاس رہا۔ مجھ کو ان کے سانسوں نے جلا دیا اور چالیس دن تک میں ہر دن ٹھنڈا پانی اپنے اوپر ڈالتا تھا۔ اپنے اندر ان کے سانسوں کی ہیبت کی وجہ سے سخت آگ محسوس کرتا تھا۔ [1]

عدی بن مسافر کہتا ہے کہ واپس جاؤ

میں نے آپ کو ایک دفعہ عبادان کے سفر کے لیے وداع کیا تو مجھ سے فرمایا: کہ اگر تو کسی درندے کو دیکھے اور ڈرے پھر اس سے کہہ دینا کہ

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 286 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

(یَقُوْلُ لَکَ عَدِیُّ بْنُ مُسَافِرٍ یَذْھَبُ عَنِّیْ وَدَعْنِیْ)

''تجھ کو عدی بن مسافر کہتے ہیں کہ چلا جا اور مجھ کو چھوڑ جا''

اور جب سمندر کی موج کا خوف ہو تو کہہ دیتا کہ

(اَیَّتُھَا الْاَمْوَاجُ الْمُتَلَاطِمَۃُ یَقُوْلُ لَکَ عَدِیُّ بْنُ مُسَافِرٍ اُسْکُنِیْ)

''اے متلاطم موجو! تم کو عدی بن مسافر کہتا ہے ٹھہر جاؤ۔''

وہ کہتے ہیں کہ پھر جب میں کسی وحشی شیر وغیرہ سے ملتا تو اس سے کہتا کہ تجھ کو عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ چلا جا اور مجھے چھوڑ جا۔ تب وہ سر نیچا کر لیتا اور جب کبھی سمندر جوش میں آتا اور ہم غرق ہو جانے کو ہوتے تو میں کہتا اے متلاطم موجو! تم سے ''شیخ عدی بن مسافر'' کہتے ہیں کہ ٹھہر جاؤ پھر میرا کلام پورا بھی نہ ہوتا کہ ہوا ٹھہر جاتی اور سمندر ساکن ہو جاتا اور اس طرح ہوتا جیسے مرغے کی آنکھ۔ ①

سینہ پر ہاتھ مارا تو قرآن یاد ہو گیا

اور خادم شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں نے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سال تک کی میں نے ان کے خارقات اپنے بارے میں مشاہدہ کیے ہیں۔ منجملہ ان کے ایک یہ کہ ایک دن اپنے ہاتھوں پر گرم پانی ڈالتا تھا۔ انہوں نے مجھ سے فرمایا: کہ کیا کرتا ہے میں نے کہا کہ قرآن مجید کی تلاوت کا ارادہ کرتا ہوں کیونکہ میں اس میں سے سوا سورۃ فاتحہ اور اخلاص کے اور کوئی سورت یاد نہیں رکھتا اس کا حفظ کرنا مجھ پر بہت مشکل ہے۔

تب انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینہ پر مارا پھر میں نے اسی وقت تمام قرآن حفظ کر لیا اور میں ان کے پاس سے نکلا تو اس کو پورا پڑھتا تھا اس میں سے مجھ پر کوئی آیت بھی اٹکی نہ تھی۔ میں اب تک اس کے پڑھنے میں اور لوگوں سے عمدہ پڑھنے اور اس کے درس پر زیادہ قدرت رکھتا ہوں۔ ②

سینہ پر ہاتھ مارا تو دریا پار ہو گیا

خادم کہتا ہے مجھ کو انہوں نے ایک دن فرمایا: کہ تم بحر محیط کے چھٹے جزیرے میں جاؤ وہاں ایک مسجد پاؤ گے۔ اس میں داخل ہو جانا۔ وہاں ایک شیخ کو پاؤ گے اس سے کہہ دینا کہ تجھے شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اعتراض کرنے سے ڈر اور اپنے نفس کے لیے کوئی ایسا امر نہ اختیار کر کہ جس میں تیرا کوئی ارادہ ہو۔

میں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار! بھلا میں کہاں بحر محیط پہنچ سکتا ہوں؟ انہوں نے میرے دونوں کندھوں میں ہاتھ مارا۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 285,286 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 287, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

حالانکہ میں لالش کے حجرہ میں تھا کہ دریا دیکھتا ہوں کہ بحر محیط کے جزیرے میں ہوں مجھے معلوم نہ ہوا کہ کیسے آیا ہوں؟ میں مسجد میں داخل ہوا پھر میں نے دیکھا کہ ایک شیخ بارعب کسی فکر میں بیٹھے ہیں میں نے ان کو سلام کہا اور شیخ کا پیغام پہنچا دیا پھر وہ رو پڑے اور کہا کہ خداوند جزاء خیر دے۔

میں نے کہا اے میرے سردار! یہ کیا بات تھی؟ انہوں نے کہا کہ اے میرے فرزند! اس وقت سات خواص (اولیاً) میں سے ایک ولی حالت نزع میں ہیں۔ میرے دل میں یہ ارادہ تھا کہ میں ان کی جگہ ہو جاؤں اور میرا خطرہ ابھی پورا نہ ہوا تھا کہ تم آ گئے ایسے وقت میں کہ میں یہی سوچ رہا تھا پھر میں نے کہا کہ اے میرے سردار میں کوہ ہکار تک کیسے پہنچوں گا؟ تب انہوں نے میرے کندھوں پر ہاتھ مار کر مجھے دھکیل دیا۔ میں نے دیکھا تو پھر شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کے حجرہ میں ہوں۔ انہوں نے مجھے فرمایا: کہ وہ دس خواص میں سے ہیں۔ [1]

مجھے غیب کی چیزیں دکھائیں

خادم کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن شیخ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار کچھ مجھے غیب کی چیزیں دکھائیے۔ آپ نے مجھے ایک رومال دیا اور فرمایا: کہ اس کو اپنے چہرہ پر رکھ لے میں نے اس کو رکھ لیا پھر مجھ سے فرمایا: کہ اس کو اٹھا لے میں نے اٹھا لیا تو میں نے فرشتوں کو دیکھا جو کہ کاتب ہیں۔ میں نے ان کی تحریر اور مخلوق کے تمام اعمال کو دیکھا پھر میں اس حالت میں تین دن تک رہا جس سے میری طبیعت مکدر ہو گئی پھر میں نے اس حالت سے فریاد کی تو آپ نے پھر وہی رومال میرے چہرہ پر رکھ دیا پھر اس کو اٹھا لیا۔ وہ تمام مجھ سے چھپ گیا۔ [2]

عرش کی اذان کو سنوا دیا

خادم نے کہا آپ نے مجھ کو ایک دن وہ مرغا بتلایا جو کہ نمازوں کے وقت عرش کے نیچے اذان دیتا ہے۔ میں نے کہا اے میرے سردار! مجھ کو اس کی آواز سنا دیں جب ظہر کا وقت ہوا تو مجھ سے فرمایا: کہ میرے قریب آ جا اور اپنے کان کو میرے کان کے پاس رکھ دے۔ میں نے ایسا کیا تو مرغے کی آواز سنی۔ جس سے مجھے تھوڑی دیر تک غشی آ گئی۔ [3]

آئینے میں شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ کو دکھا دیا

ایک دن شیخ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ کا میرے لیے ذکر کیا اور ان کے ذکر میں طول دیا۔ میں نے کہا اے میرے سردار کیا آپ ان کو مجھے دکھا سکتے ہیں؟ پھر آپ نے مجھے ایک آئینہ دیا اور حکم دیا کہ اس میں دیکھو میں نے اس میں اپنی شکل دیکھی پھر وہ مجھ سے چھپ گئی اور

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 287, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 287, مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 287, 288 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میرے سامنے ایک شیخ ظاہر ہوئے کہ جن کو میں دیکھتا تھا اوران کے چہرہ میں سے کوئی چیز بھی مجھ پر مخفی نہ رہی تھی۔

پھر مجھ سے شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: تَأَدَّبْ فَإِنَّهُ الشَّيْخُ عَقِيْل کہ ادب کر کیونکہ یہ شیخ عقیل رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور دیر تک میں اسی طرح دیکھتا رہا پھر مجھ سے وہ چھپ گئے اور میرے سامنے ایک اور شخص بھی ظاہر ہوا۔ وہ شیخ شرف الدین ابوالفضائل عدی بن مسافر بن اسماعیل بن موسیٰ بن مروان بن الحکم بن مروان اموی رحمۃ اللہ علیہ تھے جن کی اصل حوران میں سے ہے۔ آپ ہکار پہاڑ پر رہتے تھے اور لالش کو وطن بنایا۔ یہاں تک کہ اس میں 508 ھ میں فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی تھی اور لالش کے حجرہ میں دفن کیے گئے جو ان کی طرف منسوب ہے ان کی قبر وہیں ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

وہ فقیہ عالم فصیح ظریف متواضع صاحب حسن اخلاق تھے اور باوجود اس کے پاکیزہ رو اور بڑے بارعب تھے۔ [1]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضری

شیخ صالح ابوعبداللہ محمد بن کامل حسینی رحمۃ اللہ علیہ بیان نے کہا کہ میں نے سنا شیخ عارف ابومحمد شاد مجلی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے کہ خلیفہ نے بغداد میں ولیمہ کی دعوت کی اور اس میں عراق کے مشائخ وعلماء کو دعوت دی۔ وہ سب حاضر ہوئے مگر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ حاضر نہ ہوئے اور جب لوگ واپس ہوئے تو وزیر نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ! شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ حاضر نہیں ہوئے؟ خلیفہ نے کہا گویا کہ کسی کو طلبی نہیں پہنچی پھر اپنے دربان کو حکم دیا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جائے اور ان کو بلائے اور کوہ ہکار اور ام عبیدہ کی طرف جائے کہ شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو لائے۔

راوی کہتا ہے کہ پہلے اس سے کہ دربان خلیفہ کی مجلس سے اٹھے اور پہلے اس سے کہ وہ خط لکھے فرمایا: کہ اے شادر تم اس مسجد کی طرف جاؤ کہ رباط حلبہ میں ہے۔ وہاں پر شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کو پاؤ گے۔ ان کے ساتھ دو آدمی اور ہوں گے ان کو میری طرف بلالا پھر مقبرہ شونیزی کی طرف جانا وہاں پر شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کو پاؤ گے اور ان کے ساتھ دو اور آدمی ہوں گے۔ ان کو بھی میری طرف بلالانا۔

وہ کہتا ہے کہ میں اس مسجد کی طرف کہ ظاہر حلبہ میں تھی گیا تو وہاں پر شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ کو پایا اور ان کے ساتھ دو شخص تھے میں نے کہا اے میرے سردار! شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کو مانو۔ انہوں نے کہا بسر وچشم وہ سب کھڑے ہو گئے اور میں ان کے ساتھ ہولیا پھر مجھ کو شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اے شادر کیا شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی طرف نہیں جاتا جب کہ تجھ کو شیخ نے حکم دیا ہے۔

میں نے کہا ہاں جاتا ہوں پھر میں مقبرہ شونیزی کی طرف آیا پھر وہاں پر شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو پایا اور ان کے ساتھ دو اور شخص تھے میں نے کہا اے میرے سردار شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حکم کو مانو۔

انہوں نے کہا بسر وچشم وہ کھڑے ہوئے اور مغرب کے وقت دونوں شیخ، شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی رباط میں جمع ہو گئے۔ تب شیخ ان کے لیے کھڑے ہو گئے ہوئے اور ان سے ملے تھوڑی دیر نہ گزری تھی کہ خلیفہ کا دربان شیخ کی طرف آیا اور ان دونوں کو آپ کی خدمت میں پایا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 268 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

دربان خلیفہ کی طرف جلدی دوڑا اور جا کر خلیفہ کو اطلاع دی کہ تینوں حضرات ایک جگہ جمع ہیں پھر خلیفہ نے شیخ کی طرف اپنے ہاتھ سے عریضہ لکھا کہ جس میں تشریف لانے کی درخواست تھی اور ان کی خدمت میں اپنے صاحبزادہ اور دربان کو بھیجا۔ انہوں نے دعوت قبول کی اور تشریف لے گئے۔ شیخ نے مجھ کو بھی اپنے ساتھ جانے کا حکم دیا اور جب ہم نہر کے کنارے پر پہنچے تو اتفاقاً شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں پر ملے اور یہ مشائخ ان سے ملے وہ بھی ان کے ساتھ ہو لیے پھر وہ ہم کو ایک مکان میں لایا اور دیکھا کہ خلیفہ وہاں پر کھڑا ہے اور کمر بندھی ہوئی ہے۔ اس کے ساتھ دو خادم ہیں اور گھر میں اس کے سوا اور کوئی نہیں پھر خلیفہ ان سے ملا اور ان سے عرض کیا کہ اے سرداران!

بیشک بادشاہ جب رعایا پر گزرتے ہیں تو وہ ان کے لیے ریشمی کپڑا بچھاتے ہیں تاکہ وہ اس پر چل کر آئیں۔ خلیفہ نے ان کے لیے اپنا دامن بچھایا اور ان حضرات سے درخواست کی کہ اس پر چل کر تشریف لائیں تب ان حضرات نے ایسا ہی کیا۔ خلیفہ ہم کو دسترخوان کی طرف لے گیا جو تیار کیا گیا تھا پھر سب بیٹھے اور سب نے کھانا کھایا ہم نے بھی ان کے ساتھ کھایا۔

پھر وہ نکلے اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کو آئے وہ رات بڑی اندھیری تھی۔ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جب پتھر یا لکڑی یا دیوار یا قبر پر سے گزرتے تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرتے پھر وہ اس طرح روشن ہوتے جیسے چاند روشن ہے۔ اسی کے نور میں چلتے یہاں تک کہ وہ روشنی ختم ہوتی پھر شیخ اور شے کی طرف اشارہ کرتے پھر وہ روشن ہو جاتی۔ اس طرح نور میں چلتے رہے ان میں کوئی ایسا نہ تھا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھے۔ یہاں تک کہ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر آئے پھر چاروں شیخ زیارت کرتے تھے۔ ہم دروازہ پر کھڑے رہے یہاں تک کہ یہ تمام حضرات باہر نکلے اور جب ان سب نے جدا ہونے کا ارادہ کیا۔ تو شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھے آپ وصیت کریں۔ آپ نے فرمایا: کہ میں تم کو کتاب وسنت پر عمل کرنے کی وصیت کرتا ہوں پھر سب جدا ہو گئے۔ ①

شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف فرماتے

حضرت امام ابوالقاسم عمر بن مسعود بزار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے پھر مجھے ان کی زیارت کا شوق ہوا اور شیخ سے ان کی زیارت کی اجازت مانگی آپ نے مجھے اجازت دی تب میں نے سفر کیا یہاں تک کہ میں کوہ ہکار کی طرف آیا تو ان کو لالش میں اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑا پایا۔ انہوں نے فرمایا:

(اَهْلًا یَاعُمَرُ تَرَکْتَ الْبَحْرَ وَجِئْتَ اِلَی السَّاقِیَةِ)

"اے عمر خوش آمدید! تو سمندر کو چھوڑ کر نالی کی طرف آیا ہے"

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس زمانہ کے تمام اولیاء کی باگوں کے مالک اور تمام محبین کی سواریوں کے ہانکنے والے ہیں۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 289-288 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 289 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(11) شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور مشہور عارفین و آئمہ محققین میں سے ہیں۔ [1]

وہ ان چاروں میں سے ہیں کہ جن کو مشائخ "عراق البراء ۃ" کہتے ہیں۔ اس معنی سے کہ وہ مادرزاد اندھوں اور ابرص کو اچھا کرتے تھے وہ یہ ہیں۔ ① شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ ② شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ۔ ③ شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ ④ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ [2]

ان بزرگوں کے واسطے سے دعا قبول ہونا

شیخ علی نانبائی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے دو عمروں کلیمانی رحمۃ اللہ علیہ اور بزار رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہم نے صدر اول کے مشہور مشائخ کو پایا کہ ① شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ② شیخ علی بن الہیتی ③ شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ ④ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ کو "براۃ" فرماتے تھے۔ یعنی یہ حضرات مادرزاد اندھے اور ابرص کو اچھے کرتے تھے۔

ابوالفرج صرصری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ محمد درزی بغدادی مشہور بواعظ رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی خباز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔ جبکہ انہوں نے یہ بات کہی ہے اور وہ بہرے ہوگئے تھے پھر انہوں نے ایک شخص سے جو ان کے قریب تھا۔ پوچھا کہ شیخ نے کیا کہا اس شخص نے ان کو دہرا دیا۔ تب واعظ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ

(اَللّٰھُمَّ بِحُرْمَتِھِمْ عَافَ سَمْعِیْ)

''خداوندا ان مشائخ کی حرمت سے میرے کان درست کر دے''

پھر اسی وقت ان کا بہرہ پن جاتا رہا۔ حتیٰ کہ دو مردوں کی سرگوشی کی بات بھی سننے لگے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان کو بہرہ دیکھا تھا اور پھر میں نے ان کو دیکھا کہ وہ سرگوشی سن لیا کرتے تھے۔ [3]

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دو خرقے دیئے

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس وہ دو خرقے تھے کہ جو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ابوبکر بن ہوار رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں دیے تھے۔ وہ بیدار ہوئے تو ان خرقوں کو اپنے اوپر پایا وہ ایک کپڑا اور ایک چادر تھی۔ ابن ہوار رحمۃ اللہ علیہ نے وہ دونوں خرقے اپنے مرید شیخ ابومحمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کو دیے اور شنبکی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ اپنے مرید تاج العارفین ابوالوفاء رحمۃ اللہ علیہ کو دیے۔ تاج العارفین نے وہ اپنے مرید شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کو دیے اور ابن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرید شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کو دیے پھر وہ گم ہو گئے۔ [4]

---

① بهجة الاسرار صفحه 289 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 290 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 290 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 290 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آپ کا مقام و مرتبہ

شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ وہ شیخ ہیں کہ جن کو یہ خطاب ہوا تھا کہ اے میرے مِلْکُ اتم میرے مُلْکُ میں تصرف کرو اور ان سے یہ مشہور ہوا ہے کہ ان پر اسی (80) سال گزرے کہ نہ ان کو خلوت تھی نہ تنہائی بلکہ فقراء کے درمیان سوتے تھے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ عزوجل نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے اور مخلوق کے دلوں میں ان کی بڑی مقبولیت پیدا کر دی تھی۔ لوگوں کے سینوں میں ان کی ہیبت ڈال دی تھی اور دلوں میں ان کی محبت، ان کو غائب چیزوں کے ساتھ گویا کیا۔ ان کے لیے خرق عادات کر دیا۔ ان کو حجت و پیشواء بنایا۔

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے اور ان کو دوست رکھتے۔ ان کی عزت واحترام کرتے۔ ان کی شان کو بڑھاتے تھے اور فرماتے کہ بغداد میں اولیاء عالم الغیب والشہادۃ سے آتے ہیں وہ ہماری ضیافت میں ہوتے ہیں اور ہم شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی ضیافت میں ہیں۔

اور فرمایا: کہ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے دل کی بستگی ایسے وقت کشادہ ہوئی کہ ان کی عمر سات سال کی تھی اور ہم کو نہیں معلوم کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ کے مشائخ میں سے شیخ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر کسی کو اتنی محبت یا اکثر آمد رفت اور خدمت گزاری شیخ موصوف کی جناب میں ہو۔ [1]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی محبت میں آپ کا مقام

ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب میرے سردار عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میرے لیے ہر طویلہ میں ایک نر گھوڑا ہے جس سے کوئی لڑ نہیں سکتا۔ میں حاضر تھا اور سن رہا تھا تب ان کو میرے سردار شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے میرے سردار! میں اور میرے تمام یار آپ کے غلام ہیں اور شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ان سے بڑھ کر کسی اور شیخ عراق کو فتوحات نہ ہوتی تھیں۔ ہر ایک شہر میں سے ان کے لیے نذرانے آتے تھے اور مشائخ عراق کی طرف ہر روز بقدر معلوم نذرانہ آتا تھا اور شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سوا کسی کو پوری نیاز نہ آتی تھی۔

مریدین صادقین کی تربیت اور مشکلات احوال کے کشف اور منازلات موارد نہر الملک کے اعمال اور اس کے متعلقات میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان کی صحبت میں کئی بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ پیشوا ابو محمد علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ اور ایک جماعت کثیرہ جو صاحبان احوال فاخرہ تھی ان کی مرید ہوئی۔ ان کی طرف مخلوق کی ایک امت منسوب ہوتی ہے۔ مشائخ وعلماء نے ان کی بزرگی واحترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کے شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعریف کرتے تھے اور ان کو ان کے غیر پر مقدم کرتے تھے ان کی فضیلت پر اطلاع دیتے تھے۔ ان کو ایک طاقیہ (چادر) دے کر شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 290,291 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کے سر پر رکھ دینا ان کو اپنے قائم مقام بنایا۔ [1]

آپ کا ایک عظیم ارشاد

مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے اپنے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اگر کوئی سیاہ چیونٹی اندھیری رات میں سیاہ پتھر پر کوہ قاف کے پرے چلے اور مجھے میرا رب اس کی بلاواسطہ خبر نہ دے اور مجھے اطلاع نہ دے اعلانیہ طور پر تو ضرور میرا پتہ پھٹ جائے۔

اور فرماتے ہیں کہ شیخ موصوف ایک دفعہ اپنی سواری پر سوار ہوئے اور ایک شہر کی طرف جو کہ "نهر الملك" کے علاقہ میں تھا تشریف لائے وہاں کے کسی شخص کے پاس اترے تو اس شخص نے آپ کے واسطے ایک بڑی مجلس قائم کی شیخ نے اس کو فرمایا: کہ ان مرغیوں کو لاؤ اور ذبح کرو جو کہ آپ کے سامنے موجود تھیں۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر ان کے پیٹوں سے سونے کے دانے نکلے۔ وہ شخص حیران ہو گیا اور اس کی بہن کا ایک ہار سونے کا تھا جو ٹوٹ گیا تھا اس کو اس کا پتہ نہ لگا تھا۔ مرغیوں نے اس کے دانے چن لیے تھے اس کو اس نے گم کر دیا تھا اور گھر والوں نے گمان کیا تھا کہ کچھ بات ہوئی ہے۔ انہوں نے اس کے قتل کا ارادہ اس رات کر لیا تھا۔ شیخ نے فرمایا:

(إِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِطَّلَعَنِيْ عَلٰى اَمْرِ اُخْتِكُمْ وَعَلٰى مَافِيْ نُفُوْسِكُمْ وَعَلٰى مَافِيْ بُطُوْنَ هٰذِهِ الدَّجَاجِ وَاِنِّيْ اِسْتَأْذَنْتُ رَبِّيْ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى فِيْ اَنْ اَكْشِفُوْلَكُمْ هٰذِهِ الْقَضِيهِ وَاَنْقِذَكُمْ مِنَ الْهَلَكَةِ فَأَذَنَ لِيْ)

"اللہ عزوجل نے مجھ کو تمہاری بہن کے معاملہ کی اطلاع دی ہے اور اس کی بھی جو تمہارے دلوں میں ہے اور جو کچھ ان مرغیوں کے پیٹ میں ہے۔ میں نے اللہ عزوجل سے اجازت لی ہے کہ میں تم کو تمہارا جھگڑا بتا دوں اور تم کو ہلاکت سے بچاؤں۔ اس نے مجھے اجازت دی ہے" [2]

مردے سے پوچھا تم کو کس نے مارا؟

ابو محمد سالم بن علی دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ اور ابو حفص عمر الیزیدی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کہتے ہیں کہ ہم شیخ کے ساتھ ایک دفعہ "نهر الملك" کے دیہات میں گئے تو ہم نے دو بستیوں والوں کو دیکھا کہ تلواریں نکالے ہوئے لڑنے کو تیار ہیں ان میں ایک مقتول پڑا ہے اور ہر ایک فریق اس کے قتل سے متہم ہوا ہے پھر شیخ آئے یہاں تک کہ مقتول کے سر پر کھڑے ہو گئے اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر کہنے لگے

(مَا قَتَلَكَ يَاعَبْدَاللّٰهِ؟)

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 291 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 292 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

''اے اللہ کے بندے اٹھ کو کس نے قتل کیا؟''

وہ سیدھا ہو کر بیٹھ گیا اور آنکھیں کھول دیں اور بزبان فصیح کہنے لگا جس کو تمام حاضرین نے سن لیا کہ مجھ کو فلاں بن فلاں نے قتل کیا ہے پھر ٹھنڈا ہو گیا۔ جیسا کہ تھا اور پہلی حالت کی طرف لوٹ گیا۔ [1]

آپ کے تصرف سے اہل علم کا علم چلا گیا

شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ''زوبران'' میں سیدی شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس سماع میں حاضر ہوا تھا اس میں مشائخ وصلحاء وفقہاء اور قراء کی ایک جماعت موجود تھی۔ جب مشائخ کو سماع کا مزہ آیا (یعنی وجد میں ہوئے) تو فقہاء وقراء نے اپنے اپنے دلوں میں انکار کیا۔ تب شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے ان فقہاء وقراء پر چکر لگایا۔ ان میں سے جب کسی پر کھڑے ہو کر دیکھتے تو وہ اپنے سینے سے تمام علم وقرآن کو مفقود پاتا یہاں تک کہ ان کے اخیر تک پہنچے وہ سب چل دیئے اور ایک مہینہ ان کی یہ کیفیت رہی یعنی محض بے علم بن گئے پھر سب کے سب شیخ کی طرف آئے اور آپ کے پاؤں چومے آپ سے استغفار کرنے لگے۔ تب شیخ نے ان کے لیے دستر خوان بچھوایا۔ انہوں نے کھانا کھایا شیخ نے بھی ان کے ساتھ کھایا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک لقمہ کھلایا تب ان میں سے ہر ایک نے جو کچھ علم گم کیا تھا۔ اس شیخ کے لقمہ سے سب پالیا پھر وہ خوش خوش گھروں کو لوٹ گئے۔ [2]

بے موسم پھل کھاتے

شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن آپ کو ایسے حال میں کہ میرے گمان میں آپ نے مجھے نہیں دیکھا۔ ایک کھجور کے نیچے جو میدان میں تھی بیٹھے ہوئے دیکھا کہ کھجوروں سے بھر گئی اور جھک گئی ہیں اور یہاں تک کہ شیخ کے قریب آ گئی ہیں اور شیخ اس سے لے کر کھاتے ہیں واللہ عراق میں ایک کھجور تک کسی درخت پر نہ تھی اور نہ وہ ان کے پھل کا وقت تھا پھر آپ چل دیئے اور میں ان کے پیچھے اس جگہ گیا میں نے ایک کھجور پائی اور اس کو کھایا واللہ میں نے دنیا کی کھجوروں میں سے اس جیسی کھجور نہ کھائی تھی۔ [3]

اے اللہ عزوجل میں پانی چاہتا ہوں

شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ موصوف کو ایک دن ایک کنوئیں کے کنارہ پر دیکھا کہ ڈول پانی میں ڈالتے تھے کہ پانی سے وضو کریں ڈول نکالا تو اس میں سونا بھرا ہوا تھا انہوں نے کہا کہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 292،293 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 293 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان کاش اپنے کسی مقبول بندے کے دستر خوان سے ایسا لقمہ ہمیں بھی عطا فرمائے تو کیا ہی بات ہوگی۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بهجة الاسرار صفحه 293 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

(یَارَبِّ اُرِیْدُ مَاءً اَتَوَضَّأُ بِہٖ)

"اے میرے رب میں تو پانی چاہتا ہوں جس سے وضو کروں"

پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا اور دوبارہ نکالا تو ڈول میں میوے موجود تھے پھر کہا کہ اے رب میں پانی چاہتا ہوں جس سے وضو کروں پھر کنوئیں میں ڈول ڈالا تو اس دفعہ پانی نکلا اس سے وضو کیا پھر اپنا سر کنوئیں میں اٹھایا تو اس کا پانی کنوئیں کے سرے تک آ گیا۔ یہاں تک کہ اس سے پیا حالانکہ بڑی رسی پڑتی تھی۔ [1]

نصرانی ہو کر مسلمان ہو گیا

شیخ علی بن الہیتی رحمہ اللہ کی ایک عورت خدمت کیا کرتی تھی جس کا نام "ریحانہ" تھا۔ اس کا لقب "ست البہا" تھا۔ وہ بیمار ہوئی جس میں وہ فوت ہوئی۔ شیخ سے کہنے لگی اے میرے سردار! میرا جی تو کھجور کو چاہتا ہے اس وقت ذدیران میں تر کھجور نہ تھی۔ "قطفتا" میں ایک مرد صالح تھا جس کا نام عبدالسلام قطفتی تھا۔ اس کے پاس کھجوریں تھیں جن پر تر کھجوریں تھیں جو کہ اوروں سے پیچھے پکتی ہیں۔ تب شیخ نے اپنا چہرہ "قطفتا" کی طرف کیا اور فرمایا: اے عبدالسلام! ریحانہ کی طرف اپنی تر کھجوروں میں سے تر کھجوریں لا۔ اللہ عزوجل نے عبدالسلام کو شیخ کی آواز سنا دی۔ اس نے تر کھجوریں لیں اور ذدیران کی طرف سفر کیا اور ریحانہ کے سامنے لا کر ڈال دیں۔ اس نے وہ کھائیں۔ اس حال میں کہ شیخ علی بن الہیتی رحمہ اللہ اس کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ عبدالسلام نے اس نیک بخت سے کہا کہ اے سردارنی! تمہارے سامنے تو وہ چیز ہے کہ جو ان کھجوروں سے بہتر ہے (یعنی جنت)

اس نے کہا اے عبدالسلام! میں شیخ علی بن الہیتی رحمہ اللہ کی خادمہ ہوں پھر مجھ سے دنیا و آخرت کی شہوات سے کوئی چیز فوت ہو جائے؟ جا تو ضرور نصرانی ہو گا پھر وہ تو فوت ہو گئی اور عبدالسلام بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ اس نے راستہ میں چند نصاریٰ عورتیں دیکھیں جن میں سے ایک پر عاشق ہو گیا۔ اس سے نکاح کی درخواست کی اس نے کہا کہ تم عیسائی ہو جاؤ تو نکاح ہو سکتا ہے۔ وہ عیسائی ہو گیا اور اس کے پاس اس کے شہر میں ایک مدت رہا۔ اس کے تین لڑکے ہوئے پھر سخت بیمار ہو گیا جس سے مرنے لگا۔ شیخ علی بن الہیتی رحمہ اللہ سے عرض کیا گیا پھر آپ نے فرمایا: کہ میں بھی ریحانہ کے غصہ کی وجہ سے اس پر ناراض تھا۔ لیکن اب میں راضی ہو گیا ہو۔ تم میرے پاس عبدالسلام کو لاؤ کیونکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کا حشر اللہ عزوجل کے دشمنوں کے ساتھ ہو۔

شیخ نے شیخ عمر بزار رحمہ اللہ سے کہ وہ اس وقت ان کی زیارت کو آئے ہوئے تھے فرمایا: کہ تم فلاں گاؤں میں جاؤ اور عبدالسلام سے ملو اس پر ایک ڈال دو پھر اس کو میرے پاس لاؤ۔

تب شیخ عمر و رحمہ اللہ اس کی طرف گئے اس کو دیکھا کہ بہت بیمار ہے پھر اس پر پانی کی ڈال دیا تو وہ جھٹ کھڑا ہو گیا اور اسلام لے آیا۔ اس کی بیوی بچے اور تمام اس کے گھر والے بھی مسلمان ہو گئے۔ اسی وقت بیماری سے اس کو شفا ہو گئی یہ لوگ سب مل کر شیخ علی بن الہیتی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور شیخ عبدالسلام پر تمام نیکی کی باتیں لوٹ آئیں۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 293 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 293,294 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آپ کا وصال

آپ رحمۃ اللہ علیہ ذَدِیْرَان[1] میں رہتے تھے جو کہ نہر الملک کے پرگنہ میں سے ایک شہر ہے۔ یہاں تک کہ وہیں 564ھ میں انتقال فرمایا:۔ایک سو بیس (120) سال سے زیادہ ان کی عمر ہوگئی تھی۔اس میں دفن کیے گئے وہیں آپ کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔

آپ خوبرو ظریف صاحب جمال تھے۔دیہاتیوں کا سا سیاہ لباس پہنتے،مکارم اخلاق ومحاسن صفات جلائل المناقب کے جامع تھے۔ لوگوں سے زیادہ کریم بڑے سخی اور نہایت ایثار والے تھے۔آپ کی عادات مشہور تھیں۔آپ کے اصحاب بھی اسی طریق پر آپ کے نقش قدم پر چلتے تھے۔[2]

اے شیخ مجھے بے خوف کردو

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ جب شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا ارادہ کرتے تو ذدیران سے نکلتے ان کے ساتھ ان کے بڑے بڑے مرید ہوتے تھے اور جب بغداد شریف تک پہنچتے تو آپ ان کو حکم دیتے کہ تم سب دجلہ میں غسل کرواور اکثر آپ بھی ان کے ساتھ غسل فرماتے پھر ان سے کہتے کہ اپنے دلوں کو پاک وصاف کرلو اپنے خطرات کی حفاظت کرو کیونکہ ہم ارادہ رکھتے ہیں کہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوں۔[3] جب بغداد میں داخل ہوتے تو لوگ ان سے ملتے اور ان کی طرف دوڑے آتے تو آپ ان سے کہتے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف دوڑو۔جب شیخ کے مدرسہ کے دروازہ تک پہنچتے تو اپنے جوتے اتار لیتے اور کھڑے ہو جاتے۔تب شیخ خود ان کو پکارتے کہ بھائی آؤ پھر داخل ہوتے اور شیخ کی طرف بیٹھ جاتے وہ دعا مانگتے۔تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان سے فرماتے کہ تم کس بات سے ڈرتے ہو حالانکہ تم عراق کے شیخ ہو؟

شیخ علی کہتے کہ:

(یَاسَیِّدِیْ اَنْتَ السُّلْطَانُ اٰمِنِیْ خَوْفَکَ فَاِذَا اٰمَنْتُ خَوْفَکَ اٰمَنْتُ)

''اے میرے سردار آپ سلطان ہیں مجھ کو اپنے خوف سے بے خوف کردو۔''

جب آپ اپنے خوف سے مجھ کو مامون کردیں گے پھر میں بے خوف ہوجاؤں گا شیخ ان سے فرماتے کہ

(لَاخَوْفٌ عَلَیْکَ) ''تم کو کوئی خوف نہیں۔''[4]

---

[1] اس کا صحیح تلفظ یہ ہے زَدْبَرَانْ۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ 294 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

[3] شیخ کے مذکورہ عمل سے پتہ چلتا ہے کہ بزرگوں کی بارگاہ میں حاضر ہوتے ہوئے اہتمام کرنا چاہیے۔(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[4] بہجۃ الاسرار صفحہ 294,295 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سلطان الاولیاء ہیں

یہ حضرات کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم ان کی خدمت میں ذدیر ان میں حاضر ہوئے آپ کے سامنے صاحب دیوان وغیرہ لوگ تھے پھر آپ کے پاس ایک شیخ آئے اور ان کے کان میں کچھ چپکے سے کہا پھر چل دیئے۔ تب شیخ کھڑے ہوگئے اور کمر باندھ لی۔

اس وقت ان سے صاحب دیوان نے عرض کیا کہ:

(يَاسَيِّدِیْ مَاهٰذَا؟)

''اے میرے سردار! یہ کیا بات ہے؟''

فرمایا: کہ جب تمہارے پاس خلیفہ کا حکم آجائے تو کیا کرو گے؟

کہا کہ اے میرے سردار! جیسا کہ آپ نے کیا ہے میں کمر کو خوب مضبوط باندھوں پھر میں نہ ٹلوں جب تک کہ حکم خلیفہ بجانہ لاؤں۔ آپ نے فرمایا: کہ بس یہی میرا حال ہے۔ مجھ کو خلیفہ کا حکم آیا مجھ پر ضروری ہے کہ جلد اس کی تعمیل کروں۔

اس نے کہا کہ اے میرے سردار!

مَنْ هُوَالْخَلِيْفَةُ؟ وہ خلیفہ کون ہے؟

(قَالَ الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ هُوَخَلِيْفَةُ الْاَوْلِيَاۤءِ وَالْمَشَائِخِ فِیْ هٰذَا وَسُلْطَانُ الْوَجُوْدِ فِیْ هٰذَا الْعَصْرِ وَقَدْجَاۤءَ نِی الْخِضْرُ مِنْ عِنْدَهٗ بِرِسَالَةٍ يَطْلُبُ مِنِّیْ ثَوْرَيْنِ لِحَمَامَةٍ)

''فرمایا وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ اولیاء و مشائخ کے اس وقت خلیفہ اور اس زمانہ میں سلطان الوجود ہیں اور میرے پاس خضر علیہ السلام ان کا پیغام لے کر آئے کہ وہ مجھ سے دو بیل اپنے حمام کے لیے طلب کرتے ہیں۔''[1]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ جیسا کوئی نہیں

شیخ ابوالسعود احمد بن ابوبکر حریمی عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے آئے تو ان کو سوتے ہوئے پایا۔ ہم نے ارادہ کیا کہ آپ کو جگادیں تو ہم کو شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے منع کیا اور کہا کہ:

(وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ وَاللّٰهُ اَشْهَدُ عِنْدَ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ اِنْ مَافِی الْحَوَارِيِّيْنَ)

''واللہ واللہ واللہ میں گواہی دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کہ حواریوں میں کوئی ان جیسا نہیں''

اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کیا جب آپ جاگے تو فرمایا: کہ

(اَنَامُحَمَّدِیْ وَالْحَوَارِيُّوْنَ عِيْسَوِيُّوْنَ)

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 295 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

''میں محری ہوں اور حواری عیسائی تھے۔''①

پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے معارف میں بڑا کلام کیا پھر شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ کے بعد کوئی ایسا باقی نہیں کہ ایسا کلام کرے۔

واپس چلے جاؤ

شیخ ابوعمر وعثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا گیا وہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ شاہ عجم نے بڑے لشکر کے ساتھ بغداد کا قصد کیا اور اس دن خلیفہ اس کی لڑائی سے عاجز ہوا اور اپنے ملک کے زوال کا گمان کیا پھر وہ ہمارے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے امر کی بابت استغاثہ کرتے ہوئے حاضر ہوا اور اس وقت اتفاقاً شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ بھی آپ کی خدمت میں موجود تھے۔ تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: کہ ان کو حکم دے دو کہ بغداد سے چلے جائیں انہوں نے کہا بہت اچھا۔

پھر شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے کہا کہ عجم کے لشکر کی طرف جاؤ اور اس کے اخیر تک پہنچو۔ وہاں پر ایک کپڑے کو پاؤ گے جو کہ عصا پر اٹھایا ہوا ہوگا جیسے خیمہ اس کے نیچے تین شخص ہوں گے۔ ان سے کہو کہ تم کو ''علی بن الہیتی'' کہتا ہے کہ بغداد چلے جاؤ۔ اگر وہ یہ کہیں کہ ہم حکم کے ساتھ یہاں آئے ہیں پھر ان سے کہہ دو کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے ساتھ آیا ہوں۔ تب خادم آیا اور ان تینوں شخصوں تک پہنچا ان سے کہا کہ تم کو شیخ علی بن الہیتی فرماتے ہیں کہ بغداد سے چلے جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم یہاں پر حکم کے بغیر نہیں آئے۔ اس نے ان سے کہا کہ میں بھی تمہارے پاس حکم کے بغیر نہیں آیا۔

راوی کہتا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنا ہاتھ عصا کی طرف بڑھایا اور کپڑے کو لپیٹا اور عجم کی طرف چل دیئے پھر دیکھا کہ تمام لشکر نے اپنے خیمے اتار لیے اور الٹے پاؤں واپس چلا گیا۔ جدھر سے آیا تھا۔②

(12) شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین اور مقربین کے صدر ہیں

یہ وہ شخص ہیں جنہوں نے کہا کہ

(اَنَا بَیْنَ الْاَوْلِیَآءِ کَالْکُرْکِیِّ بَیْنَ الطُّیُوْرِ)

''میں اولیاء میں ایسا ہوں جس طرح کونج پرندوں میں ہوتی ہے''

ان سے بڑی گردن والا ہوں اور یہ بھی انہوں نے کہا ہے کہ میرے جس مرید کی گردن پر گٹھڑی اور بوجھ ہو وہ میرے کندھے پر رکھ دے۔

ایک نیک بخت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور ان کی بابت آپ سے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا: کہ

---

① بهجة الاسرار صفحه 295 مطبوعه موسسة الشرف پاكستان

② بهجة الاسرار صفحه 295،296 مطبوعه موسسة الشرف پاكستان

(هُوَ مِنَ الْمُتَكَلِّمِينَ فِي حَضْرَةِ الْقُدْسِ)

''وہ حضرت قدس میں متکلمین میں سے ہیں۔''[1]

آپ کا مقام ومرتبہ

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعریف کرتے تھے اور ان کی شان بڑھانے ان کی عزت کرنے کی وصیت کرتے ان کے بارے میں یہ کہا ہے

(اَلشَّيْخُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ جَبَلٌ رَاسِخٌ لَا يَتَحَرَّكُ)

''شیخ عبدالرحمٰن ایک مضبوط پہاڑ ہے جو حرکت نہیں کرتا''[2]

آپ کی صفات

آپ فقیہ، فاضل، فصیح ظریف شیخ کریم بڑے عارف زاہد محقق تھے۔ آپ طفسونج اور اس کے قریب علاقہ میں علم شریعت وحقیقت کا وعظ بڑی کرسی پر بیٹھ کر فرماتے تھے۔ ان کی خدمت میں مشائخ وفقہا حاضر ہوتے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اور خچر پر سوار ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ طفسونج اور اس کے قریبی علاقہ میں مریدین وصادقین کی تربیت ان تک پہنچی۔ ان کی خدمت میں بہت سے اکابر نے تخریج کی ہے۔ ایک جماعت اہلِ کرامت کی ان کی مرید ہوئی۔ بہت سی مخلوق ان تک پہنچی ہے۔ ان کی بزرگی و عزت کا مشائخ وعلماء وغیرہ نے اشارہ کیا۔ تمام شہروں سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا۔ معارف وتحقیق کی زبان سے کلام کرتے تھے۔[3]

آپ مقبول الدعاء تھے

شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ عراق کے بڑے مشائخ میں سے تھے۔ ان کا ہاتھ مبارک تھا۔ جس بیمار پر پھیرتے وہ اچھا ہو جاتا اور جس مادرزاد اندھے پر پھیرتے وہ بینا ہو جاتا جس گنٹھیہ والے پر پھیرتے وہ چلنے لگتا۔ وہ مقبول الدعاء تھے جس کسی کے کام کے لیے دعا مانگتے وہ ہو جاتا۔[4]

ایک مرید کی فریاد

ان کی خدمت میں ان کا ایک مرید حاضر ہوا اور ان سے کہنے لگا۔ اے میرے سردار! میری مجبوریں ہیں وہ گیارہ سال سے پھل

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 296 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[2] بهجة الاسرار صفحه 296 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[3] بهجة الاسرار صفحه 297, 296 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[4] بهجة الاسرار صفحه 297 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

نہیں دیتیں اور گائیں ہیں جو تین سال سے بچے نہیں جنتی۔ آپ ان کے لیے برکت کی دعا مانگیں۔ آپ نے اس کے لیے دعا مانگی پھر اسی سال اس کی کھجوریں پھل لائیں اور وہ عراق کی عمدہ کھجوروں اور زیادہ پھل لانے والوں میں سے ہوگئیں۔ اس کی گائیں۔ اسی ماہ میں حاملہ ہوئیں۔ حتیٰ کہ وہ اور لوگوں کی گائیوں سے بڑھ کر چوپائیوں والا اور دودھ والا ہوگیا۔ [1]

جیسا مجھے دیا گیا ویسا اسے نہیں دیا گیا

آپ سے کہا گیا کہ فلاں شخص اور ان کے ایک مرید کا نام لیا جو دوسرے شہر میں تھا یہ کہتا ہے کہ

(أُعْطِيتُ مَاأُعْطِيتَ)

جو آپ کو چیز دی گئی ہے وہ مجھے بھی دی گئی ہے۔

آپ نے فرمایا:

(اَلَّذِیْ اَعْطَانِیْ مَاَعْطَاهُ لٰكِنْ لَمْ يُعْطِهٗ مِثْلَ مَااَعْطَانِیْ)

''جس نے مجھے دی ہے اس نے اس کو بھی دی ہے لیکن جیسے مجھ کو دی ہے اس کو نہیں دی''

پھر فرمایا: کہ میں اس کو ایک تیر پھینکتا ہوں۔ ایک گھڑی سر نیچے کیا پھر فرمایا: کہ میں نے اس کو تیر پھینکا ہے جو اس کو لگا ہے ابھی اور پھینکوں گا اور سر نیچے کیا پھر فرمایا: کہ میں نے ایک اور پتھر پھینکا ہے۔ وہ بھی اس کو لگا ہے اور ابھی تیسرا تیر پھینکوں گا۔ اگر وہ اس کو لگ گیا تو بیشک وہ دیا گیا جو مجھ کو دیا گیا ہے اور سر نیچے کیا پھر فرمایا: کہ بیشک وہ مر گیا لوگ جلدی دوڑے گئے پھر اس کو اس کے شہر میں گھر میں مردہ پایا پس میں نے اس پر نماز پڑھی۔ [2]

وضو کر بولنے لگے گا

آپ نے ایک شخص سے ایک دن سنا کہ وہ شعر پڑھتا ہے اور ادھر موذن اذان دیتا ہے۔ آپ نے اس کو چپ رہنے کا حکم دیا تو وہ چپ نہ ہوا پھر آپ نے فرمایا: کہ چپ رہو پھر کلام نہ کر یہاں تک کہ میں تم کو حکم دوں پھر مرد گونگا ہوگیا۔ اس کو بولنے کی طاقت نہ رہی۔ تین دن تک اس کا یہی حال رہا آخر وہ شیخ کی خدمت میں آیا اور توبہ استغفار کرنے لگا۔ آپ نے اس کو فرمایا:

(اِذْهَبْ وَتَوَضَّاءَ) ''جا وضو کر''

اس نے وضو کیا تو کلام کرنے لگا۔ [3]

---

① بهجة الاسرار صفحہ 29.7 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 298 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحہ 298 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

سرمہ لگایا تو فرش سے عرش تک دیکھ لیا

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں شیخ کے سامنے ایک دن حاضر تھا۔ آپ کے پاس ایک سرمہ دانی اور سلائی تھی۔ جس کے ساتھ سرمہ لگایا کرتے تھے۔ میں نے آپ سے درخواست کی کہ مجھ کو اپنے ہاتھ سے سرمہ لگا کر دیں۔ آپ نے ایک سلائی لگا کر مجھے دی تو مجھ کو بڑے بڑے امور دکھائی دینے لگے اور فرش سے لے کر عرش تک مجھ کو دکھائی دینے لگا۔ ①

جو فرمایا ہو گیا

آپ غیب کی بہت سی باتیں بیان کیا کرتے تھے جس بات کی خبر دیتے ویسے ہی ہوتی جیسی انہوں نے خبر دی ہوتی تھی۔ اگرچہ چالیس سال کے بعد کیوں نہ ہو۔ اپنے مریدوں کو ان کے امور جزوی حالات بالتفصیل بیان کر دیا کرتے جب مرید کو خلوت میں بٹھاتے تو اس کو ہر دن طریقت کے منازل میں سے ایک منزل میں اتارتے اس کے تمام احکام اس کے پانے سے پہلے اس کو بتلا دیتے پھر اس کو درجہ بدرجہ بڑھاتے۔ یہاں تک کہ فرماتے کل تم اپنی مراد پالو گے جب وہ مقام وصول تک پہنچ جاتا تو اس سے فرماتے کہ وہ تیرا رب ہے اور یہ تو ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ عراق کے ایک جنگل میں پہاڑ کے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔
شیخ نے فرمایا:

(سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْهُ الْوُحُوْشُ فِی الْقِفَارِ)

''وہ خدا پاک ہے کہ وحشی جانور جنگلوں میں اس کی تسبیح کرتے ہیں۔''

اتنا کہنا تھا کہ بہت سے وحشی آ گئے جنہوں نے جنگل بھر دیا وہ اپنی بولیاں بولتے تھے اور عاشقانہ آوازیں نکالتے تھے۔ شیر، خرگوش اور ہرنوں سے مل گئے تھے۔ ان میں سے بعض آئے اور آپ کے قدموں پر لوٹنے لگے۔

پھر آپ نے کہا

(سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْهُ الطُّيُوْرُ فِیْ اَوْكَارِهَا الرِّيَاحُ الصَّوَاضِعُوْا)

''پاک ہے وہ ذات جس کی تسبیح پرندے اپنے گھونسلوں میں جمع کرتے ہیں۔ اتنے میں ہر ایک قسم کے پرندے آپ کے سر پر ہوا میں جمع ہو گئے''

جنہوں نے میدان بھر لیا اور وہ طرح طرح کی بولیاں بولتے۔ طرح طرح کی آوازیں نکالتے تھے۔ آپ کے قریب ہو گئے یہاں تک کہ آپ کے سر پر جھک پڑے۔

① بهجة الاسرار صفحه 298 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پھر کہا

(سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْهُ الرِّيَاحُ العَوَاصِفِ)

''پاک ہے وہ ذات کہ جس کی تسبیح تیز ہوائیں کرتی ہیں''

پھر ہر طرف سے مختلف ہوائیں چلنے لگیں کہ ان میں سے اکثر میں نے کبھی دیکھی نہ تھیں اور نہ اس سے بڑھ کر نرم اور لطیف چلتی دیکھی تھیں۔ اس کلام سے پہلے وہ نہ چلیں تھیں۔

پھر کہا

(سُبْحَانَ مَنْ سَبَّحَتْهُ الْجِبَالُ الشَّوَامِخِ)

''پاک ہے وہ ذات کہ جس کی تسبیح اونچے پہاڑ کرتے ہیں۔''

تب وہ پہاڑ جس کے نیچے آپ بیٹھے ہوئے تھے ہلنے لگا اور اس سے کئی پتھر نیچے گرے۔ ①

آپ کا اصل نام

آپ قبیلہ اسد سے تھے آپ کا نام جہاں تک مجھے معلوم ہے ''حبیب'' تھا۔ لیکن ان کو باطن میں کہا گیا کہ ''مرحبا عبدالرحمٰن'' تب سے آپ کا نام ''عبدالرحمٰن'' پڑ گیا۔ آپ طفسونج میں رہتے تھے جو کہ عراق میں ایک شہر ہے وہیں آپ بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں ان کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ ②

آپ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے سوار نہ ہوئے

آپ کے بیٹے فرماتے تھے کہ میرے والد جمعہ کے دن اپنے گھر سے نکلے تا کہ خچر پر سوار ہوں اور نماز جمعہ کے لیے جائیں پھر رکاب میں پاؤں رکھا اور نکال لیا اور ایک گھڑی زمین پر ٹھہر گئے پھر سوار ہوئے اور چلے۔ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے اس کا سبب پوچھا جواب دیا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں اس وقت اپنی خچر پر سوار ہونا چاہتے تھے اور جامع مسجد کو جانے کو تھے۔ تب میں نے اس بات کا ارادہ کیا کہ ادب کی وجہ سے سوار ہونے میں مجھے ان سے پیش قدمی نہیں چاہیئے کیونکہ اللہ ﷻ نے ان کو ان کے اہلِ زمانہ پر مقدم کیا ہے۔ ان کے مراتب پر ان کو فضیلت دی ہے۔ ان کے حالات پر ان کو بزرگی دی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن وہ سفر کے ارادہ پر نکلے۔ رکاب میں پاؤں رکھ کر نکال لیا اور اپنے گھر میں چلے گئے پھر میں نے ان سے اس بارے میں پوچھا پھر کہا کہ اے میرے فرزند میں نے زمین میں کوئی جگہ نہ دیکھی کہ جس میں میرا قدم سما سکے پھر طفسونج سے نہ نکلے یہاں تک کہ فوت ہو گئے۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 299، 298 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 299 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ③ بهجة الاسرار صفحه 299,300 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے داماد کا حال بدل دیا

شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ پر جب وقت نزع آیا تو ان کے فرزند نے ان سے کہا کہ مجھ کو وصیت کیجئے انہوں نے فرمایا: کہ میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی عزت کرنا۔ ان کے حکم کو ماننا۔ ان کی خدمت کو لازم کرلو۔

جب وہ انتقال کر گئے تو ان کے فرزند شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بغداد آئے تو شیخ نے ان کی عزت کی اور اپنا خرقہ ان کو پہنایا اور اپنی صاحبزادی کا ان سے نکاح کر دیا۔ وہ علماء کا لباس پہنتے تھے۔ ایک دن شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک فقیر عاشق آیا اور ان کے پاس بیٹھ گیا۔ ان کی آستین کو پلٹانے لگا اور کہنے لگا یہ آستین شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کی نہیں یہ تو ابن ھبیرہ یعنی وزیر کی آستین ہے۔ تب وہ کھڑے ہوئے اپنے گھر کی طرف گئے اپنے کپڑے اتارے اور ٹاٹ پہن لیا۔ بغداد سے نکل گئے اور کسی کو ان کی خبر نہ ہوئی کہ کدھر گئے پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے کچھ مدت کے بعد اپنے اصحاب میں سے دو مریدوں کو کہا کہ تم عبادان کی طرف جاؤ۔ تم اس میں شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند کو پاؤ گے۔ جب تمہاری نظر اس پر پڑے تو وہ تمہارا معتقد ہو جائے گا اس کو میرے پاس لے آؤ۔

جب وہ دونوں ''عبادان'' میں پہنچے ان کی بابت وہاں کے ایک رہنے والوں سے پوچھا جو کہ دریا کے کنارہ پر رہتے تھے اس نے کہا کہ وہ ہر روز دریا کی طرف آتا ہے اور وضو کرتا ہے۔ ان کی آواز شیر کی آواز ہوتی ہے قریب ہے کہ دریا ان کی ہیبت سے بیقرار ہو جائے ہم تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ اسی طرز پر وہ آئے۔ جب انہوں نے دیکھا تو کہنے لگے کہ تم نے مجھے اس شخص کا قیدی بنا دیا ہے جس نے تم کو بھیجا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ ''شیخ عبدالقادر'' کی بات مانو۔ انہوں نے کہا بسر و چشم۔

وہ دونوں چلتے تھے اور وہ ان کے پیچھے چلتے۔ جب یہ چلتے تھے تو وہ بھی چلتے اور جب یہ بیٹھتے تھے وہ بھی بیٹھتے۔ یہاں تک کہ ان کو بغداد میں لے آئے پھر وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سر جھکا کر ادب سے بیٹھ گئے۔ شیخ نے ان کا ٹاٹ اتار دیا اور ان کے کپڑے ان کو پہنا دیئے اور ان کی بیوی کے پاس پہنچا دیا۔ [1]

(13) شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین و بڑے صدیقین میں سے ہیں۔ صاحب احوال نفیسہ، مقامات جلیلہ، کرامات روشنہ، افعال خارقہ، معارف روشنہ، حقائق عالیہ، اشارات لطیفہ، معارف شریفہ تھے۔ تمکین میں ان کا مکان عالی اور قرب میں مقام بلند، کشف میں لمبا ہاتھ تصریف میں مضبوط قدم ہے۔ [2]

آپ کا مقام و مرتبہ

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو خدا عزوجل نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے احوال میں قدرت دی

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 300 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 300 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ہے۔آنے والی چیزوں کو ان کے لیے ظاہر کیا ہے۔موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ان کے لیے بڑی پوری مقبولیت اور دلوں میں بڑی ہیبت دی ہے وہ ان چاروں میں سے ایک ہیں جن کا نام "براۃ" رکھا گیا ہے۔جس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

ان کی شان وعظمت

شیخ محی الدین شیخ الاسلام عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ان کی شان کو بڑھاتے تھے اور فرماتے:

(كُلُّ مَشَائِخِ اُعْطُوْا بِالْكَيْلِ اِلَّا الشَّيْخَ بَقَابِنْ بَطُوْا فَاِنَّهٗ اُعْطِيَ جَزَافًا)

''تمام مشائخ کو ناپ کر دیا گیا ہے مگر شیخ بقا بن بطو کو بغیر ناپ دیا گیا ہے۔''

نہر الملک اور اس کے آس پاس زہد علم الاحوال امور صادقین کے مشکلات کا کشف ان تک منتہی ہوا ہے۔بہت سے صلحاء ان کے شاگرد تھے۔مشائخ وعلماء وغیرہ ان کی عزت کرتے تھے ہر شہر سے ان کی زیارت ونذروں کا قصد کیا جاتا تھا۔شیخ ابوزکریا یحیٰی بن یوسف صرصری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔[1]

فقیر کے بارے کلام

فقیر صادق کی تعریف وہ ہے کہ جو اللہ سبحانہ نے فرمائی ہے

﴿وَمَنْ يُّوْقَ شُحَّ نَفْسِهٖ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾

''جو لوگ اپنے نفس کے بخل سے بچائے گئے وہ فلاح پانے والے ہیں۔''[2]

اس کی صفت وہ ہے کہ اللہ عزوجل نے فرمائی

﴿وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ﴾

''وہ اپنے نفسوں پر (اوروں کو) ترجیح دیتے ہیں۔اگرچہ ان کو خود احتیاج ہو''[3]

اس کی علامت یہ ہے کہ جو کہ اللہ عزوجل نے فرمائی ہے۔

﴿لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ﴾

''تاکہ تم اپنی فوت شدہ چیزوں پر افسوس نہ کھاؤ اور جو تم کو ملے اس پر خوش نہ ہو''[4]

اپنے نفس سے لوگوں سے انصاف کر اور نصیحت اپنے غیروں سے قبول کر تو مرتبہ کی بزرگی پائے گا۔

---

① اس قصیدہ کے چند اشعار بهجة الاسرار صفحہ 301 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان پر ملاحظہ کیے جاسکتے ہیں۔(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② پارہ 28 الحشر 9

③ پارہ 28 الحشر 9

④ پارہ 27 الحدید 23

جو شخص اپنے دل میں کوئی جھڑ کنے والا نہ پائے تو وہ خراب ہے جب دل شہوات سے تسلی پائے تو وہ تندرست ہے۔
جو شخص اپنے نفس پر اللہ ﷻ سے مدد نہیں مانگتا تو نفس اس کو پچھاڑے گا اور جو شخص کہ مبتدیوں کے آداب پر قائم نہیں تو اس کو منتہیوں کے مقامات کا دعویٰ کیسے درست ہے؟ [1]

آپ نے دیکھا تو رعشہ آ گیا

ابوذکریا یحییٰ بن محمد دوری مرتعش رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے ان کے رعشہ کی نسبت دریافت کیا کہ کیا یہ مرض ہے یا اس کا کوئی سبب ہے؟
انہوں نے کہا کہ میں ایک دن ہوا پر اڑا جا رہا تھا۔ شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کے گاؤں پر سے گزرا تو ایک شخص کو کوڑے پر بیٹھا ہوا دیکھا میں نے کہا اے شخص! جو کہ کوڑے پر بیٹھا ہوا ہے یہاں سے اٹھ کیونکہ کوڑوں پر وہی بیٹھتا ہے جس کو صدر و مراتب کا مرتبہ حاصل ہو۔ تب اس شخص نے اپنا سر اوپر کو اٹھایا اور میری طرف دیکھا تو وہ شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ نکلے اور مجھے ان کی ہیبت و نگاہ سے رعشہ پڑ گیا۔ [2]

آپ کے سامنے بولا تو سزا ملی

ابوذکریا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ایک دن شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ کرامات اولیاء کا بیان کر رہے تھے اور آپ کے پاس ایک شخص صاحب احوال و کشف بیٹھا ہوا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ ہمارے زمانہ میں بعض ایسے شخص ہیں کہ اگر کنوئیں سے پانی نکالے تو ڈول میں اس کے لیے سونا نکل آئے اور جب کسی طرف متوجہ ہو تو اس کو سونا دیکھے اور جب کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگے تو کعبہ کو اپنے سامنے دیکھے اور اس شخص کا بھی حال تھا۔ تب اس کی طرف شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا پھر سر نیچے کر لیا تو اس کا تمام حال جاتا رہا اور جو اس کو مشاہدہ ہوتا تھا یا وہ پاتا تھا سب چھپ گیا تب وہ شیخ کی طرف استغفار کرتا ہوا آیا تو شیخ نے فرمایا: کہ جو گزر گیا وہ نہیں لوٹتا۔ [3]

تمہاری زبانیں سدھیں ہمارے دل سدھے

تین فقہا آپ کے ملنے کو آئے اور آپ کے پیچھے انہوں نے عشاء کی نماز پڑھی آپ نے اس قسم کی قرأت نہ پڑھی جیسے کہ فقہا چاہتے تھے۔ انہوں نے شیخ کے بارے میں بدگمانی کی۔ رات کو ایک گوشہ میں پڑ کر سو رہے تینوں رات کو جنبی ہو گئے۔ حجرہ کے دروازہ پر جو نہر تھی۔ اس کی طرف نکلے اور اس میں نہانے کے لیے اترے تب ایک بڑا شیر آیا اور ان کے کپڑوں کو پکڑ لیا۔ وہ رات بھی سردی کی تھی۔ انہوں نے اپنے مرنے کا یقین کر لیا۔
پھر شیخ اپنے حجرہ سے نکلے تو شیر آ کر آپ کے پاؤں پر لوٹنے لگا؟ شیخ اس کو اپنی آستین سے مارنے لگے اور اس سے کہا کہ تو

---

① بهجة الاسرار صفحه 301،302 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 302 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 302 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ہمارے مہمانوں کے کیوں درپے ہوا کرتا ہے۔ اگر چہ وہ ہم سے بدگمان ہوں پھر شیر تو چلا گیا اور فقہاء پانی سے نکلے اور آپ سے معافی مانگنے لگے۔ آپ نے ان سے کہا

(اَنْتُمْ اَصْلَحْتُمْ اَلْسِنَتَکُمْ وَنَحْنُ اَصْلَحْنَا قُلُوْبَنَا)

''تم نے اپنی زبانوں کی اصلاح کی ہے اور ہم نے اپنے دلوں کو درست کیا ہے۔''[1]

آگ سے کہا بجھ جا

آپ کے گاؤں میں ہولناک آگ لگ گئی اور وہ اس کے تمام اطراف میں پھیل گئی اور اڑ گئی۔ تب آپ آگ اور ان مواضع کے درمیان کھڑے ہو گئے کہ جہاں ابھی نہ لگی تھی اور فرمایا: کہ اے آگ! یہاں تک رہو اور بجھ جا۔ پس آگ وہیں اسی وقت بجھ گئی۔[2]

جہاں چاہتے پانی برستا

ایک دن آپ اپنی زمین کو پانی دینے کے لیے نکلے اس وقت آپ کے پاس کوئی آدمی آپ کے مریدین میں سے نہ تھا۔ آپ میں ضعف کی وجہ سے اتنی طاقت نہ تھی کہ نہر سے پانی کو اپنی زمین کی طرف پھیریں۔ آپ نے خلا کی طرف دیکھا اس میں حالانکہ کوئی بادل نہ تھا لیکن ایک بادل مغرب کی جانب سے آیا یہاں تک کہ آ کر ان کے سر پر کھڑا ہو گیا اور خاص ان کی زمین پر برسنے لگا اور یہ حال ہوا کہ جو زمین کا ٹکڑا پانی کا محتاج ہوتا۔ آپ پھرتے بادل اسی کی طرف جا کر اس کو سیراب کر دیتا کہ جب آپ کی تمام زمین سیراب ہو گئی اور آپ بیٹھ گئے پھر بادل بھی چلا گیا اور بارش موقوف ہو گئی۔[3]

آپ کے کہنے پر کشتی ڈوبنے لگی

ایک دن آپ نہر الملک کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں ایک کشتی گزری جس میں لشکر تھا اور ان کے ساتھ شراب میوے آراستہ عورتیں بچے اور گانے والے تھے۔ وہ نہایت لہو و سرکشی میں جا رہے تھے۔ شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ نے ملاح سے کہا کہ خدا سے ڈر اور کشتی کو جنگل کی طرف لا۔ اس نے آپ کی بات پر توجہ نہ کی۔

پھر آپ نے فرمایا: اے نہر مسخر، ان بدکاروں کو پکڑ تب تو پانی ان پر چڑھ گیا۔ حتیٰ کہ کشتی تک پہنچ گیا اور لگے ڈوبنے پھر وہ سب شیخ کے سامنے چلانے لگے اور علانیہ توبہ کا اظہار کیا پھر پانی اپنے حال پر آ گیا اور ان کی توبہ اچھی ہو گئی اس کے بعد وہ اکثر آپ کی زیارت کو حاضر ہوا کرتے۔[4]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 302 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 302 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 302,303 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 303 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آپ کا وصال

آپ باب نوس میں رہتے تھے جو کہ نہر الملک کا ایک گاؤں ہے آپ نے وہیں قریب 553ء کے انتقال فرمایا:۔ آپ کی عمر تقریباً 80 سال کی ہوگئی تھی۔ آپ کی قبر وہیں ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے آپ بڑے کریم بڑے بزرگ خوبصورت تھے۔ اخلاق میں بڑے شریف تھے۔ خوبیوں میں بڑے کریم تھے۔ ①

کبھی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ڈرتے اور کبھی شیخ بطو رحمۃ اللہ علیہ

شیخ ابوبکر احمد بن شیخ ابو الغنائم اسحاق بن بطو نہر الملکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ میرے بھائی شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کرتے تھے اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی ہیبت سے کانپتے تھے اور خون ڈالتے تھے پھر ایک سال کے بعد میرے بھائی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جاتے تھے پھر میرے بھائی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی ہیبت سے کانپتے تھے اور خون ڈالتے تھے یہ خدا کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ عزوجل بڑے فضل والا ہے۔ ②

اولیاء شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ میں جھاڑو لگاتے

شیخ ابو عمرو عثمان صریفینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ کی طرف آتے تھے۔ ان کے دروازہ پر جھاڑو دیا کرتے تھے اور چھڑکاؤ کرتے تھے۔ ان کی خدمت میں بغیر اذن کے نہ جاتے اور جب ان کی خدمت میں جاتے پھر آپ ان سے کہتے بیٹھ جاؤ۔ وہ کہتے کہ کیا ہمارے لیے امان ہے؟ تو آپ فرماتے کہ ہاں امن ہے پھر وہ سب ادب کے ساتھ بیٹھ جاتے اور جو ان میں سے حاضر ہوتا اور شیخ سوار ہوتے پھر وہ غاشیہ آپ کے سامنے لا دیتا اور چند قدم شیخ کے ساتھ چلتا۔ آپ ان کو اس کام سے منع فرماتے پھر وہ کہتے کہ بِمِثْلِ هٰذَا نَتَقَرَّبَ اِلَى اللّٰهِ ان باتوں سے ہم خدا کی طرف تقرب چاہتے ہیں۔ ③

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی چوکھٹ کو چومنا

راوی کہتا ہے کہ میں اکثر عراق کے ان مشائخ کو دیکھا کرتا تھا جو کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے معاصر تھے۔

(اِذَا وَصَلُوْا اِلَى الْمَدْرَسَةِ اَوْ رِبَاطَةِ قَبَّلُوْا الْعَتَبَةَ)

---

① بهجة الاسرار صفحه 303 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 303 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 303 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

''جب مدرسہ کے دروازہ پر یا سرائے کے دروازہ پر پہنچتے پھر چوکھٹ کو چومتے۔''[1]

اور بغداد کے اکابر سے جو میں نے اس مطلب میں سنا ہے یہ شعر ہیں۔

تَزَاحِمَ تِيجَانُ الْمُلُوْكِ بِبَابِهٖ
وَيكثر فِيْ وَقْتِ السَّلَامِ اَذْ دِحَامِهَا

⊙ ''بادشاہوں کے تاج اس کے دروازہ پر ہجوم کرتے ہیں۔ سلام کے وقت ان کا ہجوم بہت ہوتا ہے۔''

اِذَا عَايَنَتْهٗ مِنْ بَعِيْدٍ ترجلت
وَاِنْ هِيَ لَمْ تَفْعَلْ تَرَجل هَامهَا

⊙ ''جب کہ اس کو دور سے دیکھتے ہیں پھر پیادہ پا ہو جاتے ہیں اور اگر وہ ایسا نہ کریں تو ان کے پیر پیادہ پا ہو جاتے ہیں۔''[2]

(14) شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارفین اور ائمہ محققین میں سے ہیں۔ بزرگ اخلاق اور عمدہ صفات میں ان کا ہاتھ روشن تھا۔ وہ ان چاروں میں سے ایک ہیں۔ جن کا نام براء ۃ ہے۔ وہ معتبرین فقہاء اور مفتی علماء میں سے ایک ہیں۔ اپنے شہر اور اس کے آس پاس کے مفتی تھے۔[3]

آپ کا مقام و مرتبہ

ان کی صحبت میں بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابو الحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد مدینی رحمۃ اللہ علیہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ شیخ مبارک بن علی حملی رحمۃ اللہ علیہ شیخ محمد بن علی فیدی رحمۃ اللہ علیہ بڑے بڑے بزرگ جن کے احترام پر اجماع منعقد ہوا ہے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا اور ان کے دلوں میں ان کی مقبولیت تام اور ہیبت عظیمہ ڈال دی تھی۔ ان کو وجود میں اللہ عزوجل نے تصرف دیا تھا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا تھا۔ ان کے ہاتھ پر خرق عادات کیا تھا۔ اہل

---

[1] اس فرمان سے وہ لوگ اپنے طرز عمل پر غور کریں کہ کوئی مسلمان کسی ولی اللہ کے مزار کی چوکھٹ کو بوسہ دے لے تو وہ بغیر تحقیق و تاویل کے فوراً شرک کا فتویٰ جاری کر کے مسلمانوں کی تعداد کو کم کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ ان شاء اللہ تا قیامت ایسے مسلمانوں کی تعداد بڑھے گی کم نہ ہوگی۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 304 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 304 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

طریقت کے لیے ان کو حجت وامام بنایا تھا قیلویہ میں بڑی بلند کرسی پر بیٹھ کر علوم شرائع وحقائق کو بیان کرتے تھے ان کی مجلس میں مشائخ وعلماء حاضر ہوا کرتے تھے۔ اس امر کی ریاست وجلالت ان تک منتہی ہوتی۔ ان کی طرف زیارات ونذروں کا قصد کیا گیا۔ ①

آپ کا عارفانہ کلام

علوم حقائق میں ان کا بلند کلام تھا اس میں سے یہ ہے فقیر کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور کوئی شے اس کی ملک نہیں ہوتی۔ اس کا دل میل سے پاک ہوتا ہے ہر ایک کے لیے اس کا سینہ صحیح وسالم ہوتا ہے اس کا نفس سخاوت وایثار کی جوانمردی کرتا ہے

اور تصوف ایسے لوگوں کے لیے ہے کہ دیئے گئے حتیٰ کہ فراخی کرنے لگے اور منع کئے گئے واصل میں حتیٰ کہ گم ہو گئے پھر اس کے اسرار قرب کے ساتھ پکارے گئے پھر انہوں نے کہا لبیک (یعنی خداوند ہم حاضر ہیں)

تصوف کا معنی یہ ہے کہ اپنے غیر سے بیزاری ماسوائے تخلیہ حسن ارادہ ہر ایک روش وخلق میں داخل ہونا اور ہر نکمے وصف سے نکل جانا مراقبہ احوال ہر سانس میں لزوم ادب خدا کی طرف نظر مٹانا اور تکلف کو دور کرنے کے ساتھ متوجہ ہونا توکل یہ ہے کہ مضمون پر بھروسہ کرنا احکام بجالانا دل کی مراعات دونوں جہاں سے علیحدگی حق وصدق سے چمٹنا وجد کے اشارات کے ساتھ لوگوں سے چھیننا شمائل قصہ کے ساتھ موجودات سے خفیہ رہنا ہے۔ ②

توحید کے بارے کلام

توحید یہ ہے کہ ایسی ذات کے مشاہدہ سے جو کہ ہر نقص سے پاک ہے۔ موجودات سے چشم پوشی کرنا۔ عارف وحدانی الذات ہے جس کو کوئی قبول نہیں کرتا نہ وہ کسی کو قبول کرتا ہے۔ تمام احوال کی بنیاد تین خصلتوں پر ہے۔ ① فقر واحتیاج سے تمسک ② سخاوت وایثار کی عادت۔ ③ تعرض واختیار کو چھوڑ دینا۔ ③

صادق وکاذب کی علامت

اپنے طریقہ میں صادق کی علامت یہ ہے کہ غنی ہونے کے بعد محتاج ہو جائے۔ عزت ملنے کے بعد ذلیل ہو، شہرت کے بعد گم نام ہو جائے اور اپنے دعوئ میں جھوٹے کی علامت یہ ہے کہ فقر کے بعد غنی ہو۔ ذلت کے بعد عزیز ہو۔ خفا کے بعد مشہور ہو اور جب تو کسی شخص کو دیکھے کہ طمع کی زیادتی کو ادب۔ اخلاص حق سے نکلنے کو شطح اور برائیوں سے لذت حاصل کرنے کو اچھا، خواہش کی اتباع کو ابتلاء اور دنیا کی طرف رجوع کرنے کو وصول بدخلقی کو صولت، بخل کو بہادری، سوال کرنے کو عمل کہتا ہے پھر اس نے بیشک ارکان طریقت کو گرا دیا۔ اس کے آثار کو مٹا دیا۔ اس کے راستوں کو بدل دیا۔ اس کے معانی کو متغیر کر دیا۔ اللہ ﷻ کی نظر سے گر گیا اور

---

① بهجة الاسرار صفحه 304 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 305 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 305 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ ان اشعار کو پڑھا کرتے تھے:

لِیْ حَبِیْبٌ اَزُوْرُ فِی الْخَلَوَاتِ

حَاضِرٍ غَائِبٍ عَنِ اللَّحَظَاتِ

''میرا ایک حبیب ہے کہ جس کی میں خلوتوں میں زیارت کرتا ہوں۔ وہ حاضر ہے اور اشارات سے غائب ہے۔''

مَاتَرَانِیْ اُصْغِیْ اِلَیْهِ بِسِرِّیْ

کَیْ اَوْعِیْ مَایَقُوْلُ مِنْ کَلِمَاتٍ

''مجھے تو نہیں دیکھتا کہ اس کی طرف اپنے باطن سے کان لگاؤں تا کہ میں اس کے کلمات جو کہتا ہے یاد رکھوں۔''

حَاضِرٌ غَائِبٌ قَرِیْبٌ بَعِیْدٌ

وَهُوَ لَمْ تَحْوِهٖ رُسُوْمُ الصِّفَاتِ

''وہ حاضر ہے غائب ہے قریب ہے بعید ہے اور اس کو رسوم صفات گھیرتی ہے۔''

هُوَ اَدْنٰی مِنَ الضَّمِیْرِ اِلَی الْوَاهَمْ

وَاَخْفٰی مِنْ لَائِحِ الْخَطَرَاتِ

''وہ دل سے وہم کی طرف زیادہ قریب ہے اور خطرات کے اشارہ سے زیادہ مخفی ہے۔''[1]

رافضیوں کا امتحان لینا

آپ کے پوتے نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قیلویہ میں کرسی پر بیٹھ کر وعظ کر رہے تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس دو صندوق جن پر مہر لگی ہوئی تھی لائے گئے آپ نے قطع کلام کر کے ان لوگوں کو جو لائے تھے۔ فرمایا: کہ تم رافضی ہو تم اس لیے لائے ہو کہ میرا امتحان کرو کہ ان میں کیا چیز ہے؟ پھر آپ اتر آئے اور ان میں سے ایک کو کھولا تو اس میں ایک لڑکا تھا جس کو گنٹھیہ تھا پھر آپ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور کہا کھڑا ہو جا۔ وہ کھڑا ہو کر پھرنے لگا پھر دوسرے کو کھولا وہ تندرست تھا۔ وہ کھڑا ہونے لگا پھر آپ نے اس کے سر کے بالوں کو پکڑ کر فرمایا: کہ بیٹھ اس کو گنٹھیہ ہو گیا پھر وہ جماعت سب آپ کے ہاتھ پر رفض سے تائب ہوئی اور قسم کھانے لگے کہ ان کا حال سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی جانتا نہ تھا۔[2]

تم کھانا نہ کھاؤ اور خود کھالیا

راوی کہتا ہے کہ بعض لوگوں نے آپ کو دعوت کے لیے بلایا آپ اس طرف گئے۔ آپ کے ساتھ کچھ لوگ تھے ان میں سے

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 305 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
② بھجۃ الاسرار صفحہ 306 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ایک میں بھی تھا۔ تب ہمارے سامنے بہت سا کھانا ہر ایک قسم کا رکھا گیا۔ میرے والد نے ہم کو منع کیا کہ مت کھاؤ پھر میرے والد نے وہ تمام کھانا کھالیا۔ جب وہ لوٹے تو ہم ساتھ تھے اور جب قیلویہ میں پہنچے تو آپ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میں نے تم کو اس کھانے سے اس لیے منع کیا تھا کہ وہ کھانا حرام تھا پھر آپ نے سانس لیا اور منہ یا ناک سے ایک بڑا دھواں ستون کی طرف نکالا اور وہ اوپر کو چڑھ گیا یہاں تک کہ ہماری آنکھوں سے غائب ہو گیا۔ آپ نے کہا کہ یہ جو تم دیکھتے ہو وہی کھانا تھا جو کہ میں نے کھایا تھا۔ ①

بیمار کی عیادت کرتے تو اسی دن تندرست ہو جاتا

حضرت ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ بڑے مشائخ اور صاحب خرق عادت تھے۔ جس امر کی دعا کرتے وہ ہو جاتا اور جس مریض کی عیادت کرتے اگر اس کی عمر ہوتی تو اسی دن اچھا ہو جاتا جس دل خراب کی طرف دیکھتے وہ آباد ہو جاتا اور جس آباد دل کی طرف غضب کی نگاہ سے دیکھتے تو وہ خراب ہو جاتا میں ان کے ساتھ ایک دن زوال کے وقت قیلویہ کے میدان میں تھا پھر آپ ایک پتھر پر چڑھ گئے اور اذان دی جب اَللّٰهُ اَكْبَر کہا تو اس پتھر کے پانچ ٹکڑے ہو گئے اور یوں خیال آتا تھا کہ ان کی تکبیر کی ہیبت سے زمین کانپ اُٹھے گی۔ ②

انار تو میٹھا ہے

راوی کا بیان ہے ایک دن میں آپ کی خدمت میں قیلویہ میں تھا۔ ان کی طرف انار کچھ میٹھے اور کچھ کھٹے تحفہ میں آئے۔ آپ نے حاضرین پر ان کو تقسیم کر دیا مجھے بھی ایک دیا جب میں نے توڑا تو وہ بہت کھٹا تھا۔ میں نے دل میں کہا کاش میٹھا ہوتا تو اچھا تھا تب شیخ نے مجھے فرمایا: کہ مجھ کو دو میں نے وہ آپ کو دے دیا۔ آپ نے اس کو اپنے ہاتھ میں ادھر ادھر پلٹایا اور اس میں سے کھایا اور فرمایا:

(هَاهِيَ حَلْوَةٌ)

''یہ تو میٹھا ہے''

(فَذُقْتُهَا فَاِذَا هِيَ شَدِيْدَةُ الْحَلَاوَة)

''جب میں نے چکھا تو وہ نہایت شیریں تھا''③

---

① بهجة الاسرار صفحه 306 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان اس واقعہ سے بظاہر یہ لگتا ہے کہ حرام کھانا لوگوں کو نہ کھانے دیا اور خود کھا گئے۔ لہٰذا اس واقعے کی تاویل یہ کی جا سکتی ہے کہ آپ نے اس کھانے کو تقویت بدن بننے سے پہلے خارج کر دیا۔ واللہ اعلم یا پھر ایسی صورت ہو گی جس میں ان کے لیے اجازت ہو اور باقی کے لیے ممانعت۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 306 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 306 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

دیکھا تو ٹوٹا لوٹا جڑ گیا

شیخ عارف ابوالحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میرے سردار شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن قضائے حاجت کے لیے نکلے اور میں ان کے پیچھے لوٹا پانی کا بھرا ہوا لے کر نکلا۔ اتنے میں میرے پاس سے لوٹا گرا اور ٹوٹ گیا اس کے اجزا متفرق ہوگئے اس کے سوا ہمارے پاس اور کوئی لوٹا نہ تھا نہ وہاں پانی تھا پھر شیخ آئے اور آپ نے نہ تو اس کو ہاتھ سے درست کیا اور نہ اس پر ہاتھ پھیرا اور میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوٹا صحیح سالم ہے اور پانی سے بھرا ہوا ہے جیسا کہ پہلے تھا۔ ①

ایک سیب جاتے کھایا دوسرا آتے ہوئے

شیخ محمد بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ میں نے اپنے شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ سے دمشق کی طرف جانے کی اجازت مانگی پھر آپ نے اجازت دی مجھ کو دو سیب دیئے اور فرمایا: ایک کو اپنے جاتے ہوئے میں کھاتے جانا اور ایک کو واپسی کے وقت ان دونوں کے سوا اور کچھ نہ کھانا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان میں سے ایک سیب عراق سے دمشق تک جاتے میں تمام راہ میں میرا زادراہ تھا جب مجھے بھوک معلوم ہوتی اس میں سے پیٹ بھر کر کھالیتا اور اس کے تمام کھانے کی مجھے قدرت نہ ہوتی اور جب میں دوبارہ کھانے لگتا تو وہ بالکل ثابت ہوتا گویا کہ کسی نے اس کو چھوا تک نہیں۔ جب میں دمشق میں پہنچ گیا تو پھر میں نے سب کھالیا اور دوسرا سیب دمشق سے عراق تک میرا زادراہ اسی طرح ہوا جیسا کہ اس کے بھائی (سیب) کا حال میں نے بیان کیا ہے۔ ②

آپ کا وصال وحال

شیخ ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ابوالعباس خضر علیہ السلام اکثر آیا کرتے تھے۔ آپ ''قیلویہ'' میں رہتے تھے جو کہ نہر الملک کے دیہات میں سے ایک قریہ ہے بغداد کے قریب آپ نے وہیں 557ھ کے قریب اندازاً انتقال کیا۔ آپ کی عمر بڑی ہوگئی تھی وہیں قبر ظاہر ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے آپ شریف النسب امام حسین رضی اللہ عنہ شہید نواسہء رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں سے تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اور چادر پہنتے تھے اور خچر پرسوار ہوتے تھے۔ عمدہ عادات والے بارونق خوبیوں والے شریف الاخلاق تھے۔ ③

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے بیٹے کو وصیت فرمائی

ابوحفص عمر بن شیخ ابوالخیر سعید بن شیخ ابوسعد قیلوی ④ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 306,307 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

② بہجۃ الاسرار صفحہ 307 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

③ بہجۃ الاسرار صفحہ 307 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

④ یہ لفظ اصل میں قَیْلُوِیہ ہے جس کی طرف آپ منسوب ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

والد رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت آیا تو میں نے کہا آپ مجھ کو وصیت کریں تو آپ نے فرمایا:

(یَابُنَیَّ بِحِفْظِ حُرْمَةِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ)

''اے فرزند عزیز! میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی عزت کیا کرنا''

تب ان سے شیخ محمد بن مدینی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

(یَاالشَّیْخُ اَخْبِرْنَاعَنْ حَالِ الشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ)

''اے میرے سردار! ہم کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا حال بتاؤ''

پھر فرمایا:

(اَلشَّیْخُ مُحْیُ الدِّیْنِ رِیْحَانَةُ اَسْرَارِ الْاَوْلِیَاءِ فِیْ هٰذَا الزَّمَانِ وَاَقْرَبُ اَفْضَلُ الْاَرْضِ اِلَی اللّٰهِ وَاَصْبَحُ اِلَیْهِ فِیْ هٰذَاالْعَصْرِ)

''شیخ محی الدین اس زمانہ میں اسرارالاولیاء کے پھول ہیں اور اس زمانہ میں لوگوں میں سے خدا کے زیادہ قریب اور خدا کے زیادہ دوست ہیں''

وہ کہتے ہیں جب ان کا انتقال ہوا تو میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے میری عزت کی اور مجھ کو قمیض و عمامہ اور طرحہ پہنایا۔ پس وہ اس کو پہنتے تھے بحالیکہ وہ اپنے والد کے مرید اور شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مرید ہیں۔ [1]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے اولیاء اللہ کلام نہ کرتے

حضرت ابوعبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس بن خضر حسنی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میرے والد نے فرمایا میں نے عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے جو کہ عراق کے تاج تھے یعنی شیخ ابومسعود مدلل، شیخ عمر بزار، شیخ ناصرالدین بن قائدالاوانی رحمہم اللہ سے سنا وہ سب فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ باب ازج کے دروازہ پر جمع ہوئے پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم بولو۔ انہوں نے کہا کہ میں آپ کے سامنے کیسے بولوں؟

پھر شیخ بقا رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم کلام کرو۔ انہوں نے بھی کہا کہ آپ کے سامنے کیسے بولوں؟

پھر شیخ ابوسعد رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تم بولو۔ انہوں نے تھوڑا سا کلام کیا اور چپ ہو گئے اور کہا کہ میں نے کلام اس لیے کیا کہ آپ کے حکم کی تکمیل ہو اور آپ کی بزرگی کے لیے چپ ہو گیا پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے علوم حقائق میں وہ کلام کیا کہ جس کو حاضرین نے بڑا سمجھا پھر ان حضرات نے آپ سے قوال کے بارے میں اجازت مانگی پھر آپ نے اجازت دی تو پڑھنے والے نے اشعار پڑھے:

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 307 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

پس پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ میں سے ہوا پر اڑ گئے اور ہوا میں چکر لگاتے رہے یہاں تک کہ گھر کے اوپر سے نکل گئے لوگ مدرسہ کی طرف گئے تو وہاں آپ کو پایا۔ ①

(15) شیخ مطر باذرالی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے مشائخ اور عارفین کے سرداروں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کر دیا ہے اور موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے احوال کی ان کو قدرت دی ہے مغیبات سے ان کو گویا کیا ہے۔ ان کے لیے آئندہ آنے والی چیزوں کو ظاہر کر دیا ہے موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کر دیا ہے ان کی زبان پر فوائد جاری کر دیے۔ طالبین کو پیشوائی کے لیے ان کو مقرر کیا۔ ②

آپ کا مقام ومرتبہ

ان کے شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ وہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے اور ان کی فضیلت پر لوگوں کو متنبہ کرتے تھے۔ ان کے بارے میں فرماتے تھے کہ ''شیخ مطر'' میرے حال ومال کے وارث ہیں۔ وہ ان کے خاص اصحاب اور خدام میں سے تھے۔ ان کو "کوہ راسخ'' کا لقب دیا ہوا تھا اور ان کو شیخ فرماتے تھے اور یہ کہا کرتے تھے 'یا شیخ مطر باد ر" اور اس کے 'علاقہ'' میں مریدین محققین کی تربیت میں اس طریق کی ریاست تم پر منتہی ہے۔ عراق کے بڑے بڑے لوگوں نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ تمیم حلاوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعز نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ۔

یہ وہ شیخ ابوالکرم رحمۃ اللہ علیہ ہیں جنہوں نے تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کو پایا ہے لیکن انہوں نے شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ کر دیا تھا۔ اہلِ طریق کی ایک جماعت نے ان کی شاگردی کی ہے اور صلحاء کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے مشائخ واولیاء ان کی عزت کرتے تھے ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ ان کے مرتبہ کو برقرار رکھتے تھے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا تھا۔ احوال قوم کے مشکلات ان سے حل ہوتے تھے وہ دانا، خوب صورت، متواضع، کریم، باادب تھے۔ ان کے حال پر سکر غالب تھا۔ ③

کھیتوں کو نقصان سے بچالیا

شیخ صالح ابوبکر محمد بن شیخ عوض بن سلامۃ بغدادی صوفی رحمۃ اللہ علیہ کہا میرے والد نے کہا کہ میں بادرای میں گزرا۔ وہاں بڑے ٹڈی دل کو دیکھا جس نے کہ کنارہ آسمان کو بند کر دیا تھا آگے آگے ایک شخص تھا جو کہ مکڑی پر سوار تھا۔ بلند آواز سے پکارتا تھا:

(لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ)

---

① بهجة الاسرار صفحه 308 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 308 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 309-308 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

"اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"

(كُلُّ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ)

"ہر نعمت اللہ کی طرف سے ہے"

اور بکری جدھر وہ جاتا تھا اس کے پیچھے جاتی تھی۔ تب شیخ مطر رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرہ سے باہر نکلے اور پکارا

(يَامِنْ جُنُوْدِ اللّٰهِ اِرْجِعِي مِنْ هُنَا حَيْثُ جِئْتَ)

"اے خدا کے جنود جدھر سے آئے تھے ادھر ہی چلے جاؤ"

پھر تمام بکریاں الٹے پاؤں چلی گئیں اور وہ شخص ہوا سے عقاب کی طرح اترا یہاں تک کہ شیخ کے سامنے آ گرا۔ شیخ نے اس سے کہا جا چلا جا پھر وہ شخص ہوا پر اس طرح اڑا۔ جس طرح تیر کمان سے چھوٹتا ہے اور بلاد عراق میں بکری گر پڑی۔ جس کو لوگوں نے پکڑ لیا اور چھ روز تک کھاتے رہے تب شیخ نے کہا کہ اس بکری کا ارادہ تھا کہ کھیتوں اور حیوانوں کو ہلاک کرے۔ میں نے اللہ ﷻ سے درخواست کی کہ میں اس کو لوٹا دوں تب مجھ کو اس نے اجازت دی۔ [1]

آپ نصرانی کو دیکھتے تو وہ مسلمان ہو جاتا

شیخ مطر بادرائی رحمۃ اللہ علیہ مشائخ عراق کے بڑوں میں سے تھے۔ ان کی نگاہ جس نافرمان پر پڑتی وہ مطیع ہو جاتا تھا۔ اگر بھولے بھٹکے پر پڑتی تو وہ بیدار اور ہوشیار ہو جاتا تھا جو یہودی نصرانی آپ کے پاس آتا وہ مسلمان ہو جاتا اور جو زمین افتادہ ہوتی اس پر گزرتے تو وہ سبزہ زار ہو جاتی اور جس شے پر برکت یا خیر برکت کی دعا مانگتے اس کے آثار ظاہر ہو جاتے۔ [2]

ایک دیہاتی کی کھیتی بڑھا دی

ایک دفعہ ان کے پاس ان کے مریدوں میں سے ایک دیہاتی شخص تھا جو غمزدہ تھا کہنے لگا اے میرے سردار! میری زمین کی زراعت تو اس سال اچھی تھی مگر سوائے ساٹھ (60) بار غلہ کے اور کچھ نہیں نکلا۔ حالانکہ ہر سال تین سو (300) بار نکلا کرتے تھے اور مجھ پر لوگوں کا ستر (70) بار قرض ہے تب شیخ اس زمین کی طرف آئے اس شخص کے خرمن پر بیٹھ گئے اور فرمایا: کہ اس کو ناپو۔ تب وہ تین سو (300) بار ہوئے پھر خرمن سے اترے اور اس کو تولا تو دو سو (200) بار تھے۔ [3]

دودھ کا بڑھ جانا

راوی کہتا ہے ایک دفعہ میں ان کی خدمت میں آیا میرے ساتھ پانچ شخص تھے آپ نے مرحبا کہا اور ہمارے لیے ایک برتن نکالا

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 310,311 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 311 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 311 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

جس میں قریبا کلو دودھ ہوگا۔ہم نے پیا یہاں تک کہ سیر ہو گئے اتفاقا سات اور شخص آ گئے پھر ان کو شیخ نے برتن دیا۔انہوں نے پیا یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور اتفاقا اور دس (10) آدمی آ گئے ان کو بھی شیخ نے وہی برتن دیا وہ بھی پی کر سیر ہو گئے واللہ دودھ اس میں پہلے سے بھی زائد معلوم ہوتا تھا۔[1]

خشک گھاس سبز ہو گئی اندھا بینا اور بیمار تندرست ہو گیا

شیخ ابو طاہر خلیل بن احمد صرصری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک رات صبح کے وقت بازار میں ایسی خوشبو سونگھی کہ عنقریب تھا کہ جانیں اس لذت سے نکل جائیں۔سکر کی وجہ سے عقلیں غایت ہو جائیں۔پھر اس کے بعد ایک نور ظاہر ہوا۔جس نے تمام آسمان کے کنارہ کو روک دیا مجھ سے کہا گیا کہ آج کی رات اللہ عزوجل کی تجلی اس کے بندے "شیخ مطر" پر ہوئی ہے پھر وہ تجلی پردہ میں ہو گئی۔اس مشاہدہ کی حسرت سے ٹھنڈا سانس لیا میں نے ایسی خوشبو کبھی نہ سونگھی تھی وجود کی طرف اس کی حسرت کی آنکھ سے اس تجلی کی طلب میں دیکھا تو میں نے وہ نور نہ دیکھا۔تب میں صبح کو ان کی زیارت کو گیا تو میں نے ان کے حجرہ کے دروازہ پر گھاس پائی۔جس کو میں نے کل خشک دیکھا تھا اب دیکھا کہ وہ سبز ہے ان کے حجرہ میں دو مردوں کو دیکھا جن کو میں کل پہچانتا تھا ایک تو اندھا تھا دوسرا بیمار وہ قریب المرگ تھا اب کیا دیکھا کہ اندھا تو بینا ہو گیا اور بیمار اچھا ہو گیا ہے۔

میں نے ان کے مریدوں سے اس کی بابت پوچھا تو کہنے لگے کہ آج کی رات شیخ گھاس پر سوئے تھے اور مریض کے لیے گھاس کے آخر حصہ میں ہم نے بچھونا کر دیا اور اندھا شیخ کے پاس سویا تھا لیکن آج صبح کو گھاس سبز ہو گئی اندھا بینا ہو گیا۔مریض تندرست ہو گیا۔[2]

آپ کا حال و وصال

آپ کردوں میں سے تھے۔"باذرا" میں رہتے تھے جو کہ عراق کی زمین "لحف" کے پرگنوں میں سے ایک گاؤں ہے۔آپ خواب میں اپنے شیخ تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں ایک بڑا درخت دیکھتے تھے جس کی بہت سی شاخیں تھیں اور ہر شاخ پر ایک شخص تھا جو کہ تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں تھا اور اپنے آپ کو ایک شاخ پر دیکھا جو کہ "باذرا" کے متصل ہے۔جب صبح ہوئی اور تاج العارفین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے تو انہوں نے کہا اے شیخ مطر! میں وہ درخت ہوں جو تم نے خواب میں دیکھا تھا۔تم باذرا کی

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 311 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری) علماء فرماتے ہیں کہ اولیاء اللہ عزوجل کی کرامات معجزات نبوت کا پرتو ہوتی ہیں خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پیالہ دودھ ستر 70 اصحاب صفہ کو پلایا سب نے پیٹ بھر کر پیا اس کے باوجود دودھ بچ رہا۔اس واقعہ کی جانب اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن نے اپنے کلام میں یوں اشارہ کیا ہے:

کیوں جناب بوہریرہ کیسا تھا وہ جام شیر
کہ جس سے ستر 70 صاحبوں کا دودھ سے منہ بھر گیا

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ 311,312 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

طرف جاؤ پھر آپ نے اسی کو وطن بنایا اور وہیں انتقال کیا وہیں آپ کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے آپ کی وفات شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے پہلے ہوئی ہے۔[1]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ ابوالخیر کرم بن شیخ مطر باذرانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا۔ جب میں اپنے والد کی وفات کے وقت حاضر ہوا پھر میں نے کہا

(اُوْصِیْ بِمَنْ اَقْتَدِیْ بَعْدَكَ)

''مجھ کو آپ وصیت کریں کہ آپ کے بعد میں کس کی پیروی کروں؟''

آپ نے فرمایا کہ

(بِالشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ؟)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی''

میں نے گمان کیا کہ یہ غلبہ مرض میں کہہ رہے ہیں پھر میں نے ایک گھڑی تک سکوت کیا اور پھر کہا

(اُوْصِیْ بِمَنْ اَقْتَدِیْ بَعْدَكَ)

''مجھے آپ وصیت کریں کہ آپ کے بعد کس کی اتباع کروں؟''

پھر فرمایا:

(بِالشَّیْخِ عَبْدِ الْقَادِرِ)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی''

پھر میں نے ایک گھڑی تک ان سے کچھ نہ کہا پھر وہی بات میں نے پوچھی پھر فرمایا:

(یَابُنَیَّ زَمَانٌ یَکُوْنُ فِیْهِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ لَا یُقْتَدٰی اِلَّا بِهٖ)

''اے فرزند ایک زمانہ آئے گا کہ اس میں سوائے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے اور کسی کی اقتداء نہ کی جائے گی۔''[2]

ہم ان کے قدم کے سایہ میں ہیں

امام ابوبکر عبداللہ بن نصر تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ مطر باذرانی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت ''باذرا'' میں کی انھوں مجھ کو مرحبا کہا اور میری بڑی خاطر تواضع کی مجھ سے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے احوال بتا۔ میں نے کچھ حالات بیان کیے۔ سن کر وہ دائیں

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 312 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 312 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بائیں وجد کرتے تھے اور کہا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ زمین میں اللہ تعالیٰ کے ایک پھول ہیں کہ جن سے اولیاء کے اسرار روح القدس کی خوشبو سونگھتے ہیں وہ حضوری میں متکلم ہیں اور انتقام کی تلوار ہیں کسی ولی کو اس وقت حال ومقام ان کے ہاتھ کے سوا نہیں دیا جاتا۔ وہ واسطہ عقد ہیں۔ مجلس کے سردار ہیں موجودات کی آنکھ ہیں، اولیاء کے درمیان وہ خالص عرب اور عربوں کے صاحب ہیں جس کو ایک نگاہ دیکھتے ہیں تو ہم سب اس نظر کی ضیافت ہوتے ہیں یا وہ سانس لیتے ہیں تو ہم سب اس سانس کی حفاظت میں ہوتے ہیں یا قدم اٹھاتے ہیں تو ہم سب اس قدم کے سایہ میں ہوتے ہیں۔ [1]

(16) شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ میں سے اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ اس گروہ کے اپنے وقت میں علم، عمل، حال قال تحقیق رفعت ریاست میں اوتاد ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا موجودات میں تصرف دیا ہے ان کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر کئے اسرار پر ان کو مطلع کیا ہے موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے خرق کر دیا، ان کو حکمتوں کے ساتھ گویا کیا ہے، شواہد الغیب اور معانی تقدیر و آیات ملکوت کو انہیں دکھایا ہے۔

ان کی صحبت میں عراق کی ایک مشہور جماعت نے تخریج کی ہے اور صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہے۔ ان کی عزت و احترام پر مشائخ وغیرہم کا اجماع ہوا ہے۔ ہر طرف سے ان کی زیارت کا قصد ہوا ہے۔ اونٹنیوں کی بغلیں ان کی طرف ہر طرف سے مار کر چلاتے تھے۔ ان سب باتوں کے ساتھ ان میں اللہ تعالیٰ نے صفات شریفہ اخلاق پسندیدہ آداب کاملہ اور تواضع عظیم جمع کر دیئے تھے۔ [2]

ابن غزال رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا کہ وہ عراق کے بڑے مشائخ اور آئمہ طریق سے تھے۔ ان کی کرامات ظاہرہ و احوال فاخرہ و مقامات تھے۔ اس شان میں ان کا قدم مضبوط تھا۔ احکام شریعت وولایت میں ان کی تعریف جاری تھی۔ شاگردوں اور متبعین میں ان کا ہاتھ لمبا تھا۔ وہ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کے خاص مریدوں اور قدیمی خادموں میں سے تھے۔ وہ موضع قوشان کے رہنے والے تھے جو کہ عراق کے پرگنوں میں سے ایک قصبہ ہے۔ وہیں آپ فوت ہوئے۔ وہاں پر ان کی زندگی و موت میں بڑی شہرت تھی۔ [3]

کشتی سے ضرورت کی ہر چیز ملے گی

شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک شخص ہمارے اصحاب میں سے شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف آیا ان سے رخصت لیتا تھا اور حج کا غیر حج کے مہینوں میں ارادہ رکھتا تھا۔ شیخ سے کہنے لگا کہ میں نے حج کا ارادہ قدم تجرید اور وحدت پر ارادہ کیا ہے میں نے نہ تو شہ لیا

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 312 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 313 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] ملخص بهجة الاسرار صفحه 314 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہے اور نہ کسی شخص کو ہمراہ لیا ہے۔ تب شیخ ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے لیے ایک چھوٹی کشتی دی اور فرمایا: اگر تو وضو کا ارادہ کرے گا تو یہ پانی ہوگا اگر تجھے پیاس لگے گی تو یہ دودھ ہوگا اور اگر تجھے بھوک معلوم ہوئی تو یہ ستو ہوں گے۔ اس کا حال یہ تھا کہ حمدین پہاڑ سے لے کر مکہ معظمہ تک کے سفر میں اور جس عرصہ میں کہ عرب میں رہا اور حجاز سے عراق تک لوٹنے کے وقت تک جب وضو کا ارادہ کرتا پھر اسی میں سے عمدہ پانی کے ساتھ وضو کر لیتا اور جب پیاس لگتی کبھی تو اس میں سے ایسا عمدہ میٹھا پانی جو کہ فرات کے پانی سے عمدہ ہوتا پیتا یا دودھ اور شہد ہوتا جو کہ دنیا کے دودھ و شہد سے عمدہ اور جب کھانے کا ارادہ کرتا پھر اس میں ایسے ستو نکلتے جو کہ شکر کے مشابہ ہوتے۔ [1]

آپ سے بدگمانی کا انجام

شیخ ابو محمد عباس بن شیخ ابو النجاۃ سلیمان بن شیخ ابو ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے والد نے فرمایا: کہ میں ایک دن اپنے والد کے پاس خلوت میں تھا اس میں کوئی ایسی شے کھانے پینے کی نہ تھی پھر وہ اس کے دروازہ پر بیٹھ گئے میں آپ کے ساتھ تھا پھر آپ کی خدمت میں بیس (20) آدمی آگئے آپ نے مجھ سے فرمایا: کہ اے سلیمان! تم اندر داخل ہو اور خلوت کی طرف اشارہ کیا ہم کو کھانا لا کر دے میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا اور اندر داخل ہوا۔ میرے ساتھ دو خادم بھی داخل ہوئے کیا دیکھتا ہوں کہ اندر کھانے کے برتن بھرے ہوئے ہیں۔ تب ہم نے ان کو نکالا وہ سب ان کو کھلا دیا یہاں تک کہ اس میں کچھ باقی نہ رہا پھر پندرہ (15) آدمی داخل ہو گئے۔

تو مجھ سے والد نے کہا۔ اے سلیمان! یہاں داخل ہو اور ہمارے پاس کھانا لا۔ میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا اور اندر داخل ہوا۔ میرے ساتھ دو خادم تھے دیکھا تو اس میں پہلے کھانے کے علاوہ اور کھانا موجود ہے ہم نے اس کو نکالا۔ انہوں نے سب کھانا کھا لیا حتیٰ کہ اس میں جب کچھ باقی نہ رہا پھر تیس (30) آدمی اور آ گئے۔ پھر میرے والد نے مجھ سے کہا کہ وہاں داخل ہو اور ہمارے لیے کھانا لاؤ میں آپ کی مخالفت نہ کر سکا میں داخل ہوا اور دو خادم میرے ساتھ تھے دیکھا اس میں بہت سے برتن کھانے کے بھرے ہوئے ہیں جو پہلے اور دوسرے کھانے کے علاوہ ہیں ہم نے ان کو نکالا تب انہوں نے کھا لیا

پھر میرے والد نے دونوں خادموں کی طرف دیکھا تو زمین پر بے ہوش ہو کر گر پڑے اور اپنے مکانوں کی طرف بھیج دیئے گئے وہ دو تختوں کی طرح تھے نہ بات کرتے تھے نہ حرکت کرتے تھے صرف آنکھیں ہلتی تھی۔ اس طرح وہ چھ (6) ماہ تک رہے پھر والد کی خدمت میں ان دونوں کے والدین روتے ہوئے اپنے بیٹوں کی شکایت کرتے ہوئے آئے۔ تب مجھ سے میرے والد نے فرمایا: کہ اے سلیمان! تم جاؤ ان دونوں کو لاؤ۔ میں ان میں سے ایک کے پاس گیا میں نے اس سے کہا میرا والد تم کو بلاتا ہے وہ فوراً کھڑا ہو گیا اور اس کو کوئی تکلیف نہ تھی دوسرے سے بھی یہی ہوا۔ میں ان دونوں کو لے کر آپ کے پاس لایا پھر وہ استغفار کرتے ہوئے کچھ دیر کھڑے رہے اور میں ان دونوں کی طرف متوجہ ہوا اور ان دونوں سے ان کا حال دریافت کیا۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحہ 314 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

تب ان میں سے ایک نے کہا کہ جب ہم نے تیسری دفعہ کھانا نکالا تو میں یہ دیکھ کر ڈر گیا اور میرے دل میں یہ خطرہ ہوا کہ یہ جادو ہے دوسرے نے کہا کہ میرے دل میں یہ آیا کہ ان کے پاس کوئی جن آتا ہے ان دونوں نے خدا کی قسم کھائی کہ جو ہمارے دل میں بات تھی اس کی خبر سوائے اللہ ﷻ کے اور کسی کو نہ تھی اور ہر ایک نے اپنے دل کو ملامت کی اور دوبارہ اس پر استغفار کیا اور جان لیا کہ یہ برا وسوسہ ہے پھر اس کا وقوع ہوا جس کو تم نے دیکھا۔ ①

خشک درخت پر تین طرح کے پھل لگ گئے

آپ کے بیٹے نے فرمایا مجھ سے میرے والد نے ایک دن کہا کہ اے سلیمان پہاڑ کے آخری حصہ کی طرف جاؤ۔ وہاں پر تین شخص ہیں ان سے کہو کہ

(وَالِدِیْ یُسَلِّمُ عَلَیْکُمْ وَیَقُوْلُ لَکُمْ مَاتَشْتَھُوْنَ)

"میرے والد تم کو سلام کہتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ جو تم چاہتے ہو وہ تم کو ملے گا"

میں ان کے پاس آیا اور ان کو میں نے والد کا پیغام پہنچا دیا پھر ان میں سے ایک نے کہا کہ میں "رَمَانَةٌ" انار چاہتا ہوں دوسرے نے کہا "تَفَاحَةٌ" سیب تیسرے نے کہا "عِنَبًا" انگور چاہتا ہوں۔

پھر میں والد کی خدمت میں آیا اور ان کو خبر دی پھر مجھ سے کہا کہ تم فلاں درخت کی طرف جاؤ جس کو میں پہچانتا تھا کہ وہ خشک تھا اور ہمارے قریب تھا فرمایا اس میں سے جو وہ مانگتے ہیں توڑ لے۔ میں نے ان کے کلام کو رد نہ کیا اور اس درخت کے پاس آیا تو وہ سبز خوشنما تھا۔ اس میں میں نے انار، سیب اور انگور تینوں پائے کہ ایسے عمدہ اور خوشبودار کبھی نہ دیکھے تھے۔ میں نے وہ توڑ لیے اور والد کے پاس لے آیا۔

انہوں نے مجھے فرمایا: کہ تینوں کی طرف لے جا میں ان تینوں کی طرف آیا تو "انار" والے نے انار کھایا اور "انگور" والے نے انگور کھایا۔ "سیب" والے نے کہا کہ یہ سیب میں تم کو دیتا ہوں اور خود نہ لیا۔ میں نے اپنے دل میں اس کا خدشہ پایا پھر وہ تھوڑی دور چلے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ وہ ہوا پر اڑنے لگے لیکن سیب والا اوپر کو ایک بالشت بھی نہ چڑھ سکا جو اس کے ہاتھ میں تھا گر پڑا اس کے ساتھی اس کی طرف اتر آئے اور اس سے کہنے لگے اے شخص!

(ھٰذَا بِامْتِنَاعِكَ عَنْ اَخَذِ التُّفَاحَةِ)

"یہ بات اس لیے ہوئی کہ تم نے سیب کے لینے سے انکار کیا"

پھر وہ تینوں ننگے سر ہو کر میرے والد کی خدمت میں آئے۔ تب میرے والد ان سے ملے اور اس شخص سے کہا۔ اے میرے فرزند! تم کو میرے عطیہ کے لینے اور اپنے ساتھیوں کی موافقت سے کس نے روکا تھا؟ وہ میرے والد کے قدموں پر گر پڑا اور چومتا

---

① بهجة الاسرار صفحه 315 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تھا آپ نے فرمایا: کہ کچھ مضائقہ نہیں۔ پھر فرمایا: اے سلیمان وہ سیب کہاں ہے؟

میں نے ان کو دے دیا آپ نے اس کے ٹکڑے کیے۔ ایک ٹکڑا آپ نے کھایا اور ایک ٹکڑا مجھے کھلایا اور ان میں سے ہر ایک کو ایک ایک ٹکڑا دیا۔ میں نے دیکھا تو اس میں بیج نہ تھا اور ایسا ہی انگور وانار تھا پھر اس شخص کے دونوں کندھوں میں اپنے ہاتھ سے دھکا دیا تو وہ بھی اپنے ساتھیوں کے ساتھ تیر کی طرح ہوا میں اڑ گیا میں نے والد سے ان کی بابت پوچھا تو فرمایا: کہ یہ رجال الغیب ہیں جو کہ چلتے رہتے ہیں اور مجھ سے عہد لیا کہ میری زندگی میں تم کسی سے یہ ذکر نہ کرنا۔

آپ کردوں میں سے تھے۔ عراق کی زمین میں "حمد ین" پہاڑ پر رہتے تھے اور اسی کو وطن بنالیا تھا یہاں تک کہ وہیں بعد 561ھ کے بعد فوت ہوئے۔ آپ کی عمر بڑی تھی اور وہیں آپ کا مزار ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔ ①

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے کے بارے کلام

شیخ ماجد کردی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا گیا وہ فرماتے تھے کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ زمین والوں کے امام اور اس طریق کے امام ہیں۔ اس زمانہ شیوخ کے شیخ ہیں انہیں کے نور سے اہلِ دل اپنے احوال میں روشنی حاصل کرتے ہیں انہیں کی باطنی خوبی سے اہلِ حقائق کے اسرار ان کی معرفتوں میں اوپر کو چڑھتے ہیں۔

پھر میں نے ان سے اس کی بابت پوچھا تو فرمایا: اس لیے کہ ہر دل والے کا دل ان کے تصرف میں ہے اور ان کا ایسا نور ہے کہ اس دل انور پر اس کا نور چمکتا ہے پھر جب بلندیوں کے راستوں میں دل سیر کرنے میں دور تک جاتا ہے تو اس کے سامنے اس نور کے سوا اور کوئی چیز ثابت نہیں رہتی اور نیز اس کے لیے ہر صاحب باطن کے باطن میں مطالعہ ہے کہ جن پر خدا کی نظر سے جھانکتے ہیں اور جب اس باطن پر مواجد قدس اشرف کے منازل وارد ہوتے ہیں تو اس سر سے محل حقائق فراخ ہو جاتا ہے۔ معارف کے اسرار ان اسرار نازلہ کے پردوں سے اس مطالعہ کے جھانکنے سے ظاہر ہوتے ہیں۔ ان کا نور، نور نبوی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے روشن ہے۔ اس کی قوت اور رونق اصل نبوی سے مدد لیتی ہے اسی سے اس کا قوام ہے اور اسی پر اس کا اعتماد ہے۔ ②

(17) شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ اکابر مشائخ اور مقرب عارفین، اعلیٰ محققین کے آئمہ میں سے ہیں۔ یہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے احکام احوال میں قدرت دی ہے موجودات کو ان کے لیے بدل دیا ہے عادات کو ان کے لیے بدل دیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا۔ مغیبات کے ساتھ ان کو بلایا۔ ان کی زبان پر حکمتیں جاری کیں۔ مخلوق کے نزدیک ان کو مقبول کر دیا۔ ان کی ہیبت سے سینے بھر دیئے وہ اس شان کے ایک رکن اور اس طریق کے امام ہیں۔ معرفت وعلم و شہود وحال میں اس طریق کے بڑے عالم ہیں۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 315 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 316 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 317-316 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کا مقام و مرتبہ

شیخ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعریف کرتے تھے ان کے ذکر کو بلند کرتے تھے۔ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ ان کو اپنی چادر بھیجی تھی کہ ان کے سر پر میری طرف سے نائب بن کر تم رکھ دینا۔ ان کو حاضر ہونے کی تکلیف نہ دی تھی اور کہا تھا کہ میں نے اللہ عزوجل سے درخواست کی تھی کہ جاگیر میرا مرید ہو جائے سو خدا نے ان کو مجھے دے دیا ہے۔

مشائخ عراق فرماتے تھے کہ شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ اپنے نفس سے اس طرح نکل گئے ہیں جیسے سانپ اپنی جلد سے نکل جاتا ہے وہ وہی کرتے ہیں جو کہتے ہیں کہ میں نے کسی سے عہد نہیں لیا یہاں تک کہ لوح محفوظ میں اس کا نام دیکھ لیا کہ وہ میرے مریدوں میں سے ہے اور یہ بھی وہ فرماتے تھے کہ میں وہ تلوار دیا گیا ہوں جو تیز ہے جس کی ایک طرف مشرق میں ہے اور دوسری مغرب میں اگر میں اس کے ساتھ سخت پہاڑیوں کی طرف اشارہ کروں تو وہ بھی جھک جائیں۔

ان کے شہر اور اس کے اطراف میں اس طریق کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان سے ایک جماعت نے نفع حاصل کیا۔ ان کی طرف صلحاء کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے۔ مشائخ ان کی تعظیم اور ان کی فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ آپ عمدہ اخلاق والے اور خوب خصال، کامل آداب اور شریف الصفات لطیف المعانی تھے۔ اس کے ساتھ اللہ عزوجل نے ان کو ادب شریعت کے لزوم اور حفظ قانون عبودیت کی تائید کی تھی۔ ①

آپ کا خرچ غیب سے آنا

ابوالحسن علی بن شیخ ابو محمد حسن بن شیخ عارف ابو صبر یعقوب بن احمد بن علی حمیدی سامری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میرے والد نے فرمایا: کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ کا خرچ غیب سے آتا تھا۔ وہ جاری تعریف والے اور خارق الفعل متواتر الکشف تھے ان کو نذرانہ بکثرت آتا تھا۔ ایک دن میں ان کے پاس تھا پھر مجھ پر گائیں ان کے چرواہوں سمیت گزریں پھر ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ گائے ایک بچھڑے سرخ رنگ سفید پیشانی سے جس کی یہ صفات ہیں حاملہ ہے اور فلاں وقت فلاں دن جنے گی۔ وہ میری نذر ہے اور فقراء فلاں دن اس کو ذبح کریں گے اور فلاں فلاں آدمی اس کو کھائیں گے۔

پھر دوسری گائے کی طرف اشارہ کیا اور کہا یہ بچھڑی کے ساتھ حاملہ ہے جس کی صفت یہ ہے فلاں وقت پیدا ہو گی وہ بھی میری نذر ہے۔ فقراء میں سے فلاں شخص اس کو فلاں دن ذبح کرے گا اور فلاں فلاں اس کو کھائے گا۔ سرخ کتے کا بھی اس میں نصیب ہے۔

راوی کہتا ہے کہ واللہ وہی حال واقعہ ہوا جس کا آپ نے بیان کیا تھا۔ اس میں ذرا اختلاف نہ ہوا اور سرخ کتا حجرہ کی طرف آیا اور بچھڑی کے گوشت میں سے ایک ٹکڑا اڑا کر لے گیا۔ اتنے میں ایک شخص آیا اور شیخ سے کہنے لگا کہ اے شیخ جاگیر! میرا ارادہ یہ ہے کہ آپ آج مجھ کو ہرن کا گوشت کھلائیں۔ تب آپ نے سر نیچا کیا اور اتنے میں ایک ہرن آیا اور آپ کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔ آپ

---

① بهجة الاسرار صفحه 317 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

نے اس آنے والے کے لئے اسے ذبح کرنے کا حکم دیا تب وہ ذبح کیا گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سات سال تک آپ کی خدمت کی تھی۔ میں نے اس ہرن کے سوا ان کے حجرہ کے قریب کوئی ہرن نہ دیکھا۔ [1]

اے شیخ ہمیں بچاؤ

شیخ ابوالیمن برکات بن مسعود بن کامل عباسی تکریتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے سُنا شیخ غرز بن شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ سے کہتے ہیں کہ ایک سوداگر ''اہلِ واسطہ'' سے میرے والد کی خدمت میں آیا وہ والد کو دوست رکھتا تھا۔ اس کا ان سے اعتقاد تھا۔ ان سے بحر ہند میں تجارت کرنے کی اجازت مانگی جب آپ نے اس کو رخصت کیا تو کہا کہ جب تم کسی ایسی مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ جس کے دفع کرنے پر قادر نہ ہو تو میرے نام کو پکارنا۔ وہ شخص سفر کو چلا گیا پھر چھ ماہ کے بعد میرے والد اچانک کھڑے ہوئے ہم آس پاس تھے۔ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے تالی بجائی اور کہا:

﴿سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ﴾

''یعنی پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارے لئے مسخر کر دیا اور ہم اس کو مطیع کرنے والے نہ تھے۔'' [2]

اور چند قدم دائیں بائیں چلے ہم یہ سب معاملہ دیکھتے تھے پھر آپ بیٹھ گئے اور ہم نے اس کا سبب آپ سے دریافت کیا تو فرمایا: کہ قریب تھا کہ سوداگر واسطی اس کو اللہ عزوجل نجات نہ دیتا تو غرق ہو جانا تھا۔ ہم نے وہ تاریخ لکھ لی۔ سات ماہ کے بعد وہ سوداگر آیا تو میرے والد کے پاؤں پر گر کر بوسہ دینے لگا [3] اور کہنے لگا اے میرے سردار! اگر آپ نہ ہوتے تو ہم اس دن ہلاک ہی ہو گئے تھے۔ میرے والد مسکراتے تھے جب ہم سوداگر سے علیحدہ ہو کر ملے تو ہم نے اس سے یہ معاملہ پوچھا۔

اس نے کہا کہ ہم شہر چین کی طلب میں بحر محیط کی بھنور میں پڑ گئے اور راستہ بھول گئے۔ ملاح اور تمام کشتی والوں نے ہلاکت کا یقین کر لیا پھر جب فلاں وقت فلاں دن تھا اور اسی وقت کا ذکر کیا کہ جس کو ہم نے لکھ لیا تھا تو شمال کی جانب سے ہم پر تیز ہوائیں چلنے لگیں۔ سمندر کو جوش آیا اس کی موجیں طلاطم میں آئیں وہ بڑھنے لگی اور ہمارا معاملہ سخت ہونے لگا۔ ہم اس پر تیار ہو گئے تھے کہ سمندر میں گر جائیں تب میں نے شیخ کے فرمان کو یاد کیا اور کھڑا ہو کر عراق کی طرف متوجہ ہوا اور پکارا۔

(یَاشَیْخُ جَاگِیْرُ اَدْرِكْنَا) ''اے شیخ جاگیر! ہم کو پکڑنا۔''

ابھی میں نے اپنا کلام پورا نہ کیا تھا کہ ان کو کشتی کے اندر اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھا۔ شیخ نے اپنی آستین سے شمال کی طرف اشارہ کیا تو ہوا ٹھہر گئی پھر وہ کشتی سے کود کر سمندر کی سطح پر جا کھڑے ہوئے اور اپنی دونوں ہتھیلیوں سے تالی بجائی اور کہا:

﴿سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ﴾ [4]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 318 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] پارہ 25 الزخرف: 13

[3] شیخ کا قدم بوسی سے منع نہ کرنا یہ بتاتا ہے کہ یہ عمل ناجائز نہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[4] پ 25 الزخرف: 13

اور پانی پر چند قدم دائیں بائیں چلے تو سمندر ٹھہر گیا۔اس کی موجیں ٹھہر گئیں وہ ایسا ہو گیا گویا کہ مرغ کی آنکھ ہے پھر اپنی آستین سے جنوب کی طرف اشارہ کیا تو ہم پر عمدہ ہوا چلنے لگی۔تب اس مقام سے ہم نکل کر راہ سلامت پر پہنچ گئے۔شیخ سمندر پر چلے یہاں تک کہ ہم سے غائب ہو گئے اور اللہ ﷻ نے ہم کو ان کی برکت سے ہلاکت سے نجات دی۔

راوی کہتا ہے کہ ہم نے ان سے خدا کی قسم اٹھائی کہ اس وقت شیخ ہماری آنکھوں سے غائب نہیں ہوئے تھے بلکہ ہم ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔اس نے اللہ عظیم کی قسم اٹھائی کہ اگر شیخ ہمارے پاس حاضر نہ ہوتے تو ہم سے کوئی نجات نہ پاتا مگر وہی جس کو اللہ ﷻ چاہتا ہے۔[1]

آپ کردوں میں سے ہیں عراق کے جنگلوں میں سے ایک جنگل میں جو کہ قلعی کے پل کے پاس جو کہ سامرہ سے ایک دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔سکونت رکھتے تھے اسی کو وطن بنالیا تھا یہاں تک کہ وہیں بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے ان کی قبر وہیں ہے جس کی زیارت کی جاتی ہے۔لوگوں نے آس پاس ایک گاؤں آباد کیا۔اس سے وہ برکت چاہتے تھے۔[2]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ عارف مسعود رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جب کہ وہ دونوں جمع تھے گیا پھر مشائخ کا ذکر چھیڑا اور جو کچھ ان دونوں کو ان کی صحبت میں پیش آیا تھا پس شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میرے سردار تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کے بعد مشائخ میں سے کوئی ایسا شخص جس کا حال ایسا فخر والا اور تصریف میں زیادہ تیز و تمکین میں زیادہ قوی جس کے اوصاف پورے اور اس کا مقام اعلیٰ ہو سیدی شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے بڑھ کر نہیں ہوا اور انہیں سے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف قطبیت منتقل ہوئی میرے سردار شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے احوال قطبیت میں قدرت پائی اور اس کے مقامات میں ترقی کی۔اس کے مدارج میں استغراق کیا اس کے تمام اطراف پر غلبہ پایا اس کے اسباب کو جمع کیا۔جس کو کسی اور شیخ نے جہاں تک ہم کو معلوم ہے نہیں پایا۔

راوی کہتا ہے کہ جب ہم شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے علیحدہ ملے اور ان سے دریافت کیا کہ شیخ جاگیر رحمۃ اللہ علیہ کا قول کیسا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جو انہوں نے مشاہدہ کیا وہی کہا اور جو کچھ خدا کے علم سے انہوں نے معلوم کیا تھا وہی کہا ہے۔پس اپنے افعال و اقوال میں کھلے پسندیدہ ہیں۔[3]

(18) شیخ ابو محمد قاسم بن عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے مشہور عارفین مقربین مذکورین میں سے ہیں۔وہ ان میں سے ایک ہیں جن کی قطبیت کا

---

① بہجۃ الاسرار صفحہ 319 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا اس تصور کے ساتھ کہ اللہ ﷻ ہماری آواز ان تک پہنچا دے گا غلط نہیں ہے۔

② بہجۃ الاسرار صفحہ 318،319 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان ③ بہجۃ الاسرار صفحہ 319،20 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ذکر کیا جاتا ہے۔ [1]

اہل بصرہ کی مشکل کشائی کرنا

ان سے مشکلات کو حل کیا گیا ہے۔ اہلِ بصرہ اپنی مشکلات میں ان کی طرف التجا کیا کرتے تھے پھر وہ مشکلات آسان ہو جاتی تھیں۔ ان سختیوں میں ان کی طرف عاجزی کیا کرتے تھے پھر وہ دور ہو جاتی تھیں۔

آپ کے اخلاق شریفانہ اور آداب بدرجہ کمال تھے۔ آپ کے اوصاف جمیل تھے آپ کریم تھے۔ دانا اور متواضع تھے۔ بصرہ میں علم شریعت و حقیقت میں بڑی کرسی پر بیٹھ کر وعظ کرتے تھے۔ [2]

دل کی بات جان لی

شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر بن محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں بصرہ کی طرف اس لئے گیا کہ شیخ ابو محمد بن عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کروں میں نے راستہ میں مویشی اور کھیت اور بہت سی کھجوریں دیکھیں جب میں ان میں سے کسی محافظ کو پوچھتا تو وہ کہتے کہ یہ سب مال شیخ ابو محمد عبد البصری رحمۃ اللہ علیہ کا ہے تب میرے دل میں خطرہ گزرا کہ یہ تو بادشاہوں کا حال ہوا کرتا ہے میں بصرہ میں داخل ہوا اس حال میں کہ سورۂ انعام پڑھتا تھا۔ میں نے دل میں کہا کہ جس آیت پر شیخ کے دروازہ پر پہنچوں گا وہی میری فال ان کے ساتھ ہوگی۔

جب میں ان کے دروازہ تک پہنچا اور اپنے پاؤں کو ان کی چوکھٹ پر رکھا تو میں یہ آیت پڑھتا تھا:

﴿اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَاهُمُ اللّٰهُ﴾

"یعنی یہ (بینا) وہ لوگ ہیں کہ جن کو خدائے تعالیٰ نے ہدایت دی ہے۔" [3]

پس ان کی ہدایت کی آپ اقتدا اور پیروی کریں تب ان کا خادم میری طرف جلدی سے نکلا پہلے اس سے کہ میں اذن طلب کروں مجھ سے کہنے لگا کہ شیخ تم کو بلاتے ہیں۔ میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ نے پہلے ہی مجھ سے کہا اے عمر تم نے وہ سب جو زمین پر دیکھا ہے وہ زمین پر ہی ہے۔ اس کے بندہ کے فرزند کے دل میں اس کی کوئی وقعت نہیں وہ کہتے ہیں اس سے میرا تعجب بڑھ گیا کہ میرے حال پر ان کو علم ہو گیا جس کو اللہ ﷻ اور میرے سوا اور کوئی جانتا نہ تھا۔ [4]

نگاہ ولی سے دور قریب ہو گیا

شیخ ابو الحسن علی نان بائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں بصرہ میں اپنے بعض احباب کے پاس تھا تو ہمارے پاس ایک فقیر پراگندہ حال

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 320 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 321 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[3] پارہ 23 الزمر 18

[4] بهجة الاسرار صفحه 322 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

غبار آلودہ آیا۔ باغ کے مالک سے کہنے لگا کہ میرا پیٹ بھر دو اس نے اس کے سامنے انجیر ایک اچھے وزن کی پیش کیں۔ اس نے وہ کھالیں پھر اس نے کہا کہ اور دو پھر اس نے اور دیں پھر کہا مجھے اور دو اس نے اور دیں۔ اسی طرح وہ دیتا رہا یہاں تک کہ ہزار رطل کھا گیا پھر نہر پر آیا جو وہاں پر تھی اور دونوں ہاتھ سے بہت سا پانی پی گیا اور چل دیا پھر ایک مدت کے بعد مجھے باغ کے مالک نے کہا کہ اس کی انجیر اس سال اپنی مقدار سے جو ہر سال پیدا ہوتی تھی کئی گنا زائد پیدا ہوئی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے دوسرے سال حج کیا میں ایک دن قافلہ کے پیچھے چلا جا رہا تھا تو میرے دل میں اس شخص کا خیال آیا اور میری تمنا یہ ہوئی کہ میں اس کو دیکھوں تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ میرے دائیں جانب ہیں تب تو میں گھبرایا اور خوش بھی ہوا وہ چلتے تھے میں ان کے ساتھ تھا اگر وہ بیٹھ جاتے تو سارا قافلہ وہیں رُک جاتا اور جب چلتے تو سارا قافلہ چل دیتا پھر وہ ایک بڑے تالاب پر آئے جس میں پانی تھا اور اس میں بڑی مٹی جمی ہوئی تھی پھر وہ دونوں ہاتھوں سے مٹی نکالتے تھے اور اس طرح کھاتے تھے جیسے کوئی ہم میں سے حلوا کھائے یہاں تک کہ بہت سی مٹی کھا گئے۔ مجھے بھی ایک ٹکڑا مٹی کا دیا تو میں نے اس کو اپنے منہ میں مزہ دار پایا جیسا حلوا خشکا تک ہوتا ہے اور اس میں خالص مشک کی خوشبو تھی پھر دونوں ہاتھوں سے اس پانی کو بہت سا پیا اور مجھے کہا اے علی! یہ کھانا اس میں سے ہے جس کو تو نے دیکھا اور ان دونوں کے درمیان کھانا پانی نہیں ہے۔

میں نے ان سے کہا اے میرے سردار! یہ بات آپ کو کہاں سے حاصل ہوئی؟

فرمایا کہ میری طرف شیخ ابومحمد بن عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک نگاہ دیکھا پھر میرا دل بھر گیا اور میرا باطن رب سے مل گیا تمام موجودات میرے لئے لپیٹے گئے۔ موجودات بدل دیئے گئے دُور مجھ سے قریب ہو گیا ان کی نظر سے میں مقصود کو پہنچ گیا اور مجھ کو ایسا مطلب پہنا دیا کہ جس سے میں کھانے پینے سے مستغنی ہو گیا مگر اس وقت کہ احکام بشریہ کا وقت آ جائے پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے اور اب تک میں نے ان کو نہیں دیکھا۔ [1]

اولیاء اللہ کا شہر

شیخ ابوعبداللہ محمد بلخی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا گیا۔ وہ جنگل میں رہتے تھے یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کہاں سے کھاتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ایک سال حرم مکہ شرفھا اللہ تعالیٰ میں مجاور تھا۔ ایسے حال میں کہ وہاں پر میں ایک دن صبح کے وقت مقام ابراہیم علیہ السلام میں بیٹھا تھا کہ اتنے میں میرے پاس شیخ ابومحمد عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ آئے اور آپ کے ساتھ چار شخص اور تھے پھر ان کے ساتھ چند نوافل پڑھے پھر طواف کعبہ سات دفعہ کیا جب طواف کر چکے تو وہ بنی شیبہ کے دروازے سے نکل گئے۔

میں ان کے پیچھے ہو لیا تو ان میں سے ایک نے مجھے لوٹا دیا لیکن شیخ ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ چھوڑ دو پھر شیخ جماعت کے سامنے کھڑے ہوئے ان کی پانچ صفیں کیں کہ ہر مرد جو آگے تھا۔ اس کے پیچھے دوسرا اور میں ان سب سے آخر تھا ہم سب کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنا قدم وہاں رکھے جہاں اس کے اگلے نے رکھا ہے پھر شیخ چلے ہم ان کے پیچھے ان کے حکم کے موافق تھے زمین ہمارے

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 322,323 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

قدموں کے نیچے لپٹی جاتی تھی ابھی تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم مدینہ شریف میں پہنچ گئے پھر ہم نے زیارت کی اور ظہر کی نماز وہاں پڑھی پھر وہ نکلے اور ہم ان کے پیچھے اسی ترتیب سے نکلے تو کیا دیکھتے ہیں کہ بیت المقدس میں جا پہنچے وہاں پر نماز عصر پڑھی پھر وہ نکلے اور ہم ان کے پیچھے ان کے ساتھ تھے تھوڑی دیر نہ گزری کہ ہم دیوار یاجوج وماجوج پر پہنچے وہاں مغرب کی نماز پڑھی پھر وہ نکلے ہم ان کے پیچھے تھے۔ تھوڑی دیر میں کوہ قاف پہنچے اور وہاں پر ان کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی۔

شیخ پہاڑ کی ایک چوٹی پر بیٹھ گئے اور ہم ان کے گرداگرد تھے کہ ان کے پاس مردان غیب آئے ان کی ہیبت شیروں کی طرح تھی۔ ان کے انوار تھے جو کہ سورج و چاند سے زیادہ روشن تھے۔ ان کے سامنے وہ انوار تھے وہ شیخ کو سلام فرماتے تھے اور ان کے سامنے بیٹھتے ان کا ادب کرتے تھے۔ ان کے پاس اور مرد آسمان کی طرف سے آئے جو کہ ہوا میں اس طرح اترتے تھے جیسے بجلی چمکتی ہوئی۔ ان سب نے آپ کی طرف دیکھا اور عرض کیا کہ کچھ آپ وعظ فرمائیں

پھر شیخ نے وعظ فرمایا: ان کا یہ حال تھا کہ کوئی تو بے ہوش ہو گیا تھا کوئی تڑپتا تھا کسی کے آنسو جاری تھے کوئی چلاتے تھے کوئی ہوا میں اڑتے تھے یہاں تک کہ نظر سے غائب ہو گئے اور یہ معلوم ہوتا تھا کہ پہاڑ ہمارے نیچے حرکت کر رہا ہے ساری رات یہی حال رہا یہاں تک کہ فجر ہو گئی تب شیخ نے ان کے ساتھ فجر کی نماز پڑھائی۔

پھر آپ پہاڑ کی دوسری طرف اترے تو کیا دیکھتا ہوں کہ زمین نہایت سفید بہت سے انوار والی اور لطیف جسم ہے جو دنیا کی زمینوں سے مشابہ نہیں اس کی کوئی انتہا معلوم نہیں ہوتی۔ اس میں مشک خالص کی سی خوشبو تھی جو کہ ہمارے قدموں کے نیچے سے مہکتی تھی اور ہم ایک جماعت پر گزرتے تھے۔ جن کے چہرے آدمیوں کے چہروں کی طرح تھے اللہ ﷻ کی تسبیح ایسی آوازوں سے کرتے تھے کہ سننے والوں نے ان سے خوبصورت آواز نہ سنی ہوگی ان کو انوار نے ڈھانک لیا تھا کہ عنقریب ناظرین کی آنکھیں اچک لے جائیں۔ انہوں نے منازلات قدس کے وجدوں کو ثابت کر دیا تھا اگر ان کی طرف کسی دیکھنے والے یا ان کی آوازوں کے سننے والی کی موت آ چکی ہو تو ان کی ہیبت ولذت کی خوبی سے اس کی جان پگھل جاوے۔

شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ کا یہ حال تھا کہ اس زمین کی اطراف میں تسبیح پڑھتے تھے کبھی وجدان کو دائیں طرف کبھی بائیں طرف لے جاتا تھا کبھی ہوا اور اس کے خلا میں تیر کی طرح اڑتے تھے کبھی یہ فرماتے تھے کہ تیرا شوق مجھے بے قرار کرتا ہے تیرا بُعد مجھ کو قتل کرتا ہے تیرا خوف مجھے تلف کرتا ہے تیری امید مجھے زندہ رکھتی ہے تیرا اعراض مجھے مار ڈالتا ہے تیری محبت مجھے حیران کر دیتی ہے تیرا قرب مجھے جمع کرتا ہے۔ تیری محبت مجھے خوش کرتی ہے تیرے ساتھ میری خلوت جلوت ہے۔ تیرا مشاہدہ مجھے لپیٹتا ہے اور پھیلاتا ہے پس رحم۔

یہ حال ان کا اسی طرح چاشت کے وقت تک رہا پھر اسی مقام کی طرف لوٹ آئے جہاں سے ہم آئے تھے وہ چلے اور ہم ان کے پیچھے تھے پھر ہمیں تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک شہر تک پہنچے جو سونے چاندی کی اینٹوں کا بنا ہوا تھا۔ اس میں گھنے درخت تھے۔ نہریں چلتی تھیں، پھل تہہ بہ تہہ تھے۔ میوے بہت تھے۔ ہم اس میں داخل ہوئے پھل کھائے اور نہر سے پانی پیا۔ شیخ نے ہم سب کو حکم دیا کہ ایک سیب یہاں سے ہر شخص لے لے پھر ہم میں سے ہر ایک نے ایک ایک سیب لے لیا مگر وہ شخص جس نے مجھے لوٹایا تھا

اس کا ہاتھ نہ بڑھا اور نہ لے سکا۔ شیخ نے اس سے کہا کہ یہ سزا تمہاری بے ادبی کی ہے جو تم نے اس شخص کی خاطر شکستہ کی اور اشارہ میری طرف کیا تب اس نے استغفار پڑھی۔ شیخ نے فرمایا: کہ اس امر کی بنا ادب کی محافظت اور احکام کی رعایت پر ہے پھر اس کو کہا کہ تم بھی ایک سیب لے لو جیسے تمہارے ساتھیوں نے لے لیا ہے پھر اس نے ہاتھ بڑھایا اور ایک سیب اس نے بھی لے لیا

پھر شیخ نے ہم سے فرمایا:

(هٰذِهِ الْمَدِيْنَةُ مَدِيْنَةُ الْاَوْلِيَاءِ لَايَدْخُلُهَا اِلَّا وَلِيٌّ)

''یہ شہر ہے جس کو اولیاء کا شہر کہتے ہیں۔ اس میں سوا ولی کے اور کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔''①

پھر وہاں سے نکلے اور چلے اور ہم آپ کے پیچھے تھے پھر جس خشک درخت پر گزرتے وہ سبز ہو جاتا اور جس بیمار پر گزرتے وہ تندرست ہو جاتا یہاں تک کہ ہم مکہ معظمہ میں آئے وہاں آ کر ظہر پڑھی اور مجھ سے شیخ نے عہد لیا کہ یہ سب امور ان کی موت سے پہلے کسی سے ذکر نہ کرنا پھر مجھ سے وہ اور ان کے ساتھی غائب ہو گئے اور میں نے ان کو نہ دیکھا۔②

قبر والے نے بلا لیا

پھر ایک مدت کے بعد مجھے ان کے ملنے کا شوق ہوا۔ میں نے بصرہ کا سفر کیا اور چند روز ان کے پاس رہا پھر وہ ایک دن شہر سے باہر نکلے میں اُن کے ساتھ تھا تب وہ حضرت طلحہ بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ صحابیٔ رسول ﷺ کی قبر کی زیارت کے لئے آئے جب دور سے قبر کو دیکھا تو الٹے پاؤں واپس ہو گئے پھر لوٹے اور قبر کی طرف آئے اور زیارت کی بحالیکہ سر نیچے تھا ادب کے ساتھ جب وہاں سے نکلے تو میں نے آپ سے اس کی بابت پوچھا تو کہا جب میں ان کی قبر کی طرف آیا تو میں نے دیکھا کہ ان پر سبز حلہ ہے اور تاج ہے جو کہ موتیوں و جواہر سے جڑا ہوا ہے ان کے پاس دو حوریں ہیں تب مجھے حیا آئی اور پیچھے کو واپس آ گیا پھر انہوں نے مجھے نبی ﷺ کی قسم دلائی کہ میں ان کی طرف لوٹ آؤں پھر میں ان کی طرف گیا③ راوی کہتا ہے کہ واللہ میں نے سب باتوں کی کسی کو خبر نہ دی تھی حتیٰ کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے۔④

جنازہ دیکھ کر یہودی مسلمان ہو گئے

آپ بصرہ میں رہتے تھے اور وہیں 580ھ سے پہلے فوت ہوئے ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی اور شہر سے باہر دفن کیے گئے۔ ان کی قبر

---

① آپ کے ارشاد سے اولیاء کی کثرت کی وجہ سے شہر کو ''مدینة الاولیاء'' کہنا ثابت ہوتا ہے۔ غالباً اس وجہ سے پاکستان میں ملتان شہر کو اولیاء اللہ کے بکثرت موجود ہونے کی وجہ سے میرے پیر و مرشد امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی ''مدینة الاولیاء'' کہتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 323,324,325 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ اس واقعہ سے نیک لوگوں کا قبر میں زندہ ہونا بلکہ نعمتوں سے لطف اندوز ہونا، قبر پر آنے والے کو پہچاننا اور تصرف فرما کر اس کو حکم کرنا جیسے امور ثابت ہوتے ہیں۔ نیز ایک صحابی رسول ﷺ کے مزار پر حاضر ہو کر ادب کے ساتھ ان کے حکم کی اطاعت کرنے کی جانب بھی اشارہ ملتا ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

④ بهجة الاسرار صفحه 325 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

کی زیارت کی جاتی ہے جب ان کے جنازہ کی نماز پڑھی گئی تو آسمان کی طرف خلا سے ڈھولوں کی آواز سنائی دیتی تھی جو بجتے تھے اور جب تکبیر میں لوگ نماز جنازہ میں ہاتھ اٹھاتے تھے تو وہ آواز سنتے تھے۔ اس دن یہود و نصاریٰ کا ایک گروہ مسلمان ہوا اور وہ دن تھا جس میں کہ لوگ (بکثرت) جمع ہوئے تھے۔ ①

سب اولیاء آپ کا ادب کرتے

شیخ جمال الدین ابو محمد بن عبدالبصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حال میں کہ ان سے خضر علیہ السلام کی نسبت پوچھا گیا کہ وہ زندہ ہیں یا مردہ؟ انہوں نے کہا کہ میں ابوالعباس خضر علیہ السلام سے ملا ہوں۔ ان کو میں نے یہ کہا کہ مجھ سے کوئی عجیب واقعہ بیان کریں جو کہ آپ پر اولیاء کے ساتھ پیش آیا ہو۔

انہوں نے کہا کہ میں ایک دن بحر محیط کے کنارہ پر گزر رہا تھا جہاں کوئی آدمی وغیرہ نہ تھا پھر میں نے ایک شخص کو دیکھا جو کہ عباء پہن کر لیٹا ہوا تھا میرے دل میں خیال آیا کہ وہ ولی ہے پھر میں نے اس کو پاؤں سے ہلایا تو اس نے سر اٹھایا اور مجھ سے کہا مَا تُرِیْدُ؟ تم کیا چاہتے ہو؟

میں نے کہا کہ (قُمْ لِلْخِدْمَةِ)

''خدمت کے لئے کھڑا ہو جا''

اس نے مجھ سے کہا

(اِذْهَبْ وَاشْتَغِلْ بِنَفْسِكَ) ''تم چلے جاؤ اپنا کام کرو''

میں نے کہا اگر تم کھڑے نہ ہو گے تو میں لوگوں میں پکار کر کہہ دوں گا کہ یہ اللہ کا ولی ہے۔

اس نے مجھ سے کہا اگر تم نہ جاؤ گے تو میں ان سے کہہ دوں گا کہ یہ خضر علیہ السلام ہیں۔

میں نے اس سے کہا کہ تم نے مجھے کیونکر پہچانا اس نے کہا کہ تم ابوالعباس خضر ہو بتلاؤ کہ میں کون ہوں؟ میں نے اپنی ہمت اللہ عزوجل کی طرف بڑھائی اور میں نے دل میں کہا کہ اے میرے رب! میں ''نقیب الاولیا'' ہوں پھر مجھے آواز آئی کہ اے ابوالعباس تو ان کا نقیب ہے جو کہ مجھ کو دوست رکھتے ہیں اور یہ شخص ان میں سے ہے کہ جس کو ہم دوست رکھتے ہیں پھر وہ میری طرف متوجہ ہوا کہ اے ابوالعباس! کیا تم نے میری باتیں اس کے ساتھ سن لیں۔

میں نے کہا ہاں مجھ کو دعا کا توشہ دو

اس نے کہا کہ اے ابوالعباس! دعا تمہارا کام ہے۔

میں نے کہا ضرور کرو کہا کہ جاؤ اللہ عزوجل تمہارا نصیب اپنی طرف سے زیادہ دے۔ میں نے کہا اور زیادہ کر تب وہ مجھ سے

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 325 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

غائب ہو گیا اور اولیا مجھ سے غائب ہونے کی طاقت نہیں رکھتے پھر میں نے اپنی طبیعت میں چلنے کی اور طاقت دیکھی تو میں چلا حتیٰ کہ ریت کے بڑے ٹیلہ پر پہنچا۔ میرے دل نے مجھے اس کے اوپر چڑھنے کی طرف رغبت دی جب میں اس کے اوپر چڑھ گیا اور مجھے گمان ہوا کہ آسمان تک پہنچ گیا ہوں تو میں نے اس کے اوپر ایک نور دیکھا جو آنکھوں کو اچک لیتا ہے۔ میں نے اس کا قصد کیا تو کیا دیکھا کہ وہاں ایک عورت ہے جو سوتی ہے اور ایسی عباء میں لپٹی ہوئی ہے جو کہ اس مرد کی عباء کے مشابہ ہے جو میرا ابھی مصاحب ہو چکا تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پاؤں سے جگاؤں تو مجھے پکارا گیا کہ ادب کر اس سے جس کو ہم دوست رکھتے ہیں تب میں اس کے جاگنے تک بیٹھ گیا پھر وہ عصر کے وقت جاگی اور کہنے لگی کہ

(اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَمَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرِ)

''اس خدا کی تعریف ہے جس نے کہ مجھے زندہ کیا بعد میرے مارنے کے اور اسی کی طرف اٹھنا ہے۔''[1]

اس خدا کی تعریف ہے کہ مجھ کو اس نے اپنی محبت دی ہے اور اپنی مخلوق سے مجھے وحشی بنا دیا ہے پھر اس نے التفات کیا اور مجھے دیکھا تو کہا

اے ابوالعباس اتم کو مرحبا اور تو اگر بغیر منع کے میرا ادب کرتا تو بہتر ہوتا۔

میں نے کہا تم کو خدا کی قسم ہے کیا تم اس شخص کی بیوی ہو کہنے لگیں ہاں اس جنگل میں ایک ابدال فوت ہو گئی تھی۔ اللہ ﷻ نے مجھ کو اس کی طرف بھیجا پھر میں نے اس کو غسل دیا اور کفن پہنایا جب اس کی تجہیز سے فارغ ہوئی تو وہ میرے سامنے آسمان کی طرف اٹھائی گئی یہاں تک کہ میری نگاہ سے غائب ہو گئی۔

میں نے کہا کہ مجھ کو دعا دو اس نے کہا کہ اے ابوالعباس! دعا تمہارا کام ہے میں نے کہا ضرور دعا کرو

اس نے کہا کہ جاؤ خدا تعالیٰ تمہارا نصیب اپنی طرف سے وافر کرے

میں نے کہا کہ اور زائد کرو۔ اس نے کہا کہ جب ہم تم سے غائب ہو جائیں تو ہم کو ملامت نہ کرنا میں نے ادھر خیال کیا تو پھر اس کو نہ دیکھا۔[2]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی شان

شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت خضر علیہ السلام سے کہا کہ کیا ان دوستوں کے لئے کوئی مرد یکتا ہے کہ جس کے حکم کی طرف ہر وقت وہ رجوع کرتے ہوں

انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کہ ہمارے اس وقت میں کون ہیں؟

کہا کہ وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھ کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے حال کی خبر سناؤ۔ کہا کہ وہ فرد الاحباب اور قطب

---

① یہ دعا سو کر اٹھنے کے بعد کی ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بھجۃ الاسرار صفحہ نمبر 328-325 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

الاولیاء اس وقت ہیں اور اللہ عزوجل نے اگر کسی ولی کو کسی مقام پر پہنچایا ہے پھر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس سے اعلیٰ درجہ پر ہیں اور اللہ عزوجل نے جس حبیب کو اپنی محبت کا پیالہ پلایا ہے تو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو بہت خوشگوار پلایا ہے کسی مقرب کو اللہ عزوجل نے حال بخشا ہے تو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو بہت بڑا حال دیا ہے۔ اللہ عزوجل نے ان کو اپنے اسرار میں سے وہ سِرّ دیا ہے کہ جس سے وہ جمہور اولیاء سے بڑھ گئے ہیں اور اللہ عزوجل نے جس کسی کو اپنا ولی بنایا ہے جو گزر چکا یا آئندہ ہوگا۔ وہ قیامت تک ان کا ادب کرے گا۔ ①

(19) شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مصر کے بڑے مشہور مشائخ اور عارفین مذکور کے صدر اور علماء محققین کے بڑے لوگوں میں سے ہیں۔ وہ علماء مصنفین اور فضلاء متقین آئمہ اکابرین سرداران قائمین بالسنتہ واحکام دین میں سے ہیں مصر میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ درس دیتے مناظرہ اور تخریج واملا کرتے تھے۔ طالب علم ان کا قصد کیا کرتے تھے۔ مصر میں اکثر علماء نے ان سے روایت کی ہے۔ ②

آپ کا مقام ومرتبہ

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے اور ان کے نزدیک پورا قبول اور بڑی ہیبت تھی وجود میں ان کو تصرف دیا تھا، احوال میں ان کو قدرت دی تھی۔ اللہ عزوجل نے موجودات کو ان کے لئے بدل دیا تھا۔ آنے والی باتوں کو ظاہر کیا۔ ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کر دیا۔ ان کی زبان پر وہ باتیں جاری کر دی جن سے دل آباد ہوتے ہیں۔ اسرار روشن ہوتے ہیں شریعت مطہرہ کو ان کے سبب زندہ کیا مسلمانوں پر ان کو حجت اور سالکین کا پیشوا بنا دیا۔ مریدوں صادقین کی مصر اور اس کے علاقہ میں تربیت ان تک منتہی ہوئی ان واردات کی مخفی چیزوں کو روشن کر دیا۔

ان کی محبت سے بہت بڑے بڑے صادقین نے جن کا اس شان میں قدم راسخ ہے نفع حاصل کیا اور اصحاب جمال کا ایک جم غفیر ان کے ارادہ کے قائل ہوئے ان کی طرف بہت سے صلحاء منسوب ہوئے ہیں۔ مشائخ وعلماء کا ان کی بزرگی واحترام پر اجماع ہوا ہے اور وہ اپنے اختلافات میں ان کو حاکم بناتے تھے۔ ان کی بات کی طرف سب رجوع کیا کرتے تھے ان کی عدالت کو ظاہر اور ان کی

---

① بهجة الاسرار صفحه 325, 326 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اس فرمان عظمت نشان سے پتہ چلتا ہے کہ سابقہ، موجودہ اور آئندہ آنے والے اولیاء شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا بہت ادب کرتے ہیں۔ امام اہلسنت مولانا الشاہ امام احمد رضا خان علیہ الرحمۃ الرحمٰن فرماتے ہیں کہ:

جو ولی قبل ہوئے بعد ہوئے یا ہوں گے
سبھی رکھتے ہیں دل میں ادب میرے آقا تیرا

(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 326-327 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

فضیلت کا اقرار کرتے تھے۔ آپ دانا خوبصورت عمدہ اخلاق والے کامل آداب اور اشرف الصفات تھے۔ ①

نیل کا پانی کم ہوا پھر چڑھ گیا

حضرت ابواسحاق ابراہیم بن مرسل مخزومی نابینا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ مصر کے اوتاد میں سے تھے وہ پے در پے کشف اور ظاہر کرامات والے تھے۔ ایک سال نیل کا پانی بہت زیادہ ہو گیا قریب تھا کہ مصر غرق ہو جائے زمین پر پانی ہی پانی ہو گیا۔ حتیٰ کہ کھیتی کا وقت عنقریب فوت ہونے کو تھا تب لوگ شیخ ابوعمرو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں اس کی وجہ سے شور مچاتے ہوئے آئے پھر آپ نیل کے کنارہ پر آئے اور اس سے وضو کیا تو وہ اسی وقت دو گز کے قریب کم ہو گیا اور زمین سے اتر گیا یہاں تک کہ زمین کھل گئی اور دوسرے دن لوگوں نے کھیتوں میں بیج ڈال دیا اور ایک سال کا ذکر ہے کہ نیل بالکل نہ چڑھا اکثر کھیتی کا وقت فوت ہو گیا اناج گراں ہو گیا۔ لوگوں نے ہلاکت کا گمان کیا تب بھی شیخ ابوعمرو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لوگ چلاتے ہوئے آئے پھر آپ نیل کے کنارہ پر آئے اور اس سے اس لوٹے میں پانی لے کر وضو کیا جو آپ کے خادم کے پاس تھا۔ تب اس دن نیل بڑھ گیا اور برابر بڑھتا گیا یہاں تک کہ اپنی حد تک پہنچ گیا۔ اللہ عزوجل نے اس میں فائدہ دیا اور آپ کی برکت سے اس سال کھیتی میں برکت دی۔ ②

ایک رات میں مکہ، مدینہ اور بیت المقدس کی حاضری

آپ کے خادم شیخ نیک بخت ابوالعباس احمد بن برکات سعدی مقری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ شیخ نے مصر میں اپنے مکان پر اندھیری رات میں عشا کی نماز پڑھی اور نکلے میں بھی ان کے پیچھے تھا اور زمین ہمارے نیچے اس طرح لپٹی جاتی تھی جیسے کہ انوار سامنے دائیں بائیں دوڑتے تھے وہ کسی پہاڑ پر پہنچتے اور کسی زمین سے چلتے تو ان کے سامنے ٹوٹ جاتی گویا کہ وہ موجود نہ تھی یہاں تک کہ ہم بہت جلد مکہ معظمہ میں پہنچ گئے۔ تب آپ نے طواف کیا وہاں پر رات کے اکثر حصہ تک نماز پڑھتے رہے پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا ایسا ہی ہم چلتے رہے یہاں تک کہ مدینہ شریف میں پہنچے وہاں زیارات کی اور نماز پڑھی جتنی کہ اللہ عزوجل نے چاہی پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا۔ اسی طرح چلتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس پہنچے وہاں زیارت کی اور نماز پڑھی جتنی کہ اللہ عزوجل نے چاہی پھر وہاں سے نکلے اور میں آپ کے پیچھے تھا چلتے رہے یہاں تک کہ ہم مصر میں داخل ہوئے اور مؤذن فجر کی اذان دے رہا تھا واللہ! میں شروع رات سے بڑھ کر قوی تھا اور مجھے نہ تھکان معلوم ہوئی نہ کوئی تکلیف ہوئی اور شیخ نے مجھ سے عہد لیا کہ ان کی زندگی میں یہ کسی سے ذکر نہ کرنا۔ سو میں نے ان کی وفات کے بعد اس کا ذکر کیا۔ ③

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 327 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 329 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

③ بھجۃ الاسرار صفحہ 329 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

چار ماہ تک بے ہوش رہے

شیخ عارف ابوالعباس احمد بن برکات بن اسماعیل سعدی مقری رحمۃ اللہ علیہ خادم ابوعمرو عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے سیدی شیخ ابوعمر رحمۃ اللہ علیہ کی نو (9) سال تک خدمت کی تھی۔ رات دن میں ان پر کوئی ایسا وقت نہ گزرتا تھا کہ جس میں طرح طرح کے نیک اعمال مقرر نہ کرتے تھے یا تو قرآن شریف پڑھتے یا پڑھواتے یا حدیث سنتے یا سناتے یا علم میں مشغول ہوتے یا اپنے مریدوں کو ادب سکھاتے یا اللہ عزوجل کی طرف احوال قرب کے احکام اور منازلات باطنی کے ساتھ متوجہ ہوتے تھے میں ایک دن ان کی خدمت میں حاضر ہوا اتنے میں ایک شخص آپ کے پاس آیا جس کے بال پراگندہ اور غبار آلودہ تھے۔

میں نے نہ اس کو پہلے دیکھا تھا نہ اب تک دیکھا تھا۔ تب وہ شیخ کے سامنے باادب اور عاجزی کے ساتھ بیٹھ گیا۔ شیخ نے تھوڑی دیر سر نیچا کیا پھر اس کی طرف دیکھا تو وہ غش کھا کر گر پڑا۔ شیخ نے فرمایا: کہ اس کو اٹھا لے جاؤ۔ ہم نے اس کو ایک گھر میں رکھ دیا وہ اس میں چار ماہ تک ایسے حال میں رہا کہ نہ حرکت کرتا تھا نہ اس کو کچھ ہوش تھا۔ اس کا حال مردہ کا سا تھا لیکن اتنی بات تھی کہ وہ سانس لیتا تھا پھر شیخ اس کے پاس آئے اور اپنا ہاتھ اس کے سینے پر پھیرا تو اس کو ہوش آ گیا۔

میں نے اس سے حال پوچھا تو کہنے لگا کہ اے ابوالعباس! میری عمر بڑی ہو گئی تھی۔ میں نے مجاہدے بہت کئے تھے سیر و سفر بہت کئے تھے لیکن اس راستے کا میں نے کوئی نشان نہ دیکھا تب میں نے دل سے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں استغاثہ کیا تو مجھے آواز آئی کہ تم اس جنگل کے سلطان کے پاس جاؤ کیونکہ جو تو چاہتا ہے۔ اس کے پاس موجود ہے۔

میں نے کہا وہ کون ہے؟ مجھ سے کہا گیا کہ وہ شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ جب میں ان کے سامنے بیٹھا اور انہوں نے میری طرف دیکھا تو ان کی نظر نے میرے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا وصل کے خیموں کو پھاڑ دیا۔ مسافت بُعد میرے لئے لپیٹے گئے اور مجھ کو میری حس اور عالم سے اچک لیا، مجھ کو میرے وجود سے اور جو اس میں ہے غائب کر دیا میں فنا کے قدم پر اور موجودات سے غائب ہو کر مقام قرب پر قائم ہو گیا۔ اپنے مطلوب کو پا لیا اپنے محبوب تک ان کی نظر کی برکت سے پہنچ گیا پھر مجھ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس حال میں گزر ہوا میری طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا اور فرمایا: کہ اس شخص کو حکم دو کہ جو اس میں اور اس کی عقل میں خلل ہو گیا کہ اس میں قوت رکھ دے کہ اس قوت سے اس حال کے غلبہ پر غالب آئے پھر اپنی تمیز کی طرف لوٹے اور احکام شرع کی پابندی کرے تب میری طرف شیخ ابوعمرو رحمۃ اللہ علیہ نے جلدی کی پھر میں نے اپنے آپ میں قوت دیکھی جس کے سبب میں اپنے حال کا مالک بن گیا۔ اپنے وجود کی طرف لوٹ آیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو پھر وہ چلا گیا اور اب تک پھر اس کو نہیں دیکھا۔ [1]

ریت سے ستو اور پانی کا نکالنا

آپ کے خادم کہتے ہیں کہ ایک دفعہ ان کے ساتھ شام تک قدم تجرید پر سفر کیا اور سوائے اللہ سبحانہ کے اور کوئی تیسرا ہمارے

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 330 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ساتھ نہ تھا۔ مجھے تین دن گذر گئے کہ کوئی کھانے پینے کی چیز نہ پائی قریب تھا کہ زمین پر گر پڑوں۔ جب آپ نے مجھے اس حال پر دیکھا تو ریت کے ٹیلے پر چڑھ گئے دونوں ہاتھوں سے ریت بھر لی اور مجھ کو ستو بھنے ہوئے جس میں شکر پڑی ہوئی تھی دیئے میں نے وہ کھائے یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر گیا پھر ٹیلے میں جو ایک ہاتھ مارا تو اس میں سے ایک میٹھا چشمہ نکل آیا جو کہ دنیا کے میٹھے چشموں سے بہتر تھا۔ میں نے اس سے پانی پیا حتیٰ کہ میں سیر ہو گیا۔ ①

عجمی کا عربی اور عربی کا عجمی زبان ایک رات میں سیکھنا

ان کے پاس مصر میں دو شخص آئے ایک تو عربی تھا جو عجمی زبان کا ایک لفظ نہیں جانتا تھا۔ دوسرا عجمی آیا جو کہ عربی کا ایک لفظ نہ جانتا تھا دونوں باتیں کرنے لگے اور ایک دوسرے کی بات نہ سمجھتا تھا عربی نے کہا میں چاہتا ہوں کاش عجمی جانتا۔ عجمی نے کہا میں چاہتا ہوں کہ کاش میں عربی جانتا۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے پھر اگلے دن آپ کی خدمت میں آئے تو یہ حال تھا کہ عربی تو عجمی کلام کرتا تھا جیسے فصیح عجمی کرتے ہیں اور عجمی عربی ایسی بولتا تھا کہ کوئی بڑا فصیح عربی بول رہا ہے۔

عربی کہنے لگا کہ آج کی رات میں نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی زیارت کی۔ ان کے پاس شیخ ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ تھے تب خلیل علیہ السلام نے ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: کہ تم ہماری نیابت میں اس کو عجمی سکھا دو شیخ نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا اور جب میں جاگا تو میں عجمی بولی بولنے لگا۔

عجمی نے کہا کہ میں نے آج رات کو خواب میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور آپ کے پاس شیخ ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ تھے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شیخ ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا: کہ میری طرف سے اس کو عربی سکھا دو تب شیخ ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ نے میرے منہ میں لعاب ڈال دیا اور جب میں جاگا تو عربی بولتا تھا۔ ②

اولیاء کی شان بوحیٔ خدا

شیخ ابو الخیر سعد بن ابو عمرو عثمان بن مرزوق قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ سیر کے طور پر ''کوہ مقطم'' میں جو کہ قبرستان مصر میں ہے پھر رہا تھا میں اس میں چند دن تک رہا کہ کسی کو نہ دیکھتا تھا۔ ایک رات سحر کے وقت میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ وہ اپنی مناجات میں ایسی آواز سے کہ جو دلوں کو ہلا دے اور ایسے گریہ سے کہ عقلوں کو پریشان کر دے وہ کہتا تھا

میں نے اپنی بلا کو تیرے غیر سے چھپایا ہے۔ اپنے راز کو تجھ پر ظاہر کیا ہے تیرے ساتھ تیرے ماسوا کو چھوڑ کر مشغول ہوا ہوں پھر چلا کے رونے لگا اور کہنے لگا کہ میں اس شخص پر تعجب کرتا ہوں کہ جس نے تجھ کو پہچان لیا پھر وہ کیسے تجھ سے غافل رہتا ہے اور اس پر

---

① بهجة الاسرار صفحه 330 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 331-330 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تعجب ہے کہ جس نے تیری محبت کا مزہ چکھا ہے وہ تجھ سے کیسے صبر کرتا ہے۔اے عارفوں کے مولیٰ اور مقربین کے حبیب، محبوں کے انیس، طالبین کی امید کی غایت، منقطعین کے مددگار پھر وہ چلایا اور کہنے لگا ''واشوقاہ'' تیری طرف اور ''واکرباہ'' پھر میں آواز کے پیچھے ہوا۔میرے دل میں اس کی محبت ہوگئی یہاں تک کہ میں اس تک پہنچ گیا دیکھا تو ایک شیخ لاغر بدن زرد رنگ ہے۔جس پر ہیبت غالب ہے اور وقار نے اس کو ڈھانکا ہوا ہے۔اہلِ معرفت کی اس میں علامت ہے پھر میں اس کے قریب ہوگیا اس کو سلام کیا اس نے کہا مرحبا تم کو اے ابوعمرو! میں نے کہا کہ آپ نے میرے نام کو کیسے پہچان لیا؟ حالانکہ مجھ کو اس سے پہلے کبھی آپ نے نہیں دیکھا۔انہوں نے کہا کہ میں نے تمہارے وجود کو زمین پر دیکھا اور تمہارے مقام کو آسمان پر تمہارا نام لوح محفوظ میں پڑھا ہے

پھر میں نے کہا اے میرے سردار! مجھ کو کچھ فائدہ کی بات فرماؤ

فرمایا:! اے ابوعمرو اللہ ﷻ نے اپنے نبی داؤد علیہ السلام پر وحی کی کہ

اے داؤد! میرے ولیوں اور دوستوں کو کہہ دے کہ تم کو ایک دوسرے سے الگ ہو جانا چاہئے کیونکہ میں تمہارا دوست ہوں اپنے ذکر کرنے سے اور ان سے باتیں کرتا ہوں اپنی محبت سے، اپنے اور ان کے درمیان جو پردہ ہے اس کو کھول دیتا ہوں تاکہ وہ میری عظمت وجلال اور میرے چہرہ کی رونق [1] کو دیکھیں۔میں ہر دن ان کے نزدیک رہتا ہوں۔میں ہر گھڑی اپنے چہرہ کے نور سے ان کے قریب ہوتا ہوں ان کو اپنی کرامت کا مزہ چکھاتا ہوں اور جب یہ معاملہ ان کے ساتھ کرتا ہوں تو وہ دنیا اور اہلِ دنیا سے اندھے ہو جاتے ہیں پھر کوئی شے مجھ سے بڑھ کر ان کو پیاری نہیں ہوتی اور میری طرف دیکھنے سے بڑھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتیں۔وہ میری طرف جلدی قدم بڑھاتے ہیں اور میں اس بات کو بُرا سمجھتا ہوں کہ ان کو موت دوں کیونکہ مخلوق میں وہ میرے محل نظر ہیں۔ میں ان کی طرف دیکھتا ہوں اور وہ میری طرف دیکھتے ہیں۔

اے داؤد! اگر تم ان کو دیکھتے اس حال میں کہ ان کے نفوس گل گئے ہیں۔ان کے جسم لاغر بن گئے ہیں ان کی آنکھیں غریبانہ ہیں۔ان کے اعضا شکستہ ہیں جب وہ میرا ذکر سنتے ہیں تو ان کے دل نکل جاتے ہیں (تو تم تعجب کرتے) پھر میں اپنے فرشتوں اور آسمان والوں کے سامنے ان سے فخر کرتا ہوں۔وہ میری طرف دیکھتے ہیں پھر وہ خوف وعبادت میں بڑھ جاتے ہیں اگر وہ مجھ سے سرگوشی کرتے ہیں تو میں ان کی باتیں سنتا ہوں۔اگر وہ مجھے پکارتے ہیں تو میں ان کی طرف آگے بڑھتا ہوں۔اگر وہ میری طرف متوجہ ہوتے ہیں تو میں ان کے قریب ہو جاتا ہوں اگر وہ میرے قریب ہوتے ہیں تو میں بھی ان کے قریب ہوتا ہوں اگر وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں تو میں بھی ان سے محبت کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے صاف ہیں تو میں بھی صاف ہوتا ہوں۔اگر وہ میرے لئے کام کرتے ہیں تو میں ان کو جزا دیتا ہوں۔میں ان کے کاموں کی تدبیر کرنے والا ہوں۔ان کے دلوں کا محافظ ہوں۔ان کے احوال کا متولی ہوں۔میں نے ان کے دلوں کے لئے کسی شے میں سوا اپنے ذکر کے کوئی راحت نہیں پیدا کی۔وہ میرے سوا اور کسی سے محبت نہیں کرتے ان کے دلوں کے کجاوے میرے سوا اور کہیں نہیں اترتے پس مجھ کو اپنے عزت وجلال کی قسم ہے کہ میں ان کو اپنی زیارت کی قدرت دوں گا ان کی نگاہ کو اپنی طرف دیکھنے سے سیر کر دوں گا یہاں تک کہ وہ راضی ہو جائیں گے اور رضا سے بڑھ کر دوں گا۔

---

[1] یہاں چہرہ کے حقیقی معنیٰ مراد نہیں تفصیل کے لیے اہل علم سے رابطہ کریں۔(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

پس اے داؤد علیہ السلام زمین والوں کو یہ بات کہا دے کہ میں اس شخص کا حبیب ہوں جو مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کا ہم نشین ہوں جو کہ میرے ساتھ بیٹھتا ہے۔ اس کا انیس ہوں جو کہ میرا انیس ہے۔ اس کا صاحب ہوں جو کہ میرا صاحب ہے۔ اس کا ہوں جو میرا مطیع ہے۔ اس کا مختار ہوں جو کہ مجھے اختیار کرتا ہے سو تم میری بزرگی اور مصاحبت و معاملہ کی طرف بڑھو میں ماجد ہوں جس شے کو کہتا ہوں کہ ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔

پھر عبرت نے اس کا گلا گھونٹ لیا یہاں تک کہ اس کو غش پڑ گیا۔ جب اس کو ہوش آیا تو میں نے کہا اے میرے سردار! مجھ کو وصیت کیجئے۔ فرمایا کہ اے عمرو رحمۃ اللہ علیہ ادل سے ہر علاقہ کو قطع کر دے اور اس کے سوا اور کسی پر قناعت نہ کر۔

پھر میں نے کہا اے میرے سردار! میرے لئے دعا کرو انہوں نے کہا کہ خدائے تعالیٰ تجھ سے چلنے کی تکلیف کی برداشت کو آسان کر دے تجھ میں اور اپنے میں حجاب نہ ڈالے پھر اس طرح بھاگا جس طرح کوئی شیر سے بھاگتا ہے۔ [1]

آپ کا وصال

آپ مصر میں رہتے تھے اور اسی کو وطن بنایا تھا۔ وہیں 564ھ میں فوت ہوئے تھے۔ عمر ستر (70) سے بڑھ گئی تھی مصر کے قبرستان میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار کے مشرق کی طرف دفن ہوئے جو کہ ستون کے متصل ہے اور آپ کی قبر کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ [2]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ ابو عمرو عثمان بن مرزوق قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ امام اور سردار ہیں۔ ان سب کے سردار ہیں جو کہ اللہ عزوجل کے راستہ پر اس زمانہ میں چلتے ہیں یا حال دیا گیا یا قائم کر دیا گیا پس شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کے امام اور منازلات احوال میں امام ہیں۔ اللہ عزوجل کے سامنے ہمارے کھڑے ہونے میں امام ہیں۔ اس زمانہ کے اولیاء سے ان کی بابت عہد لیا اور اس زمانہ کے تمام ارباب مراتبہ سے اس بات کا سخت عہد لیا کہ ان کے قول کی طرف رجوع کریں۔ ان کے مقام کا ادب کریں۔ اللہ عزوجل نے اس زمانہ میں جس کو ولی بنایا ہے تو ان کے ہاتھ پر اس کی بخشش دی ہے ان کی تمام بخششیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں پر ہیں۔

اللہ عزوجل نے جس شخص کو اس وقت کے قریب پسند کیا ہے۔ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کو اس کے احوال میں مشارکت اور اس کے مقامات میں ان کا گزر ہے۔ اس کے اسرار کی طرف مطالعہ ہے لیکن ان کے احوال و مقامات و اسرار میں انبیاء علیہم السلام کے سوا اور کوئی شریک نہیں اس طریق میں ان پر سوائے اللہ عزوجل اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کا احسان نہیں ہے۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 332-331 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 332 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 333,332 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(20) شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مشرق کے بزرگ مشائخ اور عارفین کے صدر محققین کے اکابر ہیں۔ صاحب کرامات ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔ ان کو عالم میں تصرف دیا ہے۔ احوال پر قدرت دی ہے۔ عجائب غیوب پر ان کو مطلع کر دیا فنون حکمت کے ساتھ ان کو گویا کر دیا موجودات کو ان کے لئے بدل دیا۔ عادات کو خرق کر دیا۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات خارقات کو ظاہر کر دیا۔ مردوں کے سینوں میں ان کی پوری قبولیت اور دلوں میں پوری ہیبت ڈال دی سالکین کا ان کو امام بنایا شریعت وحقیقت کے ہر دو علم کو ان کے لئے جمع کر دیا۔ علم، عمل، تحقیق، زہد جلالت میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی ان کے وقت میں سنجار اور اس کے ارد گرد مریدین صادقین کی تربیت میں انہیں کے سبب امر سرسبز ہوا۔ ان کی صحبت سے بہت سے اکابر نے تخریج کی ہے جیسے شیخ حسن تلعفری، شیخ عثمان بن عاشور سنجاری رحمۃ اللہ علیہما وغیرہما۔ اور اس کے ارادہ کی ایک جماعت قائل ہوئی ہے جن کا اس شان میں قدم راسخ تھا ان کی طرف بہت سے صلحا لوگ منسوب ہیں۔ ان کی بزرگی واحترام پر مشائخ وعلماء کا اجماع ہو چکا ہے۔ ①

آپ کا مقام ومرتبہ

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بہت تعریف کرتے تھے ان کی فضیلت کا ذکر کرتے تھے۔ وہ اس طریق کے رکن ہیں ان کے مشہور عالم ہیں۔ اس کے ساتھ علوم شریعہ میں فراخ ہاتھ اور احکام الٰہی کی معرفت میں ید طولیٰ ہے۔ ہر ایک طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا جاتا ہے۔ ہر کنارہ میں ان کا ذکر مشہور تھا۔ دانا خوبصورت، کامل، فاضل، ادیب، عاجز، اشرف اخلاق، اکرام الخصائل روشن صفات تھے۔ ②

اولیاء سے بغض رکھنے والے کا انجام

شیخ ابوالفرج حسن تلعفری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: سنجار کے مال داروں میں ایک شخص تھا جو کہ سلف کے بارے میں بلا وجہ نکتہ چینی کیا کرتا تھا۔ وہ بیمار ہوا اور جب مرنے لگا تو سب باتیں کرتا تھا مگر کلمہ شہادت اس کی زبان پر جاری نہ ہوتا تھا۔ جب اس کو کہا جاتا کہ تو کلمہ شہادت پڑھ تو وہ کہتا تھا کہ مجھ کو کیوں اس بارے میں کہا جاتا ہے؟ تب لوگ چلاتے ہوئے اور شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔

آپ اس کے پاس آئے اور اس کے پاس بیٹھ گئے اور دیر تک سر نیچے رکھا اور لَا اِلٰہَ اِلاَّ اللّٰہ کہا پھر اس شخص نے بھی کہا اور کئی دفعہ اس کی تکرار کی پھر آپ نے کہا کہ اس کو یہ عذاب اس لئے ہوا تھا کہ بزرگوں پر نکتہ چینی کرتا تھا۔ میں نے اس معاملہ میں اس کی سفارش کی تو مجھ سے کہا گیا کہ ہم نے تمہاری سفارش قبول کی اگر ہمارے پہلے اولیا اس سے راضی ہو جائیں پھر میں درگاہ شریف میں

---

① بهجة الاسرار صفحه 333 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

② بهجة الاسرار صفحه 333,334 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

داخل ہوا اور اس کا گناہ شیخ معروف کرخی و سری سقطی، شیخ جنید، شیخ شبلی، شیخ ابو یزید وغیرہم رحمہم اللہ سے معاف کرنے کی درخواست کی (انہوں نے معاف کر دیا) تب اس کی زبان شہادت میں بولی۔

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے کہا کہ جب میں کلمہ شہادت کہنے لگتا تو ایک کالی شے مجھ پر حملہ کرتی اور میری زبان بوجھل ہو جاتی مجھ کو بولنے نہ دیتی اور مجھ سے کہتی کہ میں وہ تمہاری بدگوئی ہوں جو کہ اولیاء اللہ کے بارے میں تھی [1] پھر اس کے بعد ایک نور آیا جو چمکتا تھا وہ سیاہی مجھ سے جاتی رہی اور اس نے کہا کہ میں خدا کی رضامندی ہوں کیونکہ اولیا تجھ سے راضی ہو گئے ہیں اور دیکھو میں یہ نور کے گھوڑوں کو دیکھتا ہوں جو کہ آسمان زمین کے درمیان ہیں جنہوں نے تمام خلاء کو بھر دیا ہے۔ ان پر نور کے سوار ہیں جن کی ہیبت کی وجہ سے سر نیچے ہیں۔ وہ کہتے ہیں:

﴿سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ﴾

راوی کہتا ہے کہ وہ مرد برابر ''شہادتیں'' شوق سے پڑھتا رہا یہاں تک کہ فوت ہوا۔ [2]

گناہ کرتے وقت اندھا ہو جانا

شیخ عارف ابو عمرو عثمان بن عاشور سنجاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اپنے شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ''سنجار'' کے بعض راستوں میں جا رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ گوشہ چشم سے ایک خوبصورت عورت کو اشارہ کر رہا ہے۔ آپ نے اس کو منع کیا وہ باز نہ آیا پھر آپ نے کہا خداوند اس کی آنکھیں لے تب وہ شخص اندھا ہو گیا پھر سات دن کے بعد شیخ کی خدمت میں آیا اور اپنے اندھے ہونے کی شکایت کی سچی توبہ کی بہت ہی انکساری کی پھر شیخ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا

(اَللّٰهُمَّ رُدَّ عَلَيْهِ بَصَرَهٗ اِلَّا فِيْ مَعَاصِيْكَ)

''خداوندا! اس کی آنکھ کو لوٹا دے مگر گناہوں کے وقت نہیں۔''

اللہ عزوجل نے اسی وقت اس کی آنکھ درست کر دی۔ اس کا یہ حال تھا کہ جب حرام کی طرف دیکھنے کا ارادہ کرتا تھا تو اندھا ہو جاتا تھا اور پھر اس کی آنکھ درست ہو جاتی تھی۔

راوی کہتا ہے کہ ایک دن آپ مسجد میں تھے۔ اتنے میں ایک نابینا آیا اور غیر قبلہ کی طرف کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا آپ نے کہا خداوند اس کی آنکھ کو نور دے دے پھر وہ مسجد سے ایسے حال میں نکلا کہ اس کو نظر آتا تھا۔ وہ بیس (20) سال کے بعد فوت ہوا اور اس کی آنکھ کو کوئی تکلیف نہ پہنچی۔ [3]

---

① اللہ عزوجل کے مقبول بندوں کے بارے میں زبان احتیاط سے کھولنی چاہیے خدانخواستہ کسی اللہ والے کی شان میں گستاخی میں کھلنے والی زبان بوقت دنیا سے رخصت کے کلمہ پڑھنے سے محروم نہ ہو جائے اللہ عزوجل تمام مسلمانوں کو اس آفت سے محفوظ رکھے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 335,336 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 336 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

کٹا ہوا ناک درست کردیا

تاج الدین ابوالحسن علی بن بقامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے موصل میں کہا کہ میں نے شیخ عارف مقبول الدعا ابومنعہ سلامۃ بن نافل مغروقی رحمۃ اللہ علیہ سے جن کا لقب رویحج تھا۔ سنجار میں سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک مرد کا ناک بغیر قصاص کے کاٹ دیا گیا۔ سو شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ کو یہ حال برا معلوم ہوا تو اس کے ناک کا وہ حصہ جو جدا ہوا تھا پکڑا اپنے ہاتھ سے اس کی جگہ پر رکھ دیا[1] اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تب اس شخص کی ناک جیسا تھا ویسا صحیح تندرست ہوگیا۔[2]

جذامی کا اچھا ہونا

راوی کہتا ہے کہ آپ ایک دن ایک جذامی پر گزرے کہ جس کے جسم سے کیڑے گرتے تھے اور اس سے خون و پیپ جاری تھا تمام اطباء اس سے عاجز آ گئے تھے۔ اس کو کئی سال گزر گئے تھے پھر آپ نے کہا

(اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ غَنِيٌّ عَنْ عَذَابِهٖ فَعَافَهٗ)

''خداوندا! تو اس کے عذاب سے غنی ہے۔ اس کو آرام دے دے''

تو وہ اسی وقت تندرست ہوگیا اور اللہ عزوجل کے حکم سے اچھا ہوگیا۔[2]

سات دن تک کھانے پینے سے مستغنی

شیخ ابوالثناء احمد بن عبدالحمید سنجاری زرعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایک سال شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ قدم تجرید پر حج کیا جب ہم ایک جنگل میں تھے تو پانی ہمارے پاس نہ تھا۔ ہم کو سخت پیاس لگی میں تو موت کے کنارہ تک پہنچ گیا۔ شیخ راستہ سے تھوڑی دور الگ ہوگئے اور دو رکعت نماز پڑھی میں آپ کے ساتھ تھا پھر اپنا ہاتھ ایک پتھر پر مارا جو وہاں پر تھا پھر اس میں سے ایک نہایت شیریں چشمہ پھوٹنے لگا۔ ہم نے پانی پیا۔ یہاں تک کہ سیر ہوگئے اور شیخ نے اپنے ہاتھ سے ایک چلو بھر کر مجھے پلایا تو میں نے پانی اور ستو پیئے پھر ایک چلو بھرا اور پیا اس کے بعد اس پر ہاتھ پھیرا تو پھر وہی سخت پتھر بن گیا کہ جس پر تری کا نام و نشان نہ تھا پھر میں سات دن تک کھانے پینے سے مستغنی ہوگیا۔[3]

---

[1] آج کئی سو سال کے بعد میڈیکل سائنس بڑی تحقیقات کے بعد سرجری کے نام پر ایسا اگرچہ کر پائی ہے لیکن وہ اصل ناک نہیں ہوتا جبکہ یہاں تو اس ناک کو درست کیا گیا ہے جو کہ یقیناً ان کی کرامت ہے جبکہ کرامات کا معاملہ ہر دماغ والے کو سمجھ آئے ضروری نہیں (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 336 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 336,337 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 337 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

انگلی غائب ہوگئی

شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں ایک شخص تھا۔ جس کا نام ''شیخ فرج بن عبداللہ حسنی رحمۃ اللہ علیہ'' تھا۔ اس کے حالات بزرگ تھے۔ ایک دفعہ اس پر تجلیات عظمت سے ایک تجلی واقع ہوئی تو اس کا جسم ایسا ہو گیا جیسے جما ہوا پانی پھر شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ سے ان کی بابت کہا گیا۔

آپ تشریف لائے اور تھوڑی دیر سوچتے رہے اور کہا کہ خوبصورت عورتوں کو لاؤ کہ اس کے پاس بلند آواز سے گفتگو کریں۔ ان میں سے کوئی اس کو نہ چھوئے۔ جب وہ اپنی عادت کے موافق ہوش میں آ جائے تو سب باہر نکل جائیں۔ انہوں نے ایسا ہی کیا لیکن ایک عورت نے اپنی انگلی اس کی ران پر رکھ دی تو اس کی انگلی اس میں غائب ہوگئی اور جب وہ اپنی انسانیت کی طرف لوٹا تو جلدی سب عورتیں پردہ میں ہوگئیں۔

آپ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو کہا کہ میں نے اپنے باطن سے تمام ملکوں کا چکر لگایا تو اس کی ہمت کے لئے کسی شے سے تعلق نہ پایا مگر اتنی بات دیکھی کہ اس کے نفس میں خوبصورت عورتوں کی طرف میلان ہے سو میں نے چاہا کہ وہ اس کے نفس کو اپنی طرف میلان دلائیں اور اگر یہ حال اس پر ایک مدت تک رہتا تو اس کا وجود پگھل جاتا (اور مر جاتا)۔

راوی کہتا ہے کہ ہمیشہ اس عورت کی انگلی کے شگاف کا اثر اس کی ران میں موجود رہا یہاں تک کہ وہ فوت ہوا۔ [1]

نفس پناہ مانگنے لگا

شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شروع حال میں میں نے نفس سے مجاہدہ کیا تھا اور ایک مدت تک اس سے پانی کو روکا تھا۔ ایک سفر میں پانی کے تالاب پر میرا گزر ہوا تو میرے نفس نے پانی کی مجھے رغبت دلائی میں نے اس کو روکا تب مجھ سے ایک سیاہ شے نکل کر کودی اور اس نے اپنے آپ کو پانی میں ڈال دیا میں نے دیکھا تو وہ میرا نفس تھا پھر وہ پانی میں میرے سامنے کھڑا ہو گیا مجھ سے اللہ عزوجل کے لئے تخفیف چاہنے لگا۔

میں نے کہا واللہ! میں اپنے مجاہدہ کو نہ توڑوں گا اور نہ اس بیعت کو جو اللہ عزوجل کے ساتھ میں نے کی ہے۔

آپ فرماتے کہ میں نے اپنے نفس کو کنویں کے سر پر رکھا اس کو ذبح کر دیا اور اس سے چھوٹ گیا۔ [2]

سلطان وقت کی بے ادبی کا انجام

شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ کی سلطان سنجار کے پاس چغلی کھائی گئی۔ اس نے ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا۔ آپ کے مرید آپ پر خوف

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 337 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 338-337 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

کھانے لگے تب آپ نے سر نیچا کیا پھر کہا کہ کچھ مضائقہ نہیں مجھ سے کہا گیا کہ تم ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں جب آپ سلطان کے دروازہ تک پہنچے تو سلطان کو سخت قولنج نے پکڑا جب آپ دہلیز میں داخل ہوئے تو اور زیادہ درد ہوا اور سلطان کو غش آ گیا اس کی عورتیں چلا اٹھیں اس میں ان کو یقین آ گیا کہ یہ خرابی آپ کے بلانے کی وجہ سے ہے پھر آپ کی طرف وہ سب ننگے پاؤں نکلیں آپ کے قدموں پر گر پڑیں اور عذر کرنے لگیں تب آپ لوٹ گئے تو اسی وقت درد جاتا رہا۔ ①

اگر میں جاتا تو وہ بیمار ہو جاتے

ایک دفعہ قاضی سنجار کے سامنے ان کی شکایت کی گئی۔ اس نے آپ کے حاضر ہونے کا حکم دیا جب آپ گئے تو قاضی اور اس کے تمام اہلِ مجلس کو بخار نے پکڑ لیا۔ جب شیخ دروازہ تک پہنچے تو ان کا بخار اور سخت ہو گیا پھر ان سب نے درخواست کی کہ آپ ان سے راضی ہوں اور واپس تشریف لے جائیں آپ واپس ہوئے تو بخار اسی وقت جاتا رہا۔

آپ نے فرمایا: اگر میں ان کے پاس جاتا تو ان کا مرض لمبا ہو جاتا اور دردیں اور بیماریاں ان پر پے در پے قائم رہتیں۔ ②

آپ کا وصال

آپ سنجار میں رہتے تھے اور پہلے سے آپ کا وطن وہی تھا۔ اسی میں بزرگ ہو کر فوت ہوئے وہیں قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے جہاں تک مجھے معلوم ہے آپ کا نام نصر اللہ ہے اور "سوید" لقب تھا۔ جو آپ کے نام پر غالب ہو گیا حالانکہ آپ گورے سرخ سفید رنگ کے تھے۔ ③

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ کی نظر میں

ابو عمرو عثمان بن عاشور اسنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ سوید رحمۃ اللہ علیہ سے کئی دفعہ سنا وہ کہا کرتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے شیخ اور سردار و امام و پیشواء ہیں اللہ عزوجل اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک، وہ اپنے تمام اہلِ عصر پر علم حال و مقامات ثبوت میں اللہ عزوجل کے سامنے مقدم ہیں۔

شیخ ابو محمد عبداللہ بن شیخ ابو احمد اسماعیل بن شیخ سوید سنجاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے والد رحمۃ اللہ علیہ سیدی عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر بڑے شوق ذوق سے کیا کرتے تھے اور اپنی اکثر مجالس میں ان کا ذکر کرتے تھے حتیٰ کہ لوگوں کو ان کی زیارت کا شوق دلایا اور ایک دفعہ یہ کہا تھا۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 338 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 338 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 338 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ مِنْ صُدُوْرِ اَهْلِ حَضْرَةِ الْقُدُسِ)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حضرت قدس کے صدر ہیں۔''[1]

(21) شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ بڑے مشائخ بڑے عارف، مشہور محقق ہیں۔صاحب کرامات خارقہ، احوال فاخرہ، مقامات رفیعہ، آپ کے حالات بزرگ ہمت تھے۔وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ عزوجل نے مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے وجود میں ان کو تصرف دیا ہے موجودات کو ان کے لئے پلٹ دیا۔آنے والی چیزوں کو ان کے لے خرق کر دیا۔ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا اور ان کو مغیبات کے ساتھ بلایا ہے۔احوال اہلِ نہایات پر ان کو قدرت دی ہے۔احکام ولایت اور قوم کے احوال کی مشکلات کے حل کرنے کے لئے ان کو ذمہ دار بنایا ہے۔[2]

قبر سے تصرف فرمانے والے

وہ ان چار مشائخ میں سے ہیں جن کے بارے میں شیخ قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ میں نے چار مشائخ کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں ایسا تصرف کرتے ہیں جیسے زندہ کرتے ہیں۔ ① شیخ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ ② شیخ محی الدین عبدالقادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ ③ عقیل منجی رحمۃ اللہ علیہ ④ شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ۔[3]

آپ کا مقام و مرتبہ

شیخ عارف ابوالحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ اس کا ذکر کرتے تھے۔اس شان کی ریاست علم، عمل، زہد، حال، جلالت میں ان تک ختم ہوئی۔ حران اور اس کے آس پاس میں مریدین محققین کی تربیت میں ان کے سبب امر سرسبز ہوا۔ان کی صحبت میں بہت اہل مقامات نے تخریج کی ہے اور بہت سے اصحاب احوال نے ان کی شاگردی کی ہے۔اکابر کا جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا ہے۔ان کی طرف ایک بڑا جہاں منسوب ہوا ہے جن کا بوجہ کثرت کے شمار نہیں ہوسکتا۔مشائخ وعلماء وغیرہم نے ان کی طرف بزرگی کا اشارہ کیا ہے۔ لوگوں نے ان کو احترام وعزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔اکثر مشائخ ان کے سامنے بیٹھے ہیں اور ان کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔

ان کے فضل ان کے مرتبہ وحفظ حرمت کا خاص وعام نے اقرار کیا ہے۔اہلِ حران ان سے پانی کی درخواست کیا کرتے تھے تو ان پر پانی برسا کرتا تھا، مشکلات میں ان کی طرف پناہ لیتے تھے تو ان کی مشکلات حل ہو جاتی تھیں۔ان معاملات میں ان کے حالات اتنے مشہور ہیں کہ حاجت اظہار نہیں ان کے آثار وکرامات شمار سے زائد ہیں۔[4]

---

① بهجة الاسرار صفحه 338,339 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 339 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 339 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان ④ بهجة الاسرار صفحه 340 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

سنت وفرض کو لازم پکڑے۔ پس سنت ترک دنیا ہے اور فرض صحبت مولیٰ ہے کیونکہ سنت پورے طور پر دنیا کے ترک پر دلالت کرتی ہے اور کتاب تمام صحبت مولیٰ پر دلالت کرتی ہے۔ پس جو شخص سنت وفرض پر عمل کرتا ہے اس کا کام پورا ہو جاتا ہے جو شخص دنیا میں بتکلف زاہد بنتا ہے۔ اس نے اس کی قدر کی اپنے قلب ونفس میں خبر دی ہے سو چاہئے کہ اللہ ﷻ سے اس امر کا حیا کرے کہ اس کے غیر کو ایسی چیز کے ساتھ بدلے کہ جس کی اس کے نزدیک قدر نہیں۔ بلا کے نزول کے وقت صبر کی حقیقت ظاہر ہوتی ہیں۔ ان تقدیروں کے مکاشفہ کے وقت رضا کی حقیقتیں معلوم ہوتی ہیں۔ اس سے بچتا کہ زہد کو اپنا پیشہ بنائے لیکن اس کو اپنی عادت بنا۔ [1]

تم نے اعتراض کیا تو عتاب ہوگا

شیخ ابو حفص عمر بن شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ زغیب رحبی رحمۃ اللہ علیہ ''رحبہ'' سے حران تک میرے والد کی زیارت کو آئے پھر ان کو صبح کی نماز کے بعد اپنے گھر کے دروازہ پر بیٹھا ہوا پایا۔ ان کے سامنے ایک بکری تھی، ان کو سلام کیا اور ان کے سامنے دوسری جانب میں جس میں دس گز سے زائد فاصلہ تھا بیٹھ گئے لیکن میرے والد نے ان سے کلام نہ کی۔

شیخ زغیب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دل میں کہا کہ میں ''رحبہ'' سے ان کے پاس آیا اور آپ اپنی بکری کی طرف مشغول ہیں۔ اس کو دیکھ رہے ہیں اور میری طرف التفات نہیں کرتے پھر شیخ نے ان کی طرف دیکھا اور کہا اے زغیب مجھ کو حکم ہوا ہے کہ میں تجھ کو بوجہ اس کے کہ تم نے ہم پر اعتراض کیا ہے کچھ انتقام لوں۔ پس اب تم اختیار کرو کہ وہ عذاب تمہارے ظاہر پر ہو یا باطن پر

انہوں نے کہا اے میرے سردار! میرے ظاہر پر ہو پھر میرے والد نے انگلی کو تھوڑا بڑھایا تو شیخ زغیب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ ان کے رخسار پر بہہ آئی پھر وہ کھڑے ہو گئے زمین کو بوسہ دیا اور رحبہ کی طرف لوٹ آئے۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں ان سے کئی سال کے بعد مکہ معظمہ میں ملا کہ ان کی دونوں آنکھیں درست تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا تو کہا کہ میں اپنے شہر میں مجلس سماع میں تھا اس میں ایک شخص تھا جو کہ تمہارے والد کے مریدوں میں سے تھا اس نے اپنا ہاتھ میری آنکھوں پر رکھا تو وہ تندرست ہو گئیں جیسا کہ تم دیکھتے ہو شیخ زغیب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ جب تمہارے والد نے اپنی انگلی سے میری طرف اشارہ کیا اور میری آنکھ میرے رخسار پر بہہ آئی تو میرے دل میں ایسی آنکھ کھل گئی کہ جس سے میں نے اسرار اور قدر کو دیکھا جو کہ آیات الٰہی کے عجائبات تھے۔ [2]

محراب کے لئے کعبہ دکھا دیا

حران میں ایک مسجد شیخ حیات رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں بنائی گئی جب لوگوں نے اس کے محراب رکھنے کا ارادہ کیا تو شیخ حیات رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور مہندس (ریاضی دان) سے کہا کہ قبلہ اس طرف ہے۔ اس نے کہا نہیں قبلہ اس طرف ہے پھر آپ نے کہا

(اُنْظُرْ تَرَ الْكَعْبَةَ بِذَالِكَ)

---

[1] بهجة الاسرار صفحه نمبر 340 ملخص

[2] بهجة الاسرار صفحه 341 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

"دیکھ کعبہ تیرے سامنے ہے"

تب ریاضی دان نے دیکھا تو کعبہ شریف اس کے سامنے تھا اور اس کو اپنی آنکھوں سے اعلانیہ دیکھ رہا تھا کہ اس میں اور کعبہ میں کوئی حجاب نہ تھا پھر وہ غش کھا کر گر پڑا۔ ①

واپس حران آگئے

ابوالعلی غانم بن یعلی تکریتی تاجر نے کہا کہ ایک دفعہ میں نے یمن سے سمندر میں سفر کیا اور جب ہم بحر الہند کے وسط میں پہنچے تو ہم بھول گئے ہوا ہم پر غالب ہوئی اور موجوں نے ہم کو ہر طرف سے پکڑ لیا ہماری کشتی ٹوٹ گئی۔ میں ایک تختہ پر پڑا رہا اس نے مجھے جزیرہ کی طرف پھینک دیا۔ میں اس میں پھرنے لگا تو اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ اس میں بہت سی مفید چیزیں تھیں۔ اس میں ایک مسجد تھی میں اس میں داخل ہوا دیکھا تو اس میں چار شخص ہیں میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا اور میرا حال پوچھا میں نے ان کو خبر دی اور ان کے پاس باقی دن بیٹھا رہا۔ ان کی توجہ اور خدا ﷻ کی طرف اچھی طرح متوجہ ہونے سے ایک بڑا معاملہ دیکھا۔

جب عشاء کا وقت آیا تو شیخ حیات حرانی رحمۃ اللہ علیہ آئے۔ وہ سب باادب کھڑے ہو کر سلام کہنے لگے آپ آگے بڑھے اور عشاء کی نماز پڑھائی پھر انہوں نے نماز کو طلوع فجر تک لمبا کیا میں نے آپ کو سنا کہ دعا مانگتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خداوند میں تیرے سوا کوئی جائے طمع نہیں پاتا اور نہ تیرے غیر کی طرف جائے فائدہ۔ سو میں تیرے دروازہ پر بیٹھا ہوں تیرے پردہ کو دیکھتا ہوں کہ میری سختی کو دور کرنے کے لئے کب کھلے گا پھر میں مجالس قرب تک پہنچوں گا۔ بے شک میں نے اپنے نفس کو سختی کے دور ہونے کے وقت تجھ سے خوشی اور تیرے ذکر سے اس کی خوبصورتی کا پورا وعدہ دیا ہے۔ میرے لئے اس میں ایک سوراخ خوشیوں کا ہے جس کی طرف میرے شوقوں کے عشق راحت پاتے ہیں۔ تیرے ساتھ میرے وہ حالات ہیں کہ جن کو عنقریب ملاقات ظاہر کر دے گی۔

اے توبہ کرنے والوں کے دوست! اے عارفین کے سرور! اے عابدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک! اے منفردین کے انیس! اے پناہ مانگنے والوں کی جائے پناہ! اے الگ رہنے والوں کے مددگار! اے وہ جس کی طرف صدیقوں کے دل شوق کرتے ہیں۔ اسی سے عاشقوں کے دل محبت کرتے ہیں۔ اس پر ڈرنے والوں کی ہمت جھکی ہوئی ہے پھر سخت روئے۔ میں نے انوار کو دیکھا کہ ان کو انہوں نے ڈھانک لیا ہے وہ مکان روشن ہو گیا ہے جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کی روشنی ہوتی ہے پھر آپ مسجد سے نکلے اور یہ اشعار پڑھتے تھے:

سَیْرُ الْمُحِبُّ اِلَی الْمَحْبُوْبِ اِعْجَال

---

① بهجة الاسرار صفحه 342 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان اس طرح کا ایک واقعہ حضرت علی بن عثمان بن علی الجویری المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی طرف بھی منسوب ہے کہ عین ابتدائے نماز میں لاہور کے نمازیوں کو کعبہ کی زیارت کروا دی۔ تفصیل کشف المحجوب کے مقدمہ مطبوعہ اعلیٰ حضرت میں ملاحظہ کریں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

وَالْقَلْبُ فِيْهِ مِنَ الْاَهْوَالِ بلبال

⊙ ''عاشق کی محبوب کی طرف سیر جاری ہوتی ہے اور دل اس میں خوفوں سے غم زدہ ہے۔''

اَطْوِیَ الْمهامه مِنْ فَقْر عَلٰی قَدَمٍ

اِلَيْكَ يَدْفَعَنِیْ سَهْلٍ وَاَجْبَالَ

⊙ ''میں جنگل لپیٹتا ہوں ایک میدان سے دوسرے میدان تک۔ ایک قدم پر تیری طرف مجھے نرم زمین اور پہاڑ لوٹاتے ہیں۔''

پھر مجھ کو ان لوگوں نے کہا کہ تم شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے پیچھے ہو جاؤ میں آپ کے پیچھے ہو لیا اور یہ حال ہوا کہ زمین کے جنگل اور سمندر نرم زمین اور پہاڑ ہمارے قدموں کے نیچے لپیٹے جاتے تھے۔ میں ان سے سنتا تھا جوں جوں قدم اٹھاتے تھے یہ فرماتے تھے يَا رَبَّ حَيَاةٍ كُنْ حَيَاةً یعنی اے حیات کے رب حیات کے لئے ہو جا۔ ناگہاں دیکھا تو ہم حران میں بہت جلد آ گئے ہیں۔ ہم نے دیکھا کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ [1]

کیکر کے درخت سے کھجوریں جھڑنا

شیخ حیات حرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک سال حج کیا۔ ایک منزل میں سب قافلہ اترا۔ شیخ اور ان کے ساتھی ایک کیکر کے درخت کے سایہ تلے بیٹھے ان کے خادم نے کہا اے میرے سردار! کھجوروں کو چاہتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: کہ اس درخت کو ہلا تو اس نے کہا اے میرے سردار! یہ تو ببول کا درخت ہے۔

آپ نے فرمایا: کہ اسی کو ہلا۔ اس نے ہلایا تو اس پر سے تر کھجوریں جھڑیں اور سب نے کھائیں یہاں تک کہ وہ سیر ہو گئے اور چل دیئے۔ [2]

تم میرے لئے ہو جاؤ میں تمہارا ہوں گا

ابو الفضل معالی بن شیخ ابوالخیر سلامة بن عبداللہ بن سویطله حرانی حنبلی عادل رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے شیخ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حران میں بیٹھا ہوا تھا۔ ان کے پاس شیخ عالم مقری ابوالفرج عبدالوہاب بن عبدالعزیز موصلی رحمۃ اللہ علیہ آئے پھر شیخ سے کہا کہ اے میرے سردار! میں موصل کے جنگل میں تھا پھر بارش نے مجھ کو ایک خراب قبہ کی طرف جانے کے لئے مجبور کیا میں نے دیکھا کہ اس قبہ کے سامنے ایک بانس کا گھر بنا ہوا ہے میں اس میں گیا تو دیکھا کہ ایک شیخ کردی رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور ایک بڑھیا ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 342,43 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 343 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(مَرْحَبًا يَا اَبَا الْفَرَجِ)

''مرحبا اے ابوالفرج!''

میں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیسے پہچان لیا؟

انہوں نے کہا کہ ان ارواحوں سے جب کہ ہم کو تقدیر نے مجلس "اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ" میں جمع کیا تھا پھر مجھ میں اور بڑھیا میں پردہ کر دیا مجھ کو بیٹھنے کا حکم دیا تب میں ان کے پاس اس رات رہا میں نے ان کو دیکھا کہ نہ سوئے، نہ کچھ کھایا، نہ وضو کیا بلکہ نماز کے لئے کھڑے رہے۔ جب میرے دل میں کوئی خطرہ آتا تو وہ چلا کر کہتے اے ابوالفرج! اس خطرہ کو چھوڑ اور ذکر میں مشغول ہو اور جو میرے دل میں خطرہ ہوتا اس کی تصریح کر دیتے۔ اس بات میں میرے خطرہ سے بڑھ جاتے میں نے ان کے دل کی صفائی ایسی دیکھی کہ جس نے مجھے حیران کر دیا۔ ان کے ساتھ میں نے مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی اور جب صبح ہوئی تو میں نے کہا کہ اے میرے سردار! آپ نماز پڑھائیں پھر وہ آگے بڑھے اور نماز پڑھائی لیکن سورہ فاتحہ اچھی طرح نہ پڑھی جیسے کہ مجھے خیال تھا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے کہا

اے میرے سردار! کاش آپ سورہ فاتحہ کو اچھی طرح سیکھ لیتے تو مجھ سے کہا اے ابوالفرج میں نہیں جانتا تم کیا کہتے ہو مگر اتنی بات ہے کہ مجھ کو میرا رب ﷻ ہر رات صبح کے وقت یہ کہتا ہے

(يَا خَلِيْلِىْ كُنْ لِىْ اَكُنْ لَكَ لَا تَشْتَغِلْ عَنِّىْ اَفُوْتَكَ)

''اے میرے خلیل تو میرا ہو میں تیرا ہو جاؤں گا مجھ سے علیحدہ نہ ہو میں تجھ کو چھوڑ دوں گا''

وہ کہتا ہے کہ پھر میں رویا ان کو رخصت کیا اور لوٹ آیا پھر میں کئی دفعہ اس مکان کی طرف گیا تو وہاں کوئی گھر نہ دیکھا۔ ①

آپ کا ارشاد مبارک

وہ کہتے ہیں کہ پھر شیخ حیات رحمۃ اللہ علیہ نے (یہ سن کر) کہا کہ چھلکوں کی قیمت ان کے اصل کی وجہ سے ہے۔ محلوں کی قیمت ان کی بناؤں سے ہے۔ مردوں کی قیمت ان کی عقلوں سے ہے۔ غلاموں کی عزت ان کے مالکوں سے ہے۔ دوستوں کی عزت دوستوں کے سبب سے ہے پھر فرمایا: کہ جب آثار محبت ظاہر ہوتے ہیں تو وہ قوم کو مار ڈالتے ہیں بعض کو زندہ کرتے ہیں۔ اسرار کو باقی رکھتے ہیں ان کے مختلف آثار ہوتے ہیں۔ ②

آپ کا وصال

آپ حران میں رہتے تھے۔ اسی کو وطن بنایا تھا یہاں تک کہ وہیں بدھ کی رات آخر ماہ جمادی الآخر 581ھ میں فوت ہوئے اور

---

① بهجة الاسرار صفحه 343,344 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحه 344 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

وہیں دفن کیے گئے۔ وہیں اس کے اطراف میں ان کی قبر ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ صاحب تاریخ حران نے ان کی بعض اخبار کا ذکر کیا ہے۔ ان کے استسقا کا قصہ جو حران والوں کے لئے ہوا تھا۔ ایک مشہور واقع ہے۔

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ حیات بن قیس حرانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ

(اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ سُلْطَانُ الْعَارِفِیْنَ فِیْ وَقْتِنَاهٰذَا)

شیخ عبدالقادر ہمارے اس وقت میں سلطان العارفین ہیں۔

شیخ حیات بن قیس رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یدرالضَّرْعُ فِیْ وَقْتِنَاهٰذَا وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَدْفَعُ الْبَلَاءَ بِبَرَکَةِ الشَّیْخِ عَبْدِالْقَادِرِ وَهُوَ سَیِّدُالْاَوْلِیَاءِ الْمُقَرَّبِیْنَ فِی الْحِیْنَ)

اللہ عزوجل ہمارے اس وقت کے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے تھنوں میں دودھ دیتا ہے۔ بارش اتارتا ہے۔ بلاؤں کو دفع کرتا ہے۔ وہ اس وقت سید الاولیاء و المقربین ہیں۔ [1]

(22) شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ شام کے مشائخ کے اکابر ہیں۔ عارفین کے سردار۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ لوگوں کے دلوں میں ان کی پوری مقبولیت اور پوری ہیبت دی ہے۔ ان کو احوال ولایت پر قدرت دی ہے۔ اسرار موجودات پر ان کو اطلاع دی ہے۔ ان کو وجود میں تصرف دیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات ظاہر کئے ہیں۔ عادات کو توڑا ہے۔ ان کو سالکین کا امام مقرر کیا ہے۔ شام میں مریدوں کی تربیت کی ریاست اس امر میں ان تک پہنچی ہے وہاں کے مشائخ ان کی طرف منسوب ہیں۔ ان کی صحبت سے بہت سے لوگ نفع پاتے ہیں۔ اصحاب احوال روشنہ کی ایک جماعت ان کے ارادہ کی قائل ہوئی ہیں۔ مشائخ نے ان کی عزت و بزرگی کا اشارہ کیا ہے۔ ان کے صحن میں ہر طرف سے سواریاں آیا کرتی تھیں ان کے نشانات کے آثار پر سوار لوگ ہر فراخ راستہ کی طرف چلے۔ آپ دانا، خوبصورت، متواضع، کامل آداب، اشرف اخلاق، روشن صفات تھے۔ [2]

تم چپ رہے زندہ نہ رہو

شیخ رسلان رحمۃ اللہ علیہ دمشق کے باغوں میں سے ایک باغ میں گرمیوں کے دنوں میں تھے اور آپ کے ساتھ ایک جماعت آپ کے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 344 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان [2] بهجة الاسرار صفحه 345- 344 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

مریدوں کی تھی۔ ان میں سے ایک مرید نے کہا اے میرے سردار اولی کی کیا تعریف ہے جو کہ تمکین ① کے احکام پر مشتمل ہو؟
آپ نے کہا کہ ولی وہ ہوتا ہے کہ جس کو اللہ ﷻ وجود میں تصریف کی باگوں کا مالک بنا دیتا ہے۔ اس نے کہا کہ اس کی علامت کیا ہے؟

تب آپ نے چار شاخیں لیں۔ ان میں سے ایک کو الگ کر کے کہا کہ یہ گرمی کے لئے ہے، دوسری کو الگ کیا اور کہا کہ یہ ربیع کے لئے ہے، تیسری کو الگ کیا اور کہا کہ یہ خریف کے لئے ہے، چوتھی کو الگ کیا اور کہا کہ یہ سردی کے لئے ہے۔
پھر اس شاخ کو جو گرمی کے لئے مقرر کی تھی ہاتھ میں پکڑا اور اس کو ہلایا تو بڑی سخت معلوم ہونے لگی پھر اس کو پھینک دیا اور اس کو پکڑا جس کا نام ربیع کی شاخ رکھا تھا اور اس کو ہلایا تو باغ کے تمام پتے سبز ہو گئے اس کی شاخیں پک گئیں۔ ربیع کی ہوائیں اور نسیمیں چلنے لگیں پھر اس کو پھینک دیا۔ اس کو پکڑا جو خریف کے لئے تھی اس کو ہلایا تب فصل خریف کے آثار شروع ہو گئے پھر اس کو پھینک دیا اور اس شاخ کو پکڑا جو سردی کے لئے تھی۔ اس کو ہلایا تو سردی کی ہوائیں چلنے لگیں اور سخت سردی پڑنے لگی۔ باغ کے درختوں کے تمام پتے خشک ہو گئے پھر ان پرندوں کی طرف دیکھا جو باغ کے درختوں پر تھے ان میں سے ایک درخت کی طرف کھڑے ہوئے اور اس کو ہلایا اور جو پرندہ اس پر تھا اس کو اشارہ کیا کہ تو اپنے خالق کی تسبیح کہہ پھر وہ پرندہ ایک غمزدہ آواز سے گانے لگا۔ جس نے سامعین کو خوش کر دیا۔ ایسا ہی تمام درختوں کے پرندوں کے ساتھ معاملہ کیا۔ ان میں سے ایک کی طرف اشارہ کیا کہ اپنے خالق کی بزرگی بیان کر تو وہ نہ بولا تب شیخ نے کہا کہ تو چپ رہا زندہ نہ رہے گا پھر اسی وقت پرندہ زمین پر مردہ ہو کر گر پڑا۔ ②

پندرہ (15) شیخ پانچ (5) روٹی دمشق سے بغداد تک

شیخ ارسلان رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پندرہ (15) شیخ آئے اور ان کے پاس اس وقت پانچ (5) روٹیوں کے سوا اور کچھ نہ تھا تب آپ نے ان روٹیوں کو توڑ کر ان کے سامنے رکھ دیا اور کہا بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ خداوندا ہم کو ہمارے رزق میں برکت دے پھر ان سب نے کھایا اور سب کا پیٹ بھر گیا حالانکہ وہ سب بھوکے تھے۔ ان روٹیوں سے کچھ بچ گیا تو وہ ٹکڑے کر کے ان کو تقسیم کر دیا۔ ان لوگوں نے آپ کو دمشق میں رخصت کیا اور بغداد کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے خبر دی کہ وہ بغداد میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ اس میں سے کچھ باقی تھا۔ وہ تمام راستہ میں اسی سے کھاتے گئے۔ ③

لوگوں سے الگ نہ ہوئے اور حج کر کے آ گئے

ابو محمد محمود بن کردی شیبانی حیلاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے شیخ رسلان دمشقی رحمۃ اللہ علیہ کو ایک دفعہ ہوا میں اڑتا ہوا دیکھا کہ کبھی تو

① تمکین صوفیاء کی اصطلاحات میں سے ایک اصطلاح ہے اس کی تفصیل رسالہ قشیریہ صفحہ مطبوعہ مکتبہ اعلیٰ حضرت پر ملاحظہ کریں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 346 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 346,347 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

دائیں طرف جاتے ہیں، کبھی بائیں طرف چارزانو بیٹھے ہوئے ہیں، کبھی تیر کی طرح جو کمان سے چھوٹتا ہے اور کئی دفعہ میں نے ان کو پانی پر چلتے ہوئے دیکھا ایک سال میں نے حج کیا اور ان سے عرفات پر میں ملا میں نے ان کو تمام مناسک حج میں دیکھا پھر میں نے ان کو گم پایا اور جب میں دمشق میں آیا تو ان کو وہاں پایا ان پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا۔ میں نے دمشق والوں سے ان کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا واللہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ ہم سے کبھی ایک دن کامل غائب نہیں رہے بلکہ یوم عرفہ اور یوم نحر بعض ایام تشریق کے دنوں کے کچھ حصے ہم میں سے غائب رہے ہیں۔ ①

آپ کی کرامت

راوی فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دن آپ کو بیٹھے ہوئے دیکھا اور شیر ان کے قدموں پر لوٹ رہا تھا لیکن شیخ اپنے حال میں مستغرق ہیں۔ شیر کی طرف منہ پھیر کر بھی نہیں دیکھتے۔

ایک دفعہ میں نے ان کو دمشق کے باہر دیکھا کہ کنکر پھینک رہے ہیں میں نے ان سے اس وقت پوچھا تو کہا کہ فرنج کو تیر مار رہا ہوں۔ اس وقت وہ ساحل بحر سے نکلے تھے اور اہل شام کو تکلیف پہنچاتے تھے اور مسلمانوں کا لشکران کے پیچھے پڑا ہوا تھا۔ مسلمان کہتے ہیں کہ ہم نے کنکروں کو دیکھا کہ ہوا سے اتر کر فرنگیوں کے لشکر پر پڑتے ہیں تو سوار اور گھوڑے ہلاک ہوتے ہیں۔ اس سے ان کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ ②

ہوا میں چکر لگانا

شیخ رسلان رحمۃ اللہ علیہ ہوا میں اڑتے تھے اور بہت سے چکر لگاتے تھے پھر زمین کی طرف آہستہ اتر آتے تھے یہ کئی دفعہ کیا حاضرین یہ دیکھتے تھے اور جب زمین پر ٹھہر گئے تو اس گھر میں جو ایک انجیر کا سوکھا ہوا درخت تھا۔ اس کے ساتھ پیٹھ لگا کر بیٹھ گئے۔ اس کا پھل مدت سے قطع ہو گیا تھا وہ سبز اور بادرق ہو گیا اور پک گیا۔ اسی سال اس میں انجیریں پیدا ہو گئیں۔ اس کی انجیریں دمشق کی انجیروں سے عمدہ تھیں۔ ③

جنازہ پر سبز پرندوں کا آنا

آپ دمشق میں رہتے تھے۔ اس کو قدیمی وطن بنالیا تھا یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر بڑی تھی اور اسی (80) کے باہر فوت ہوئے اور آپ کی وہیں قبر ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

① بهجة الاسرار صفحه 347 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 347 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 348 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

جب آپ کا جنازہ لوگوں کی گردنوں پر تھا تو سبز پرندے آئے اور جنازہ پر جھک گئے اور لوگوں نے سفید گھوڑوں پر سواروں کو دیکھا جنہوں نے جنازہ کو گھیرا ہوا تھا جن کو پہلے اور بعد میں کبھی دیکھا نہ گیا تھا۔ ①

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے آپ کا فرمان

آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے اس حال میں کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ہورہا تھا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ حضوری کے شیوخ کے صدر اور وجود کے افراد ہیں۔ وہ حکمت کی باتیں کرتے ہیں اور احکام تصریف ہر قریب و بعید میں ان کے زمانہ میں لینے اور دینے قبول ورداں کے سپرد کیے گئے اور رسول اللہ ﷺ کے اس وقت نائب ہیں۔ ②

(23) شیخ ابومدین شعیب رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مغرب کے مشہور مشائخ مقربین کے صدر عارفین و محققین کے امام ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں۔ جن کو اللہ ﷻ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے اور احوال کی قدرت دی ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے اور طرح طرح کی حکمتوں سے ان کو بلایا ہے۔ ان کی زبان پر لطائف اسرار جاری کیے ہیں۔ لوگوں کے دلوں میں ان کو بڑا مقبول کیا اور ان کی ہیبت ڈال دی ہے۔ ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا گیا۔ ان کا ذکر زمانہ میں شرق سے لے کر غرب تک مشہور ہوا۔ ③

آپ کا مقام و مرتبہ

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ ﷻ نے علم شریعت و حقیقت کا جامع بنایا ہے۔ بلاد مغرب میں وہ امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر فتویٰ دیتے تھے۔ مناظرہ کرتے اور املا لکھاتے، طلباء نے ان کی خدمت کا قصد کیا ان سے علم پڑھا، فقہا اور صلحاء کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی اور ان کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا۔ بلاد مغرب میں اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی۔ ان کی صحبت میں بہت سے اکابر مشائخ نے تخریج کی ہے۔ جیسے ⊙ شیخ ابومحمد عبدالرحیم بن احمد بن حجون مغربی رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابو محمد عبداللہ محمد بن احمد بن ابراہیم قرشی رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابوعبداللہ قشتالی فاسی رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابومحمد صالح بن دیرخاں دوکالی رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابوغانم سالم رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابوعلی واضح ⊙ شیخ ابوالعبر ایوب مکی سنین رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابومحمد عبدالواحد رحمۃ اللہ علیہ ⊙ شیخ ابوالربیع مظفرین، شیخ ابوزید ہبت اللہ ورنی رحمۃ اللہ علیہ۔

اہلِ طریق کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ اصحاب احوال کا جم غفیر ان کے ارادہ کا قائل ہوا ہے۔ ان کی طرف بڑے

---

① بهجة الاسرار صفحه 348 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 348 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ ملخص بهجة الاسرار صفحه 348,49 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بڑے صلحاء، عالم منسوب ہیں۔ ان کی تعظیم واحترام پر علماء ومشائخ متفق ہیں۔ ان کی فضیلت کا اقرار کرتے ہیں۔ ان کے قول کی طرف رجوع کیا ہے۔ ان کے سامنے ادب کرتے ہیں۔ آپ خوبصورت، دانا، متواضع، زاہد، پرہیزگار، محقق، بزرگ عادات، بزرگ صفات، محمود اخلاق، کامل آداب تھے۔ اس کے ساتھ بڑے مجاہدے کرتے تھے۔ محافظت اوقات، مراعات انفاس، قیام اور وظائف شرع کے پابند تھے۔ ①

آپ کے روشن اقوال

پس فقر فخر ہے اور علم غنیمت ہے۔ خاموشی نجات ہے۔ ناامیدی راحت ہے، قناعت غناء ہے۔ زہد عافیت ہے۔ نسیان حق خیانت ہے۔ اس سے علیحدہ ہونا کمینہ پن ہے اس کے ساتھ حضوری ڈھال ہے اس سے غائب رہنا دوزخ ہے۔ اس سے قرب لذت ہے۔ اس سے بُعد حسرت ہے۔ اس کے ساتھ انس زندگی ہے۔ اس سے وحشت موت ہے۔ گمنامی بندہ پر رحمت ہے۔ اگر اس کے شکر کو پہچانے صحیح توبہ سے پہلے ارادہ کی طلب غفلت ہے۔ جو شخص رب کے واصل سے قطع کرے۔ وہ خود قطع کیا جاتا ہے۔ جو شخص مشغول بالقرب کو شغل میں ڈالے اس کو غضب الٰہی پالیتا ہے۔ اعمال واحوال سے مہلت بساط حق تعالیٰ کے لئے صلاحیت نہیں رکھتی۔ ②

آپ کی دعا

آپ کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی کہ خداوندا! بیشک علم تیرے پاس ہے اور وہ مجھ سے پردہ میں ہے۔ میں کسی بات کو نہیں جانتا کہ اس کو اپنے نفس کے لئے اختیار کروں۔ پس بے شک میں نے تیری طرف اپنے امر کو سپرد کر دیا ہے اور اپنے فاقہ وفقر کے لئے تیری امید کرتا ہوں۔

پس اے میرے خدا! مجھے اپنے ان امور کی طرف جو کہ تیری طرف زیادہ محبوب اور زیادہ پسند ہیں اور ان کا انجام بہت عمدہ ہے رہنمائی کر کیونکہ جو تو چاہتا ہے اپنی قدرت سے کرتا ہے بے شک تو ہر شے پر قادر ہے اور یہ اشعار ان کے ہیں:

یَامَنْ عَلَا فَرای مَا فِی الْغُیُوْبِ وَمَا

بتَحْتَ الثَّرٰی وَ ظَلَامِ الَّلیْلِ منسدل

⊙ "اے وہ کہ بلند ہے پس جو غیوب میں ہے اس کو اور اس چیز کو جو کہ تحت الثریٰ اور رات کے اندھیروں میں لٹکی ہوئی ہے دیکھتا ہے۔"

اَنْتَ الْغِیَاثُ لِمَنْ ضَاقَتْ مَذَاھِبُہٗ

---

① بهجة الاسرار صفحه 349 - 348 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② ملخص بهجة الاسرار صفحه 350

اَنْتَ الدَّلِيْلُ لِمَنْ حَارَتْ بِهِ الْحِيَلُ

⊙ ''تو ان کا فریادرس ہے۔ جن کے راستے تنگ ہیں اور تو ان کی دلیل ہے جن کے حیلے حیران ہیں۔''

اِنَّا قَصَدْنَاكَ وَالْاٰمَالِ وَاثِقَةٌ

وَالْكُلُّ يَدْعُوْكَ مَلْهُوْفٌ وَ مُبْتَهِلٌ

⊙ ''ہم نے تیرا قصد کیا ہے اور امیدیں مضبوط ہیں اور ہر چیز تجھ کو مضطر اور عاجز ہو کر پکارتی ہے۔''

فَاِنْ عَفَوْتَ فَذُوْ فَضْلٍ وَ ذُوْكَرَمٍ

وَاِنْ سَطَوْتَ فَاَنْتَ الْحَاكِمُ الْعَدْلِ

⊙ ''پھر اگر تو معاف کرے تو تو صاحب فضل و کرم ہے اور اگر تو غلبہ کرے تو تو حاکم و عادل ہے۔''[1]

تمہارے ماننے والوں کو بھلائی دوں گا

آپ فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے رب ﷻ نے کھڑا کیا اور مجھ سے کہا کہ

(مَاذَا يَمِيْنُكَ؟)

''تیرے دائیں طرف کیا ہے؟''

میں نے کہا کہ

(يَارَبُّ عَطَاؤُكَ)

''اے میرے رب تیری بخشش ہے''

اللہ ﷻ نے فرمایا:

(مَاذَا شَمَالُكَ؟)

''تیرے بائیں جانب کیا ہے''

میں نے کہا

(يَارَبُّ قَضَاؤُكَ)

''اے میرے رب تیری قضا ہے''

اللہ ﷻ نے فرمایا: اے شعیب میں نے وہ تیرے لئے دگنی کی اور یہ میں نے تیرے لئے بخش دی اور فرمایا:

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 350 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(طُوبٰی لِمَنْ رَاٰكَ اَوْرَاٰی لِمَنْ رَاٰكَ)

''مبارک ہے وہ شخص کہ جس نے تجھ کو دیکھا اور تیرے دیکھنے والے کو دیکھا ہے''

وہ کہتا ہے کہ میں نے ان سے سنا وہ فرماتے تھے کہ

(وَعَدَنِیْ رَبِّیْ تَبَارَکَتْ وَتَعَالٰی فِیْ کُلِّ اَصْحَابِیْ وَمَنْ اَحَبَّنِیْ خَیْرًا کَثِیْرًا)

''مجھ سے میرے رب تعالیٰ نے میرے تمام اصحاب اور ان کے بارے میں جو مجھ کو دوست رکھتے ہیں وعدہ کیا ہے کہ ان کو بہت سی بھلائی دوں گا۔''①

میں نے پیالہ پی لیا

آپ نے ایک دفعہ نماز میں یہ آیت پڑھی:

﴿وَیُسْقَوْنَ فِیْهَا كَاْسًا كَانَ مِزَاجُهَا زَنْجَبِیْلًا﴾

''یعنی جنتی اس میں ایسا پیالہ پلائے جائیں گے کہ جس کی ملاوٹ سونٹھ ہوگی۔''②

تو آپ نے اپنے دونوں لب چوسے اور جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا: کہ جب میں نے یہ آیت پڑھی تو مجھ کو پیالہ پلایا گیا۔

ایک دفعہ آپ نے یہ پڑھا کہ

﴿اِنَّ الْاَبْرَارَ لَفِیْ نَعِیْمٍ وَاِنَّ الْفُجَّارَ لَفِیْ جَحِیْمٍ﴾

''بیشک نیک لوگ جنت میں ہوں گے اور بُرے لوگ جہنم میں۔''③

پھر فرمایا: کہ میں نے دونوں فریق کے مقام کو دیکھا۔④

شیخ نے جنگل میں جنگ جیت لی

شیخ ابو محمد صالح دوکالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مغرب میں ایک دفعہ مسلمانوں اور فرنچ کی لڑائی ہوئی۔ ہمارے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ زندہ تھے فرنچ اس میں مسلمانوں پر غالب آئے تھے تب آپ نے اپنی تلوار لی اور جنگل کو مع اپنے چند مریدوں کے نکل گئے میں بھی ان کے ساتھ تھا آپ ایک ریت کے ٹیلے پر بیٹھ گئے اور دیکھا تو آپ کے سامنے بہت سے خنزیر ہیں۔ جنہوں نے کثرت کی وجہ سے جنگل بھر لیا ہے تب آپ کود پڑے اور ان میں پہنچ کر تلوار نکالی خنزیروں کے سر چلانے لگے حتیٰ کہ ان میں سے اکثر کو قتل کیا اور بقیہ

---

① بهجة الاسرار صفحه 351 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② پاره، الدهر17

③ پاره الانفطار14

④ بهجة الاسرار صفحه351 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ان کے سامنے سے بھاگے اور لوٹ گئے آپ سے ہم نے پوچھا تو فرمایا: کہ یہ فرنج تھے جن کو اللہ عزوجل نے رسوا کیا ہم نے اس دن کی تاریخ لکھ لی پھر فرنج کی شکست کی خبر اسی وقت میں جس کو ہم نے لکھ رکھا تھا آ گی اور جب مجاہدین آئے تو وہ آپ کے قدموں پر گر پڑے اور ان کو چومتے تھے اور اللہ عزوجل کی قسم کھائی کہ اگر آپ ہمارے ساتھ دونوں صفوں کے درمیان نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو گئے ہوتے اور یہ خبر دی کہ آپ کی تلوار فرنج کے سوار پر پڑتی تھی اور اس کو اور اس کے گھوڑے کو پھاڑتی تھی۔ انہوں نے ان کو بہت ہی قتل کیا وہ پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے لیکن لڑائی کے بعد ہم نے آپ کو نہیں دیکھا۔ راوی کہتا ہے کہ آپ میں اور اس لشکر میں ایک مہینہ کے راستہ سے زیادہ فاصلہ تھا۔ [1]

شیر کو گدھے کی جگہ کام میں لانا

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ مغرب کے ایک گاؤں میں گزرے وہاں پر ایک شیر کو دیکھا جس نے گدھے کو پھاڑا ہوا ہے اور اس کو کھاتا ہے۔ اس کا مالک دور کھڑا ہوا غریبی کی وجہ سے رو رہا ہے تب آپ آئے اور شیر کی چوٹی پکڑ کر اس کو کھینچا اور ذلیل کیا اور پکارا اے گدھے والے! ادھر آ، ادھر آ۔ وہ قریب آیا حتیٰ کہ شیر سے چمٹا آپ نے اس سے کہا کہ شیر کو پکڑ لے اور لے جا اور اس کو اپنے گدھے کی جگہ کام میں لا۔ اس نے کہا اے میرے سردار! میں اس سے ڈرتا ہوں آپ نے کہا مت ڈرو تم کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے گا۔

پھر وہ مرد چلا اور شیر کو کھینچ کر لے گیا۔ لوگ دیکھتے تھے جب شام ہونے لگی تو اس کو آپ کے پاس لے آیا اور کہا اے میرے سردار! میں اس سے بہت ڈرتا ہوں جدھر میں جاتا ہوں وہ میرے پیچھے جاتا ہے آپ نے فرمایا: تمہیں کچھ حرج نہیں اس نے کہا کہ جناب لیجئے وہ یہ ہے (یعنی آپ اس کو رخصت کریں) پھر آپ نے شیر سے فرمایا: کہ چلا جا اور جب تم بنی آدم کو ایذا دو گے تو میں ان کو تم پر غالب کر دوں گا۔ [2]

مسلمانوں کو اتار دو پھر اتروں گا

ایک دن آپ سمندر کے کنارہ پر چلے جا رہے تھے پھر ان کے سامنے فرنج کے لوگ آئے اور آپ کو قید کر کے ایک اپنی بڑی کشتی تک لے گئے آپ نے دیکھا تو اس میں مسلمانوں کی ایک جماعت قیدی ہے۔ جب آپ اس میں بیٹھ گئے تو انہوں نے اس کا بادبان چھوڑ دیا اور چلنے لگے لیکن وہ کشتی چلتی نہ تھی، نہ دائیں، نہ بائیں، نہ شمال کو اور باوجود سخت ہوا کہ اپنی جگہ سے نہ ہلی۔ جب ان کو یقین ہو گیا کہ وہ چلانے پر قادر نہیں اور اس سے ڈرے کہ مسلمان ان کو پکڑ لیں گے تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ یہ اس مسلمان کے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 351 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان میں نے اپنے والد سے سنا کہ جب 1965ء کی پاکستان اور انڈیا کی لڑائی ہوئی تو مسلمان فوجیوں نے دیکھا کہ ایک انجانی فوج سبز کپڑوں میں ملبوس ہو کر لڑ رہی ہے اور ان کی قیادت حضرت علی بن عثمان بن علی المعروف حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں۔ یہ واقعہ پڑھ کر یقین ہوتا ہے کہ کوئی بعید نہیں کہ حقیقتاً ایسا ہوا ہو۔ واللہ اعلم بالصواب (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 351، 352 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سبب سے ہے شاید یہ کوئی خدا کے دوستوں میں سے ہے اور اشارہ آپ کی طرف کرتے تھے تب انہوں نے کہا کہ آپ اتر جائیں آپ نے فرمایا: کہ جب تک تم ان تمام مسلمانوں کو جو تمہاری کشتی میں ہیں نہ چھوڑ دو میں نہیں اتروں گا جب ان کو یقین ہو گیا کہ اس سے ہم کو خلاصی نہیں تو انہوں نے سب مسلمانوں کو نکال دیا اس وقت ان کی کشتی فوراً روانہ ہو گئی۔ [1]

انگور باغ میں ہیں

شیخ ابو محمد صالح بن ویرجان دوکالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مشرق کی جانب سے کچھ لوگ ہمارے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے کہ ہم انگور کھانا چاہتے ہیں۔ اس وقت مغرب میں انگوروں کا وقت نہ تھا۔ تب آپ نے کہا کہ اے صالح اتم باغ کی طرف جاؤ۔ وہاں سے ہمارے پاس انگور لاؤ

میں نے کہا اے میرے سردار! میں تو ابھی باغ سے نکلا ہوں وہاں پر کوئی انگور نہیں؟

آپ نے فرمایا: کیوں نہیں اس میں انگور ہیں پھر جو میں باغ میں آیا تو میں نے دیکھا کہ انگور اس طرح لدے ہوئے ہیں جس طرح کہ موسم میں کثرت کی وجہ سے ہوتے ہیں واللہ میں نے تھوڑی دیر پہلے اس کو دیکھا کہ ایک انگور کا دانہ وہاں نہ تھا پھر میں اس میں سے بہت سے انگور توڑ کر لایا۔ ان سب نے کھائے اور میں نے بھی ان کے ساتھ کھائے اور دیکھا کہ ان میں دانہ نہیں وہ فرماتے تھے کہ ہم انگور کھانے کے مشتاق تھے اور جانتے تھے کہ مغرب کے علاقہ میں آپ کے سوا اور کوئی ہم کو نہیں کھلائے گا۔ [2]

پانی سے انگوٹھی لے لی

شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ ایک دن دریا کے کنارے بیٹھے ہوئے وضو کر رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں ایک انگوٹھی تھی وہ پانی میں گر گئی آپ نے کہا اے میرے پروردگار! یَارَبُّ اُرِیْدُ خَاتِمِیْ میں اپنی انگوٹھی چاہتا ہوں پھر ایک مچھلی فوراً باہر نکلی اور اس کے منہ میں وہ انگوٹھی تھی آپ نے اس کو لے لیا۔ [3]

ٹوٹا برتن جڑ گیا

ایک دن آپ چلے جا رہے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں لوٹا تھا۔ جس میں ستو پانی میں گھولے ہوئے تھے۔ وہ لوٹا آپ کے ہاتھ سے گر گیا اور اس کے کئی ٹکڑے ہو گئے۔ ستو زمین پر گر پڑے پھر آپ کھڑے ہو گئے اور کہا

(یَارَبُّ اُرِیْدُ مَزْوَدِیْ بِسُوَیْقَةٍ)

''اے میرے رب میں اپنا لوٹا مع ستوؤں کے چاہتا ہوں''

---

① بهجة الاسرار صفحه 352 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 352 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه نمبر 353-352 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تب وہ برتن درست ہو گیا اور اس میں ستو موجود تھے۔ ①

درخت روشن ہو گیا

ایک دفعہ آپ نے اپنے مریدوں کی جماعت کے ساتھ سفر کیا اور جنگل میں منزل کی، جب رات ہوئی تو انہوں نے آوازیں سنیں جس سے لوگوں کو گمان ہوا کہ وہ ان کو ایذا دیں گے سب گھبرا گئے۔ آپ نے ان سے کہا کچھ گھبراؤ نہیں پھر ان کی بے صبری بڑھ گئی اور کہنے لگے ہم چاہتے ہیں کہ روشنی ہو جس سے ہم مانوس ہوں۔ وہ رات بڑی اندھیری تھی تب آپ ایک درخت کی طرف جو وہاں تھا کھڑے ہوئے اور اس کے نیچے دو رکعتیں پڑھیں اور دعا مانگی پھر وہ درخت روشن ہو گیا حتیٰ کہ تمام جنگل بہت روشن ہو گیا جس سے ان کا خوف جاتا رہا۔ وہ درخت اس وقت سے لے کر صبح تک برابر روشن ہوا۔ ②

شیخ نے بخل بتا دیا

شیخ فاضل ابو العباس احمد بن رسلان قرشی تلمسانی واعظ رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن احمد بن علی جبیانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں جبیانہ میں حاضر ہوئے کہ ان کی زیارت کریں اور ان سے کہا کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔
انہوں نے کہا اے احمد! اللہ تعالیٰ تمہیں تمہارے نفس کے بخل کو دکھاوے گا حالانکہ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ بڑے سخی تھے اور لوگوں میں سے بڑے کریم تھے وہ لوٹے اور ان کے دل میں یہ بات آئی کہ اگر شیخ میرے بخل کو نہ جانتے تو یہ بات نہ فرماتے پھر وہ حجام کی دکان پر بیٹھے تاکہ اپنا سر منڈائیں۔
جب حجام ان کا سر مونڈنے سے فارغ ہوا ایک شخص ان کے پاس سو 100 دینار لایا وہ ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے حجام کو دے دیئے کہ یہ سو 100 دینار ہیں تب ان سے حجام نے کہا کہ یہ اس بخل کا محل ہے جو شیخ ابو اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے تمہاری نسبت کہا تھا۔
انھوں نے اس سے کہا کہ مجھ کو اس کی نسبت بتلا حجام نے کہا کہ بخل ان کے نزدیک یہ ہے کہ دمڑی اور سو 100 دینار میں فرق نہ کیا جائے اگر تمہارے دل میں بخل نہ ہوتا تو تم مجھے اس پر تنبیہ نہ کرتے۔ ③

ایک آدمی اور پرندہ مر گیا

راوی کہتا ہے کہ پھر وہ چلے گئے اور گھر میں ایک سال تک بیٹھے رہے کسی سے کلام نہ کرتے اور بجز نماز جمعہ کے باہر نہ نکلتے پھر لوگ ان کے دروازہ پر جمع ہوئے اور ان سے سوال کرنے لگے کہ ان کو وعظ سنائیں۔ انہوں نے انکار کیا جب لوگوں نے مجبور کیا تو نکلے اتفاقاً گھر کی بیری پر چڑیاں تھیں۔ انہوں نے ان کو دیکھا تو بھاگ گئیں آپ لوٹ آئے اور کہا کہ اگر میں وعظ کے قابل ہوتا تو

---

① بهجة الاسرار صفحه 353 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 353 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
③ بهجة الاسرار صفحه 353 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

مجھ سے جانور نہ بھاگتے کیوں کہ جس میں خوف الٰہی ثابت ہو اس سے ہر شے بے خوف ہوتی ہے پھر لوٹے اور گھر میں ایک سال تک بیٹھے رہے پھر نکلے تو چڑیاں ان سے نہ بھاگیں۔ تب لوگوں کو وعظ سنایا۔ [1]

راوی کہتا ہے کہ شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا یہ قصہ پورا نہ کیا تھا حتیٰ کہ پرندے آئے اور آپ کے گرداگرد چکر لگانے لگے۔ ان پر جھک پڑے جب لوگوں نے دیکھا کہ جانور ان پر جھک پڑے ہیں تو سب کو وجد کی حالت ہوگئی اور آپ کو بھی وجد آ گیا اور آپ اشعار پڑھنے لگے۔

راوی کہتا ہے کہ مجلس میں ایک شور و ہنگامہ برپا ہوگیا اور ایک پرندہ اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتا رہا یہاں تک کہ مردہ ہو کر گر پڑا اور حاضرین میں سے ایک شخص بھی فوت ہوگیا۔ [2]

موسیٰ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجلس میں موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا ذکر کیا اور دیر تک ان کی تعریف بیان کرتے رہے جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں ایک دروازہ کھلا ہوا دیکھا۔ موسیٰ علیہ السلام اس میں بیٹھے ہوئے ہیں وہ کہہ رہے ہیں اے ابومدین رحمۃ اللہ علیہ تم نے علوم سے اعلیٰ حصہ لیا ہے۔ معارف سے بڑا بلند حصہ لیا۔ اس کے پیدا کرنے والے کی طرف تم نے نسبت کی تو نے ولایت کو اس کے سر کے ساتھ جمع کیا ہے۔

پس تجھ کو اس کا معاملہ پسندیدہ ہوا اور یہ تیرے لئے چراگاہ ہو یہاں تک کہ تو نے اس سے فائدہ پایا اور فکر کے لئے ہم جلسہ ہوا۔ یہاں تک کے تمہارے لئے اللہ عزوجل انیس ہوا پس چونکہ تو نے علم سے اس کی پاکیزگی حاصل کی ہے اس نے تجھ کو قریب کر لیا ہے اور معرفت سے تو نے اس کا ذکر کیا ہے تو اس نے تجھ کو قریب کر لیا ہے۔

پس لوگ شہوات اور موجودات سے نفع حاصل کرتے ہیں اور تو رحمٰن کے مشاہدہ سے نفع حاصل کرتا ہے۔

پھر میں نے آسمان میں فرشتوں کو یہ کہتے ہوئے سنا:

(سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَآئِكَةِ وَ الرُّوحِ)

پھر دروازہ کھلا تو دیکھا کہ موسیٰ علیہ السلام میرے ساتھ زمین پر ہیں۔ مجھے تعجب ہوا انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم کس بات پر تعجب کرتے ہو؟ یہ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ ہیں کہ عرش سے لے کر کرسی تک کا فاصلہ ایک لحظہ میں قطع کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو میں شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور یہ خواب بیان کیا۔ [3]

امام الصدیقین ہیں

شیخ عارف ابوالحجاج اقصری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے اپنے شیخ ابومحمد عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ میں نے ابوالعباس خضر علیہ السلام سے

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ نمبر 353 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 354-353 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان ③ بھجۃ الاسرار صفحہ 355 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

قنا[1] میں مغرب میں 580ھ میں ملاقات کی پھر میں نے ان سے اپنے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت پوچھا تو کہا کہ

هُوَ اِمَامُ الصِّدِّیْقِیْنَ فِیْ هٰذَا الْوَقْتِ وہ اس وقت "امام الصدیقین" ہیں۔

اور اس کا سر اراده سے ہے۔ اس کو اللہ عزوجل نے سر محفوظ کی حجاب قدس کے ساتھ کنجی دی۔ اس وقت اس سے بڑھ کر مرسلین کے اسرار کا جامع اور کوئی نہیں ہے۔[2] راوی کہتا ہے پھر شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ اس کے بعد تھوڑے دن میں فوت ہو گئے۔

آپ کا وصال

آپ بلاد مغرب میں رہتے تھے۔ امیر المومنین نے ان کے حاضر ہونے کا حکم دیا تا کہ ان سے تبرک حاصل کرے اور جب وہ تلسمان میں پہنچے تو کہنے لگے ہم کو سلطان سے کیا مطلب آج کی رات ہم اپنے بھائیوں کی زیارت کرتے ہیں۔

پھر سواری سے اترے اور قبلہ کی طرف متوجہ ہوئے کلمہ شہادت پڑھا پھر کہا کہ ہاں میں آیا ہوں "اور میرے رب میں نے تیری طرف جلدی کی تا کہ تو راضی ہو جائے" اور پھر وہیں فوت ہو گئے پھر جبانہ عباد میں دفن کیے گئے۔ آپ کی عمر اسی سال کی ہو گئی تھی وہیں آپ کی قبر ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے خضر علیہ السلام کا ارشاد

ابو محمد صالح دوکالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابو مدین رحمۃ اللہ علیہ سے 560ھ میں سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ابو العباس خضر علیہ السلام سے تین سال ہوئے کہ ملا تھا اور ان سے ہمارے زمانہ کے مشائخ مشرق و مغرب کی نسبت پوچھا اور شیخ عبد القادر جیلی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت بھی پوچھا تو انہوں نے کہا کہ

(هُوَ اِمَامُ الصِّدِّیْقِیْنَ وَحُجَّةُ الْعَارِفِیْنَ)

"وہ صدیقین کے امام اور عارفین کی حجت ہیں۔"

وہ معرفت میں روح ہیں اور اولیاء کے درمیان ان کی عجیب شان ہے۔ اس میں اور مخلوق میں صرف ایک نفس باقی ہے اور تمام اولیاء کے مراتب اس نفس سے علیحدہ ہیں میں اولیاء کے مراتب کو ان کے اشارہ سے بدلا تا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے خضر علیہ السلام کو ان کے ماسوا کسی اور کے حق میں یہ کہتے ہوئے نہیں سنا۔[3]

(24) شیخ ابو محمد عبد الرحیم مغربی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مصر کے بڑے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ عارفین مذکورین سے بڑے ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے

---

① قنا یہ مصر کے شہروں میں سے ایک مشہور شہر ہے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 356 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 357 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

علم شریعت وحقیقت جمع کر دیا تھا۔ان کو کتاب وحکمت کی بہت سی معرفت اور سر محفوظ کے علم کی کنجی دی تھی۔

جب وہ موذن سے کہتے ہوئے سنتے تھے ''اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ'' تو کہتے کہ ہم ان باتوں کی گواہی دیتے ہیں جو اس نے ہم کو دکھائیں۔

اس شخص کے لئے وَیْل ہے جو کہ خدا پر جھوٹ بولتا ہے وہ کہا کرتے تھے کہ متکلمین حق کے گرداگرد متذبذب ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ ﷻ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے۔موجودات کو ان کے لئے بدلا ہے۔ان کے لئے اسباب کو توڑا ہے۔ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ان کو حکمت کی باتیں بولنی سکھائی ہیں۔ان کی زبان پر ازل کی عروسوں کو روشنی دی ہے پوشیدہ اسرار کو ان کے لئے ظاہر کر دیا ہے۔لوگوں کے سینوں میں ان کی پوری مقبولیت اور ہیبت ڈال دی ہے۔

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں اور اس طریق کے اوتاد ہیں،ان کے سرداروں کے امام ہیں۔اس کے احکام کے بڑے عالم ہیں علم اور عمل حال وتحقیق وجلالت ومہابت وریاست میں ان لوگوں کے صدر ہیں جو اس طریق پر چلانے والے ہیں۔

اس کے ساتھ طریق مجاہدہ،مراعات،اوقات،مراقبہ،احوال وشمار انفاس کا لزوم تھا۔اس شان کی ریاست ان تک منتہی ہوئی اور بلاد مصر میں ان کے وقت میں مریدین صادقین کی تربیت میں سب امر سر سبز ہو گیا۔انہیں کی صحبت سے شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے۔

اس طریق کے بہت سے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔اصحاب احوال کا جم غفیر ان کی طرف منسوب ہوا ہے۔ان کی بزرگی و احترام پر علماء ومشائخ کا اجماع ہوا ہے ان کے مرتبہ کا اعتراف کیا ہے۔ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے ان کی بات تک بس کی ہے۔ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا گیا۔ان کا ذکر شرق وغرب میں مشہور ہوا ہے۔آپ خوبصورت دانا،متواضع،ادیب،شریف الصفات،لطیف المعانی تھے۔[1]

قرآن پڑھ سکتا ہے مگر شعر نہیں

شیخ ابوالحسن ابن صباغ رحمۃ اللہ علیہ سے قنا میں سنا وہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ ابومحمد عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ قنا میں محفل سماع میں حاضر ہوئے اور اس میں مشائخ وعلماء کی ایک جماعت تھی۔قوال نے اشعار پڑھے پھر آپ اور حاضرین خوش ہوئے۔[2]

راوی کہتا ہے کہ پھر آپ پر عجب حالت طاری ہوئی اور قوال سے کہا پھر کہو تو قوال کو اس میں سستی ہوئی تب آپ نے اس سے کہا کہ چپ رہو وہ بولنے پر قادر نہ ہوا۔ایسا کئی دن تک رہا پھر آپ کی خدمت میں عذر کرتا ہوا توبہ کرتا ہوا آیا۔تب آپ نے کہا کہ کچھ قرآن کی آیات پڑھ اس نے آپ کے سامنے چند آیات پڑھیں اور خوش ہو کر چلا گیا پھر اس کا یہ حال ہوا کہ جب قرآن پڑھنا چاہتا تو صاف پڑھ لیتا اور جب شعر پڑھنا چاہتا تو اس پر قادر نہ ہوتا پھر وہ آپ کی خدمت میں فریادرس ہو کر آیا تو آپ نے اس کو کہا

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 358-357 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 360 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان اشعار اصل کتاب میں ملاحظہ فرمائیں۔

کہ جا اب پڑھا کر پھر وہ شخص لوٹا تو پڑھتا تھا جیسے کہ پہلے پڑھا کرتا تھا۔ [1]

چلو ابدال کو لے کر آئیں

شیخ ابو الحجاج الصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مصر میں دو شیخ جمع ہوئے شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ۔ پھر شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا پھر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ اے برادر من! میں نے لوح محفوظ میں دیکھا ہے کہ ایک ابدال کا اس وقت بیت المقدس میں جان کنی کا وقت ہے مجھے حکم ہوا ہے کہ اس کی وفات پر حاضر ہو جاؤں۔ تب وہ دونوں کھڑے ہوئے اور اسی وقت بیت المقدس آئے اور ابدال کی موت پر حاضر ہو گئے اس کی تجہیز و تکفین میں شامل ہوئے۔ باقی دن میں دونوں مصر میں آ گئے

پھر شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ چلو اللہ تعالیٰ نے اس ابدال کی جگہ ایک شیخ کو بنایا ہے جو کہ نیل کی کشتی میں ہے۔ مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کو لاؤں پھر دونوں نیل کے کنارہ کی طرف ہوئے تو دیکھا کہ وہ کشتی دوسرے کنارہ کی طرف چل رہی ہے۔

شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عصا لیا اور اس کو زمین میں گاڑ دیا تو کشتی وہی ٹھہر گئی دائیں بائیں چلتی نہ تھی پھر شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ پانی پر گذر گئے یہاں تک کہ کشتی میں جا کھڑے ہوئے اور اس شخص کو پکارا اس نے جواب دیا جب وہ ان کے قریب آیا تو آپ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پانی پر گزرتے ہوئے دوسری طرف پہنچ گئے آپ نے اپنے ہاتھ سے اس عصا کو نکال لیا پھر وہ کشتی چل پڑی پھر یہ تینوں حضرات بیت المقدس میں پہنچے اور اس میں اس دن کی مغرب کی نماز پڑھی وہ شخص اس کے بدلے وہاں بیٹھ گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کو اس جیسا حال و مقام عنایت کر دیا۔ [2]

وضو کا پانی پی لو

ایک شخص مصر کا رہنے والا تھا جس کا حال عمدہ، کشف صاف اور قدم ثابت تھا مگر یہ سب کچھ اس سے جاتا رہا تب وہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو پایا کہ آپ بیٹھے ہوئے ایک برتن میں وضو کر رہے ہیں۔ ان سے کہنے لگا کہ اے میرے سردار! میں آپ کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو میرا حال تھا وہ گم ہو گیا ہے۔ آپ نے اس سے کہا کہ اس برتن میں جو پانی ہے یعنی وضو کا پانی پی جاؤ اس نے پی لیا تو اس کا سارا حال اسی طرح درست ہو گیا۔ [3]

نیل میں پانی نہیں تھا

ایک سال نیل کا پانی ٹھہر گیا اور پانی بالکل نہ چڑھا نہ تھوڑا نہ بہت اس کی زیادتی کا وقت جاتا رہا اہل قنا کے لوگ آپ کی خدمت

---

[1] بهجة الاسرار صفحه نمبر 361 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 361 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 360,361 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں حاضر ہوئے اور آپ سے پانی مانگنے لگے آپ نیل کی طرف آئے کشتی میں سوار ہو کر دوسری جانب گئے برکت اور بارش کی دعا دینے لگے پھر وہ دن ابھی ختم نہ ہوا کہ نیل بڑھ گیا اور اپنی حد تک پہنچ گیا اور عام لوگوں کو اس کا نفع پہنچا۔ [1]

آٹے میں برکت ہوگی

شیخ امام ابواسحاق ابراہیم بن فریبل رحمۃ اللہ علیہ مصر میں فرماتے تھے کہ ہم کو ہمارے بعض صلحاء میں سے ایک نے کہا کہ میرے پاس گیہوں کا ایک دیبہ تھا اور میرا کنبہ بہت تھا تب میں شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں قنا میں آیا اور کثرت عیال و فاقہ کی شکایت کی۔

آپ نے میرے لئے ایک پیالہ گیہوں کا نکالا اور فرمایا: کہ اس کو اپنے گیہوں میں ملا دے اور آٹا پسا لے اور کسی کو خبر نہ کرنا۔

میں نے ایسا ہی کیا میری بیوی ہر روز اس گیہوں میں سے دو پیالے پیس لیتی اسی طرح ہمارے چار ماہ گزر گئے پھر میری بیوی نے اپنے پڑوسیوں کو یہ حال بتلا دیا تو وہ آٹا ختم ہو گیا۔ [2]

ابن مزبیل رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ محمد بن احمد قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ کہتے ہوئے کئی دفعہ سنا کہ شیخ عبدالرحم رحمۃ اللہ علیہ کا نور اہلِ مصر کے تمام صاحبان احوال کے انوار پر ان کے وقت میں غالب ہے۔ [1]

آپ کا وصال

آپ قنا میں رہتے تھے جو کہ علاقہ مصر کے اعلیٰ جانب میں ایک مشہور شہر ہے وہ اب تک مشائخ کے ساتھ مشہور ہے اور تمام بدعات و منکرات سے ان کی برکت سے محفوظ ہے وہیں آپ نے وطن بنایا تھا اور وہیں 592ھ میں انتقال کیا۔ وہیں پیدا ہوئے تھے ان کی عمر ستر (70) سال سے زیادہ ہوگئی تھی وہیں آپ کی قبر ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

آپ کی اصل بلاد مغرب ہے میرا گمان ہے کہ وہیں پیدا ہوئے ہیں۔ جب آپ کا انتقال ہوا تو روایت ہے کہ بلاد مغرب کے ایک بڑے شیخ کھڑے ہوتے تھے اور بیٹھتے تھے، نکلتے تھے اور داخل ہوتے تھے۔ ان کو گھبراہٹ پیدا ہوئی اس بارے میں ان سے پوچھا گیا تو کہا کہ مشرق میں ایک شیخ فوت ہوا کہ جو اپنی ذات میں یکتا تھا۔ ان کا نام عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ تھا

(لَوْ مَكَثَتْ جُثَّةٌ عَلَى الْاَرْضِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ لَكَانَ كُلُّ مَنْ رَاٰهُ نَطَقَ بِالْحِكْمَةِ)

''اگر ان کا جسم تین دن زمین پر رہتا تو جو شخص ان کو دیکھتا وہ حکمت کی باتیں کرتا۔'' [4]

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 361 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

[2] بزرگان دین کی اس قسم کی کرامات درحقیقت رسول اکرم ﷺ کے معجزات سے مستفید ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اس قسم کے واقعات مستند کتب احادیث کی کتاب المعجزات وغیرہ میں نقل ہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بھجۃ الاسرار صفحہ 362 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

[4] بھجۃ الاسرار صفحہ 382 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

قبر سے آواز آئی

شیخ امام تقی الدین ابوعبداللہ محمد بن شیخ امام مجد الدین ابوالحسن علی بن وہب قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے شیخ ابوالحجاج الاقصری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت قنا کے میدان میں کی جب ہم ان کی قبر پر کھڑے ہوئے تو قبر سے ایک نور نکلا جیسے کہ آفتاب کی ٹکیہ اور آیا حتیٰ کہ شیخ ابوالحجاج رحمۃ اللہ علیہ کو اس نے ڈھانک لیا۔
وہ کہتا ہے کہ میں کہتا تھا کہ وہ نور شیخ کی روح ہے۔ میں نے شیخ ابوالفتح نصر اللہ بن منصور بن احمد قرشی مکی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے قنا کے میدان کی زیارت کی 640ھ میں دوپہر کے وقت وہاں میرے سوا اور کوئی نہ تھا پھر میں نے دیکھا کہ شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ ابوالحسن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کی قبروں سے انوار نکلے ہیں حتیٰ کہ بوجہ شدت انوار کے آفتاب کا نور مجھ سے چھپ گیا اور شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے قائل کو یہ کہتے ہوئے سنا:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾

”یعنی اللہ ﷻ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔“[1]

پھر شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے کسی کو یہ کہتے ہوئے سنا:

﴿نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ﴾

”یعنی وہ نور پر نور ہے جس کو چاہتا ہے اس نور سے ہدایت کرتا ہے۔“

وہ کہتے ہیں کہ میں پھر بیہوش ہو گیا۔[2]

شیخ عبدالقادر کے بارے ارشاد

شیخ ابوالحجاج اقصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک دن مشائخ سلف کا ذکر ہوا تو شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(اَلشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ اَحَدٌ اَعْيَانِ الدُّنْيَا وَخَيْرُ وَاَهْلِ الْاَرْضِ وَاَوْتَادِ الْوَجُوْدِ وَسَلَّمَ الشُّهُوْدِ)

”شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ دنیا کے مشہور مشائخ میں یکتا اور زمین والوں میں بہتر ہیں وجود کے اوتاد اور شہود کی سیڑھی ہیں۔“

(25) شیخ ابوعمرو عثمان بن مرزوق بطائحی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ جنگل کے مشائخ میں سے اکابر اور عارفین کے سردار ہیں۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ ﷻ نے وجود کی طرف ظاہر

---

[1] النور:35
[2] بهجة الاسرار صفحه نمبر 363 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

کیا ہے جہاں میں ان کو تصرف دیا ہے۔ اسرار کا ان کو مالک کر دیا ہے۔ عادات کو ان کے لئے بدلا ہے۔ مغیبات کے ساتھ ان کو ناطق کیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عجائبات کو ظاہر کیا ہے۔ سینوں کو ان کی ہیبت سے اور دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیا ہے۔ زمانہ کی طرف قافلے ان کی تعریفیں لے گئے ہیں۔ عراق کے مشائخ ان کی بڑی قدر کرتے تھے۔ ان کی بزرگی و احترام کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ ان کی کرامات و مجاہدات کو روایت کرتے تھے وہ باادب متواضع اہلِ علم کے محب تھے۔ زہد پرہیزگار لوگوں سے منقطع شریف الاخلاق جمیل الصفات تھے۔ ①

آپ کا مجذوبانہ حال

آپ شروع میں جنگلوں میں گیارہ (11) سال تک پھرتے رہے اس میں کسی سے ان کو دوستی نہ تھی اور نہ کوئی رہائش کی جگہ بنائی تھی۔ مباح چیز کے سوا کچھ کھاتے نہ تھے ایک شخص ان کے پاس شروع سال میں آتا اور صوف کا جبہ لاتا جس کو وہ پہن لیتے پھر اس کو آخر سال تک نہ اتارتے نہ علیحدہ کرتے۔

ایک دفعہ ایک رات تہجد پڑھ رہے تھے کہ ازل کی جانب سے کوئی آیا اور انوار کی تجلی کمال جلال سے ظاہر ہوئی تب آپ اسی جگہ کھڑے رہے۔ آسمان کی طرف نظر اٹھائے ہوئے سات سال تک نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ دیکھتے تھے۔ پھر انسانی احکام کی طرف لوٹے اور ان سے کہا گیا اپنے گاؤں کی طرف جاؤ اور بیوی سے صحبت کرو کیونکہ تمہاری پشت میں ایک لڑکا ہے۔ اب اس کے ظہور کا وقت ہے پھر آپ اپنے گاؤں کی طرف آئے اور اپنے دروازہ کو کھٹکھٹایا بیوی نے ان سے باتیں کیں آپ نے اس کو حال بتایا جس کے لئے آپ آئے تھے۔ بیوی نے کہا میں ڈرتی ہوں اگر آپ نے ایسا کیا اور پھر آج رات ہی اپنے مقام کی طرف لوٹ گئے آپ کا آنا کسی کو معلوم نہ ہوگا پھر لوگ میری نسبت ضرور باتیں کریں گے۔

تب آپ اپنے کوٹھے کی چھت پر چڑھ گئے اور لوگوں کو پکار کر کہہ دیا کہ اے گاؤں والوں میں عثمان بن مرزوق ہوں تم بھی سوار ہو کیونکہ میں بھی اب سوار ہوتا ہوں۔ خدائے ﷻ نے ان کی آواز تمام بستی والوں کے کان میں پہنچا دی اور ان کو سمجھا دیا جو ان کا مطلب ہے جس شخص نے ان بستی والوں میں سے اس رات اپنی بیوی سے صحبت کی اللہ ﷻ نے اس کو نیک بخت لڑکا دیا پھر شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے غسل کیا اور جنگل کی طرف اپنے مقام پر چلے گئے اور آسمان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھنے لگے۔ سات (7) سال تک جیسے کہ پہلے دیکھتے رہے تھے۔ آپ کے بال بڑھ گئے حتیٰ کہ آپ کا ستر چھپ گیا اور آپ کے گرد گھاس اگ آئی۔ درندوں اور وحشیوں نے آپ سے محبت کی پرندے آپ پر جھکنے لگے پھر احکام بشریت کی طرف لوٹ آئے اور چودہ سال کے فرائض قضا کئے ان کے پاس کتے درندوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔ وہ ان کو تکلیف نہ دیتے تھے۔ ②

شیر گائے کی حفاظت کرنے لگا

ایک شخص جنگل والوں سے ایک دبلا بیل لایا جس کو شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کھینچ کر لایا اور ان سے کہا اے میرے

---

① بهجة الاسرار صفحه 363 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحه 364,65 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

سردار! میرے اور عیال کے لئے اس بیل کے عمل کے سوا اور کوئی گزارہ کا سامان نہیں لیکن یہ کام کرنے سے ضعیف ہو گیا سو آپ اس میں قوت و برکت کی دعا فرمائیں

آپ نے اس کو کہا اسے عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس کو لے جا میری طرف سے ان کو سلام کہو اور میرے لئے دعا منگوانا۔

وہ شخص عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا اور بیل کو کھینچتا ہوا ساتھ لے گیا۔ اس نے آپ کو بیٹھے ہوئے پایا اور شیروں نے آپ کا احاطہ کیا ہوا تھا وہ شخص ڈر گیا کہ کیونکر آگے بڑھوں آپ نے فرمایا: کہ آگے آ جا۔ وہ آگے بڑھا یہاں تک کہ آپ کے قریب جا بیٹھا۔ آپ نے اس کو پہلے ہی جواب سلام میں کہا کہ میرے بھائی شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ پر میرا اسلام اور اس کا خاتمہ اللہ تعالیٰ بہتری پر کرے۔

پھر ایک شیر کی طرف اشارہ کیا کہ کھڑا ہو اور اس بیل کو پھاڑ وہ کھڑا ہوا اور اس نے اس کو پھاڑا اور اس میں سے کھا لیا پھر آپ نے فرمایا: کہ تو اٹھ جا وہ اٹھ گیا آپ نے دوسرے شیر سے کہا کہ تم کھڑے ہو اور اس میں سے کھاؤ پھر اس سے کہا کہ تم اٹھو اسی طرح یکے بعد دیگرے شیروں کو آپ کھلاتے رہے یہاں تک کہ بیل کا گوشت ختم ہو گیا اور کچھ باقی نہ رہا اتنے میں ایک موٹا بیل جنگل کی طرف سے نمودار ہوا اور آ کر شیخ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

شیخ نے اس شخص سے فرمایا:

(قُمْ اِلَى هٰذِهِ الثَّوْرِ فَخُذْهُ بَدَلًا عَنْ ثَوْرِكَ)

''اٹھ اور یہ بیل لے لے یہ تیرے بیل کے بدلہ میں ہے''

وہ اس کی طرف کھڑا ہوا اور اس کو پکڑ لیا لیکن دل میں کہتا تھا کہ میرا بیل تو ہلاک ہو گیا اور میں اس سے ڈرتا ہوں کہ اس بیل کو کوئی میرے ساتھ پہچان لے گا اور مجھے تکلیف پہنچائے گا۔

اتنے میں ایک شخص دوڑتا ہوا آیا حتیٰ کہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے آ کھڑا ہوا ان کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور کہنے لگا اے میرے سردار! میں نے ایک بیل آپ کی نظر کیا ہوا تھا اور اس کو میں جنگل کی طرف لا رہا تھا لیکن وہ مجھ سے جاتا رہا مجھے معلوم نہیں کہ کہاں گیا۔

آپ نے فرمایا: وہ ہم تک پہنچ گیا یہ دیکھ لو جب اس شخص نے دیکھ لیا تو شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں پر گر پڑا اور چومنے لگا اور کہا

(يَاسَيِّدِىْ قَدْ عَرَّفَكَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ حَتَّى الْبَهَائِمَ)

''اے میرے سردار! اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر شے معلوم کرا دی ہے اور ہر شے کو آپ کی شناخت کرا دی ہے حتیٰ کہ چوپائے بھی آپ کو جانتے ہیں۔''

تب شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: (يَاهٰذَا الْحَبِيْبُ لَايَخْفِىْ عَنْ حَبِيْبِهٖ شَيْئًا وَمَنْ عَرَفَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ عَرَفَهٗ كُلَّ شَىْءٍ) ''اے شخص وہ اپنے حبیب سے کوئی شے مخفی نہیں رکھا کرتا جو شخص اللہ کو پہچان لیتا ہے۔ ہر چیز اس کو پہچان لیتی ہے''

پھر اس شخص کو جو بیل والا تھا کہا کہ تم مجھ سے اپنے دل میں لڑتے ہو کہ میرا بیل ہلاک ہو گیا میں نہیں جانتا کہ یہ بیل کہاں سے آیا

ہے اور میں ڈرتا ہوں کہ کوئی اس کو میرے ساتھ پہچان لے۔

تب وہ شخص رونے لگا آپ نے فرمایا: تجھے معلوم نہیں کہ میں جو تیرے دل میں بات ہے اس کو جانتا ہوں جا اللہ تعالیٰ تجھ کو تیرے بیل میں برکت دے اس نے اس کو لے لیا اور چل دیا پھر اس کے دل میں خطرہ پیدا ہوا کہ مجھ کو یا میرے بیل کو شیر نہ پڑے۔

شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کیا تو ڈرتا ہے کہ تجھ کو یا تیرے بیل کو شیر نہ پڑے؟

کہا اے میرے سردار! ہاں بات یہی ہے پھر شیخ نے ایک شیر سے جو آپ کے سامنے بیٹھا تھا فرمایا: کہ تم اس کے ساتھ جاؤ تاکہ یہ اپنے اور بیل کی فکر سے نجات پائے۔

راوی کہتا ہے کہ یہ شیر اور شیروں کو اس سے ایسا دفع کرتا تھا جس طرح اپنے بچوں سے دفع کرتا ہے۔ کبھی اس کے دائیں چلتا کبھی بائیں کبھی پیچھے یہاں تک کہ وہ اپنے جائے امن تک پہنچ گیا اور شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا ان کو سارا قصہ بیان کر دیا وہ رونے لگے اور فرمایا: کہ عورتیں اس سے عاجز ہیں کہ ابن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کے بعد اس جیسا کوئی پیدا کریں۔

راوی کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو اس بیل میں برکت دی اور اس کے بچے پیدا ہوئے یہاں تک کہ شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی دعا کی برکت سے اس کو اس سے بڑا مال جمع ہو گیا۔ ①

پرندوں کو زندہ کر دیا

ابو محمد عبداللطیف بن احمد بن محمد ترسی بغدادی فقیہ صوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ سات غلیلچی اس جنگل میں جمع ہوئے جس میں شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ رہتے تھے۔ انہوں نے بہت سے جانوروں کو مارا اور زمین پر شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کے قریب بہت سا ڈھیر جمع ہو گیا۔ پرندوں کا یہ حال تھا کہ غلیلہ کے زور سے لگنے کی وجہ سے زمین پر مردہ ہو کر گر پڑتے اور ان کو ذبح کرنے کا موقع نہ پاتے۔ آپ نے ان سے کہا کہ یہ تم کو حلال نہیں اور کسی کو یہ مت کھلاؤ انہوں نے کہا کہ کیوں؟ فرمایا:

(لِاَنَّهَا مَيِّتَةٌ)

"یہ مردہ ہیں۔"

انہوں نے ہنسی سے کہا کہ تم ان کو زندہ کر دو۔ آپ نے کہا

(بِاسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُمَّ اَحْيَاهَا مُحْيِ الْعِظَامِ وَهِيَ رَمِيْمٌ)

"خداوندا ان کو زندہ کر اے وہ کہ بوسیدہ ہڈیوں کو زندہ کر دے گا۔"

تب وہ تمام پرندے اٹھ کھڑے ہوئے اور اڑ گئے یہاں تک کہ آنکھوں سے غائب ہو گئے اور غلیلچی دیکھتے رہ گئے۔ پھر وہ سب ایسی گستاخی سے توبہ کرنے لگے اور آپ کی خدمت کرنے کو مستعد ہو گئے۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 365,366 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 366 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

یقین کریا نہ کر

جنگل میں ان کی طرف دو شخصوں نے قصد کیا ایک تو اندھا تھا اور دوسرا جذامی تھا۔ وہ آپ کی طرف اس لئے آئے کہ آپ ان کے لئے دعا کریں کہ ان کو صحت ہو جائے ان دونوں کو ایک تندرست شخص ملا جس کو کوئی بیماری نہ تھی اس نے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو؟ انہوں نے حال بیان کیا وہ شخص کہنے لگا کہ یہ بزرگی عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نہیں ہے واللہ اگر میں دیکھ بھی لوں کہ تم کو اچھا کر دیا ہے۔ تب بھی تصدیق نہ کروں اور ان کے ساتھ مل کر چلا یہ سب شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے۔

آپ نے فرمایا: کہ اے اندھے پن اور اے جذام تم دونوں ان دونوں سے نکل آؤ اور اس شخص کی طرف چلے جاؤ پھر اندھا بینا ہو گیا اور جذامی اچھا ہو گیا وہ تندرست شخص اندھا اور جذامی ہو گیا۔

تب اس کو آپ نے فرمایا: کہ اب تو چاہے تصدیق کر چاہے نہ کر وہ تینوں اسی حال پر آپ کے پاس سے چلے گئے اور ان میں سے ہر ایک اسی حال پر مرا جس پر آپ نے چھوڑا تھا۔ ①

وصال کے بعد خواب میں

آپ قدیم سے جنگل میں رہتے تھے اور وہیں بڑی عمر کے ہو کر فوت ہوئے وہیں دفن ہوئے اور وہیں ان کی قبر ہے۔ جو اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

اپنی زندگی میں کہا کرتے تھے کہ میری روح بلائی جاتی ہے۔ وہ حکم مانتی ہے جب ان کی وفات کا وقت آیا تو فرمایا: لبیک اور انتقال فرمایا۔

پھر ان کو بعض مشائخ نے ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا اور کہا کہ اے عثمان!

(مَافَعَلَ اللّٰهُ بِكَ؟)

اللہ عزوجل نے آپ کے ساتھ کیا؟

آپ نے فرمایا:

(لَيْسَ لَكَ هٰذَا) یہ تیرے بتانے کا نہیں

لیکن جب مجھ کو موت آئی تو میرے رب نے مجھ سے کہا اے میرے بندے میں نے کہا لبیک اور میری روح لبیک کے ساتھ ہی نکل گئی۔ ②

---

① شیطان کہیں یہ وسوسہ نہ ڈالے کہ یہ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات ہیں کسی دوسرے سے کیسے ہو گئیں؟ اس وسوسہ کی کاٹ یہ ہے کہ وہ بطور معجزہ تھا یہ بطور کرامت نیز جس طرح ان امراض کا علاج ڈاکٹر بذریعہ دوا کرتے ہیں اس ان اولیاء اللہ کا اپنا طریقہ ہے (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

بهجة الاسرار صفحہ نمبر 366 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان ②بهجة الاسرار صفحہ 367-366 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

مقدام بن صالح بطائحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک شخص شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے شیخ عثمان بن مرزوق رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو جنگل میں آیا تو اسی کو شیخ عثمان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے شخص! کہاں سے آتا ہے؟ اس نے کہا بغداد سے اور میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہوں۔

تب شیخ نے اس سے کہا کہ

(اَلشَّیۡخُ عَبۡدُ الۡقَادِرِ خَیۡرُ اَھۡلِ الۡاَرۡضِ فِیۡ ھٰذَا الۡوَقۡتِ)

"شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس وقت میں زمین والوں سے بہتر ہیں۔" ①

(26) شیخ قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ اولیاء مشہورین کے بزرگوں اوران بڑے لوگوں میں سے جن کا ذکر ہو چکا ہے ایک ہیں وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور دلوں میں ان کی پوری قبولیت سینوں میں پوری ہیبت ڈال دی ہے۔ جہان میں ان کو تصرف دیا ہے اسباب کو ان کے لئے بدل دیا ہے۔ ان کے آثار و مناقب کو قافلے والے مشرق و مغرب میں لے گئے۔ مشائخ اور اولیاء ان کا اکثر ذکر کرتے تھے۔ ان کی بزرگی کی خبر دیتے تھے ان کی بزرگی کا اشارہ کرتے تھے۔

وہ شیخ عبدالقدر رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ سے خط و کتابت کرتے تھے۔

ان کے حال پر استغراق عشق غالب تھا۔ ان کی کرامات اور خرق عادات تمام اطراف میں چپہ چپہ تھیں۔ لوگوں میں ان کے حالات مشائخ و اولیاء کے ساتھ بہت مشہور تھے ان کی زبان پر جاری تھے۔ ①

ضروری ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ

شیخ ابوالحسن علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ان کے گھر جو کہ موصل میں تھا داخل ہوا میں نے ان کو دیکھا کہ انہوں نے تمام گھر کو بھر لیا اور ان کا جسم خلاف عادت بہت بڑھ گیا ہے تب تو میں ڈر کر وہاں سے نکلا پھر میں دوبارہ ان کی طرف آ گیا تو ان کے گھر کے ایک گوشہ میں دیکھا کہ وہ بالکل لاغر ہیں حتیٰ کہ چڑیا کی طرح ہو گئے ہیں۔ میں وہاں سے نکل آیا پھر جو گیا تو ان کو اپنی معمول کی حالت پر دیکھا

میں نے کہا اے میرے سردار! مجھ کو پہلی اور پچھلی حالت کی خبر سناؤ۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 367 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

① بهجة الاسرار صفحه 367 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

انہوں نے مجھ سے کہا اے علی! کیا تم نے دونوں حالتیں دیکھ لی تھیں؟ میں نے کہا ہاں

آپ نے کہا ضروری ہے کہ تم اندھے ہو جاؤ پہلی حالت تو میرے پاس جمال کے ساتھ تھی اور دوسری حالت میں اس کے نزدیک جلال کے ساتھ تھا۔ ①

راوی کہتا ہے کہ شیخ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں ان کی موت سے کچھ عرصہ پہلے جاتی رہی تھیں۔

چھ ماہ کا راستہ ایک ماہ میں

شیخ ابو محمد ماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ امام کمال الدین بن یونس شارح التنبیہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موصل کے مدرسہ میں تھا پھر لوگوں نے شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا اور ان کی برائی بیان کرنے لگے۔ ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ بھی ان کے موافق ہو گئے اور اس حال میں کہ وہ اپنی مجلس میں ان کی غیبت کر رہے تھے ② کہ ناگہاں شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ آ گئے تب وہ حیران رہ گئے انہوں نے کہا اے ابن یونس! تم ہر اس بات کو جانتے ہو جس کو اللہ عزوجل جانتا ہے؟ اس نے کہا نہیں۔

کہا کہ پھر اگر میں اس علم میں سے ہوں جس کو تم نہیں جانتے تو تم معذور ہو۔ اس بات کو ابن یونس رحمۃ اللہ علیہ نے نہ سمجھا کہ کیا کہتے ہیں۔

ماردینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ ضروری ہے کہ میں آج کے دن اور رات میں ان کی خدمت کروں تا کہ میں دیکھوں کیا کرتے ہیں؟ تب میں نے باقی دن ان کا ساتھ دیا جب عشاء ہوئی تو آپ نے مشکیزہ کو کھلا اور اپنے ساتھ سات ٹکڑے روٹی کے لئے اور ایک گھر کی طرف آئے اس کو کھٹکھٹایا اس میں سے ایک بڑھیا نکلی اور کہنے لگی اے قضیب البان! تم نے آج دیر لگائی انہوں نے اس کو دو ٹکڑے دے دیئے اور واپس چلے آئے یہاں تک کہ موصل کے دروازہ تک پہنچے وہ بند تھا پھر وہ ان کے لئے کھل گیا وہ وہاں سے نکلے اور میں ان کے پیچھے تھا تھوڑی دیر چلے تھے کہ کیا دیکھتا ہوں ایک نہر جاری ہے اور اس کے پاس ایک درخت ہے پھر آپ نے اپنے کپڑے اتارے اور اس نہر میں غسل کیا اور لٹکے ہوئے کپڑوں کو جو اس درخت پر تھے لیا اور ان کو پہن لیا صبح تک نماز پڑھتے رہے مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں سو گیا سورج کی گرمی سے ہی جاگا۔

میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جنگل چٹیل میدان ہے نہ میں وہاں کسی کو دیکھتا ہوں اور نہ مجھ کو وہاں کوئی آبادی معلوم ہوتی ہے نہ قریب اور نہ بعید۔ تب تو میں حیران ہو کر کھڑا ہو گیا اور مجھے معلوم نہ ہوا کہ یہ کون سی زمین ہے پھر مجھ پر سے قافلہ گزرا میں ان کے پاس آیا اور ان سے پوچھا اور یہ کہا کہ میں موصل سے آیا ہوں اور آج کی رات وہاں سے نکلا ہوں۔ عشاء کے وقت وہ تو میری بات کا انکار کرنے لگے اور کہنے لگے ہم نہیں جانتے کہ موصل کہاں ہے؟

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 368 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② آج کل ہمارے ہاں عوام و خواص اس مرض میں مبتلاء ہیں۔ اس سے بچنے کے لئے امیر اہلسنت مولانا محمد الیاس عطار قادری مدظلہ العالی کی تصنیف لطیف ''غیبت کی تباہ کاریاں'' ضرور مطالعہ فرمائیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

پھر ان میں سے ایک شیخ میری طرف بڑھا اور مجھ سے کہنے لگا تم اپنا قصہ بیان کرو میں نے ان کو بتایا تو اس نے کہا واللہ تم کو موصل کی طرف وہی شخص پہنچائے گا جو تم کو یہاں لایا ہے۔

اے برادر اتم تو بلاد مغرب میں ہو تم میں اور موصل میں چھ ماہ کا راستہ ہے۔ تم یہیں ٹھہرو شاید وہ لوٹ کر یہاں آ گئیں۔ انہوں نے مجھ کو چھوڑ دیا اور چل دیے اور جب رات ہوئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ آ گئے ہیں انہوں نے اپنے کپڑے اتارے اور غسل کیا اور کھڑے ہو کر صبح تک نماز پڑھی اور جب صبح ہوئی تو وہ کپڑے اتار دیے اور پرانے کپڑے پہن لئے اور چل دیئے میں بھی ان کے ساتھ ہو لیا تھوڑی دیر گزری تھی کہ ہم موصل میں آ پہنچے تب انہوں نے میری طرف توجہ کی اور میرے کان مروڑے کہ پھر ایسا نہ کرنا اور اسرار کے اظہار سے بچنا وہ کہتا ہے کہ ہم نے دیکھا کہ نمازی موصل میں فجر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ ①

چار شکلوں میں نظر آنے لگے

موصل کے قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ سے بدظن تھا۔ ان کی کرامات و مکاشفات مجھ کو بکثرت معلوم ہوئے تھے میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ سلطان سے اس کے بارے میں گفتگو کروں کہ اس کو موصل سے نکال دے میرے اس امر پر سوائے اللہ عزوجل کے اور کوئی مطلع نہ تھا۔ ایک دن اتفاق یہ ہوا کہ میں موصل کے ایک کوچہ میں جا رہا تھا دیکھا کہ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کوچہ کے سامنے اپنی اصلی شکل پر آ رہے ہیں اور اس کوچہ میں میرے اور ان کے سوا اور کوئی نہ تھا۔

میں نے دل میں کہا کہ اگر میرے ساتھ اس وقت کوئی ہوتا تو اس کو میں حکم دیتا کہ اس کو پکڑ لو پھر وہ ایک قدم چلے تو کیا دیکھتا ہوں وہ کردی کی شکل پر ہیں پہلی صورت کے برخلاف پھر آگے بڑھے تو ایک بدو کی شکل پر ہیں پہلی دونوں صورتوں کے بالکل برخلاف پھر چند قدم چلے تو وہ ایک فقیہ کی شکل پر ہیں پہلی صورتوں کے بالکل خلاف مجھ سے کہنے لگے اے قاضی! یہ چار شکلیں تم نے دیکھ لی ہیں تو اب بتلاؤ کہ ان میں سے قضیب البان کون ہے تاکہ تم اس کے نکالنے کے لئے بادشاہ سے گفتگو کرو گے تب تو میں قابو میں نہ رہ سکا اور ان کے دونوں ہاتھوں پر گر پڑا اور ان کو بوسہ دیا اور خدا سے استغفار کی۔ ②

ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دی

شیخ ابوالمفاخر عدی بن الشیخ البرکات صخر رحمۃ اللہ علیہ نے موصل میں کہا کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ ہمارے پاس حجرہ میں ایک مہینہ استغراق میں رہے نہ کھاتے تھے، نہ پیتے تھے اور نہ زمین پر پہلو رکھتے تھے میرے چچا شیخ عدی رحمۃ اللہ علیہ ان کی طرف آتے اور ان کے سر پر کھڑے رہتے اور کہتے کہ

---

① بهجة الاسرار صفحه 368,69 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 369 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان معلوم ہوا کہ ان کا توبہ کرنا اور ہاتھوں کو بوسہ دینا دونوں فعل درست تھے۔ اگر ہاتھوں کو بوسہ دینا ناجائز حرام یا بدعت ہوتا تو یقیناً اس عمل کو اللہ عزوجل کے ولی منع فرما دیتے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

اے قضیب البان! تم کو مبارک ہو تجھ کو شہود الٰہی نے اچک لیا ہے اور وجود ربانی نے تجھے غرق کر دیا ہے جو شخص وہاں آتا تھا اس کو فرماتے تھے کہ

(سَلِّمْ عَلٰی وَلِیِّ اللّٰہِ) ''سچے ولی اللہ پر سلام کہو''

اور ان کی طرف اشارہ کرتے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک دن ہمارے ساتھ صبح کی نماز امام کے پیچھے پڑھی پھر ایک رکعت تو پوری کی اور دوسری توڑ دی۔ ہم سے الگ ہو کر ایک کونہ میں بیٹھ گئے جب ہم نے نماز کا سلام پھیرا تو میں ان کے پاس آیا

میں نے کہا اے قضیب البان!

(لِمَا لَا تُتِمُّ الصَّلٰوۃَ مَعَنَا؟)

''تم نے ہمارے ساتھ نماز کیوں نہ پوری کی؟''

انہوں نے کہا اے ابوالبرکات! تمہارے امام کے پیچھے تو میں دوڑتا دوڑتا تھک گیا۔ اس نے نماز کا احرام یہاں باندھا پھر شام تک گیا پھر بغداد کی طرف آیا پھر مکہ کی طرف گیا اور جب ہم گھاٹی تک پہنچے تو میں تھک گیا اور نماز کو چھوڑ دیا۔

وہ کہتا ہے کہ پھر میں امام کے پاس آیا اور اس سے یہ حال پوچھا تو وہ کہنے لگا کہ واللہ اس نے سچ کہا میرا اس تمام نماز میں ایک وسوسہ تھا۔ دوسری رکعت میں مجھے یہ کہتا تھا کہ میں گھاٹی پر چڑھ رہا ہوں۔ [1]

نماز پڑھانے کے لئے دوسرے شہر گئے

شیخ صالح ابو حفص عمر عدنی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ ایک دن ''لالش'' میں ہم حجرہ میں تھے کہ ظہر کی اذان ہوئی تو قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کود کر باہر نکلے میں نے ان سے کہا کہ کیا میں آپ کی صحبت میں رہ سکتا ہوں؟ انہوں نے کہا ہاں برادر بشرطیکہ حال کو چھپائے میں نے کہا ہاں پھر ہم تھوڑی دور چلے تھے کہ ہم ایک شہر میں پہنچے کہ جس کو میں پہچانتا نہ تھا اور نہ جانتا تھا کہ یہ کس ملک کا شہر ہے تب وہاں کے لوگ اٹھے ان سے ملاقات کی ان کی تعظیم میں مبالغہ کرتے رہے۔ دیکھا تو وہ لوگ بڑے ادب والے کامل عقل مند تھے۔ بڑے متواضع تھے پھر ان کے ساتھ ظہر، عصر، مغرب و عشاء اور صبح کی نماز پڑھی۔ ان کے پاس سے ہم اسفار کے وقت (یعنی سپیدی صبح) نکلے ہم نے نہ کھایا نہ پیا پھر وہ تھوڑی دور چلے اور مجھ کو طرح طرح کے میوے اور حلوے کھلانے لگے۔ پانی بھی پلایا۔

خدا کی قسم! میں نے ایسا لذیذ کھانا یا ایسا عمدہ پانی کبھی نہ کھایا پیا تھا حالانکہ ہم اس شہر سے ایسے حال میں نکلے تھے کہ ہمارے پاس کوئی شے نہ تھی پھر تھوڑی دیر گزری کہ ہم ''لالش'' میں پہنچ گئے۔

میں نے ان سے پوچھا کہ یہ کون سا شہر ہے؟ انہوں نے کہا اے برادر! یہ ایک شہر ہے بحرالہند کے پرے وہاں کے لوگ مسلمان

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 369 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ہیں ہر روز ان کو اس زمانہ کے اولیاء میں سے ایک ولی نماز پڑھاتا ہے اور اگر مجھے تمہاری رفاقت کا حکم نہ ہوتا تو تم میری رفاقت نہ کر سکتے۔ [1]

مرا نہیں بے ہوش ہوا ہے

شیخ ابو عبداللہ یونس بیطار دنیسری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں "دنیسر" میں نعل بندی کا کام کیا کرتا تھا۔ ایک دن ایک خچر کی نعل بندی کر رہا تھا کہ اس نے میرے سر پر پاؤں مارا تو میں بے ہوش ہو گیا۔ بعض لوگوں نے میری موت کی باتیں کیں ادھر میری والدہ کو یہ خبر پہنچ گئی کہ میں مر گیا وہ موصل میں تھی اس نے قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ سے جا کر کہا کہ مجھے میرے بیٹے کے مرنے کی خبر آئی ہے انہوں نے اس سے کہا کہ تمہارا بیٹا مرا نہیں بلکہ اس کے سر پر خچر نے اپنا سم مارا ہے جس سے وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔

پھر میری ماں آئی اور مجھے اس نے جو شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تھا بیان کیا۔ [2]

شیخ عبدالقادر کی نظر میں آپ

شیخ ابو حفص عمر بن مسعود بزاز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہمارے شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر کیا گیا تو فرمایا:

(هُوَ وَلِيٌّ مُقَرَّبٌ ذُوْحَالٍ مَعَ اللّٰهِ)

"وہ ولی مقرب صاحب حال ہے۔

اللہ عزوجل کے ساتھ اور اس کے نزدیک سچا قدم ہے۔"

آپ سے کہا گیا کہ ہم نے ان کو نماز پڑھتے نہیں دیکھا آپ نے فرمایا کہ وہ اس وقت نماز پڑھتے ہیں کہ تم نہیں دیکھتے۔ اس پر کوئی رات دن ایسا نہیں آتا کہ اس پر کبھی فرض باقی رہا ہو۔

میں اس کو دیکھتا ہوں جب کبھی وہ موصل میں نماز پڑھتا ہو یا اور جگہ زمین کے کسی اطراف میں تو وہ کعبہ کے دروازے کے پاس سجدہ کرتا ہے۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 370 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه نمبر 371-370 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه نمبر 371 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آج کل بعض ملنگ قسم کے لوگ جو تمام دن خلاف شرع امور سرانجام دینے پر دلیر ہوتے ہیں ان سے نماز کا پوچھا جائے تو اس قسم کی باتیں سننے کو ملتی ہیں کہ ہماری نماز مکے مدینے ہوتی ہے۔ ایسے فریبیوں سے بچنا چاہیے۔ کیونکہ درحقیقت یہ نماز پڑھتے ہی نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ جب یہاں ہوتے ہیں تو مکہ مدینے کا کہتے ہیں اور اگر کبھی مکہ مدینہ چلے جائیں تو پھر نماز کے لیے یہاں آتے ہیں تاکہ پڑھنے سے بچ جائیں (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

آپ کا وصال

شیخ قضیب البان رحمۃ اللہ علیہ موصل میں رہتے تھے اور اسی کو وطن بنالیا تھا۔ وہیں 570ھ کے قریب فوت ہوئے اور بلادمغرب میں ایک اور شخص ہیں جن کا نام قضیب البان ہے۔ وہ ان کے بعد ہوا ہے جن کا ہم نے ذکر کیا ہے۔[1]

شیخ عبدالقادر کے بارے کلام

شیخ ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن خضر حسینی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے قضیب البان موصلی رحمۃ اللہ علیہ کو بارہا شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بتواضع وانکسار بیٹھے دیکھا ہے میں نے ان سے یہ کہتے ہوئے سنا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ

رکب الْمُحِبِّيْنَ وَقُدْرَةِ السَّالِكِيْنَ وَاِمَامِ الصِّدِّيْقِيْنَ، حُجَّةِ الْعَارِفِيْنَ صَدْرِ الْمُقَرَّبِيْنَ فِيْ هٰذِهِ الْوَقْتِ

''عاشقوں کے قافلہ کے سردار اور کھینچنے والے ہیں۔ وہ اس وقت پیشواء سالکین امام الصدیقین حجۃ العارفین صدر المقربین ہیں۔[2]

(27) شیخ مکارم النہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے مشہور اکابر اور بڑے عارفوں سے ہیں جو مذکور ہو چکے اولیاء مقربین میں بزرگ ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں ان کو تصرف دیا ہے۔ احوال پر ان کو قدرت دی ہے ان کے ہاتھ پر عجائب خارقہ کا اظہار کیا ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم بنایا ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا مخلوق کے سینوں کو ان کی ہیبت سے اور ان کے دلوں کو ان کی محبت سے بھر دیا۔ وہ اس شان کے ایک رکن ہیں ان کے سرداروں کے صدر اس شان کے احکام کے بڑے عالم ہیں۔ سالکین طریق کے علم، عمل، تحقیق، زہد، جلالت، ہیبت، ریاست میں سردار ہیں۔

ان سے یہ بات مشہور ہے کہ بعض ایسے مشائخ کو ملے جن کو ان کے ہمعصر نہیں ملے۔ کہتے ہیں کہ وہ تاج العارفین ابوالوفا رحمۃ اللہ علیہ کے تمام اصحاب سے ملے ہیں۔ ان کی صحبت سے فائدہ حاصل کیا ہے۔ ان کی خدمات کی برکتیں لی ہیں۔

ان کے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ تھے۔ جو ان کی بڑی عزت کرتے تھے۔ دوسروں پر ان کو مقدم کرتے تھے۔ ان کی فضیلت پر لوگوں کو خبردار کرتے تھے۔ وہ جہاں تک مجھے علم ہے پہلے ہیں جنہوں نے اپنے شیخ کی خدمت کی ہے۔ وہ فرمایا: کرتے کہ میرا بھائی علی بن

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 371 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 371 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

ادریس رحمۃ اللہ علیہ ایک کامل مرد ہے۔ لیکن میری موت کے بعد ظاہر ہوگا۔

سو کہتے ہیں کہ جس رات شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے ہیں۔ شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کا معاملہ مشہور ہوا ہے۔

ان کی طرف "بلاد نہر الخاص" اور اس کے آس پاس میں مریدوں کی تربیت کی انتہاء ہوتی ان کی محبت سے ان کے برادر زادوں شیخ محمد عبدالمولیٰ رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالفرج عبدالخالق رحمۃ اللہ علیہ نے تخریج کی ہے۔ ان کی طرف بڑے بڑے لوگ منسوب ہیں۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد بنی ہے۔ ان کے پاس جمع ہوتی ہے۔ ان کے کلام سے نفع حاصل کیا ہے۔ مشائخ وعلماان کی بزرگی پر متفق ہیں۔ ان کے فضائل کا ذکر کرتے ہیں۔ ان کے مناقب بیان کرتے ہیں۔

شیخ موصوف متواضع، کریم، بارونق اور محب اہلِ علم تھے۔ آداب شرع سے ادب یافتہ تھے۔ اپنے اوقات کے مراقبہ انفاس کی رعایت مجاہدات کے حفظ میں ہمیشہ لگے رہتے۔ یہاں تک کہ ان کی موت آ گئی۔ [1]

آپ کے مبارک اقوال

عارف اپنے علم کے ساتھ اس ہمت پر واقف ہے جس کے سبب ہر غم کو پہچانتا ہے۔ جو اس کے دل میں خطرہ کرتا ہے۔

اور جو شخص ولایت کو طلب کرتا ہے تو اس کی کوئی غایت نہیں جو شخص اللہ ﷻ کو طلب کرے وہ اس کو ایک ہی قدم میں جس کا وہ قصد کرتا ہے پالیتا ہے۔

بندہ کا خدا سے پہلا وصل یہ ہے کہ اپنے نفس کو چھوڑ دے اور بندہ کا خدا کو چھوڑنا یہ ہے کہ اپنے نفس سے ملے۔

قرب کے اول درجات یہ ہیں کہ دل میں شواہد نفس محو اور شواہد حق ثابت ہوں سچا مرید وہ ہے کہ جو اپنے دل میں عدم کی لذت پائے اور اپنے نفس سے درد کی نفی کر دے اور جس پر علم جاری ہو چکا ہے تسکین پا دے۔

فقیر وہ ہے جو صبر کرے اور اس کا کھانا تھوڑا ہو اور باادب ہو۔ اس کا خلق اچھا ہو۔ اپنے رب ﷻ کا مراقب ہو۔ اپنے راز کو چھپائے۔ اپنے رب ﷻ کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرے اپنے حال کو چھپائے اپنے مولا پر بھروسہ کرے۔ اس کے ضرر کا کسی کو شک نہ ہو۔ اللہ ﷻ کی طرف پناہ لے۔ اپنے ہر حال میں اسی کی طرف عاجزی کرے۔

زاھد وہ ہے کہ طمع کو قطع کرے راحت کو چھوڑے ریاست کو چھوڑے نفس کو شہوات سے روکے۔ ارادوں سے ہوائے نفس کو جھڑکے۔

پرہیز گاری یہ ہے کہ دنیا کو اہانت کی نظر سے دیکھے۔ اپنے مولیٰ کی طرف توبہ کے ساتھ رجوع کرے۔ جو اس پر امانت ہے اس کو ادا کرے، دنیا سے اپنی زبان کو روکے، اپنے دل کو خواہش سے بند کرے، اپنے باطن سے مولیٰ کی طرف بھاگے۔

اللہ ﷻ کا مجاہدہ وہ ہے کہ سست لوگوں سے علیحدہ رہے، عبرت وفکر والوں سے معانقہ کرے، خشوع اور بیماریوں پر حسرتوں کا التزام کرے، حقیقت پر کاربند ہو۔ خواہش کے مارے صفائی کو زندہ کرے، محل قضا کی طرف تسلی پائے ایذا سے علیحدہ رہے، بڑے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 371،372 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

بادشاہ (اللہ تعالیٰ) سے شرمائے، مالداری میں راحت کو چھوڑ دے۔

مراقب: وہ ہے کہ جس کا غم لمبا ہو۔ اس کا احسان دائم ہو۔ اپنے غصہ کو کھائے اپنے رب سے ڈرے۔

مخلص: وہ ہے کہ اپنی ہمت سے مخلوقات سے نجات پائے۔ اپنے وطن سے کائنات سے بلند ہو۔ سید الخلق علیہ السلام کے حکم کی تعمیل کرے۔

شاکر: وہ ہے کہ حاجت کے وقت ملک غلام کے ساتھ صبر کرے۔ خاص و عام میں سے کسی طرف رجوع نہ کرے۔ تدبیر و اہتمام سے اپنے دل کو خالی کرے۔

متوکل: کی نسبت ان سے پوچھا گیا تو فرمایا: کہ جو دل کے ساتھ مخلوق سے اعراض کرے اور خدا سے رزق لے اور اپنی ہمت سے مولیٰ کے دروازہ پر کھڑا ہو۔ یقین کے ساتھ اس کی عبادت پر استقامت کرے۔ مولیٰ کے دروازہ کے سوا غیر کی طرف التفات چھوڑ دے۔

عاشق: کی نسبت ان سے سوال کیا گیا پھر فرمایا: عاشق وہ ہے کہ خلوت کو دوست رکھے۔ وحدت سے محبت رکھے۔ اس کی ہمت یکتا ہے۔ عاشق وہ ہے کہ اپنے رب تعالیٰ سے شرم کرے اس کے دروازہ پر کھڑا رہے۔ اس کی عبادت کی طرف جلدی کرے، اس کی یاد بہت کرے، اپنے آنسو بہائے، اس کے قرب کو چاہے، اس کے فراق سے ڈرے پھر اس کا دل میلوں سے صاف ہوگا اس باطن اغیار سے پاک ہوگا۔ اپنے رخساروں کو صبح کے وقت جبار کے سامنے خاک آلودہ کرے۔ آزاد لوگوں کا طریقہ اختیار کرے پھر وہ بہترین انسانوں میں ہوگا! [1]

مسجد کی تمام قندیلیں بجھ گئیں

شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ایک وقت حاضر ہوا وہ اپنے اصحاب کے سامنے شوق و محبت میں کلام کر رہے تھے۔ پھر اپنے کلام میں کہا کہ محبوبوں کے اسرار جب سلطان ہیبت و جلال کے وقت اڑتے ہیں تو ان کے انوار کی وجہ سے ہر چیز اور ہر نوجوان کے انفاس کے مقابل ہو بجھ جاتے ہیں پھر آپ نے ایک سانس لیا تو مسجد کی تمام قندیلیں بجھ گئیں۔ اس میں تیس (30) سے زائد قندیلیں موجود تھیں۔ تھوڑی دیر سکوت کیا پھر کہا کہ جب ان کے اسرار انس و جمال کے انوار کی تجلی کے ساتھ اڑتے ہیں تو ان کے انوار ہر ظلمت کو جوان کے انفاس کے مقابل ہو۔ روشن کر دیتے ہیں پھر آپ نے ایک سانس لیا تو وہ تمام قندیلیں جل اٹھیں اور تمام مسجد جیسے پہلے روشن تھی روشن ہوگئی۔ [2]

دوزخ کے منکر کو دوزخ کی آگ دکھادی

شیخ ابومحمد علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں میں بیان کر رہے تھے پھر دوزخ کا ذکر کیا اور جو کچھ کہ

[1] بهجة الاسرار صفحه 372,373 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 373,374 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اللہ تعالیٰ نے دوزخیوں کے لیے تیار کیا ہے بیان کیا تب مریدوں کے دل ڈر گئے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

وہاں پر ایک بیکار مرد بیٹھا تھا۔ وہ کہنے لگا کہ

(اِنَّمَا هٰذَا تَخْوِيفٌ لَا نَارَ يُعَذَّبُ بِهَا أَحَدٌ)

''یہ تو صرف ڈراتا ہے۔ وہاں پر ایسی آگ نہ ہوگی جس سے کسی کو عذاب دیا جائے گا''

پھر آپ نے فرمایا:

﴿وَلَئِنْ مَسَّتْهُمْ نَفْحَةٌ مِنْ عَذَابِ رَبِّكَ لَيَقُولُنَّ يَاوَيْلَنَا إِنَّا كُنَّا ظَالِمِينَ﴾

''یعنی اگر ان کو تیرے رب کے عذاب کی لپٹ پہنچے گی تو ضرور کہیں گے کہ اے رب ہم پر ویل بیشک ہم البتہ ظالموں میں سے تھے۔''[1]

آپ یہ کہہ کر چپ ہو گئے اور حاضرین بھی چپ کر گئے۔ تب وہ شخص فریاد کرنے لگا اور سخت بیقرار ہوا اور اس کے ناک میں سے دھواں نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ قریب تھا کہ اس کی بدبو سونگھنے سے بے ہوش ہو جائے۔

پھر آپ نے کہا:

﴿رَبَّنَا اكْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ إِنَّا مُؤْمِنُونَ﴾

''اے پروردگار ہم سے عذاب کو دور کر دے۔ بیشک ہم مومن ہیں۔''[2]

پھر اس شخص کو خوف جاتا رہا۔ آپ کی طرف کھڑا ہوا اور ان کے دونوں قدم چومے اور تجدید اسلام کیا۔ اپنا اعتقاد صحیح کیا کہنے لگا کہ میں نے اپنے دل میں آگ کی لپٹ و تیزی پائی تھی کہ میرے دل پر آتی ہے اور میرے اندر دھوئیں نے جوش مارا تھا۔ قریب تھا کہ میں مر جاؤں۔ میں نے کسی قائل کو اپنے اندر یہ کہتے ہوئے سنا:

﴿هٰذِهِ النَّارُ الَّتِي كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُونَ أَفَسِحْرٌ هٰذَا أَمْ أَنْتُمْ لَا تُبْصِرُونَ﴾

''یعنی یہ وہی آگ ہے کہ جس کو تم جھٹلایا کرتے تھے۔ کیا یہ جادو ہے یا تم دیکھتے نہیں۔''[3]

اور اگر آپ نہ ہوتے تو میں ہلاک ہو گیا تھا۔[4]

آنے والوں کے حالات بتا دیئے

شیخ ابوالفتوح داؤد بن ابی المعالی رحمۃ اللہ علیہ اور ابوالمجد رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے۔ وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ کی

① پارہ الانبیاء 46

② پارہ الدخان:12

③ پارہ 27 الطور

④ بهجة الاسرار صفحه 374 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

خدمت میں ان کے گھر پر نہر خالص پر تھا۔ میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ کاش میں شیخ کی کوئی کرامت دیکھتا۔ تب آپ نے میری طرف دیکھ کر تبسم فرمایا: اور کہا کہ عنقریب ہمارے پاس پانچ آدمی آئیں گے۔

ایک تو عجمی ہے جس کا رنگ سُرخ و سفید ہوگا اس کے دائیں رخسارہ پر ایک داغ ہے۔ اس کی عمر نو (9) ماہ باقی ہے۔ اس کو جنگل میں شیر پھاڑے گا اور وہیں سے خدا اس کو اٹھائے گا۔

دوسرا عراقی ہے۔ سفید و سُرخ ہے اور اس کی دونوں آنکھوں میں نقصان ہے اس کے پاؤں میں لنگڑا پن ہے۔ ہمارے پاس ایک ماہ تک رہے گا پھر مر جائے گا۔

تیسرا شخص مصری ہے جو گندم گوں ہے۔ اس کے بائیں ہاتھ کی چھنگلیاں نہیں اس کی بائیں ران پر ایک نیزہ کا زخم ہے جو تیس (30) سال ہوئے اس کو لگا تھا۔ وہ بیس (20) سال بعد ہندوستان کی زمین میں تاجر ہو کر فوت ہوگا۔

چوتھا شامی ہے گندم گوں رنگ کا۔ اس کی انگلیاں سخت ہیں۔ حریم کی زمین میں تمہارے گھر کے دروازہ پر سات (7) سال تین (3) ماہ سات (7) دن کے بعد مرے گا۔

پانچواں یمنی ہے سپید رنگ کا نصرانی ہے۔ اس کے کپڑے کے نیچے زنار ہے اپنے وطن سے تین سال کا نکلا ہوا ہے۔ کسی نے اس کو اس کی خبر نہیں دی۔ وہ مسلمانوں کا امتحان لیتا پھرتا ہے کہ کوئی اس کا حال بتلائے۔

عجمی بُھنا ہوا گوشت چاہتا ہے۔ عراقی مرغابی چاولوں کے ساتھ چاہتا ہے۔ مصری، شہد اور گھی چاہتا ہے۔ شامی شام کے میووں میں سے سیب چاہتا ہے۔ یمنی انڈے تلے ہوئے چاہتا ہے اور ہر ایک دوسرے کی خواہش کو نہیں جانتا اور عنقریب ہمارے پاس ان کے رزق اور خواہشات خاطر خواہ آوینگے۔

ابوالمجد رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ واللہ ہمیں تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ پانچ شخص اسی طرح کے آئے جیسا کہ آپ نے فرمایا تھا۔ ان کے حالات میں ذرہ بھر کم نہ تھا۔ میں نے مصری سے اس کے ران کے زخم کی بابت پوچھا پھر میرے سوال سے اس کو تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ یہ زخم مجھ کو تیس (30) سال ہوئے جب لگا تھا۔

پھر ایک شخص آیا اور اس کے ساتھ انہیں قسم کے کھانے تھے۔ جو وہ چاہتے تھے اس نے آ کر آپ کے سامنے وہ کھانے رکھ دیئے۔ آپ نے حکم دیا اور ہر ایک کے سامنے اس کی مرضی کا کھانا رکھ دیا۔ ان سے آپ نے فرمایا: کہ تم اپنی مرضی کے مطابق کھانا کھاؤ۔ وہ سب بے ہوش ہو گئے۔

جب ان کو ہوش آیا تو یمنی نے آپ سے عرض کیا کہ اے میرے سردار! جو شخص کہ مخلوق کے اسرار پر مطلع ہو۔ اس کی کیا تعریف ہے؟ آپ نے فرمایا: کہ وہ اس بات کو جان لے کہ تم نصرانی ہو اور تمہارے کپڑے کے نیچے زنار ہے۔

تب وہ شخص چلا اٹھا اور آپ کی طرف کھڑا ہوا اور اسلام لے آیا۔

آپ نے اس سے فرمایا: کہ برخوردار جو مشائخ تجھے دیکھتے تھے۔ تیرا حال وہ پہچانتے تھے لیکن وہ جانتے تھے کہ تمہارا اسلام میرے ہاتھ پر مقدر ہے۔ اس لیے انہوں نے تجھ سے کلام نہیں کیا۔

راوی کہتا ہے کہ اسی طرح ان کے مرنے کا حال ہوا۔ جیسا کہ آپ نے بتلایا تھا۔ اسی وقت اور اسی مکان میں جس کو آپ نے متعین کیا تھا نہ آگے نہ پیچھے عراقی تو آپ کے پاس حجرہ میں ایک مہینہ رہ کر فوت ہوا۔ میں نے بھی اس کے جنازہ کی نماز پڑھی اور شامی ہمارے پاس حریم میں میرے گھر کے دروازہ پر گرا ہوا فوت ہوا مجھے کسی نے پکارا میں باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہی ہمارا شامی دوست ہے۔ اس کی موت اور اس وقت میں جو میں آپ کے نزدیک اس سے ملا تھا۔ سات سال تین ماہ اور سات دن کا عرصہ ہوا تھا۔ ①

آپ کا وصال

آپ ارض عراق میں عراق کی نہر خالص کے ایک مشہور شہر میں رہتے تھے اسی کو وطن بنایا ہوا تھا اور وہیں بڑی عمر کے ہو کر فوت ہوئے۔ آپ کی قبر وہیں ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ اس علاقہ میں آپ کی بڑی شہرت ہے۔ ②

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

قاضی القضاۃ ابو صالح نصر بن الحافظ ابو بکر عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ مکارم نہر الخالص رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ: (مَا رَاتْ عِینَایَ مِثْلَ الشَّیْخِ مُحیُ الدِّیْنِ عَبْدِالْقَادِرِ)"میری دونوں آنکھوں نے کسی شخص کو شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی طرح نہیں دیکھا۔" ③

(28) شیخ خلیفہ بن موسیٰ نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بزرگ مشائخ اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں تصرف دیا ہے اور ان کے ہاتھوں خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ مغیبات کے ساتھ ان کو گویا کیا ہے۔ ان کی زبانوں پر حکمتوں کو جاری کیا۔ ان کو سالکین کا پیشواء مقرر کیا۔ مخلوق کے دل ان کی محبت سے اور ان کے سینے ان کی ہیبت سے بھر دیئے۔ ④

آپ کا مقام و مرتبہ

وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بیداری اور خواب میں دیکھا کرتے تھے اور یوں کہا جاتا ہے کہ شیخ خلیفہ کے اکثر افعال نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے

---

① بهجة الاسرار صفحه 374,375 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 375 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 376-375 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 376-375 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

علم سے ملے ہوئے ہوتے تھے بیداری میں ہو یا خواب میں۔

ان کے شیخ سید شریف ابوسعد قیلوی ان کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ان کے حق میں یہ کہا کرتے تھے کہ شیخ طلیفہ کامل شیخ ہے۔

آپ عمدہ صفات کریم اخلاق، وافر العقل کتاب وسنت سے ہمیشہ احکام شرع کے پابند، اہلِ خیر کے دوست اہلِ علم کی تعظیم کرنے والے تھے۔[1]

آپ کے اقوال

زاہدوں کا آخر قدم متوکلین کا پہلا قدم ہے۔ ہر شئے کے لیے زیور ہے اور صدق کا زیور خشوع ہے۔ ہر شئے کی کان ہے صدق کی کان زاہدوں کے دل ہیں۔ ہر شئے کا نشان ہوتا ہے اور رسوائی کا نشان یہ ہے کہ نرم دل سے رونا نہ ہو۔ ہر شئے کا مہر ہوتا ہے اور جنت کا مہر دنیا اور جو اس میں ہے اس کا ترک کر دینا۔

جو شخص اللہ ﷻ کی طرف نفس کشتی کے ساتھ توسل کرتا ہے۔ اللہ ﷻ اس کے نفس کو ثابت رکھتا ہے۔ اس کو اپنی طرف پہنچاتا ہے۔

افضل اعمال نفس کی خواہش کی مخالفت ہے اور تقدیر کے احکام پر رضامند ہونا درجات معرفت کا وسیلہ ہے۔

جب دل کا خوف ساکن ہوتا ہے تو شہوتوں کو جلا دیتا ہے۔ اپنی غفلت کو دور کر دیتا ہے۔ ہر ایک شئے کی ضد ہے اور نور قلب کی ضد پیٹ بھر کر کھانا ہے۔

جو شخص اللہ ﷻ کی طرف انقطاع کو ظاہر کر دے تو اس پر ماسوا کا دور کرنا واجب ہوتا ہے۔ جس کا وسیلہ سچ ہو تو اس کا انعام اللہ ﷻ کی اس سے رضامندی ہوگی۔ ہر شئے کا گواہ ہوتا ہے۔ یقین کا گواہ اللہ ﷻ کا خوف ہے۔

بندہ اور اللہ ﷻ کے درمیان بڑا قوی سبب یہ ہے کہ پرہیزگاری کے ساتھ حساب لیا کرے علم وادب کا اتباع کے ساتھ مراقبہ کرے۔

جو چیز تم کو اللہ ﷻ کی طرف سے روکے اہل ہو یا مال یا اولاد تو وہ تم پر نحوست ہے جب بندہ بھوکا اور پیاسا رہے تو صاف دل ہوتا ہے جب پیٹ بھرے اور پانی خوب پئے تو اندھا ہوتا ہے۔

جو شخص اپنے نفس کی قیمت کا خیال کرے وہ مناجات کی شیرینی نہیں چکھتا۔ رضا سے قناعت کرنا ایسا ہے جس طرح زہر سے پرہیز کرنا۔ جس نے تین درہم کا کرتہ پہنا ہے اس کے دل میں پانچ درہم کے کرتہ کی شہوت ہے پھر اس کا باطن ظاہر کے مخالف ہے جب دل میں شہوت باقی نہ رہے تو جائز ہے کہ وہ زاہدوں کا لباس پہنے پھر وہ صدق کا طریقہ لازم کرے جب تو وسواس معلوم کرے تو خوش ہو وہ تجھ سے جاتا رہے گا کیونکہ مومن کی خوشی کو شیطان بہت بُرا جانتا ہے اور اگر تو اس سے غم زدہ ہے تو وہ غم بڑھاتا ہے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 376 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

دل کی دوستی چار خصلتوں میں ہے اللہ عزوجل کے لیے تواضع اور اللہ عزوجل کی طرف احتیاج اور اللہ عزوجل کا خوف اللہ عزوجل سے امید۔
نفس کے لحاظ اور اس کے ذکر سے تکبر پیدا ہوتا ہے۔ خوف تم کو خدا تک پہنچا دیتا ہے اور تکبر اس سے قطع کرتا ہے۔ تفویض یہ ہے کہ جو تجھ کو معلوم ہو اس کو اس کے عالم کی طرف لوٹائے۔ تفویض رضا کا مقدمہ ہے اور رضا اللہ عزوجل کا بڑا دروازہ بندگی پر صبر کرنا ہے تا کہ تجھ سے اس پر ہمیشگی فوت نہ ہو جائے اور غضب پر صبر کرنا ہے تا کہ اس پر اصرار کرنے سے تم نجات پاؤ۔
خیرات سے تعلق کا اصل یہ ہے کہ امید کم کی جائے جو شخص اپنے نفس سے محبت رکھتا ہے اس کو تکبر ہوتا ہے توفیق کی علامت یہ ہے کہ تو اللہ عزوجل کی اطاعت کرے اس کے رد سے ڈرے۔
رسوائی کی علامت یہ ہے کہ اس کی نافرمانی کرے اور امید رکھے کہ تو اس کا مقبول ہے۔ ①
شیخ علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ مجھ کو میرے مالک اللہ عزوجل نے اپنے سامنے کھڑا کیا ② اور مجھ کو اپنی کرامات سے چادر پہنائی جس کو اس نے آپ اپنی قدرت سے ازل میں بنایا تھا اور اس کو وہی لوگ پہنتے ہیں کہ جن کو وہ اپنی مہربانی سے پسند کرتا ہے۔ ③

ہر دروازہ کھل گیا

شیخ ابو سعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں مقامات توحید میں سے ایک مقام پر اترا مجھ کو وہاں پر قرار نہ آیا یہاں تک کہ مجھ پر اس کے احکام کے مقامات میں سے بعض مقامات نازل ہوئے۔ لیکن میں ان کے طے کرنے پر قادر نہ ہوا۔ میں یہ نہ جانتا تھا کہ وہاں کیا ہے؟ تب میں نے خلیفہ کی روح سے مدد طلب کی۔ اپنی اور ان کی ہمت کو لیا۔ میری روح اور ان کی روح ملی۔ اس وقت میں نے وہ منازل طے کئے اور اس مقام کو طے کیا۔ مجھ کو اس کے جمیع احکام ظاہر ہو گئے۔
پس شیخ خلیفہ میرے اصحاب میں سے اعلیٰ ہمت والے اور نفس کے لحاظ سے زیادہ خارق اور نظر کے لحاظ سے یکتا ہیں۔
شیخ علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ خلیفہ سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اے برادر! جب میری ہمت نے ان کی ہمت کو سہارا دیا اور میرا باطن ان کے باطن کی طرف کھنچا تو میرے احوال میں میرے لیے ایسا دروازہ کھلا کہ میں اس کی فراخی کا مالک نہ تھا پھر عالم غیب سے جو کام مجھ پر مشکل ہوتا یا درجات بلند کے کسی راز پر توقف ہوتا تو میں اس ٹھکانے کی طرف پناہ لیتا اور اس جذبہ کی طرف رجوع کرتا پھر ہر تنگی میرے لیے فراخ ہو جاتی اور ہر دروازہ میرے لیے کھل جاتا۔ ④

سترہ (17) مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

شیخ ابو المسعود حریمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اکثر بیداری و نیند میں دیکھا کرتے تھے۔

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 377-376 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② سامنے کھڑا کرنے کے معنی حقیقی مراد نہیں ہیں۔ کیونکہ اللہ عزوجل کسی سمت میں مقید نہیں کہ کوئی اس کی مخالف سمت ہو۔ بات سمجھانے کے لئے یہ الفاظ استعمال کئے گئے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)
③ بهجة الاسرار صفحه نمبر 377 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ④ بهجة الاسرار صفحه 378 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ایک رات حضور ﷺ کو سترہ (17) دفعہ دیکھا۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا: کہ اے خلیفہ! تم گھبراؤ نہیں۔ بہت سے اولیاء میرے دیکھنے کی حسرت سے فوت ہو گئے۔ اے خلیفہ کیا تجھ کو وہ استغفار نہ بتاؤں جو تو دعا میں مانگا کرو؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں یا رسول اللہ ﷺ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا: کہو:

(اَللّٰهُمَّ اِنَّ حَسَنَاتِیْ مِنْ عَطَاءِ كَ وَسَیِّاٰتِیْ مِنْ قَضَاءِ كَ فَجُدْ بِمَا اَنْعَمْتَ عَلٰی مَاقَضَیْتَ وَامْحُ ذَالِكَ بِذَالِكَ جلیت اِنْ تُطَاعَ اِلَّابِاِذْنِكَ اَوْ تَعْصِ اِلَّا بِعِلْمِكَ اَللّٰهُمَّ مَاعِصَیْتَكَ اِسْتِخْفَانًا بِحَقِّكَ وَلَااِسْتِهَانَةِ بِعَذَابِكَ لٰكِنْ بِسَابِقِیَة سَبْقِ بِهَاعِلْمِكَ فَالتَّوْبَةُ اِلَیْكَ وَالْمَعْذَرَةِ لَدَیْكَ)

میں کہتا ہوں کہ میں اس استغفار کو امام زین العابدین علی بن حسین ؓ سے اس سے لمبا جانتا ہوں۔ [1]

ایک ماہ کی دوری سے بھائی دکھا دیا

شیخ ابو محمد حسن بن ابوالحسن علی بن محمد بن احمد تنوخی عراقی نہر ملکی ؒ نے کہا میرے والد نے میرے دادا سے خبر دی انہوں نے کہا کہ میرے بھائی نے ایک سال حج کیا۔ مجھ کو اس سے بڑی محبت تھی۔ اس کے دیکھنے کا بڑا شوق تھا پھر سفر کے ایک مہینہ بعد میرے دل میں اس کی طرف سے بڑا قلق پیدا ہوا۔

تب میں شیخ خلیفہ ؒ کی خدمت میں نہر الملک پر حاضر ہوا اور میرا شوق بھائی کو دیکھنے کا بہت ہوا شیخ نے کہا اے محمد! کیا تم چاہتے ہو کہ اپنے بھائی کو دیکھو؟ میں نے کہا بھلا یہ امر مجھے کہاں حاصل ہو سکتا ہے۔

پھر آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھ کو میرے گھر کے دروازہ سے باہر نکال کر لے گئے۔ میں کیا دیکھتا ہوں کہ قافلہ ہمارے قریب جا رہا ہے کوئی بیس (20) قدم کا فاصلہ ہے اور میں اعلانیہ اس کو دیکھ رہا ہوں اور اپنے بھائی کو دیکھا کہ ایک اونٹ پر سوار ہے۔ تب تو میں کودا کہ اس تک پہنچ جاؤں مگر آپ نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کہ تم ہرگز وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

میں آپ کے ساتھ یہ نظارہ دیکھ رہا تھا کہ اتنے میں میرے بھائی کو اونگھ آ گئی۔ وہ اونٹ پر سے گرا آپ کودے اس کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لیا اور اونٹ پر بٹھا دیا پھر میری طرف لوٹ آئے۔ جب قافلہ چل دیا اور ہم سے غائب ہو گیا تو آپ قافلہ کے راستہ پر گئے۔ ایک رومال اور ایک لوٹا لے آئے اور مجھے لا کر دیا۔ یہ کہا کہ تیرے بھائی کے گرنے کے وقت یہ دونوں گر گئے تھے۔ میں یہ دونوں تمہارے لئے لے آیا اور بھائی کے دیکھنے سے میرے دل کو اطمینان ہو گیا۔

میں نے اس واقعہ کی وہ تاریخ اور دن لکھ لیا جب میرا بھائی (حج کر کے) آیا تو میں نے اس سے اس دن کا حال دریافت کیا۔ جس کو میں نے لکھ لیا تھا پھر اس نے کہا کہ میں اپنے کجاوہ پر سے گر پڑا تھا۔ اگر اللہ ﷻ شیخ خلیفہ ؒ کی وجہ سے مجھ پر مہربانی نہ کرتا (تو مجھے سخت چوٹ لگتی) آپ نے مجھ کو زمین پر گرنے سے پہلے پکڑ لیا پھر مجھ کو میرے کجاوہ میں بٹھا دیا مجھے کسی قسم کی چوٹ نہ لگی۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 378 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

پھر آپ چل دیئے مجھے معلوم نہ ہوا کہ کہاں سے آئے تھے اور کہاں کو چل دیئے اس کے بعد میں نے ان کو نہ دیکھا۔اس وقت میں اپنا رومال اور لوٹا کھو دیا۔

راوی کہتا ہے کہ میں اٹھا اور اس کا رومال اور لوٹا لا کر اس کو دے دیا۔ جب اس نے دیکھا تو بڑا متعجب ہوا۔ پھر میں نے اس کو اپنا قصہ شیخ کے ساتھ اس دن کا سارا بیان کیا پھر ہم شیخ مکارم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں نہر الخالص میں آئے اور ان سے یہ قصہ بیان کیا وہ فرمانے لگے کہ جب شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے تمام مقامات گیند کی طرح لپیٹے جاتے ہیں تو پھر تمام زمین ان کے سامنے ذرہ کی طرح کیسے نہ ہو؟ راوی کہتا ہے کہ اس وقت شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے اور حاجیوں کی منزل میں ایک مہینہ کا راستہ تھا۔ ①

تم متوکل نہیں ہو چلے جاؤ

ابو محمد حسن بن ابوالقاسم ابن محمد بن دلف حریمی رحمۃ اللہ علیہ نے جس کا دادا ''ابن تو قا'' مشہور ہے۔فرمایا میں نے اپنے دادا سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ بغداد کے ہمارے بعض اصحاب صالحین کی حکایت بیان کرتے ہیں۔

وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات صبح کے وقت جاگا اور اللہ تعالیٰ سے اس امر پر بیعت کی کہ میں مسجد جامع رصافہ میں ایسا متوکل ہو کر بیٹھوں گا کہ مجھے مخلوق میں سے کسی کو پتہ نہ چلے پھر میں اسی وقت جامع مسجد میں آیا اور اس میں پیر، منگل، بدھ تک بیٹھا میں نے اس میں کسی مرد کو نہ دیکھا اور نہ کچھ کھانا کھایا۔ آخر مجھے بڑی بھوک لگی میں گرنے سے ڈر گیا اور اپنے نکلنے کو مکروہ سمجھا۔ مجھے اس بات کی خواہش ہوئی کہ بُھنا ہوا گرم گوشت ہو اور اصافی روٹی ہو۔ برنی کھجور ہو۔اس وقت اس خیال میں تھا کہ اتنے میں محراب کی دیوار پھٹی اس میں سے ایک بدوی شکل کا مرد ظاہر ہوا۔اس کے ہاتھ میں ایک رومال تھا۔اس نے اس کو میرے سامنے رکھ دیا اور کہنے لگا کہ تم کو شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اپنی مرغوب شئے کھالو اور یہاں سے نکل جاؤ تم متوکلین میں سے نہیں ہو۔

پھر وہ شخص مجھ سے غائب ہو گیا۔ میں نے رومال کھولا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں گرم بھنا گوشت ہے اور اصافی روٹی اور کھجور برنی موجود ہے۔ میں نے وہ کھانا کھایا اور باہر نکل آیا پھر نہر الملک میں شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حاضر ہوا جب انہوں نے مجھے دیکھا تو پہلے ہی سے مجھے فرمایا: کہ اے شخص! مرد کو لائق نہیں کہ جب تک باطن وظاہر کے اپنے تمام علاقے مضبوطی کے ساتھ قطع نہ کرے متوکل ہو کر بیٹھے ورنہ ترک اسباب میں گناہ گار ہو گا۔ ②

آپ کا وصال

آپ نهر الملك کے ایک گاؤں میں جس کو " قرية الاعراب" کہتے ہیں جو کہ عراق کی زمین میں ہے رہتے تھے اور نهر الملك کو وطن بنا لیا تھا۔ یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے ابتداء ہی سے وہیں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ بڑی عمر کے ہو گئے۔ان کی

---

① بهجة الاسرار صفحہ 378,379 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 379 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

قبر بھی وہیں ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ وہاں پر آپ کی بڑی شہرت ہے۔

جب ان کی وفات کا وقت آیا تو کلمہ شہادت پڑھا خوشی کے مارے ان کا چہرہ بشاش ہوا کہنے لگے یہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب ہیں جو مجھے اللہ ﷻ کی رضا مندی اور رحمتوں کی خوش خبری سناتے ہیں پھر کہا کہ یہ فرشتے ہیں جو مجھے جلدی کریم کی جناب میں لے جانا چاہتے ہیں پھر ہنسے اور کہا کہ جب حق جل جلالہ اپنے مومن بندہ پر اس کی روح کے قبض کے وقت تجلی کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے:

﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾

''یعنی اے اطمینان والی روح اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ ہو کر چلی آ۔''①

اور ابھی آیت کی تلاوت پوری نہ ہوئی تھی کہ آپ کی روح پرواز کر گئی۔②

جنازہ کے وقت ندا آئی

اور جب ان کو چارپائی پر نماز جنازہ کے لیے رکھا گیا تو اطراف سے ایک بلند آواز آئی۔ جس کا منادی معلوم نہ ہوتا تھا اور وہ کہتا تھا اے گروہ مسلمانان! نماز پڑھو حبیب قریب پر اور یہ دن ہے جس پر گواہی دی گئی ہے۔

اور ''یعقوبا'' میں ایک اور شیخ تھے جن کا نام بھی ''خلیفہ'' تھا۔ وہ شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے۔ وہ اپنے شیخ ابن ادریس رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے فوت ہو گئے تھے اور ''یعقوبا'' میں دفن ہوئے تھے۔ جب شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ پر حال وارد ہوتا تو کہتے کہ اے رب! خلیفہ کے لیے بھی ایسا ہی عنایت ہو سو وہ اس شیخ کے بعد ہوئے ہیں جن کا ذکر یہاں کیا گیا ہے۔③

ہوا میں ملاقات ہوتے دیکھا

شیخ خلیفہ نہر ملکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ ''ملک سواد'' میں گزرا میں نے اپنے شیخ کو ہوا میں بیٹھے ہوئے پایا۔ میں نے ان کو سلام کیا۔ انہوں نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا آپ ہوا میں کس لیے بیٹھے ہیں؟

کہا اے خلیفہ! میں نے ہوا کی مخالفت کی اور تقویٰ کی سواری کی پھر میں نے ہوا میں سکونت کی۔

راوی کہتا ہے کہ پھر میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے لیے ان کی رباط میں جلسہ میں آیا تو میں نے ان کو بھی قبہ میں ہوا میں بیٹھے ہوئے پایا اور اس شخص کو جو ہوا میں دیکھا تھا وہ ان کے سامنے متواضع بیٹھا ہوا ہے پھر اس شخص نے کلام کیا اور آپ سے احکام حقائق میں پوچھا پھر دونوں نے معارف میں ایسا کلام کیا کہ میں اس کو کچھ نہ سمجھا پھر شیخ کھڑے ہوئے۔ میں نے اس شخص سے خلوت کی۔ اس سے کہا کہ میں تم کو یہاں دیکھتا ہوں؟

---

① پارہ الفجر 27

② بهجة الاسرار صفحه 379 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 380 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

انہوں نے فرمایا: کہ اللہ ﷻ اور میرے لیے ولی برگزیدہ یا حبیب مقرب نہیں مگر اس کے لیے یہاں ترددو استمداد ہے۔

میں نے اس سے کہا کہ میں تم دونوں کا کلام نہیں سمجھا۔ اس نے کہا کہ ہر مقام کے لیے احکام ہوتے ہیں۔ ہر حکم کے لیے معانی، ہر معانی کے لیے عبارت ہوتی ہے جس سے اس کو تعبیر کیا کرتے ہیں۔ عبارت کو وہی سمجھتا ہے جو اس کے معانی سمجھتا ہو۔ معانی کو وہی سمجھتا ہے جس نے اس کے حکم کی تحقیق کی اور حکم کی تحقیق وہی شخص کرتا ہے کہ جو مقام مشارالیہ تک پہنچ چکا ہو۔

میں نے ان سے کہا کہ میں نے آپ کو شیخ کے سامنے جس قدر متواضع دیکھا ہے اور کہیں نہیں دیکھا؟

انھوں نے کہا کیوں ایسے شخص کے سامنے متواضع پیش نہ آؤں جس نے مجھے والی اور متصرف بنایا۔

میں نے کہا آپ کو کیسا والی اور کس میں متصرف بنایا۔

کہا کہ مجھ کو ان سو (100) غائب مردوں پر جو کہ ہوا میں رہنے والے ہیں اور جن کو وہی دیکھ سکتا ہے جسے خدا چاہے پھر یہ آیت پڑھی:

﴿وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّكَ﴾

''یعنی ہم نہیں اترتے مگر تیرے رب کے حکم سے۔''①

مجھے ان کے احوال میں قبض وبسط میں متصرف کردیا ہے۔②

شیخ عبدالقادر کے بارے کلام

ابن دیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا پھر شیخ خلیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے اولیاء ابرار ابدال اور ان کے زمانہ کے اور کم درجہ ولیوں میں حکومت کا ہار پہنا ہوتا ہے جو ان کے احوال واسرار کو شامل ہے۔ وہ زمین کے جس طرف دیکھتے ہیں وہاں کے رہنے والے مشرق ومغرب کی زمین کے آخر تک ان کی ہیبت نگاہ سے ڈرتے ہیں۔ ان کی نظر کی برکت سے اپنے احوال میں زیادتی کے امیدوار ہیں اور ان کے غلبۂ ہیبت سے اپنے حالات کے سبب کا خوف کھاتے ہیں۔③

(29) شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ④

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ۔ مراتب قرب میں ان کا مقام اعلیٰ تھا۔ عوالم غیب میں ان کی نظر خارق تھی۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ ﷻ نے مخلوق کی طرف ظاہر کیا ہے۔ وجود میں تصرف دیا۔

---

① پارہ سورہ : مریم : 64

② بهجة الاسرار صفحه 381 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 381 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

④ جوسقی نسبت ''جوسق'' کی طرف ہے جو کہ دریائے دجلہ کے قریب واقع ہے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

احوالِ نہایت میں ان کو قدرت دی۔ اسرار ولایت کا ان کو ہار پہنایا ہے عادات کو ان کے لیے بدل دیا۔ ان کے ہاتھ پر کرامات ظاہر کی ہیں۔ ان کو مغیبات کے ساتھ ناطق کیا ہے۔ ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ ①

آپ کا مقام و مرتبہ

اللہ ﷻ کی محبت سے دلوں اور سینوں کو ہیبت سے بھر دیا ہے۔ سرداروں کے سردار۔ علم، عمل، زہد، تحقیق و ریاست کے لحاظ سے اللہ ﷻ کی طرف بلانے والوں کے امام ہیں۔ وہ شیخ ابوالحسن علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے ہیں۔ ان کی حال کے ساتھ خدمت کی ہے۔ انہیں کی طرف وہ منسوب تھے "شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ" کی خدمت میں اکثر آیا کرتے تھے۔ مدت تک ان کی خدمت کی اور عراق کے بڑے بڑے مشائخ سے ملاقات کی تھی۔ جیسے شیخ بقا بن بطو رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابومحمد عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم ان کے وقت اس شان کی ریاست بلاد دجلہ اور اس کے آس پاس میں ان تک پہنچی ان کی صحبت میں اکابر کی ایک جماعت نے تخریج کی ہے۔

انہیں کی طرف شیخ ابومحمد عبدالرحمٰن بن حبیش بغدادی رحمۃ اللہ علیہ منسوب ہیں۔ انہیں کی صحبت سے انہوں نے نفع حاصل کیا ہے۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ مشائخ و علماء نے ان کی بزرگی و احترام پر اجماع کیا ہے۔ ان کی فضیلت کا اقرار کیا ہے۔ ان کی عدالت کو ظاہر کیا ہے۔ ان کے مناقب کا ذکر کیا ہے۔

وہ شریف الاخلاق، اکمل آداب والے، اجمل صفات، احسن خصلت تھے۔ احکام شرع میں ہمیشہ اسلاف کے طریقے پر رہنے کا اہتمام کرتے تھے۔ ②

آپ کا عارفانہ کلام

معارف: میں ان کا کلام بلند تھا۔ اس میں سے یہ ہے۔

معرفت: یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے ساتھ زندہ رہے۔

محبت: یہ ہے کہ دل سے سوائے حبیب کی محبت کے ساری محبتیں جاتی رہیں۔

زھد: یہ ہے کہ دنیا کی طرف حقارت کی نظر سے دیکھے۔ عزت و کنارہ کشی کے لیے اس سے اعراض کرے۔ جس نے دنیا میں سے کسی چیز کو اچھا سمجھا تو اس نے اس کی قدر پر خبردار کیا۔

شکر: کا ثمر خدا کی محبت ہے اور اس سے ڈرتا ہے۔ زبان کا ذکر کفارات و درجات ہیں۔ دل کا ذکر منزلت و قرب ہیں۔ جس کے نزدیک ماسوائے اللہ سب برابر ہوں پھر اس نے معرفت پالی۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 381 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 381 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

تقویٰ: یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ باطن کی حفاظت۔ مخلوق کے ساتھ حسن معاشرت کے حفظ ظاہر میں موافق ہو۔ اللہ کو زیادہ پہچاننے والا اس کے احکام میں زیادہ مجاہد ہوگا اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کی زیادہ پابندی کرتا ہوگا۔[1]

آپ کے اقوال

(وَبُكَاءُ الزَّاهِدِيْنَ بِعُيُوْنِهِمْ وَبُكَاءُ الْعَارِفِيْنَ بِقُلُوْبِهِمْ)

''زاہدوں کا رونا آنکھوں سے ہوتا ہے۔ عارفین کا رونا دل سے ہوتا ہے''

ہر مخلص کا اخلاص میں نقصان یہ ہے کہ وہ اپنے اخلاص کا خیال رکھے اور جب اللہ ارادہ کرتا ہے کہ کسی بندہ کو مخلص بنائے پھر اس کے اخلاص سے اس کے اخلاص کو دیکھنا دور کر دیتا ہے۔ پس یہ سچا مخلص ہے۔

اصل وصال: یہ ہے کہ ماسوا اللہ کی طرف التفات چھوڑ دے۔

افضل فقر: یہ ہے کہ اپنے قصور کو پہچانے اور نقصان پر اصل ثابت رہنا یہ ہے کہ اللہ کی طرف ہمیشہ احتیاج رہے۔

علماء کا بگاڑ دو وجہ سے ہوتا ہے۔

لَا يَعْمَلُوْنَ بِمَا يَعْلَمُوْنَ

ایک یہ کہ اپنے علم کے موافق عمل نہیں کرتے

يَعْمَلُوْنَ بِمَا لَا يَعْلَمُوْنَ

دوم یہ کہ اس پر عمل کرتے ہیں جس کو نہیں جانتے۔

مرید کی آفت یہ ہے کہ اپنے نفس کی مدد میں غصہ میں آنا اور بھید کا ایسے شیخ کے سامنے ظاہر کرنا جو کہ سردار نہ ہو۔ ہر شخص سے محبت کرنا۔

جب فقیر دنیا کی زیادتی طلب کرے تو یہ اس کے " ادبار" کی علامت ہے شقاوت کی تین علامتیں ہیں کہ ① علم دیا جائے اور عمل سے محروم رہے ② عمل دیا جاوے اخلاص سے محروم رکھا جاوے ③ عارفین کی صحبت نصیب ہو مگر ان کی عزت سے محروم ہو۔

علم پناہ ہے اور جہالت دھوکا ہے۔ صدق امانت ہے اور عذر غم ہے صلہ رحم بقا ہے قطع رحم کرنا مصیبت ہے۔ صبر شجاعت ہے۔ جرأت ضعف ہے کذب عجز ہے صدق قوت ہے۔ عقل تجربہ ہے۔ ایسے ہی شخص کی صحبت کر کہ تجھ میں اور اس میں تحفظ کا بار جاتا رہے اور وہ تجھ کو آداب شرع اور تیری غفلت کے وقت حفظ حال پر خبردار کرتا رہے۔[2]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہوئے تو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ زدیر ان میں ان کی عیادت کے لیے تشریف لائے۔ وہاں پر شیخ بقا بن

---

① ملخص صفحہ نمبر 382 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

② ملخص صفحہ نمبر 382 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

بطو، شیخ ابوسعد قیلوی، شیخ ابوالعباس احمد بن علی جوسقی صرصری رحمۃ اللہ علیہم جمع ہوئے پھر شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم کو حکم دیا کہ دسترخوان بچھائے۔اس نے دسترخوان بچھایا اور حیران ہوا کہ کس سے ابتداء کرے پھر روٹیوں کو اپنے سامنے رکھ لیا اور اپنے ہاتھ میں بہت سی روٹیاں لیں۔ان کو چھوڑ دیا اور ان کے چاروں طرف ایک دم چکر دیا کہ جس میں بعض حاضرین کو بعض پر مقدم کرنا نہ ہوا اس پر شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ تمہارا خادم دسترخوان کو ایک دم بچھانے میں کیا ہی باادب ہے۔

شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ:(اَنَا وَ هُوَ غُلَامُكَ)"میں اور میرا خادم آپ کے غلام ہیں۔"

پھر ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کو حکم دیا کہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرے۔ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ تو بیٹھ کر رونے لگا۔تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ وہ اسی پستان کو دوست رکھتا ہے جس سے اس نے دودھ پیا ہے۔اس کو حکم دیا کہ تم اپنے شیخ علی ابن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرو۔[1]

شیطان کو قید کر لیا

شیخ مسعود حارثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اور شیخ عبدالرحمن بن حبیش اور عمران زیدی وورانی رحمۃ اللہ علیہم نے شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا قصد کیا۔جب ہم "جوسق" کے درجہ مقابل پر گزرے تو وہاں پر ہم نے ایک شخص بدشکل سخت بدبودار کو زنجیروں اور طوقوں میں جکڑا ہوا دیکھا۔اس نے ہم کو پکارا تو ہم اس کی طرف لوٹ کر گئے۔اس نے ہم سے کہا کہ جب تم شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاؤ پھر میرے چھڑانے کے لیے ان سے درخواست کرو کیونکہ انہوں نے مجھ کو یہاں قید کر دیا ہے۔جیسا کہ تم دیکھتے ہو میں حرکت کرنے کی طاقت نہیں رکھتا۔جب ہم شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں داخل ہوئے تو ہم نے قصد کیا کہ آپ سے اس کے بارے میں سوال کریں۔

انہوں نے پہلے ہی سے کہا کہ تم مجھ سے اس کے بارے میں سوال مت کرو کیونکہ وہ شیطان ہے۔وہ ان فقرا کے پاس جو ہمارے پاس قطع تعلق کر کے بیٹھے ہیں آتا ہے اور ان کو پریشان کرتا ہے وہ جب ان کے احوال میں کچھ تشویش ڈالنا چاہتا تھا تو میں اس کو منع کرتا تھا اور خوف دلاتا تھا پھر وہ قسم کھاتا تھا کہ آئندہ نہ آؤں گا جب اس نے کئی دفعہ ایسا کیا تو میں نے اس کو قید کر دیا جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔[2]

راستے کی تمام باتیں بتا دیں

شیخ ابوالحسن علی نانبائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے اصحاب کی جماعت کے ساتھ "جوسق" میں شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت

---

① بهجة الاسرار صفحہ 383 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 383 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان شیطان کو باندھ لینا اللہ والوں کے لئے بڑی بات نہیں۔حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ میں بھی تذکرہ موجود ہے۔(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

کا قصد کیا۔ جب ہم ان کی خدمت میں گئے پھر انہوں نے ہم کو وہ ساری باتیں کھول کر بیان کر دیں کہ جو راستہ میں ہم کو پیش آئیں تھی۔ جو کچھ ہمارے ہر ایک کے دل میں خطرات گزرے تھے وہ سب واضح کر دیے۔ ہم نے آپ کے پاس رات کاٹی تو رات کے وقت پسو لکلے۔ ہم سب نے کوشش کی کہ ہم ان کو ماریں مگر ہم قادر نہ ہوئے صبح کے بعد ہم میں سے ایک نے ان سے پوچھا کہ اے میرے سردار! جب کسی شخص کو اللہ ﷻ کے نزدیک مرتبہ حاصل ہوتا ہے تو کیا اس کا مرتبہ تمام شہر کو شامل ہوتا ہے۔ آپ نے کہا ہاں ان کے چوپاؤں اور حشرات حتیٰ کہ پسوؤں تک کو شامل ہوتا ہے۔ ①

جھکی ہوئی کمر کو سیدھا کر دیا

شیخ ابو محمد عبدالرحمٰن بن حبیش بغدادی ﷫ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنے شیخ ابوالحسن جوسقی ﷫ کے ساتھ "جوسق" میں مجلس سماع میں حاضر ہوا۔ اس میں مشائخ وعلماء وصلحا فقرا کی ایک جماعت تھی قوال نے اشعار پڑھے:

راوی کہتا ہے کہ تب شیخ ابوالحسن ﷫ خوش ہوئے اور ایک کبڑے مرد سے جو وہاں پر تھا معانقہ کیا تو اس کا قد سیدھا ہو گیا اور لنگڑا پن جاتا رہا اور وہ دن تھا کہ "جوسق" میں لوگوں کا مجمع تھا۔ ②

کھجوریں آوازیں دینے لگیں

یحییٰ بن محفوظ مشہور ابن الدبقی ﷫ بغداد میں فرماتے تھے کہ میں ایک سال جوسق میں ظہر کے وقت گیا تو ابوالحسن جوسقی ﷫ کو جنگل کے میدان میں دیکھا کہ وہاں پر ان کا غم خوار کوئی اس کے سوا نہ تھا۔ میں نے دیکھا کہ وہ دائیں بائیں وجد کرتے پھرتے تھے اور اشعار پڑھتے تھے۔ پھر دیر تک روتے رہے اور اشعار پڑھے۔ پھر بڑے چلائے اور غش کھا کر گر پڑے۔ جب ان کو افاقہ ہوا پھر اشعار پڑھنے لگے پھر ان کا چہرہ خوشی اور سرور سے دمک اٹھا اور شعر پڑھنے لگے:

راوی کہتا ہے کہ وہاں پر دو کھجوروں کے درخت تھے۔ ایک تو پھل دار تھی اور دوسرا وہ تھی جس کی جڑ خشک ہو گئی تھی۔ اس کا پھل منقطع ہو گیا تھا پھر میں نے پھل دار کھجور کی طرف سے آواز سنی۔ وہ کہتی ہے کہ ابوالحسن! میں تم سے اللہ ﷻ کی قسم دے کر درخواست کرتی ہوں کہ آپ میری کھجوریں کھائیں پھر آپ نے ہاتھ بڑھایا تو اس کی شاخیں جھک آئیں حتیٰ کہ ان میں سے آپ نے کھجوریں کھائیں پھر میں نے خشک کھجور کی طرف سے آواز سنی۔

وہ کہتی کہ اے ابوالحسن! میں آپ کو اللہ ﷻ کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ میرے پاس آ کر آپ وضو کریں پھر اس کے نیچے ایک چشمہ پانی کا جاری ہو گیا پھر آپ نے اس سے وضو کیا اور اس سے پانی پیا تب وہ کھجور سرسبز ہو گئی۔ اس وقت اس کو پھل آ گیا پھر وہ چشمہ بند ہو گیا۔

---

① بهجة الاسرار صفحه 384 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 384 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ وہاں سے لوٹے اور فرماتے تھے کہ اے میرے مولی! جس سے تو مخاطب ہوتا ہے اس سے ہر شے مخاطب ہوتی ہے" اس کے بعد میں کبھی اس موقع پر جایا کرتا اور اس وقت کو یاد کرتا تو روتا تھا اور وہ کھجوریں شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کے تبرک کی وجہ سے کھاتا وہ کھجوریں عراق کی بہترین کھجوروں میں سے تھیں۔ ①

آپ کا وصال

آپ جوسق میں رہتے تھے جو کہ نہر دجلہ پر عراق کی زمین میں ہے وہ ہمیشہ اسی میں رہتے تھے یہاں تک کہ وہیں بڑی عمر میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہوئے وہیں آپ کی قبر ہے جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے ان کی وفات جہاں تک مجھے معلوم ہے شیخ مکارم نہر خالصی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات سے پہلے ہوئی ہے ان کا لقب لنگڑے پن کی وجہ سے "ابو عراج" تھا۔ ②

عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا مثل نہیں دیکھا

شیخ عارف ابوالفضل اسحاق بن احمد علثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابوالحسن جوسقی رحمۃ اللہ علیہ سے وہاں پر سنا وہ کئی دفعہ فرماتے تھے میرے کان بہرے ہو جائیں اور فرماتے:

(عَمِيَتْ عَيْنَایَ اِنْ كُنْتُ رَأَيْتُ مِثْلَ سَيِّدِي الشَّيْخ مُحْيِ الدِّيْن عَبْدِ الْقَادِرِ)

''میری آنکھیں اندھی ہو جائیں اگر میں نے سید شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی مثل اور کسی کو دیکھا ہے۔'' ③

(30) شیخ ابوعبداللہ محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ مصر کے مشہور مشائخ میں سے ہیں۔ عارفین مذکورین کے بڑوں میں سے ہیں، بڑے کامل و محقق ہیں صاحب کرامات ظاہرہ۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور عالم میں تصرف دیا ہے۔ اسباب کو ان کے لئے بدلا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر عجائب ظاہر کئے ہیں ان کو حکمتوں کے ساتھ گویا کیا۔ ان کی زبان پر فوائد جاری کئے ہیں دلوں کو ان کی محبت سے اور سینوں کو ان کی ہیبت سے بھر دیا۔ ان کو سالکین کا پیشوا صادقین کے لئے حجت بنایا ہے۔

وہ اس شان کے ایک رکن ہیں۔ اس کے سرداروں کے امام، اس کے روساء کے سردار اور اس طرف بلانے والوں کے صدر ہیں علم و عمل، زہد، ورع، توکل، تحقیق، تمکین ہیبت، جلالت میں اس کے احکام کے مشہور عالم ہیں۔ ④

---

① بهجة الاسرار صفحه 384,385 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② ملخص بهجة الاسرار صفحه 385 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 385, 386 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 385, 386 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں نے قیامت کو دیکھا ہے

یہ وہ شخص ہیں کہ جنہوں نے فرمایا ہے کہ میں نے قیامت کو دیکھا وہاں پر لوگوں کے مراتب اور مقامات انبیاء علیہم السلام کو دیکھا۔ میں نے اعمال کی صورتوں کو جس طرح لوگوں پر ظاہر ہوں گی دیکھا ہے، برزخ کو دیکھا اور جو مردوں کا وہاں پر حال ہے دیکھا۔
ایک شخص کو میں نے دیکھا جس کو میں پہچانتا تھا وہ میرے پاس اپنی بدحالی کی شکایت کرتا تھا مجھے اس کے مرنے کی خبر نہ تھی۔
میں نے اس کا حال پوچھا تو مجھ سے کہا گیا کہ وہ مر گیا ہے۔ ①

دنیا جوان عورت کی شکل میں خدمت کرتی

آپ فرماتے کہ مجھ کو دنیا ایک بڑی خوبصورت جوان عورت کی شکل میں دکھائی دی۔ اس کے ہاتھ میں جھاڑو ہے اور وہ مسجد میں جس میں کہ میں تھا جھاڑو دے رہی ہے میں نے اس سے کہا تیرا کیا حال ہے؟
اس نے کہا میں اس لئے آئی ہوں کہ آپ کی خدمت کروں۔
میں نے کہا نہیں خدا کی قسم! اس نے کہا میں ضرور خدمت کروں گی پھر میں نے اس کی طرف لکڑی سے اشارہ کیا جو میرے پاس تھی اس کے مارنے کا ارادہ کیا تو وہ بڑھیا بن گئی اور مسجد میں جھاڑو دینے لگی پھر میں اس سے غافل ہوگیا تو وہ پھر ویسے ہی بن گئی میں نے پھر اس کو نکالنا چاہا تو وہ پھر بڑھیا بن گئی۔ تب اس پر میں نے رحم کھایا اور اس سے غافل ہوگیا پھر وہ جوان بن گئی میں اس پر خفا ہوا اور اس سے گھبرایا وہ کہنے لگی۔ آپ کچھ کریں میں آپ کی خدمت کروں گی اور ایسا ہی میں نے آپ کے بھائیوں کی خدمت کی ہے۔
پھر اس دن سے مجھ پر کوئی اسباب مشکل نہیں ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ مجھ پر قرآن عزیز کے باطنی حقائق کھل گئے ہیں اب اس کے اسرار پر مطلع ہوا ہوں۔ ②

مشائخ کے آپ کے بارے میں خیالات

آپ مغرب و مصر کے بڑے بڑے مشائخ سے ملے ہیں اور ان کی بہت سی کرامات دیکھی ہیں۔ ان سے ان کے بڑے بڑے ابتدائی حالات اور ان کے واقعات روایت کیے ہیں۔
اور فرمایا کہ میں قریباً چھ سو (600) مشائخ سے ملا ہوں ان میں سے چار مشائخ کی پیروی کی ہے۔ شیخ ابوزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابو الربیع سلیمان بن عمر کیانی مالقی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس خزرجی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابواسحاق ابراہیم بن طریف رحمۃ اللہ علیہ۔ ③
آپ شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ سے بھی ملے ہیں اور ان کے پاس رہے ہیں۔ ان کے مناقب بیان کیے ہیں۔ اور فرمایا ہے کہ میں شیخ

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 386 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
② بهجة الاسرار صفحه 386 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ③ بهجة الاسرار صفحه نمبر 387 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ابومدین رحمۃ اللہ علیہ سے "جبایہ" میں ملا ہوں میں ان کے پاس رہا ہوں ان کی مجلس میں حاضر رہتا تھا ان کا کلام سنا کرتا تھا اور یہ بھی کہا ہے کہ شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے باطن سے میری طرف دیکھا کرتے تھے۔ ان کے مشائخ ان کے کلام کو سنا کرتے تھے اور اس کو بڑا سمجھا کرتے تھے۔

یہاں تک کہ شیخ ابواسحاق بن طریف رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ لوگ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کو میری طرف منسوب کرتے ہیں۔ واللہ میں نے اس سے زیادہ نفع حاصل کیا ہے بہ نسبت اس کے کہ اس نے مجھ سے نفع حاصل کیا ہے اس کے سبب مجھ کو بہت سے انکشاف ہوئے ہیں

اور شیخ ابوربیع مالقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ مجھ کو قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے دیکھنے سے وہ امور یاد آ گئے جو چالیس (40) برس سے مجھ پر غائب تھے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ میں نے کسی کو ایسا اللہ عزوجل کا ذکر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس طرح کہ اس قرشی کی زبان کرتی ہے۔

شیخ ابوالعباس احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے بعض ان مشائخ سے سُنا جن کی پیروی کی جاتی ہے وہ فرماتے تھے کہ مشائخ قرشی اس طریق کو نہیں جانتے جس پر شیخ قرشی رحمۃ اللہ علیہ چلے ہیں۔

ان کے وقت میں مصر میں اس طریق کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ دیار مصریہ میں ان کے سبب مریدین صادقین کی عمدہ تربیت ہوئی ہے۔ ان کی صحبت سے بڑے بڑے اکابر نے تخریج کی ہے۔ جیسے قاضی القضاۃ عماد الدین سکری رحمۃ اللہ علیہ شیخ علامہ بہاؤالدین رحمۃ اللہ علیہ ابوالحسن علی بن ابوالفضائل ہبۃ اللہ مشہور ابن الحریمی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالطاہر محمد بن حسین انصاری خطیب رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالعباس احمد بن علی قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ۔ ①

ان کے فیض یافتہ

بہت سے صاحبان احوال ان کے شاگرد ہوئے ہیں۔ صلحاء کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہوئی ہے۔ بہت سے علماء و فقراء ان کے پاس جمع ہوئے ہیں ان کے کلام وصحبت سے نفع حاصل کیا۔ ہر ایک طرف سے ان کا قصد کیا گیا۔ ان کی کرامات عالم اطراف میں نقل کی گئیں۔

وہ دانا، کریم، صاحبِ جمال، ادیب، اہلِ علم کے ساتھ تواضع کرنے والے اور ان کے دوست، ان کے اعلیٰ اخلاق واشرف صفات تھے۔ وہ شریف قرشی ہاشمی تھے جذام کے ساتھ مبتلا تھے اور موت سے کچھ مدت پہلے ان کو اس کا ضرر پہنچا تھا۔

شیخ ابوالعباس احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تعریف میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو ان کے زیادہ حالات دیکھنا چاہے وہ اس کتاب کو دیکھے۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 387 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② اگر کسی صاحب علم کو اس کتاب کا نام یا تفصیلات معلوم ہوں تو ادارہ کو مطلع کریں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

آپ کے روشن اقوال

جو شخص مرید کو اس کے حال سے نکالتا ہے اور اسی کو اس پر رد کرنے پر قادر نہیں تو وہ زیادتی کرتا ہے جو شخص مشائخ کی طرف عصمت کی آنکھ سے دیکھتا ہے وہ ان کے دیکھنے سے پردہ میں ہوتا ہے۔
شیخ کو یہ مناسب نہیں کہ مرید کو اسباب سے نکلنے کا حکم دے مگر اس صورت میں کہ وہ اس کو اٹھانے پر قادر ہو اور اس کی حفاظت میں حکومت رکھتا ہو۔
ولی کی علامت یہ ہے کہ جب اس کی عمر بڑھے تو اس کے عمل زائد ہو جائیں اور جب اس کا فقر بڑھ جاتا ہے تو اس کی سخاوت بڑھ جاتی ہے جب اس کا علم بڑھ جاتا ہے اس کی تواضع بڑھ جاتی ہے۔
جس کی توحید میں سنت ملی ہوئی نہ ہو تو وہ بدعتی ہے۔ فقر ایک سرّ ہے۔ جس کو انبیاء علیہم السلام اور بعض صدیقین کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ ان کو وہاں کے دیکھنے نے غایت عجز پر ٹھہرا دیا ہے۔
ریاضت سے تہذیب اخلاق مقصود ہوا کرتا ہے نہ ورود احوال، اوقات انوار کے ساتھ آتے ہیں پھر خاص و عام اس سے انوار حاصل کرتے ہیں۔ جس کی ضرورت اس کا مولیٰ نہ ہو وہ اس تک نہیں پہنچتا۔
خوف اہلِ علم کا طریقہ ہے اور امید اہلِ عمل کا، جب مرید ایسے علم کو سُنے کہ اس کا حال اس کو نہ پہنچے اور نہ اس کے منازل پر منازل سے پہلے اس سے کلام کرے تو اس کا یہ دعویٰ اس کو اس میں وارث بنا دیتا ہے اور جس کا علم اس شان میں منازل و ذوق سے نہ ہو تو اس کی اقتدا نہ کرنی چاہئے۔
خواص کی علامات یہ ہیں کہ جب وہ کسی شے کو دیکھتے ہیں تو وہ ان پر چھوڑ دی جاتی ہے۔ جب وہ کسی شے کی طرف جھانکتے ہیں تو اس کو حرام سمجھتے ہیں جس شخص کو حرکات و سکنات کا علم نہ دیا جائے تو اس طریقے میں اس کی اقتداء مناسب نہیں۔ سمجھ قبول کی پہلی خصلت ہے۔ شیخ کو مرید کے ساتھ اس میں کلام کرنا چاہیے جو کہ اس کے مناسب ہو ورنہ اس پر فتنہ ہوگا۔ مرید کو وہی علم حاصل کرنا چاہیے جو کہ اس کے حال کے موافق ہو۔
وارادت خدا کی نعمتوں میں سے ہیں اور جب بندہ ان کے پڑوس کا تقید فرمانبرداری اچھی طرح نباہ نہ سکے تو وہ جاتے رہتے ہیں اور جب جاتے رہتے ہیں تو پھر کم لوٹتے ہیں۔
عبودیت یہ ہے کہ محل احتیاج میں ٹھہرے۔ عبودیت یہ ہے کہ خواہشوں اور اختیار کو کھودے۔ جو شخص الہام اور وسوسہ میں امتیاز نہ کرے اس کو سماع مباح نہیں۔
عارف وہ ہے کہ جس کے نزدیک تصریف قدرت و تدبیر حکمت دونوں برابر ہوں۔ احوال، اعمال کے ثمرات ہیں اور علوم، احوال کے ثمرات ہیں۔ جس کا علم حال سے نہ ہو تو وہ ناقل ہے۔ اصل علم توفیق والہام ہے اور اس کا مادہ اطلاع و وسعت ہے۔ علماء کے مونہوں پر اللہ عزوجل کا ہاتھ ہے۔ وہ حق کے سوا اور کچھ نہیں بولتے۔ [1]

---

[1] یہاں ہاتھ سے مراد انسانوں کی مثل ہاتھ نہیں بلکہ منہ پر ہاتھ ہونے کا جو نتیجہ ہوتا ہے کہ اس سبب سے انسان بولتا نہیں یہاں وہ نتیجہ مراد لیا جائے گا۔
(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

سالک کا ادب یہ ہے کہ ترک اختیار کرے یا عمل یا تہذیب خلق یا کوئی عبادت تو اپنے نفس پر سختی کرے اور اس کے ماسوا پر درگزر کرے کیونکہ جب نفس راحت دینے نہیں پاتا تو عاجز، فہم زدہ اور سست ہو جاتا ہے۔

جس شخص نے توکل کا پورا عہد کر لیا پھر اس کو صرف غیر کے بارے میں اسباب کے لیے نکلنا مباح ہے جب کہ اس کے فرض میں خلل کا خوف ہو۔ جواں مردی یہ ہے کہ اپنے نفع کی بات چھوڑ دے اور جو فرض اس پر ہے اس کو پورا کرتا رہے۔

بڑی مشقت یہ ہے کہ بندہ پر نقصان آئے اور وہ اس کو نہ جانے۔ ہمت محل نظر ہے۔ اس کے لیے ہر عمل و جہت میں سچ بولنے والی ہے۔ جس کے دل کا ایسا گواہ نہ ہو کہ اس سے اپنی حرکات میں شرم کرتا ہو تو اس کا کام پورا نہ ہوگا۔ جو شخص سنت پر نہیں چلتا وہ ہرگز اعمال کی میراثوں تک نہیں پہنچتا۔ فقر کے فوائد اور ثمرات یہ ہیں کہ بھوک اور برہنگی کے درد کا وجود ہو اور ان دونوں سے لذت ہو اور یہ دونوں زائد ہوں اور ان میں اس کی رغبت ہو۔ [1]

قسم کھائی کہ کچھ نہ کھاؤں گا

شیخ ابوالعباس احمد بن علی بن محمد بن الحسن قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی اس ''کتاب'' میں کہ جس کو شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب میں لکھا ہے فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں شیخ ابواسحاق ابراہیم بن طریف رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ ان کی طرف ایک انسان آیا۔ اس نے آپ سے پوچھا کہ انسان کو جائز ہے کہ اپنے اوپر ایسی قسم کھالے کہ اس کو بغیر حصول مطلب نہ کھولے گا

انہوں نے جواب دیا کہ ہاں درست ہے اور حدیث ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے جو کہ بنی نضیر کے قصہ میں ہے استدلال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا

[اَمَا اِنَّهٗ لَوْ اَتَانِیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اِذَا فَعَلَ بِنَفْسِهٖ ندعة حَتّٰی یَحْكُمَ اللّٰهُ فِیْهِ]

''دیکھو اگر وہ میرے پاس آتا تو میں اس کے لیے خدا سے استغفار مانگتا لیکن جب اس نے خود ایسا کیا ہے تو ہم اس کو چھوڑتے ہیں حتیٰ کہ اللہ عزوجل اس کے بارے میں حکم بھیجے۔'' [2]

وہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سن لیا اور اپنے نفس سے پختہ عہد کیا کہ میں کچھ نہ کھاؤں گا مگر اس کی قدرت کے اظہار کے وقت تب تین دن تک ٹھہرا رہا اور اس وقت میں دکان میں اپنا کام کرتا تھا۔ اتنے میں میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص میرے سامنے حاضر ہوا اس کے ہاتھ میں ایک برتن تھا۔ کہا کہ عشا تک صبر کر اس سے کھانا پھر مجھ سے غائب ہو گیا اور میں مغرب عشا کے درمیان اپنا وظیفہ پڑھ رہا تھا کہ دیوار پھٹی اور اس میں سے ایک حور نکلی جس کے ہاتھ میں وہی برتن تھا جو اس شخص کے ہاتھ میں تھا۔ اس کی شہد کی شکل تھی پھر وہ آگے بڑھی۔ اس نے مجھے اس میں سے تین دفعہ چٹایا۔ تب تو میں بے ہوش ہو گیا اور مجھ کو غشی طاری ہو گئی پھر مجھے ہوش آیا تو وہ چلی گئی تھی۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 390-389-388 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] صحیح رقم الحدیث مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اس کے بعد مجھے نہ کھانا اچھا معلوم ہوتا تھا نہ اس کے بعد کوئی شخص اچھا معلوم ہوتا تھا اور نہ مجھے لوگوں کی باتیں سننے کی طاقت رہی۔ اس حال پر میں ایک مدت تک رہا۔ [1]

پانی نہ ملنے میں بھی کوئی نشانی ہے

اور اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں منیٰ میں تھا مجھے پیاس معلوم ہوئی اور پانی نہ ملا نہ میرے پاس پیسہ تھا جس سے میں خرید لیتا پھر میں کوئی کنواں دیکھنے کو چلا۔ ایک کنوئیں پر عجمی لوگ جمع تھے۔ میں نے ان میں سے ایک کو کہا کہ میرے اس لوٹے میں پانی ڈال دے اس نے مجھے مارا اور میرے ہاتھ سے لوٹا لے کر دور پھینک دیا۔ میں اس کے لینے کو ایسے حال میں گیا کہ میرا دل شکستہ تھا پھر میں نے اس کو ایک حوض میں پایا جس کا پانی شیریں تھا۔ میں نے پانی پیا اور لوٹا بھر کر اپنے ساتھیوں کے لیے لیا۔ ان سب نے پیا میں نے ان کو سارا قصہ سنایا۔ تب وہ اس مکان کی طرف گئے کہ اس میں سے پانی پئیں لیکن وہاں نہ پانی تھا نہ اس کا کوئی اثر تھا۔ پس میں نے جان لیا کہ یہ بھی کوئی نشانی ہے۔ [2]

بوقت ضرورت کھارا پانی میٹھا ہو گیا

اور اس کتاب میں یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں جدہ کے سمندر میں تھا میرے ساتھ ایک دوست تھا۔ اس کو سخت پیاس معلوم ہوئی۔ میں نے کسی سے پوچھا کہ پانی کو میرے شملہ (چھوٹی چادر) کے عوض میں دے دے اور مجھ پر اس ڈبہ کے سوا اور کچھ نہ تھا۔ مگر کسی نے میرے پاس پانی نہ بھیجا۔ میں نے اس سے کہا کہ میرا یہ ڈبہ لے لے اور جہاز کے کپتان کے پاس لے جا۔ وہ اس کی طرف گیا اور اپنے ساتھ لوٹا لے گیا۔ جب وہاں گیا تو اس نے اس کو جھڑکا اور چلایا۔ وہ ایک جوان آدمی گھروں کا مالک تھا۔ اس لوٹے کو اس کے ہاتھ سے لے کر پھینک دیا۔ وہ سمندر میں گرا بلکہ جہاز میں گرا۔ وہ میری طرف آیا۔ میں نے اس کی ذلت و انکساری دیکھی اور سخت ضرورت دیکھی۔ میں نے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس حال پر نہ چھوڑے گا۔

تب میں نے لوٹے کو لیا اور کھاری پانی سے بھر لیا۔ اس نے پیا حتیٰ کہ سیر ہو گیا پھر میں نے اس کے ہاتھ سے لیا اور پیا حتیٰ کہ میں بھی سیر ہو گیا اور ان لوگوں نے جو ہمارے آس پاس تھے اور ان کے پاس پانی نہ تھا پیا۔

میں نے ایک اور لوٹا بھر لیا اور اس سے آٹا گوندھ لیا۔ جب ہم اس سے حاجت پوری کر چکے تو اس کے بعد میں نے اس کو بھرا پھر اس کو کھاری پایا جیسا کہ پہلے تھا پھر میں نے جان لیا کہ جب ضرورت ثابت ہوتی ہے تو موجودات بدلا کرتے ہیں۔ [3]

---

① بهجة الاسرار صفحہ 391 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ 391 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحہ 391 مطبوعہ مؤسسة الشرف پاکستان

مہنگے داموں خرید لیا

اس کتاب میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک دن میں انگوروں کے میدان میں گزر رہا تھا جب میں قریب گیا تو مجھ کو بعض پھلوں میں سے رونے کی آواز آئی پھر رونا زیادہ ہوا اور مجھ سے چلنا مشکل ہو گیا اور میں واپس آیا اور پکارنے والے کے پاس کھڑا ہوا تو آواز آئی کہ مجھ پر پھل ہے۔

اس کی قیمت دو درہم یا تین درہم تھی۔ ایک شخص نے اس کی قیمت اصلی قیمت سے زائد دی۔ وہ انگور شراب کے لیے نچوڑا کرتا تھا۔ میں نے کہا کہ اس نے زیادہ قیمت اس لیے دی ہے کہ یہ شراب نکالے ورنہ پہلے اس سے اور بہت سے پھل دار درخت ہیں کہ اس قیمت کو نہیں پہنچتے۔

اس نے میری بات نہ مانی نہ میری طرف متوجہ ہوا۔ تب میں نے ایسی قیمت سے کہ ان سے خریدا تھا خرید لیا تھا۔ بس میرے پاس قیمت موجود نہ تھی میں نے اپنا کپڑا اتار دیا اس کی قیمت میں میں نے اس کو دے دیا مشتری کے ہاتھ سے میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ [1]

آدھا سیب سرخ آدھا کالا

یہ بھی اس میں لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں بعض مشائخ کی زیارت کو گیا۔ انہوں نے فرمایا کہ یہاں ایک عورت صاحبِ کشف اور اہلِ علم ہے اگر تم اس سے ملتے تو اچھا تھا پھر ایک بچے سے کہا کہ تم جاؤ اس سے کہہ دو کہ ہمارے پاس ایک بھائی ملنے کو آیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم یہاں پر اس سے ملو۔

پھر ایک عورت آئی کہ اپنے کپڑوں میں چھپی ہوئی تھی، چلنے میں لاغر تھی پھر اس نے ان پر اور مجھ پر سلام کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ یہ ایک مرد ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم اس سے تعارف پیدا کرو۔ پھر ہماری ان کی باتیں ہونے لگیں۔

اس نے اپنے مکاشفات اور جو کچھ اس نے دیکھا تھا بیان کئے وہ باتیں کر رہی تھی کہ میں نے اس کی جیب میں سے رونے کی آواز سُنی۔

میں نے کہا اے بی بی! جو کچھ تمھاری جیب میں ہے وہ مجھے دے دو۔

اس نے کہا کہ میری جیب میں کیا ہے؟ میں نے کہا کہ اس میں سے نکال لو۔ اس نے ایک سیب نکالا۔ جس کا آدھا سُرخ اور آدھا سبز تھا۔

اس نے اپنے سر میں خوشبو مرکب (غالیہ) رکھی ہوئی تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ یہ مجھ کو دے دو۔ اس نے کہا کہ میرا ارادہ ہے کہ مشرق کی بعض عورتوں کو بطور تحفہ دوں۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 392 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں نے کہا تم وہاں نہ جاؤ گی میری غرض وہاں پر ہے۔ پھر اس نے مجھے وہ دے دیا۔ میں اس کو لے کر شیخ ابوزید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف گیا۔ انہوں نے اس کو کھالیا۔ پھر میں نے معلوم کر لیا کہ اس کا مجھ سے استغاثہ کرنے کا سبب یہ تھا وہ ولی سے ملنا اور گناہ گاروں کے مقام سے بھاگنا چاہتا تھا۔ ①

خالی ہاتھ میں درہم تھا

اور اس میں یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میرے پاس ایک درہم تھا۔ میں نے اس لیے نکالا کہ آٹا خریدوں لیکن ایک سائل مجھے راستہ میں مل گیا پھر میں نے وہ درہم اس کو دے دیا پھر چلا تو میرا ہاتھ بند تھا۔ میں نے جو کھولا پھر اس میں ایک درہم پایا۔ میں نے اس سے آٹا خریدا اور گھر کی طرف لوٹ آیا۔ ②

جو ملتا آٹا دیتا پھر بھی پورا نکلتا

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں شروع میں آٹا خریدتا تھا۔ اس میں سے راستہ بھر میں جو سائل ملتا دیا کرتا تھا اور جب گھر میں پہنچ کر اس کو تولتا تو اس کو اسی قدر پاتا جس قدر کہ لیا تھا۔ ③

یوسف آج رات نہ رونا

اس میں یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوطاہر محمد بن الحسین انصاری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ کو ایک شخص نے خبر دی کہ اس کے دوست کا ایک لڑکا تھا۔ اس کو چار سال ہوگئے تھے کہ زیادہ رونے کی وجہ سے اس کے ساتھ سو نہیں سکتا تھا۔ اس سے کہا گیا اگر تم شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس کو لے جاؤ کہ وہ اس کیلئے دعا مانگیں پھر بہتر ہے۔ اس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے کہ جس میں دعا وغیرہ غیر مفید ہے۔

راوی کہتا ہے کہ اس کے دل میں پھر آیا کہ اگر میں ان کی خدمت میں لے جاؤں تو کیا حرج ہے؟ وہ جامع مسجد میں جمعہ کے بعد آپ کی خدمت میں بچہ کو لے آیا اور اپنا حال بیان کیا اور ان سے التماس کی کہ وہ دعا مانگیں۔ تب آپ نے اس سے فرمایا: کہ اس کا نام کیا ہے؟ اس نے کہا "یوسف" وہ بچے کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کہ

(یَایُوْسُفُ لَاتُبِکَ اللَّیْلَۃَ) "اے یوسف! آج کی رات مت رونا۔"

وہ کہنے لگا کہ میرے دل میں جو اس کا تردد رہا اور میں نے تعجب کیا۔ خیر میں اس کو گھر لے آیا۔ اس رات وہ صبح تک سوتا رہا۔ اس کی والدہ سے میں نے کہا کہ دیکھو اگر اس پر کوئی شے آتی تو میں اس کو نیند گمان نہ کرتا پھر ہم نے اس سے تعجب کیا اور بچہ کا یہی حال

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 392 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان
② بھجۃ الاسرار صفحہ 392 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان
③ بھجۃ الاسرار صفحہ 392 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

رہا۔ یہاں تک کہ بڑا ہو گیا اور کبھی رونے کا نام تک نہیں لیا۔ ①

نکاح کے بدلے حال بدلے گا

اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا تھا۔ وہ فرماتے تھے کہ جب میں نے نکاح کیا تو ایک دفعہ بازار میں جارہا تھا اتنے میں ایک شخص کو راستہ میں کہتے ہوئے سنا کہ وہ کہتا ہے کہ اس شخص نے نکاح کیا ہے اور ضروری ہے کہ اس کا حال بدل جائے۔ عنقریب وہ دیکھ لے گا پھر میں نے پختہ ارادہ کر لیا کہ اس سال نہ کچھ کھانے کی چیز خریدوں گا اور نہ کچھ اسباب جمع کروں گا۔ یہاں تک کہ دیکھوں مجھے جس پر ڈرایا گیا ہے۔

پس وہ سال گزر گیا اور اس میں میں نے وہ فائدے اور برکتیں دیکھیں جس کا بیان نہیں کر سکتا۔ مجھ کو اللہ تعالیٰ نے کسی کا محتاج نہ بنایا بلکہ مجھ پر اپنی عنایت کی۔ یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں مقامات طے تک پہنچا میں تین دن تک روزہ وصال رکھتا تھا اور اس سے زیادہ پر اقتضائے بھوک حال کے مطابق گزار دیتا تھا۔ تین سے چار تک اور اس پر مجھ کو اختیار سے زیادتی کا اتفاق نہ ہوتا تھا۔ تھوڑے مقصود کی وجہ سے نہ مجھ کو کھانا پینا اور نہ ہی لباس اچھا معلوم ہوتا تھا۔

مجھ کو سال کے قریب گزر گیا اور مجھ پر صوف کا پرانا جبہ تھا۔ میں اس کو اپنے اوپر ملاتا تھا کہ کہیں میرا استر نہ کھل جائے اور مکہ معظمہ میں مجھ پر ایک روئی دار جبہ تھا اس کے استر کو میں نے پھاڑ دیا تھا تو جوئیں روئی میں پڑ گئی تھیں اور میں ان سے بہت تکلیف اٹھاتا تھا۔ ②

اس سے زیادہ نفس کے لئے ہے

اس میں یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں غذا میں جسم کے قوام کی نسبت بحث کیا کرتا تھا اور اس کی بابت ان علما سے جن کو میں ملتا تھا پوچھتا تھا۔ میرا یہی حال رہا۔ یہاں تک کہ بہت دن تک میرا خالی پیٹ رہتا میرا نفس ضعیف ہو گیا۔ میرے سامنے کھانا لایا گیا۔ میں دل میں مراقبہ کرنے لگا کہ کس حد تک میری قوت بڑھتی ہے۔ میں نے لذت طعام پائی۔ میں چھ اوقیہ یا چار اوقیہ کے مقدار کھا گیا پھر میرا نفس ہوش میں آیا۔

میں نے طعام کی لذت پائی اس مقدار سے زیادہ کا ارادہ کیا تو میرے سامنے ایک ہاتھ میرے ہاتھ کے نیچے سے نکلا وہ چاہتا تھا کہ میرے ساتھ کھائے۔ میں نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو وہ بھی بڑھا پھر میرا حال بدمزہ ہو گیا اور میری آنکھوں میں اندھیرا ہو گیا۔ مجھے قدرت نہ ہوئی کہ کچھ اس سے کھالوں میں وہاں سے اُٹھ کھڑا ہوا۔ مجھ سے کہا گیا یہ تمہارے جسم کے قوام کی حد ہے اور اس کے ماسوا تمہارے نفس کے لیے ہے پھر میں اسی حال پر ایک مدت تک رہا۔ یہاں تک کہ میرا حال مضبوط ہو گیا اور جب میرے

---

① بهجة الاسرار صفحہ 392 مطبوعہ موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحہ نمبر 393-392 مطبوعہ موسسة الشرف پاکستان

پاس کوئی مہمان آتا اور میں اس کے ساتھ کھاتا تو وہ ہاتھ نہ نکلتا۔

شیخ ابوالعباس ابن القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا کہ تم اس پر کس قدر صبر کر سکتے تھے؟ فرمایا کہ میں ایک دن رات صبر کرتا تھا۔ میرا حال ہمیشہ ایسا ہوتا تھا۔ میرا نفس ساکن تھا۔ میرے اعضاء نرم ہوتے تھے۔ زبان ذاکر اور دل خوش تھا اس حال پر ایک مدت تک رہا۔ ①

حجام کے کھانے میں آگ اور خون

یہ بھی اس میں کہا کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ ایک گاؤں میں ایک شیخ نے ہماری ضیافت کی۔ ہمارے سامنے کھانا لایا میں نے اپنے ساتھی سے کہا کہ کھاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھے ہمت نہیں کہ اس کی طرف ہاتھ بڑھاؤں کیونکہ میں اس کو آگ پاتا ہوں۔ میں نے اس کو کہا کہ میں بھی اس کو خون پاتا ہوں پھر ہم عذر کر کے چلے آئے۔ اس شخص کی نسبت پوچھا تو وہ حجام تھا۔ ②

بوقت ضرورت انگلیاں نکل آتیں

اس نے یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابواسحاق بن طریف رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ شیخ ابوالعباس حتی رحمۃ اللہ علیہ ستبہ کے رہنے والے مردوں میں سے تھے۔ ان کی انگلیاں گری ہوئی تھیں۔ میرے دل میں خطرہ گزرا کہ ان سے پوچھوں استرا کیسے لیتے ہوں گے؟

پھر میں نے ان کو اس کی بابت پوچھا تو کہا کہ مت پوچھ

میں نے ان سے کہا اے میرے سردار! آپ کو خدا کی قسم ہے ضرور بتلائیں۔

کہا کہ اے فرزند! جب مجھے اس بات کی حاجت ہوتی ہے تو میں کہتا ہوں اے میرے رب! تو جانتا ہے کہ یہ ایسا موقعہ ہے کہ اس پر اطلاع مشکل ہے کہ اس کے پاک کرنے پر میرے سوا اور کوئی نائب ہو پھر میرے ہاتھ میں سے انگلیاں اس قدر نکل آتی ہیں کہ میں استرا پکڑ سکتا ہوں۔ میں اپنی حاجت پوری کر لیتا پھر میرا حال اپنے حال پر لوٹ آتا۔ ③

بال اور استرا گرے ہوئے ملتے

شیخ ابوالعباس قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ پٹھوں کے تشنج کی وجہ سے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ کسی شے کو پکڑ نہ سکتا تھا اور ان کی

---

① بهجة الاسرار صفحه 393,394 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 394 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 394 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ہ کھیں بھی جاتی رہی تھیں میں استرا ان کے ہاتھ پر رکھ دیتا اور ان کی انگلیوں کے درمیان جما دیتا اور چھوڑ دیتا تھا پھر ان کے پاس اس جگہ جاتا تو بالوں کو گرے ہوئے اور استرا بھی گرا ہوا پاتا تھا سو میں اس کو ان کی کرامت سمجھتا تھا۔

جہاز رک گیا

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابومحمد عبدالحق محدث بجایہ رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں نے سفرحج کا ارادہ کیا اور ایک جہاز پر سوار ہوا پھر جہاز چلنے سے رک گیا اور جنگل کی طرف ٹھہر گیا۔ میں شہر کی طرف متوجہ ہوا تو کسی ہاتف سے یہ کہتے ہوئے سُنا:

قَدْ یَصْعَدُ الْمُرِیْدُ وَهُوَ قَرِیْبٌ
وَ یَسَاقُ الْمُرَادُوْ هُوَ بَعِیْدٌ

''یعنی کبھی ''مرید'' قریب ہو۔ تب بھی روکا جاتا ہے اور کبھی ''مراد'' بعید ہو تو اس کو کھینچا جاتا ہے۔''[1]

قدم کا نشان سونے چاندی کا

اس میں یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مجھ سے ابوالعباس احمد بن صالح رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں راستہ پر گزر رہا تھا۔ وہاں پر جو کوڑا جمع ہوا تھا۔ اس کو دیکھنے لگا اور دل میں اس سے عبرت حاصل کرتا ہے۔ تب میں نے ہاتف کو سُنا کہ وہ کہتا ہے:

(اُنْظُرْ اِلٰی اِلٰهِكَ الَّذِیْ ظَلْتَ عَلَیْهِ عَاكِفًا)

''اپنے اس معبود کی طرف دیکھ جس پر تو جھکا رہتا ہے۔''[2]

تیری وجہ سے پریشان ہوں

شیخ ابوالعباس احمد بن ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: وہ شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے دونوں قدموں کے مقام کو زمین پر دیکھتا تھا کہ ایک تو سونے کا اور دوسرا چاندی کا؟

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میرا ایک دوست تھا اور ہم دونوں میں ملاپ تھا۔ وہ ایک رات سوتا تھا۔ دفعتہً مجھ سے کہنے لگا کہ اے ابوعبداللہ دیکھ تیرے پہلو کے نیچے کیا ہے؟ میں نے جو تلاش کیا تو پتھر پایا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ اس کو الگ کر دو کیونکہ اس نے مجھے آج کی رات پریشانی میں ڈال رکھا ہے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 394 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 394 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں نے اس سے کہا کہ کیسے؟ اس نے کہا کہ میں پتھر کو اپنے پہلو کے نیچے پاتا ہوں پھر مجھے درد معلوم ہوتا ہے۔ میں تلاش کرتا ہوں تو ملتا نہیں اور میں نے سمجھ لیا کہ یہ تیری وجہ سے ہے۔ ①

بوٹی کو پہچان لیتا

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا۔ وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دفعہ سمندر کے کنارہ پر چلا جا رہا تھا۔ اتفاقاً ایک بوٹی نے مجھ سے کلام کیا اور کہا کہ میں اس بیماری کی شفا ہوں جو تم کو ہے مگر میں نے اس کو نہ لیا اور نہ اس کا استعمال کیا۔

میں نے کہا اے میرے سردار! آپ اس بوٹی کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں میں نے کہا کیا وہ میرے شہر میں ہے۔ انہوں نے کہا میں نے اس کو دیکھا نہیں اگر دیکھتا تو پہچان لیتا۔ ②

دوبارہ جن نہ آیا

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ایک دفعہ ایک کم سن لڑکی زیارت کو آئی۔ اس پر جن کا اثر تھا۔ وہ بے ہوش ہو گئی۔ اس کی حرکت آپ نے سُنی۔ لوگوں سے اس کی بابت پوچھا۔ آپ کو اس کی خبر دی گئی آپ کھڑے ہوئے اور آنے والے جن کو سخت جھڑکا اور کہا کہ پھر نہ آنا۔ وہ ہوش میں آ گئی اور پھر اس پر جن نہ آیا۔

یہ بھی اس میں کہا ہے کہ میں نے شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں مقام بدر سے حج کے ارادہ پر نکلا۔ راستہ میں تھک کر ایک درخت کے نیچے سو گیا۔ بیدار ہوا تو ایک منزل کو دیکھا۔ اس کی بابت میں نے دریافت کیا مجھ سے کہا گیا کہ یہ خلیص ہے پھر میں تین منزل میں مکہ معظمہ پہنچ گیا۔ ③

جنوں! قرشی تم کو حکم دیتے ہیں

شیخ ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ مصر کے ایک گاؤں سے گزرے۔ ان کے ساتھ ان کے مریدوں کی ایک جماعت تھی۔ انہوں نے گاؤں کو گھروں اور باغوں سے آباد پایا۔ لیکن کسی شخص کو وہاں نہ پایا پھر آپ نے ان مکانوں کے لوگوں سے خالی ہونے کا سبب پوچھا تو کہا کہ یہ جنوں کی بستی مشہور ہے جو لوگ اس میں رہنا چاہتے ہیں ان کو وہ بہت تکلیف پہنچاتے ہیں۔ وہاں کے رہنے والے اور بستیوں میں متفرق ہو جاتے ہیں۔

تب آپ نے بعض فقراء سے کہا کہ تم بلند آواز سے اس بستی کے اطراف میں پکار کر کہہ دو کہ اے جنوں کے گروہ! تم کو ''قرشی''

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 395 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 395 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

③ بھجۃ الاسرار صفحہ 395 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

حکم دیتا ہے کہ اس گاؤں سے نکل جاؤ پھر کبھی نہ آنا۔ نہ وہاں رہنے والوں کو تکلیف دو اور جو اس حکم کے خلاف کرے گا ہلاک ہوگا۔

راوی کہتا ہے کہ اس شخص نے پکار دیا۔ فقراء گاؤں میں شور وغل سنتے تھے شیخ نے فرمایا: کہ تمام جن نکل گئے ہیں کوئی بھی ان میں سے نہیں رہا پھر گاؤں والوں نے سُنا اور آ کر وہاں آباد ہو گئے۔ اس کے بعد وہاں کے لوگوں کو کسی جن نے نہ ستایا۔ ①

اندھے بھی اور نابینا بھی

شیخ ابومحمد عبدالرحیم بن شیخ ابوالوفا فضائل بن علی بن عبداللہ مخزومی مشہور ابن جلا رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مصر کے ایک حمام کے الگ کمرہ میں حاضر ہوا۔ میں نے ان کو تنہا پایا۔ ان کو آنکھوں والا اور ان کے جسم کو چاندی کی طرح سفید دیکھا جس میں کوئی آفت نہیں۔ اس گھر کے کونہ میں ایک میخ کو دیکھا جس پر کپڑا لٹکا ہوا ہے۔

میں نے کہا اے میرے سردار! یہ کیا حال ہے؟ اور وہ کیا حال؟ انہوں نے مجھ سے کہا کیا تم نے دیکھ لیا میں نے کہا ''ہاں'' فرمایا: اللہ عزوجل نے مجھ کو ''آرام'' اور ''بلا'' دونوں کا لباس پہنایا۔ مجھ کو ان دونوں میں تصرف دیا ہے کہ جو لباس چاہوں پہن لیتا ہوں اور جب وہ نہانے سے فارغ ہوئے تو وہ لباس جو کھونٹی پر لٹک رہا تھا پہن لیا تو دیکھتا ہوں کہ وہ اندھے ہیں اور مشہور عادت کے موافق مبتلا ہیں۔ ②

جسم چاندی کی طرح ہونا

راوی کہتا ہے کہ انہوں نے مصر کی ایک عورت سے نکاح کیا ہوا تھا وہ کہا کرتی کہ جب وہ میرے قریب آتے ہیں تو میں ان کو آنکھوں والا دیکھتی ہوں اور ان کے جسم کو چاندی کی طرح پاتی ہوں۔ جیسے کوئی بڑا خوبصورت آدمی ہوتا ہے۔ ③

بروزِ قیامت ایوب علیہ السلام کی قربت

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے سُنا وہ فرماتے تھے میں دیکھتا تھا گویا کہ قیامت قائم ہے اور انبیاء علیہم السلام کے جھنڈے کھڑے ہیں۔ لوگ ان کے پیچھے ہیں میں اہل بلا کو دیکھتا تھا کہ ان کا جھنڈا کھڑا ہے۔ ان کو ایوب علیہ السلام لیے جاتے ہیں۔ میں اپنے سر پر ایک جھنڈا دیکھتا ہوں۔ جس پر ''ایوب'' لکھا ہے۔ ④

---

① بهجة الاسرار صفحه 396-395 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 396 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 396 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

④ بهجة الاسرار صفحه 396 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

چاندی کے ہاتھ سے کھانا

شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ اور ملک کامل اور نائب السلطنت نے ایک دن ایک برتن میں جس میں دودھ تھا کھایا۔ لیکن نائب السلطنت نے کھانے سے ہاتھ کو اس لیے روکا کہ قرشی برص میں مبتلا ہیں۔

تب شیخ نے کہا کہ تم اس ہاتھ (مبروص) کی وجہ سے میرے ساتھ کھانا کھانے سے ہٹتے ہو۔ پس آپ نے وہ ہاتھ اٹھالیا اور فرمایا: میرے اس ہاتھ سے کھاؤ۔ اور ہاتھ چاندی کی طرح سفید نکلا جس میں کسی طرح کا عیب نہ تھا۔ [1]

انکار ایسا ہوتا ہے

شیخ قرشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدوں سے فرماتے تھے کہ منکر کا باطن سے بطور حال کے انکار اس اظہری انکار سے جو قال کے ساتھ ہو بڑھ کر ہوتا ہے آپ سے کہا گیا کہ ہم کو اس بات کی نشانی دکھلایئے۔ انہوں نے اپنے مرید شیخ ابوعبداللہ قرطی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ مجھ کو راستہ میں کسی ٹیلہ پر بٹھادو۔ انہوں نے ان کو ایک مسجد کی طرف مصر اور قاہرہ کے دو راستوں کے جدا ہونے کے مقام پر لے جاکر اونچی جگہ بٹھادیا پھر ایک خچر گزری۔ جس پر شراب کی تھیلیاں تھیں۔ قرطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو بتادیا۔ شیخ نے اپنی انگلی سے اشارہ کیا اور کہا وہ یہ ہے۔ تب خچر پھسل گئی اور تھیلیاں ٹوٹ گئیں۔ علی ہذا تین خچریں لدی ہوئی اور گزریں جن پر شراب کی تھیلیاں تھیں۔ آپ ایسا ہی کرتے تھے اور تھیلیاں ٹوٹتی جاتی تھیں پھر شیخ نے فرمایا: انکار ایسا ہوا کرتا ہے۔ [2]

اگر جن آئے تو اسے مارنا

ایک لونڈی شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کرتی تھی۔ وہ مرگی میں بے ہوش ہوگئی۔ شیخ آئے اس کے سر کے پاس بیٹھ گئے اور چمٹنے والے کو ڈانٹا۔ اس سے عہد لیا کہ پھر نہ آئے اس کو آرام ہوگیا پھر ایک مدت کے بعد بے ہوش ہوگئی پھر شیخ آئے اور اس کے سرہانے بیٹھ گئے۔ تب وہ جن بہت گھبرایا اور قسم کھائی کہ پھر کبھی نہ آئے گا اور جب شیخ نے ارادہ کیا کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرے تو اپنے ایک پڑوسی سے کہا کہ اگر تم اس کو بے ہوش ہوتے دیکھو تو اس کے پاس آؤ۔ اس کے سر کو اٹھاؤ اور اس میخ کو جو زمین میں ہے۔ اس پر اتنا مارو کہ وہ زمین میں غائب ہوجائے۔ اگر تم کوئی بُری آواز سنو تو اس سے ڈرنا مت اور اس پر رحم نہ کھانا۔

راوی کہتا ہے کہ ایک مدت کے بعد وہ بے ہوش ہوگئی۔ وہ شخص آیا اور جو آپ نے حکم دیا تھا وہی کیا۔ تب ایک بڑی بُری آواز سُنائی دی۔ جس سے وہ ڈر گیا پھر آپ کی بات اس کو یاد آگئی اور میخ کو مارنے لگا یہاں تک کہ وہ زمین میں غائب ہوگئی اور آواز بند ہوگئی۔ لونڈی کو ہوش آگیا۔ اس دن کی تاریخ بھی لکھ لی پھر بیت المقدس سے خبر آئی کہ آپ اسی روز فوت ہوئے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 396 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 396 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

راوی کہتا ہے کہ اس دن کے بعد لونڈی کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہاں تک کہ وہ فوت ہوئی۔ [1]

تکلیف دینے والے کو بددعا نہ لگتی

شیخ ابوالعباس احمد بن القسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ کی آخر عمر میں بیس (20) سال تک نیند جاتی رہی۔ وہ دن ہی کو سوتے تھے۔ طلوع آفتاب سے چاشت کے وقت تک۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے ابوعبداللہ قریشی رحمۃ اللہ علیہ کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میں شفقت میں اس حال تک پہنچ گیا کہ اس شخص کے حق میں جو مجھے تکلیف دیتا میری دعا مقبول نہ ہوتی اور نہ اس پر عذاب جلدی آتا۔ میں امید کرتا تھا کہ میری وجہ سے کسی مسلمان کو تکلیف نہ پہنچے۔ [2]

بازار جاتے تو خاموشی ہو جاتی

اور راوی یہ بھی کہتا تھا کہ شیخ عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ پر والیت گواہ تھی۔ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے ان کو دیکھا ہو اور اپنی آنکھ ان سے پھیر لی ہو۔ قرشی رحمۃ اللہ علیہ جب بازار میں چلتے تو آوازیں بند ہو جاتیں اور حرکات ساکن ہوتیں۔ کیونکہ لوگ انہیں کی طرف دیکھنے لگ جاتے جو کوئی آپ کی صحبت میں بیٹھتا وہ آپ کی صحبت میں رشک کھاتا اور اپنے دل میں ان کی برکت کا اثر پاتا۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ میں نے شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں اس راستہ میں پرہیزگاری کی باریکی اور کمال محاسبت کے بغیر نہیں چلا ہوں میں نے اپنے نفس کے لئے اس کے مزوں میں محاسبت پسند نہیں کی حتیٰ کہ مجھ کو وہ علم ہوا ہو کہ اس کی طرف مجھ کو نکال کر لے گیا۔ [3]

شب قدر کی شناخت آپ کی دعا سے کرتے تھے

یہ بھی کہا ہے کہ شیخ ابوعبداللہ قرشی رحمۃ اللہ علیہ اپنے بھائیوں کے لئے بڑی دعا کرتے۔ خاص ان مواقع میں جب دعا مقبول ہوتی ہے ان کو نام بنام یاد کرتے جیسے رمضان شریف کی راتیں اور آخری عشرہ کی طاق راتیں اور ہم شب قدر کو اس طرح پہچان لیتے کہ وہ اس رات غسل کرتے مردوں اور زندہ بھائیوں کے نام گنا کرتے۔ [4]

آپ کا وصال اور مزار

آپ مصر میں رہتے تھے۔ وہاں پر مقیم رہے اور قاہرہ میں بھی کچھ مدت رہے پھر بیت المقدس کی طرف کوچ کیا اور وہیں 6 ذی

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 397 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه نمبر 397 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 397 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[4] بهجة الاسرار صفحه 398 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

الجمہ 599 ھ میں فوت ہوئے اور اس قبرستان میں دفن ہوئے جو کہ بیت المقدس کی مغرب کی جانب واقع ہے۔ وہاں پر آپ کی قبر کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ آپ کی ولادت اندلس میں قریب 544 ھ کے ہوئی ہے۔ [1]

آپ کا شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ فاضل ابوطاہر محمد بن حسین انصاری خطیب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے زمانہ کے سردار شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ مقام قاعد اور مرد ہے۔ شیخ ابوالربیع رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس کلمہ میں بڑا علم ہے اس میں بڑے بڑے معانی جمع کر دیئے ہیں۔

ابوالطاہر رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے شیخ قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا

(اَلشَّیْخُ عَبْدُ الْقَادِرِ سَیِّدُ اَھْلِ زَمَانِہٖ ؟)

"شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے سردار ہیں؟"

انہوں نے کہا کہ نَعَمْ ہاں اولیاء میں سے وہ اعلیٰ اور اکمل ہیں علماء میں سے وہ زیادہ پرہیزگار اور زیادہ زاہد ہیں۔ عارفوں میں سے زیادہ عالم ہیں۔ مشائخ میں سے وہ زیادہ صاحب مرتبہ اور زیادہ برقرار ہیں۔ [2]

(31) شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مشرق کے بڑے مشائخ اور بڑے عارفوں میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ۔ ان کو سالکین کا پیشوا اور صادقین پر حجت بنایا ہے وہ اس شان کے ایک رکن ہیں اور لوگوں کے امام ہیں جو اس طرف کھینچنے والے ہیں علم، عمل، زہد ہیبت، ریاست میں ان راستوں کے علماء کے سردار ہیں اپنے چچا ابوالفضل عدی بن مسافر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے ہیں اپنے عزیز مکان سے کوہ ہکار کی طرف ان کی خدمت میں ہجرت کی تھی۔ انہیں کی طرف منسوب تھے۔ انہوں نے ان کو اپنی وفات کے بعد کوہ ہکار کے حجرہ لاش میں خلیفہ بنا دیا تھا۔

وہ ان کی تعریف کیا کرتے اور ان کو مقدم کرتے تھے۔ ان کے بارے میں کہا ہے کہ "ابوالبرکات" ان لوگوں میں سے ہیں کہ ازل میں بلائے گئے اور حضور تک شائقین میں سے ہیں۔ یہ بھی ان کے بارے میں کہا ہے کہ "ابوالبرکات" میرا خلیفہ ہوگا۔ آپ مشرق کے بہت سے مشائخ سے ملے ہیں۔

ان کے وقت میں مریدین سالکین کی تربیت ان کے حالات مشکلہ کے کشف ان کے امور کے مہمات کے ظاہر کرنے میں کوہ ہکار اور اس کے اطراف میں اس کی ریاست ان تک پہنچی ہے۔ ان کی صحبت میں بہت سے صلحاء نے تخریج کی ہے۔ ان کے صاحب

---

[1] بہجۃ الاسرار صفحہ 398-397 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ 398 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

زادہ شیخ بزرگ اصیل ابوالمظفر عدی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ان سے تخریج کی ہے۔
ان کی طرف ایک جماعت صاحبان حال منسوب ہے۔ بہت سے لوگ ان کے ارادہ کے قائل ہوئے ہیں۔ ہر طرف سے ان کا قصد کیا گیا ہے۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہوا ہے۔
وہ کامل آداب، حسن اخلاق، عمدہ خصائل، نیک روش، حیا والے اہل دین کے دوست اہل علم کی عزت کرنے والے وافر عقل۔ بہت ہی بخشش والے بڑے متواضع ہیں۔ ①

مرید صادق کے لیے وصیت

آپ فرماتے مرید صادق کو چاہیے کہ دس (10) عادات کو عمل میں لائے اور دس (10) عادات سے بچے جن کو کرے وہ یہ ہیں۔ علم، حلم، مکارم، عفو، جود، خلق، شکر، ذکر، ایثار، ورع، اور ان عادات کا قانون یہ ہے کہ غیر محبوب میں زہد ہو۔ اس کے ساتھ طاعت محبوب کی اختیار کرے اور وہ عادات جن سے بچے یہ ہیں۔ کبر، بخل، فضول ہوائے نفس۔ ②

آپ کا مقام حال

شیخ ابوحفص عمر بن محمد معدنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالبرکات بن صخر اموی رحمۃ اللہ علیہ ظاہر التصریف بڑی کرامات والے، اللہ عزوجل سے بڑی شرم کرنے والے، ہمیشہ مراقبہ کرنے والے، اپنے انفاس واوقات کا لحاظ کرنے والے، مجاہدہ وآداب سلف کے طریقے کا التزام کرنے والے۔ اللہ عزوجل کی مخلوق پر بڑی شفقت ومہربانی کرنے والے تھے۔
وہ مقبول الدعا تھے ان پر ترک تدبیر واختیار نفس اور غیر نفس کے لئے غالب تھا میں ایک دن ان کی طرف گیا تھا میرے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ بندہ مقربین کے درجہ تک کب پہنچتا ہے تو آپ نے میری طرف توجہ کی اور کہا اے میرے سردار عمر! جب کہ بندہ اپنی بنیاد کو رضا میں مضبوط کرے پھر وہ درجات مقربین تک پہنچ جاتا ہے۔ ③

روٹی اور بوٹی کی خواہش جاتی رہی

شیخ عمر رحمۃ اللہ علیہ ان کے پاس ایک دن حجرہ لالش کے ایک کونہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں خواہش ہوئی کہ بھنا ہوا گوشت ہو اور گیہوں کی روٹی گرم ہو مجھے اس کی بڑی خواہش پیدا ہوئی۔ میں اس خیال میں تھا کہ ہمارے سامنے شیر آیا۔ اس کے پاس روٹی تھی اس نے شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کا قصد کیا۔ انہوں نے اس سے کہا کہ شیخ عمر کے سامنے جا کر رکھ دے۔ وہ آیا اور میرے سامنے اس نے روٹی رکھ دی اور چل دیا میں نے دیکھا تو اس میں گوشت بھنا ہوا ہے اور ہمیں ابھی پورا قرار نہ آیا تھا کہ ہم پر ہوا سے ایک شخص اترا

---

① ملخص بهجة الاسرار صفحه نمبر 399-398 مطبوعه موسسة الشرف پاكستان
② بهجة الاسرار صفحه 400 مطبوعه موسسة الشرف پاكستان یہاں مصنف نے دس عادات کو مکمل بیان نہ فرمایا۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)
③ بهجة الاسرار صفحه 401،402 مطبوعه موسسة الشرف پاكستان

جس کے بال پراگندہ غبار آلودہ تھے جب میں نے اس کو دیکھا تو مجھ سے گوشت اور روٹی کی خواہش جاتی رہی۔

تب وہ شخص اس روٹی کی طرف آیا جس کو شیر لایا تھا۔ اس کو اور جو اس میں تھا سب کھا گیا۔ وہ شیخ ابوالبرکات سے بیٹھ کر باتیں کرتا تھا پھر جہاں سے آیا تھا ہوا میں چلا گیا مجھ سے شیخ ابوالبرکات نے کہا کہ اے شیخ عمر! جو خواہش کہ تمہارے دل میں ڈالی گئی تھی وہ تمہارے لیے نہ تھی بلکہ وہ اس شخص کی تھی جس کو تم نے دیکھا اور وہ شخص مدللین (دلالت کرنے والوں) میں سے ہے جب اس کے دل میں کوئی خطرہ آتا ہے ابھی وہ پورا نہیں ہوتا کہ پورا کیا جاتا ہے وہ اب ملک چین کے اس طرف رہتا ہے۔ [1]

آپ کو ولایت کب ملی؟

شیخ ابو محمد عبداللہ دمشقی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جب ہمارے شیخ عدی بن مسافر کی شہرت کوہ ہکار میں ہوئی پھر ان کی طرف ان کے بھتیجے ابوالبرکات نے ''فار'' سے جو کہ بقاع عزیز کی زمین سے ہے ہجرت کی اور جب آپ ان سے ملے تو ان کو ان علامات سے پہچانا جن کو ان کے بچپن میں دیکھا ہوا تھا اور شیخ نے ان کو ان کے والد ''صخر'' کے پاس چھوٹا سا چھوڑا تھا۔

شیخ ابوالبرکات نے ان کو ان کے بھائی (صخر) اور وہاں کے چند لوگوں کے فوت ہونے کی خبر دی جو ان کے اہل میں سے بیت فار میں تھے۔ آپ شیخ عدی کی خدمت میں ٹھہرے اور ان کے تمام مریدان کی تعظیم کرتے تھے۔ جب ان کے چچا (شیخ عدی) فوت ہوئے تو سب نے ان کی طرف رجوع کیا۔ ان کو مقدم کیا اور چچا کی وصیت کے موافق ان کو چچا کی جگہ قائم کیا۔

پہاڑ کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ ولایت کا راز ان کے چچا کے بعد ان کی طرف منتقل ہوا۔ [2]

کھٹے میٹھے انار درختوں پر فوراً لگ گئے

شیخ عالم مقری ابوالفتح نصر بن رضوان بن نروان فرماتے کہ فصل خریف میں ایک دن شیخ ابوالبرکات کے ساتھ میں حجرہ سے پہاڑی کی طرف نکلا۔ ان کے ساتھ فقراء کی ایک جماعت تھی۔ آپ نے کہا کہ ہم آج میٹھے اور کھٹے اناروں کو چاہتے ہیں یہ کلام ابھی آپ نے پورا نہ کیا تھا کہ جنگل اور پہاڑ کے سب قسم کے درخت اناروں سے بھر گئے۔

آپ نے فرمایا: کہ لے لو۔ ہم نے درختوں پر سے بہت سے انار توڑ لئے ہم سیب، آلو بخارا، کشمش وغیرہ درختوں سے انار توڑتے تھے۔ ہم ایک درخت سے میٹھے اور کھٹے انار لیتے تھے ہم نے کھائے حتیٰ کہ سیر ہوگئے۔ راوی کہتا ہے کہ ہم ایک گھنٹہ کے بعد نکلے اور حال یہ کہ شیخ ہمارے ساتھ نہ تھے دیکھا کہ ان درختوں پر انار وغیرہ کچھ بھی موجود نہ تھے۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 402 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 402 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 403-402 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

زمانے کے ابدال

شیخ ابو اسحاق ابراہیم بن شیخ ابو عبداللہ محمد بن ابوالقاسم بن حسن حمیدی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں خضر علیہ السلام سے عبادان میں ملا۔ ان سے شیخ ابوالبرکات بن صخر رحمۃ اللہ علیہ کی بابت پوچھا تو کہا کہ وہ زمانہ کے ابدال میں سے ہیں۔ ①

پہاڑ سے گرنے والے کو روک لیا

شیخ ابو محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والد پہاڑ کے کنارہ پر ایسے دن میں کہ تیز ہوا چل رہی تھی چلے جا رہے تھے ہوا جوان پر غالب ہوئی تو وہ اوپر سے گرے شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ پہاڑ کے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے ان کی طرف اشارہ کیا پھر وہ ہوا میں پہاڑ اور زمین کے درمیان کھڑے ہوگئے دائیں بائیں اوپر نیچے کسی طرف ہلتے نہ تھے گویا کسی نے ان کو روک لیا ہے اور حرکت سے منع کر دیا ہے ایک گھڑی تک یہی حال رہا پھر شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

(یَارِیحُ ! اِصْعَدِیْ بِهٖ اِلٰی سَطْحِ الْجَبَلِ)

''اے ہوا! ان کو پہاڑ کی سطح پر چڑھا لے جا''

تب وہ ان کو آہستہ آہستہ اوپر لے گئی گویا کہ کسی نے ان کو اٹھا کر پہاڑ کی سطح تک پہنچا دیا ہے۔ ②

شیخ کے دامن کو پکڑے رکھو

شیخ ابوالبرکات بن معدان عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک سال بصرہ سے باہر نکلا اور سمندر کے کنارے چلا جاتا تھا کنارہ کے نزدیک میں نے ایک چھوٹی کشتی دیکھی کہ جس میں ایک ایسے شخص کے سوا اور کوئی نہیں جس پر قوم صوفیاء کی روش وطرز ہے۔ میں اس کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گیا۔ اس نے مجھ سے کلام نہ کیا۔ کشتی ہم کو تھوڑی دور لے گئی اور ہم ایک جزیرہ پر چڑھ گئے جس کو میں پہچانتا نہ تھا پھر میرا ساتھی اوپر چڑھا اور میں بھی اس کے ساتھ چڑھا میں نے دیکھا تو وہ ایک جزیرہ ہے بحر محیط کے آخری حصہ میں۔ اس میں بہت سی چیزیں مباحات ہیں۔ اس میں میں نے کسی کو نہ دیکھا۔ ہم وہاں چلتے رہے یہاں تک کہ ہم ایک مسجد میں پہنچ گئے اس میں سات (7) شخص تھے جن پر رونق وقار تسکین و انوار معلوم ہوتا تھا اور ان میں ایک مرد ایسا تھا جس کی ہر ایک تعظیم کرتا ہے اور اس کے کلام کو سنتا ہے ان کے بڑے نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟

اس نے کہا کہ اس کو تقدیر کھینچ لائی ہے پھر میں مسجد کے ایک کونہ میں بیٹھ گیا اور جب نماز کا وقت ہوا تو سب جمع ہوئے اور ان کے

---

① بهجة الاسرار صفحه 403 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 403 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

بڑے نے امامت کی پھر ان میں سے ہر ایک مسجد کے ایک کونہ میں علیحدہ علیحدہ جا بیٹھا اور اپنے حال میں متوجہ تھا۔ کوئی کسی سے بات نہیں کرتا تھا اور جب مغرب کی نماز پڑھ چکے تو ان میں سے ایک کھڑا ہوا اور اندر کے پردہ میں داخل ہوا تھوڑی دیر ٹھہر کر ایک طباق لایا جس میں روٹی و کھانا تھا اس نے ان سب کے سامنے رکھ دیا۔ ان سب نے اسے کھایا پھر عشاء کی نماز پڑھی اور سب نماز کے لئے کھڑے ہوئے صبح تک پڑھتے رہے۔

میں ان کے پاس اس حال میں سات (7) دن تک ٹھہرا رہا مجھ سے کسی نے کوئی کلام نہ کیا ہر رات ان میں سے ایک شخص اس پردہ میں داخل ہوتا اور طباق کھانے کا لاتا جب آٹھویں رات آئی پھر ان میں سے ایک نے مجھ سے کہا کہ آج کھانے میں تمہاری باری ہے پھر میں کھڑا ہوا اور پردہ میں داخل ہوا تو وہاں کچھ نہ دیکھا۔ تب تو میں ان سے ڈرا اور میرا دل شکستہ ہوا۔ اللہ ﷻ کی بارگاہ میں رونے لگا اور ان کے طفیل میں نے خدائے ﷻ سے سوال کیا کہ ان میں مجھے شرمندہ نہ کرنا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ آسمان کی طرف سے مجھ پر ایک طباق اترا ہے میں نے اس کو لیا اور ان کے سامنے جا رکھا۔ وہ کہنے لگے کہ اس اللہ ﷻ کی تعریف ہے جس نے ہم کو جنتی بھائی دیا اور میری طرف کھڑے ہو کر مجھ سے معانقہ کرنے لگے

پھر ایک عرصہ کے بعد ایک رات جو میں جاگا تو کیا دیکھا کہ تیز آندھی چل رہی ہے اور سمندر کی موجوں میں اضطراب نظر آیا پس میں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا تو ہوا ٹھہر گئی اور وہ سمندر بھی ٹھہر گیا۔

میرے پاس ان کا بڑا آیا اور کہنے لگا کہ سمندر میں فرنگیوں کے بڑے جہاز تھے وہ مسلمانوں کا قصد کرتے تھے وہ کثرت تندی ہوا سے غرق ہونے کو تھے۔ تم نے جو لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کہا تو وہ ہوا ساکن ہوگئی اور سمندر ٹھہر گیا اور وہ جہاز بچ گئے۔

وہ کہتا ہے کہ جب ہم نے صبح کی تو ان میں سے ایک نے میرا ہاتھ پکڑا اور ہم چلے یہاں تک کہ کنارے پر آئے پھر میں نے اس کشتی کو بعینہ دیکھا جس پر کہ میں پہلے آیا تھا پھر اس میں میرا ساتھی اترا اور مجھ کو بھی حکم دیا کہ اترو پھر وہ تھوڑی دور چلی تھی کہ ہم عبادان کے جنگل میں پہنچ گئے وہ شخص اور کشتی دونوں مجھ سے غائب ہوگئے اور میں نے ان کو نہ دیکھا میں ان کے معاملہ میں حیران رہ گیا اور ان کے دیکھنے کی مجھے حسرت ہوئی کئی سال کے بعد میں شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کوہ ہکار میں تھا۔ ناگہاں میں نے ان کو دیکھا کہ وہ جلد کھڑے ہوئے ہیں اور دیکھا تو وہی میرا دوست ان لوگوں میں سے بڑا آدمی آیا ہے شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ ان سے ملے اور ان کی شان بڑھائی۔ ان کو میں نے دیکھا کہ شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کا بڑا ادب کرتے ہیں میں ان کے پیچھے ہوا یہاں تک کہ وہ تنہا ہوئے پھر میں نے ان کا ہاتھ چوما اور ان سے دعا کی التجا کی اور رو پڑا۔ انہوں نے میرے لئے دعا کی۔

پھر مجھ سے کہا کہ تم شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کو پکڑے رہو۔ کیونکہ ان کی برکت سے میں ہوا جو ہوا۔ (یعنی اس مقام تک پہنچا ہوں) میں جب اپنے دل میں کوئی سختی پاتا ہوں تو ان کی طرف آتا ہوں پھر وہ سختی جاتی رہتی ہے پھر مجھ سے غائب ہوگئے۔

میں شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا اور ان سے ان کی بابت پوچھا تو انہوں نے کہا وہ مردان سمندر کے اوتاد کے سردار ہیں۔ وہ اس وقت بحر محیط کے آخری حصہ میں ہیں۔ [1]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 403,404 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

ہر بعید چیز قریب ہو گئی

ابو الفضل معالی بن صہان بن فضلان تمیمی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں سیدی شیخ ابوالبرکات رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سات (7) سال تک رہا ہوں میں نے کسی کو ان سے بڑھ کر بڑی ہیبت وجلال والا نہیں دیکھا اور نہ ان سے بڑھ کر کسی کو رعایت اوقات والا دیکھا۔ ان کا تمام معاملہ کوشش سے ہوتا تھا۔ ایک دن کھانے کے بعد ان کے ہاتھوں پر پانی ڈالتا تھا۔ مجھ سے کہا اے عامر! تم کیا چاہتے ہو؟ میں نے کہا میرے لئے آپ دعا مانگیں کہ مجھ پر اللہ عزوجل حفظ قرآن آسان کر دے آپ نے کہا کہ اللہ عزوجل تم پر آسان کر دے اور اس کی تلاوت پر تمہاری مدد کرے اور ہر بعید کو تمہارے قریب کر دے۔

وہ کہتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے مجھ پر حفظ قرآن آسان کر دیا۔ حتیٰ کہ میں نے آٹھ (8) ماہ میں پورا قرآن حفظ کر لیا۔ میں ہر روز ایک سو (100) آیت تک یاد کر لیا کرتا اور پہلے یہ حال تھا کہ ایک آیت کو تین (3) دن میں حفظ کرتا رہتا تھا تب بھی اس کا حفظ مجھ پر مشکل ہوتا تھا اور دیکھو اب میں دن رات پڑھتا ہوں۔ اللہ عزوجل نے میرے لئے ہر بعید کو قریب کر دیا ہے۔ پس مجھ پر جو مشکل کام آتا ہے وہ آسان ہو جاتا ہے۔ مجھ کو کوئی خوف کی چیز آتی ہے پھر اللہ عزوجل اس کو مجھ پر ان کی دعا کی برکت سے بہت آسان کر دیتا ہے۔[1]

دونوں ہاتھ بے کار ہو گئے

شیخ ابوالمفاخر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میرے والد نے ایک شخص کو نماز پڑھتے دیکھا اور وہ اپنے ہاتھ سے بہت عبث (فضول) کام کرتا تھا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ شیخ نے اس کو منع کیا پھر وہ باز نہ آیا اور زیادہ بیہودہ کلام کرنے لگا جیسا کہ شیخ کا دشمن ہوتا ہے۔

شیخ نے اس سے کہا تو عبث کام کرنا چھوڑ دے یا اللہ عزوجل تیرے دونوں ہاتھوں کو کافی ہوگا۔ پس اسی وقت اس کے دونوں ہاتھ بے کار ہو گئے یہاں تک کہ لکڑی کی طرح ہو گئے۔

پھر وہ شیخ کے پاس چند روز کے بعد روتا ہوا آیا۔ شیخ نے کہا تم کو یہ بات نفع نہ دے گی۔ یہ خدائے تعالیٰ کا غضب ہے جو تم پر جاری ہو چکا پھر اس شخص کی یہی حالت رہی حتیٰ کہ مر گیا۔[2]

آپ کا وصال

آپ کی اصل "بیت فار" میں ہے۔ جو کہ ایک مشہور گاؤں ہے بقاع عزیز میں کوہ لبنان کے میدان میں بعلبک کے قریب۔
آپ "لالش" میں رہتے تھے جو کہ کوہ ہکار میں سے ہے اور وہیں رہ کر فوت ہوئے۔ ان کی عمر بڑی ہو گئی تھی۔ اپنے چچا شیخ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 405 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 405 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

مدنی رحمہ اللہ کے پاس مدفون ہوئے اور ان کی قبر وہیں ہے جس کی زیارت اعلانیہ کی جاتی۔

شیخ ابوالبرکات رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ شیخ عبدالقادر رحمہ اللہ نے اپنے زمانہ کے ہر ولی سے عہد لیا ہے کہ ظاہر و باطن میں کوئی تصرف سوا ان کے حکم کے نہ کرے، اور وہ ان میں سے ہیں کہ جن کو حضرت قدس میں اللہ تعالیٰ کے اذن کے ساتھ کلام ہے اور فرمایا:

(وَمِمَّنْ أُعْطِيَ التَّصَرُّفَ فِي الْأَكْوَانِ بَعْدَ مَوْتِهِ كَمَا كَانَ قَبْلَ مَوْتِهِ)

''ان میں سے ہیں کہ جن کو موجودات میں بعد وصال کے بھی تصرف دیا گیا تھا۔''[1]

(32) شیخ ابواسحاق ابراہیم بن علی ملقب بہ اعزب رحمہ اللہ

آپ جنگل کے مشہور مشائخ، عارفین محققین کے صدر ہیں۔ صاحب کرامات ظاہرہ۔ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے موجودات میں ان کو تصرف دیا ہے عادات کو ان کے لئے بدل دیا ہے ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے ان کو مغیبات سے متکلم کیا ہے ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کیا ہے۔ احوال نہایت پر ان کو قدرت دی ہے۔ اسرار ولایت کا ان کو والی بنایا ہے۔ ان کو پیشواء و حجت بنایا ہے۔ علم، عمل، زہد، تحقیق، ریاست جلالت میں ہاتھوں اور آنکھوں والے ہیں وہ اپنے ماموں شیخ ابوالعباس احمد بن رفاعی رحمہ اللہ کی صحبت میں رہے۔ ان سے علم طریق پڑھا ہے۔ ان سے تخریج کی ہے۔ مشائخ عراق کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔

جنگل میں اس شان کی ریاست ان کے وقت میں ان تک منتہی ہوئی ہے جنگل وغیرہ کے بڑے علماء نے ان سے تخریج کی ہے اور اکابر کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے۔ صلحاء کی ایک بڑی جماعت ان کی شاگرد ہوئی ہے۔ مریدین صادقین کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی اور ان کے کلام و صحبت سے فائدہ حاصل کیا۔

اپنے والد ابوالحسن علی رحمہ اللہ کی وفات کے بعد امام عبید رحمہ اللہ رواق میں ان کے خلیفہ ہوئے حالانکہ اس دن ان کے گھر والوں میں سے بہت بڑے موجود نہ تھے مشکلات واردہ کو حل کیا کرتے تھے۔ پوشیدہ حالات کو ظاہر کر دیا کرتے تھے۔

دانشمند خوبصورت، سخی، متواضع، کثرت حیا، عقل، صبر والے تھے۔ اہل علم کے دوست تھے۔ اہل دین کی عزت کیا کرتے تھے۔ بڑے متواضع پست بازو اور ہمیشہ خندہ پیشانی والے تھے۔ بزرگ خصلت و اشرف الصفات، اجمل اخلاق اکمل آداب پر مشتمل تھے وہ عالم فقیہ امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب پر تھے۔ علماء کا لباس پہنتے تھے اپنے مریدوں کے سامنے وعظ کیا کرتے تھے۔[2]

آپ کے اقوال

''مقبول توبہ'' یہ ہے کہ بندہ اپنے رب تعالیٰ سے حیا کرتے ہوئے توبہ کرے۔

---

[1] بھجۃ الاسرار صفحہ 405 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

[2] بھجۃ الاسرار صفحہ 406 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

''تواضع'' یہ ہے کہ حق کو قبول کر لیا جائے جس سے بھی ہو۔

''توکل'' یہ ہے کہ تیرے دل میں اسباب کی طرف حرکت ظاہر نہ ہو باوجود یہ کہ تجھ کو اس کی طرف سخت حاجت ہو اور یہ کہ تو حقیقت سکون سے حق کی طرف ہمیشہ ہے۔

''صبر'' یہ ہے کہ حسن ادب سے بلا کے ساتھ ٹھہرا رہے۔

''رضا'' یہ ہے کہ قلب کی نظر اللہ ﷻ کے قدیمی اختیار کی طرف ہو۔ جو اس کو بندہ کے لئے ہو۔

''عبودیت'' چار خصلتوں میں ہے۔ عہدوں کا وفا کرنا۔ حدود کی حفاظت موجود پر راضی ہونا مفقود پر صبر کرنا

''استقامت'' یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے لیے دل تنہا ہو جائے۔

''ادب'' یہ ہے کہ اللہ ﷻ کے لئے ظاہر و باطن میں اچھا معاملہ کرے۔

''معرفت'' کے تین (3) رکن ہیں ہیبت، حیات، انس، بڑا علم، ہیبت و حیات ہے اور جو ان دونوں سے عاری ہے پھر وہ خیرات سے عاری ہے۔

''محبت'' یہ ہے کہ عتاب ہمیشہ قائم رہے۔

''شوق'' یہ ہے کہ انتڑیاں جل جائیں دلوں میں بھڑک ہو۔ جگر پارہ پارہ ہوں۔ جب دل چار چیزوں کو دیکھے یعنی وہ تمام چیزوں کو دیکھے کہ اللہ ﷻ ہی کی ملک میں ہیں۔ اللہ ﷻ سے ان کا ظہور دیکھے اور اللہ ﷻ ہی کے ساتھ ان کا قیام دیکھے اللہ ﷻ ہی کی طرف ان کا مرجع دیکھے پھر بے شک اس نے یقین حاصل کیا۔ [1]

ولی کی علامات

ولی کی چار علامتیں ہیں ① اپنے بھید کی جو اس میں اور اللہ ﷻ کے درمیان ہو حفاظت کرنا۔ ② اپنے اعضاء کی جو کہ اس میں اور اللہ ﷻ کے درمیان ہیں حفاظت کرنا ③ اس تکلیف کو اٹھانا جو اس میں اور اللہ ﷻ کے درمیان ہے ④ لوگوں کی ان کی عقلوں کے تفاوت کے موافق مدارات کرنا۔

اللہ ﷻ اور بندہ کے درمیان وصل کے تین ارکان ہیں ① استعانت ② کوشش ③ ادب

بندہ کی طرف سے استعانت اللہ ﷻ سے قرب، بندہ کی طرف سے کوشش اللہ ﷻ سے توفیق، بندہ سے ادب اور اللہ ﷻ سے کرامت۔ [2]

آپ کا کلام

جو شخص آداب صالحین کو اختیار کرتا ہے وہ کرامت کی بساط کے لائق ہے اور جو اولیاء اللہ ﷻ کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ قرب

① بہجۃ الاسرار صفحہ 407 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

② بہجۃ الاسرار صفحہ 408 مطبوعہ موسسۃ الشرف پاکستان

کے بساط کی صلاحیت رکھتا ہے جو صدیقوں کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ مشاہدہ کی بساط کے لائق ہوتا ہے جو انبیاء ﷤ کے آداب کو اختیار کرتا ہے وہ انس وانبساط کی بساط کے قابل ہو جاتا ہے۔

جب تیرا نفس اپنے علم کا دیکھنے والا نہ ہو تو اس کو ادب سکھا جو کوئی دنیا کی طرف میلان کرتا ہے اس سے دلوں کا غائب ہونا لازمی ہے۔تمام مقامات دل کے تابع ہیں اور دل اللہ ﷻ کے ساتھ قائم ہے۔

''مبتدی'' کا حکم یہ ہے کہ حقائق کی ہدایت پائے۔علم کے ساتھ چلے عمل میں کوشش کرے۔

''مقربین'' کی علامت یہ ہے کہ دلوں اور علام الغیوب کے درمیان حجاب رفع ہو جائیں جو شخص کہ نہایت پر اپنے شروع میں سوار ہوتا ہے تو یہ قرب کی علامت ہے پس ایک قوم ہے کہ اس نے ''داعی'' کو دیکھا اور ایک قوم ہے کہ اس نے ''نداء'' کو دیکھا ہے ایک قوم ہے کہ اس نے ''بلا'' کو دیکھا ہے اب جس نے کہ ''نداء'' سنی ہے وہ تو جنت کی طرف گیا۔جس نے ''بلا'' دیکھی ہے وہ درجات تک پہنچا۔جس نے ''داعی'' کو دیکھا وہ اللہ ﷻ کی طرف ہو جاتا ہے۔وہ خواص الخواص ہیں۔جو اللہ ﷻ سے ایک لحہ بھی حجاب میں نہیں ہوتے وہ ایسے بندے ہیں کہ جن کے غم عدل کی باگوں سے مربوط ہیں۔اللہ ﷻ نے ان کے عزم کو فتور سے بچایا ہے۔ان کی نیتوں کو بیماریوں کے آنے سے بچایا۔ان کے ارادوں کو غیر کی طرف جانے سے قطع کر دیا۔ان کے دلوں کو اپنے دیدار کے شوق کا پیاسا کر دیا۔ان کی عقلوں کو اپنی صنعت کے حکم میں جاری کیا۔ان کے دلوں کو اس کے قرب مراقبہ پر مطلع کر دیا۔ان کی ارواح کو اس کی صفات کے درمیان پھیر دیا۔ان کو اس شخص کی طرح قریب کیا کہ جو اس سے انس رکھتا ہے ان سے اس شخص کی سرگوشی کی جو اس پر ایمان لاتا ہے۔ان کو اس شخص کے برابر کیا کہ جس کو اپنے بھید کے لئے پسند کیا ہے۔ان کا نشان یہ ہے کہ قرب کے وقت حیا ہو۔[1]

سر اٹھا کر دیکھا تو حال بدل گیا

شیخ نجم الدین ابوالعباس احمد بن شیخ ابوالحسن علی بطائحی ﷫ فرماتے تھے کہ میرے بھائی شیخ ابوالعباس ابراہیم ﷫ ہمیشہ مراقبہ کرنے والے، بڑے خشوع والے، بڑی ہیبت والے، ہمیشہ سر نیچا رکھنے والے تھے۔کسی طرف بوقت ضرورت سر اٹھاتے چالیس (40) سال ہو گئے تھے کہ آسمان کی طرف اللہ ﷻ سے حیا کی وجہ سے سر نہیں اٹھایا تھا۔میں نے شیروں کو بارہا دیکھا ہے کہ ان کے پاس آتے اپنے چہرے ان کے قدموں پر ملتے۔

ایک دن میں نے ان کو سخت گرمیوں میں سائبان کے نیچے سوتے دیکھا ان کے سر کے نزدیک ایک بڑا سا سانپ تھا۔جس کے منہ میں نرگس کا پتہ تھا جس کو وہ پنکھے کی طرح ہلاتا تھا۔

ایک دفعہ میں ان کے پاس تھا کہ ایک شخص آیا اس کے ساتھ ایک جوان تھا۔وہ کہنے لگا کہ میرا بیٹا ہے میری سخت مخالفت کرتا ہے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 408 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اور بڑا نافرمان ہے۔ تب شیخ نے جو سر جھکائے بیٹھے تھے۔ اپنا سر اٹھایا اور جوان کی طرف دیکھا اس نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اس کے ہوش وحواس جاتے رہے۔ جنگل کی طرف چلا گیا۔ آسمان کی طرف نگاہ اٹھائے رہا۔ درندوں کے پاس ٹھکانا کر لیا۔ نہ کھاتا تھا نہ پیتا تھا اور اسی حال پر چالیس (40) دن رہا پھر اس کا والد آیا اور اس کی بدحالی کی شکایت کرنے لگا پھر شیخ نے اس کو اپنا کپڑا دیا اور کہا کہ اس کپڑے سے اپنے بیٹے کا منہ پونچھ دے وہ گیا اور اس نے ایسا ہی کیا تو اس کو ہوش آ گیا شیخ کی خدمت میں آیا اور ان کی خدمت کو لازم پکڑا۔ وہ شیخ کے حاضرین خادموں میں سے ہو گیا۔ [1]

جو جس سے ڈرتا اسی کی طرف بھیج دیتا

شیخ نجم الدین ابوالعباس احمد بن شیخ ابوالحسن علی بطائحی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میرے بھائی شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ ظاہر و باطن میں کھلے ہوئے متصرف تھے جب کوئی آگ سے بہت خوف زدہ ہوتا تو اس کو کہہ دیتے کہ آگ کی طرف جا اس کو معلوم بھی نہ ہوتا دیکھتا تو وہ آگ میں ہے اور جب تک اللہ عزوجل چاہتا اس میں ٹھہرا رہتا۔ وہاں سے ایسے حال میں نکلتا کہ اس کے کپڑے بالکل نہ جلتے نہ کوئی اس کو تکلیف ہوتی۔

اگر کوئی شیر سے بڑا ڈرتا تو اس کو کہتے شیروں کی طرف جا پھر وہ شیروں میں دفعۃً پہنچ جاتا اور اس کو اس کا پتہ بھی نہ ہوتا۔ دیکھتا کہ اس پر یا تو سوار ہے یا اس کو کھینچ رہا ہے نہ اس کو کچھ خوف ہوتا نہ وہ اس کو ضرر دیتا۔

اور جب کسی ایسے مرد کو دوست رکھتے کہ آپ کی جدائی کی طاقت نہ رکھے پھر وہ اپنے دل میں ایک باعث پاتا جو اس کو ان کی طرف خواستہ نخواستہ کھینچ کر لے آتا۔ جب کسی مرد کی جدائی چاہتے تو وہ اپنے دل میں کوئی مانع پاتا۔ جو اس کو شیخ سے روکتا باوجود یہ کہ اس کو شیخ سے محبت ہوتی۔ [2]

تصرف کا دعویٰ اور منکر کا حال

شیخ ابوالمجد سعد اللہ بن سعدان واسطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں شیخ ابواسحاق ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں حاضر تھا۔ وہ اپنے مریدوں میں کلام کر رہے تھے پھر انہوں نے اپنے کلام میں کہا کہ مجھ کو میرے پروردگار نے تمام حاضرین کے بارے میں تصرف دیا ہے پس کوئی شخص میرے سامنے کھڑا ہو یا بیٹھے یا حرکت کرے تو میں اس میں متصرف ہوتا ہوں

میں نے اپنے دل میں کہا کہ لیجیے میں جب چاہوں کھڑا ہوتا ہوں اور جب چاہوں بیٹھ جاؤں گا آپ نے اپنا کلام قطع کیا میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے کہ

(يَاسَعْدَاللّٰهِ اِنْ قَدَرْتَ عَلَى الْقِيَامِ فَقُمْ)

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 409-408 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 408 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

"اے سعد اللہ! اگر تم کو کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو۔"

میں اٹھنے لگا لیکن مجھ میں طاقت نہ تھی تب میں لوگوں کی گردنوں پر سوار کروا کر گھر کی طرف پہنچایا گیا۔ میرا ایک پہلو مارا گیا۔ یہ میرا حال ایک مہینہ بھر رہا اور میں نے جان لیا کہ یہ (بلا) میرے شیخ پر اعتراض کرنے کی وجہ سے ہے پھر میں نے اللہ ﷻ کے ساتھ پکی توبہ کی اور اپنے گھر کے لوگوں سے کہا کہ مجھ کو شیخ کی طرف اٹھا لے جاؤ۔ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

تب میں نے کہا اے میرے سردار یہ میرا صرف دلی خطرہ ہی تھا پھر شیخ اٹھے اور میرے ہاتھ کو پکڑا اور چلے تو میں بھی آپ کے ساتھ چل پڑا۔ جو مجھ میں تکلیف تھی وہ جاتی رہی۔ ①

جسے چاہیں بلا لیں

شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

(لَا یَزُوْرُنَا اَحَدٌ اِلَّا اَرَدْنَاہُ)

"کوئی شخص ہمارے ارادہ کے بغیر ہماری زیارت نہیں کرتا۔"

وہ فرماتے تھے کہ میں نے ان کی زیارت کا قصد کیا اور میرے دل میں یہ خطرہ گزرا اور دل میں کہا لو میں ان کی زیارت کا ارادہ کرتا ہوں۔ وہ ارادہ کریں یا نہ کریں پھر جب میں "باب رواق" پر آیا پھر وہاں پر میں نے ایک بڑا شیر دیکھا۔ جس سے میں ڈر گیا اس نے مجھ پر حملہ کیا تب میں الٹے پاؤں پیچھے کو پھرا اور بڑا سخت ڈر گیا حالانکہ میں شیر کے شکار کرنے اور اس کو مارنے کا عادی تھا جب میں اس سے دور ہو گیا تو میں کھڑا ہو کر اس کو دیکھنے لگا اور لوگوں کا یہ حال تھا کہ جاتے تھے اور آتے تھے لیکن وہ ان کے درپے نہ ہوتا تھا اور میرے گمان میں وہ اس کو نہ دیکھتے تھے میں اگلے دن آیا تو وہی اسی موقع پر اپنے حال پر قائم تھا اور جب اس نے مجھے دیکھا تو میری طرف کھڑا ہوا پھر میں اس سے بھاگا میرا یہ حال ایک مہینہ تک رہا کہ میں دروازہ پرسے ان کے پاس نہ جا سکتا تھا نہ ان کے قریب ہو سکتا تھا۔

پھر میں جنگل میں ایک شیخ کے پاس آیا اور اپنے حال کی شکایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اپنے دل میں سوچ کہ تو نے کون سا گناہ کیا ہے سو میں نے اس خطرہ کا ذکر کیا۔ انہوں نے کہا اسی سبب سے تم پر یہ بلا آئی اور جو شیر تم نے دیکھا ہے۔ وہ شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کا حال ہے۔

تب میں نے خدا کی بارگاہ میں توبہ کی اور میں نے نیت کی کہ اعتراض سے توبہ کرتا ہوں پھر میں "باب رواق" کی طرف آیا تو شیر کھڑا ہوا اور اندر داخل ہوا یہاں تک کہ شیخ کی طرف آیا اور ان سے مل گیا اور مجھ سے غائب ہو گیا۔ جب میں نے شیخ کے ہاتھ چومے تو مجھ سے کہا کہ مرحبا! ایسے شخص کو کہ جو توبہ کر کے آیا ہے۔ ②

---

① بهجة الاسرار صفحه 409 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 410-409 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

دل میں یاد کیا تو شیخ نے مدد کی

ابوالحفاف موسیٰ بن شیخ ابوالمعانی غانم بن مسعود عراقی تاجر جوہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ میں نے ایک سال بلاد عجم کے سفر کا تجارت کے لئے ارادہ کیا شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت لینے کو آیا۔ آپ نے مجھ سے فرمایا:

(اِنْ وَقَعْتَ فِیْ سِدَّۃٍ فَنَادِنِیْ بِاِسْمِیْ)

''کہ اگر تم کسی سختی میں مبتلا ہو جاؤ تو میرا نام لے کر مجھ کو پکارنا''

پھر ہم جب خراسان کے جنگل میں پہنچے تو ہم پر سوار نکلے۔ انہوں نے ہمارا مال لے لیا اور چل دیئے ہم دیکھتے رہ گئے۔ تب میں نے شیخ کی بات کو یاد کیا اور میں اپنے دوستوں کی معتبر جماعت میں تھا۔ ان سے میں نے حیا کیا کہ شیخ کا نام زبان پر لاؤں لیکن دل میں شیخ سے استغاثہ کیا[1] اور چلایا ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ میں نے شیخ کو پہاڑ کے اوپر دیکھا کہ ان کے ہاتھ میں عصا ہے۔ جس سے وہ سواروں کی طرف اشارہ کرتے ہیں ہم ابھی ٹھہرے نہ تھے کہ وہ لوگ تمام مال لے کر ہمارے پاس آئے اور سارا مال ہم کو سپرد کیا اور کہنے لگے کہ تم سیدھے چلے جاؤ کیونکہ تمہارے لئے ایک واقعہ ہے ہم نے کہا وہ کیا ہے؟

کہنے لگے کہ ہم نے ایک شخص کو پہاڑ پر دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں عصا ہے وہ ہم کو اشارہ کرتا ہے کہ تمہارا مال دے دیں۔ اس کی ہیبت سے جنگل ہم پر تنگ ہو گیا اس کی مخالفت میں ہم نے اپنی ہلاکت دیکھی۔ ہم میں سے بعض نے مال تقسیم کر لیا تھا انھوں نے بھی لوٹا دیا۔ یہاں تک کہ ان کے عصا سے ہم نے جمع کر لیا پھر ہم نے ان کو نہیں دیکھا ہم ان کو آسمان سے اترا ہوا خیال کرتے ہیں۔[2]

مقدام کا قرآن پڑھنا اچھا لگتا ہے

ابوالغنائم مقدام ابن صالح زذیل ہدانیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شیخ ابومحمد شنبکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت ''حدادیہ'' میں کی شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا

(اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارُ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ)

''یعنی اے قوم مومنین کے گھر تم پر سلام ہو''

---

[1] اس کی تفصیل مقدمہ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بہجۃ الاسرار صفحہ 410 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان توجہ فرمایئے کہ اگر ''ولی اللہ'' مدد کر سکتا ہے تو ''نبی اللہ'' کیوں مدد نہیں کر سکتے ''باذن اللہ'' وہ مدد کرتے ہیں مانگنے والا یوں مانگے۔ جیسا کہ کہا گیا۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

(ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

پھر میں نے شیخ ابو محمد شنکی رحمۃ اللہ علیہ کو قبر میں سے یہ کہتے ہوئے سنا۔ وَ عَلَیْكَ یَا شَیْخُ اِبْرَاهِیْمَ اور تجھ پر اے شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ سلام ہو۔ تب شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی تواضع کی پھر شیخ ابو محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا تم جیسا مکمل شیخ کون ہو سکتا ہے؟

پھر ان سے کہا کہ اے شیخ ابراہیم مجھے "مقدام" دے دو کہ وہ میرے پاس رہے کیونکہ میں اس کے قرآن شریف کے پڑھنے کو پسند کرتا ہوں۔

انہوں نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار! میں اور مقدام تیرے سامنے حاضر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ تمہاری اجازت اس میں ضروری ہے پھر مجھ کو شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اے مقدام! تم نے جو شیخ نے فرمایا سن لیا ہے۔ میں نے کہا بہت اچھا بسر و چشم حاضر ہوں۔ [1]

تیس ہزار (30000) قرآن کا پڑھنا

مقدام رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میں نے شیخ کو رخصت کیا اور شیخ ابو محمد شنکی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر بیٹھ گیا اور قرآن شریف پڑھتا رہتا تھا۔ ابو محمد دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ جنگل کے مشائخ فرماتے تھے کہ شیخ مقدام رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ ابو محمد شنکی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کے پاس تیس ہزار (30,000) بار قرآن پاک ختم کیا ہے۔ [2]

خارش تم سے لے کر خادم کو دے دی

ابوالمظفر منصور بن المبارک بن فضل بن اعظم واسطی مشہور ابن جرادہ رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں شیخ ابو اسحاق ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک بیمار کی عیادت کے لئے گیا جس کو خارش تھی۔ اس نے آپ کی خدمت میں اس کی بڑی شکایت کی آپ خادم کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا کہ تم اس فقیر کی خارش اٹھالو اور اشارہ اپنے خادم کی طرف کیا۔

پس اس شخص کی تمام خارش آپ کے خادم کی طرف آ گئی اور اس شخص کا بدن سفید چاندی کی طرح ہو گیا۔

پھر آپ نکلے ہم آپ کے ساتھ تھے اور آپ کا خادم خارش کے درد کی شکایت کرتا تھا ہم راستہ میں آ رہے تھے کہ ہم نے خنزیر کو دیکھا تو شیخ نے خادم سے فرمایا: کہ میں نے تمہاری خارش لے لی اور اس خنزیر کو دے دی وہ خارش خنزیر کی طرف منتقل ہو گئی اور خادم اسی وقت اچھا ہو گیا۔ [3]

لوگوں کے دل ہمارے اوپر روشن ہیں

بعض صلحاء میں سے ایک نے بیان کیا کہ میں ام عبیدہ (مقام) میں سماع کی محفل میں شامل ہوئے۔ جس میں شیخ ابراہیم اعزب

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 411-410 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان۔ نوٹ: اولیاء اللہ کے مزارات پر قرآن وغیرہ پڑھنے والے شاد ہو جائیں کہ اولیاء اللہ رحمہم اللہ اس سے خوش ہوتے ہیں۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 411 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 411 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

رحمۃ اللہ علیہ بھی شامل تھے۔ اس میں سات ہزار(7,000) آدمیوں سے زیادہ لوگ تھے۔ میں اتنا دور تھا کہ شیخ کا دیکھنا مجھ کو مشکل پڑ گیا کیونکہ وہ مجھ سے دور تھے پھر میرے دل میں (سماع) جمع ہونے پر انکار ہوا اور ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ اتنے میں شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ لوگوں کی صفیں چیرتے ہوئے آئے حتیٰ کہ میرے پاس کھڑے ہوگئے۔ میرے کان ملے اور فرمایا کہ

(یَابُنَیَّ اِیَّاكَ وَالْاِعْتِرَاض عَلٰی اَھْلِ اللّٰہِ وَلَوْ وَجَدْتَ مَاوَجَدْتَ لَاتُنْکِرْ عَلَیْھِمْ)

''اے میرے بیٹے! خبردار اہل اللہ پر اعتراض نہ کرنا اگرچہ تیرے دل میں کچھ آئے پھر ان پر انکار نہ کرنا''

پھر چلے گئے۔ تب میں منہ کے بل بے ہوش ہو کر گر پڑا اور مجھے لوگ اٹھا کر وہاں لے گئے پھر آپ نے کہا کہ

(یَابُنَیَّ اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ قُلُوْبَ الْخَلْقِ بَیْنَ اَیْدِیْنَا کَالْمَصَابِیْحِ وَرَاءِ السَّتَارَةِ یَشْھَدُ رَانِی الْعَیْنُ وَھَلْ یَخْفِی الْحَبِیْبُ عَنْ حَبِیْبِہٖ شَیْئًا)

''اے فرزند عزیز! کیا تم کو معلوم نہیں کہ مخلوق کے دل ہمارے سامنے ایسے ہوتے ہیں جیسے پردے کے پرے چراغ کہ آنکھوں سے دیکھتا ہے اور کیا حبیب حبیب سے کوئی چیز چھپا رکھتا ہے؟''[1]

تمہاری عمر ابھی باقی ہے

ابوزکریا یحیٰی بن یوسف عسقلانی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایسا بیمار ہوا کہ مجھے اپنے مرنے کا گمان ہوگیا۔ میں نے یہ امر شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا۔ میں ان کے پاس'' ام عبیدہ'' میں زیارت کے لیے گیا ہوا تھا۔ شیخ نے سر نیچا کیا پھر کہا

(یَاسَیِّدِیْ اَنْتَ مَاتَمُوْتُ فِیْ ھٰذِہِ الْمُدَّةِ قَدْبَقِیَ مِنْ عُمُرِكَ زَمَان طَوِیْلٌ)

''اے میرے سردار تم اس عرصہ میں نہیں مروگے تمہاری عمر ابھی بہت ہے۔''

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد میرے والد پچاس سال سے زیادہ زندہ رہا۔[2]

شیخ ابواسحاق اعزب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مریدوں کو جو کہ صاحب احوال تھے جمع کیا۔ ان کو مخاطب کر کے بہت سی باتیں کیں پھر فرمایا: کہ میں نے اللہ عزوجل سے تمہارے لیے استخارہ کیا ہے کہ تم سے تمہارے حالات لے لوں اور ان کو خدا کے نزدیک رکھوں تاکہ وہ تمہارے حالات کو اپنے نزدیک درست کر دے کیونکہ زندگی کی آفات بہت ہیں اور میں تم پر ان سے ڈرتا ہوں۔[3]

آپ کا حالت وجد میں آنا

شیخ ابوعبدالرحیم عسکر بن عبدالرحیم نصیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ''ام عبیدہ'' کے سائبان میں ایک محفل سماع میں حاضر ہوا۔ جس

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 411،412 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ اللہ عزوجل اپنے اولیاء کو لوگوں کی عمروں کی بھی اطلاع دے دیتا ہے۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

[3] بهجة الاسرار صفحه 412 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

میں شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ موجود تھے۔قوال نے اشعار پڑھے۔
پھر شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ کو وجد ہوا اور ہوا میں کود پڑے لوگوں کے سروں سے اُونچے ہو گئے اور خلا تک بلند ہو گئے پھر قوال نے اشعار پڑھے تب شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ چلائے اور پکارا یَا رِجَالَ الْغَیْبِ اراوی کہتا ہے کہ میں نے رجال الغیب کو دیکھا کہ ان پر ہوا سے اترتے ہیں دو دو تین تین چار چار اور کہتے ہیں "لبیک "یعنی ہم حاضر ہیں۔ ①

آپ کا وصال

آپ ''ام عبیدہ'' میں رہتے تھے جو کہ جنگل کے علاقہ میں ایک مقام ہے وہیں 609 میں فوت ہوئے وہیں مدفون ہوئے۔ آفتاب کو گرھن ہوا تھا۔تب شیخ علی قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حالانکہ آپ دمشق میں تھے کہ آج آسمان کا آفتاب گرھن دار ہوا اور زمین کا آفتاب غروب ہو گیا۔ان سے کہا گیا کہ زمین کا آفتاب کون ہے؟انہوں نے کہا شیخ ابراہیم اعزب رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو کہ آج فوت ہوئے ہیں۔ ②

بعد از وصال کیا معاملہ ہوا؟

یہ بھی مروی ہے کہ جنگل کے بعض مشائخ نے ان کو ان کی موت کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ عزوجل نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا؟انہوں نے اشعار پڑھے۔(جس میں اپنی خوشحالی کو بیان فرمایا) ③

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

(اَلشَّیْخُ عَبْدُالْقَادِرِ سَیِّدُنَا وَشَیْخُنَاوَسَیِّدُ الْمُحَقِّقِیْنَ وَاِمَامُ الصِّدِّقِیْنَ وَحُجَّةُ الْعَارِفِیْنَ وَقُدْوَةِ السَّالِکِیْنَ اِلٰی رَبِّ الْعٰلِمِیْنَ)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ہمارے سردار، ہمارے شیخ، سید المحققین، امام الصدیقین، حجتہ العارفین، پیشواء سالکین رب العالمین کی طرف ہیں۔'' ④

(33) شیخ ابوالحسن علی بن احمد مشہور ابن الصباغ رحمۃ اللہ علیہ

آپ مصر کے مشہور مشائخ، سرداران عارفین، مذکورین، بڑے دانا محققین میں سے ہیں۔صاحب کرامات ظاہرہ، وہ وہی شخص

① بھجۃ الاسرار صفحہ 412 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
② بھجۃ الاسرار صفحہ 413 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
③ بھجۃ الاسرار صفحہ 413 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
④ بھجۃ الاسرار صفحہ 413 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

ہیں کہ فرماتے کہ اس راستے میں مجھ پر سوا اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کے اور کسی کا احسان نہیں ہے۔

وہ ان میں سے ایک ہیں کہ جن کو اللہ عزوجل نے لوگوں کے لیے ظاہر کیا ہے۔ وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ ان کے لئے عادات کو بدلا ہے ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کیا ہے۔ اسرار و ولایت کا ان کو مالک کیا ہے۔ احوال نہایت میں ان کو حاکم بنایا ہے۔ عجیب حکمتوں کے ساتھ ان کو متکلم کیا ہے۔ ان کی زبان پر عجیب وغریب باتیں جاری کی ہیں۔ ان کو پیشوائے سالکین بنایا ہے۔ عارفین کے لیے ان کو حجت ٹھہرایا ہے۔ ①

مشائخ کا ان کی فضیلت کا اقرار

آپ ابو محمد عبدالرحیم بن احمد بن حجون مغربی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے ہیں۔ انہیں کی طرف منسوب ہیں اور ابو محمد عبدالرزاق بن محمود جزولی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی رہے ہیں۔ مصر اور حجاز میں مشائخ کی ایک جماعت سے ملے ہیں۔ ان کے شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان کو بلند کرتے تھے۔ حتیٰ کہ ان کے بارے میں کہا ہے کہ ابوالحسن اس دروازہ میں سے داخل ہوئے ہیں کہ ہم اس میں سے داخل نہیں ہوئے۔

ان کے بارے میں شیخ ابو محمد جزولی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کو وہ راز دیئے گئے ہیں کہ جو ہمیں نہیں دیئے گئے۔ ان کے بارے میں ابوالعباس احمد بن محمد مشہور رأس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ اللہ عزوجل کے نزدیک شیخ کمل ہیں۔ ان کے وقت میں دیار مصر میں اس شان کی ریاست ان تک پہنچی ہے اور مریدوں کی تربیت وہاں پر انہیں سے سرسبز ہوتی ہے۔ وہاں کے بہت سے رہنے والوں نے ان سے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ ابوبکر بن شافع قوصی، شیخ علم الدین منفلوطی رحمۃ اللہ علیہ شیخ امام مجد الدین ابوالحسن علی بن وہب بن مطیع قشیری مشہور ابن دقیق العید وغیرہم رحمہم اللہ۔

صاحبان احوال کی ایک جماعت ان کی طرف منسوب ہے بہت سے صلحاء ان کے شاگرد ہیں۔ فقہاء و فقراء کی ایک جماعت ان کے پاس جمع ہوئی تھی۔ انہوں نے ان کے کلام و صحبت سے نفع حاصل کیا تھا۔ ہر طرف سے وہ مقصود بالزیارت تھے۔ وہ فقیہ، فاضل، متادب، خاشع، متواضع اور کریم تھے۔ اکمل آداب، اشرف الصفات، اکرم خصلت اور احسن الاخلاق تھے۔ اہل علم و دین کے دوست تھے۔ ان کے بعض مریدوں نے ان کے حالات میں اور مناقب میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جو چاہے کہ ان کے اکثر حالات جان لے تو ان کو چاہیے کہ اس کتاب کو دیکھے۔ ②

آپ کے اقوال

اللہ عزوجل کے ذاکر کے لیے اس کے ذکر میں کوئی اس کے عوض قائم مقام نہیں ہوتا۔ جب اس کا عوض قائم ہو گیا پھر وہ اس کے ذکر

---

① بهجة الاسرار صفحه 413 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 315-314۔ صاحب بہجۃ الاسرار نے کتاب کا نام ذکر نہیں فرمایا اگر کسی صاحب علم کو معلوم ہو تو ادارہ کو ضرور مطلع کریں۔
(ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

سے نکل گیا۔ ایسے قلب پر جو کہ دنیا کی محبت میں مقید ہے حرام ہے کہ محبوب کے درختوں پر چڑھے۔

(وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّطَّلِعَ الْخَلْقُ عَلٰى عَمَلِهٖ فَهُوَ مُرَاءٌ)

''جو شخص اس بات کو دوست رکھے کہ لوگ اس کے عمل سے واقف ہو جائیں تو وہ ریا کار ہے۔''

(وَمَنْ اَحَبَّ اَنْ يَّطَّلِعَ الْخَلْقُ عَلٰى حَالِهٖ فَهُوَ كَذَّابٌ)

''جو شخص اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ لوگ اس کے حال پر اطلاع پائیں تو وہ جھوٹا ہے''

اللہ ﷻ کی ایک ہوا ہے جس کو ''الصحیة فخزونه'' کہتے ہیں۔ وہ عرش کے نیچے ہے۔ استغفار کی نرم آواز و گریہ کو ملک قہار کی طرف اٹھاتی ہے۔ [1]

لوح محفوظ کو دیکھ لیتے

شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کی عمدہ تہذیب و تربیت کرتے تھے وہ ہر سانس میں مراعات حفظ ادب کے ساتھ دیکھتے تھے۔

جب کوئی شخص ان کے پاس آتا اور اس کا ارادہ ہوتا کہ ان کے پاس قطع تعلق کر کے رہے تو تھوڑی دیر سر نیچا کرتے پھر اگر اس کو یہ کہتے کہ میں تجھ کو لوح محفوظ میں اس سے پہلے دیکھ چکا ہوں پھر اس کو اپنے پاس خلوت میں بٹھا لیتے اور اگر اس کو یہ کہتے میں تم کو لوح محفوظ میں اپنے مریدوں میں نہیں دیکھتا تو اس کو اپنے پاس نہ بٹھاتے۔

اور یہ کہا کرتے تھے کہ لوح محفوظ ایک دیوان ہے جس میں ہر چیز موجود ہے جو ہو چکی یا آئندہ ہو گی اور مجھ کو اللہ ﷻ نے اس پر مطلع کر دیا۔ جو اس میں ہے اس کا مجھے شاہد بنا دیا۔ [2]

مریدوں کا خیال رکھتے

آپ جب کسی کو خلوت میں بٹھاتے تو اس کے حالات اور موارد کو صبح و شام دیکھتے بھالتے۔ ان میں سے ہر ایک کے ساتھ اس

---

[1] بھجة الاسرار صفحہ 416 مطبوعہ موسسة الشرف پاکستان

[2] بھجة الاسرار صفحہ 416 مطبوعہ موسسة الشرف پاکستان اللہ ﷻ اپنے مقربین کو ایسے انعامات سے نوازتا ہے نیز جب اس امت کے ایک ولی کی یہ شان ہے تو پھر تمام نبیوں کے نبی کا مقام کیا ہو گا اس لیے ہمارا عقیدہ ہے کہ باذن پروردگار حضور انور ﷺ کے لئے یہ کہنا درست ہو گا کہ:

سرِعرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت وملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اور ان کی نظر کیوں نہ ہو کہ غیبوں میں سے سب سے بڑھ کر جو غیب ہے وہ ذات باری تعالیٰ ہے اور وہ ذات حضور ﷺ کی نظر مبارک سے شب معراج پوشیدہ نہ رہی تو پھر اور کوئی غیب آپ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتا ہے۔ اسی لئے فرمایا گیا۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

کے مزاج کے لائق لطف فرماتے۔اس کو سلوک کے منازل درجہ بدرجہ اتارتے اس سے کہتے کہ فلاں مرتبہ کا تم فلاں دن انتظار کرو کیونکہ وہ ربانی ہے پھر مرید کا وہی بعینہٖ حال ہوتا۔ جو شیخ نے بتلایا ہوتا۔ [1]

میرا مال تم کو دیا گیا

آپ نے ایک شخص کو بہت خلوت میں بٹھایا۔آپ دن رات اپنے مریدوں کی خلوتوں کے حال معلوم کرتے رہتے تھے۔

آپ ایک رات رمضان شریف کے آخری عشرہ میں اس کے پاس گئے تو اس کو دیکھا کہ وہ روتا ہے۔اس سے حال دریافت کیا وہ کہنے لگا کہ دیکھئے میں شب قدر دیکھ رہا ہوں اور دیکھتا ہوں کہ ہر شے زمین پر سجدہ کر رہی ہے اور میں جب سجدہ کا ارادہ کرتا ہوں تو اپنے اندر ایک شے ستون آہنی کی شکل کی پاتا ہوں جو مجھ کو سجدہ کرنے سے روکتی ہے۔

آپ نے اس سے کہا کہ اے فرزند عزیز! تم گھبراؤ مت وہ ستون آہنی جو تم پاتے ہو۔وہ میرا راز ہے۔جو تم کو دیا گیا ہے وہ سوائے نیک فعل کے تجھ کو بُری بات کی قدرت نہیں دیتا اور تم جتنی چیزیں اس وقت دیکھ رہے ہو۔وہ شیطانی وارد ہے۔شیطان کا یہ ارادہ ہے کہ تو اسی کو سجدہ کرے۔جو تیرے خیال میں ہے اور اس سبب سے تم پر راستہ پالے گا۔

راوی کہتا ہے کہ میرے دل میں اس بات کا خیال پیدا ہوا اور یہ خطرہ ہوا کہ اس کی صحت کی ان کے پاس کیا دلیل ہے؟ ابھی میرا خطرہ پورا نہ ہوا تھا کہ شیخ نے مجھ سے کہا کہ میں تجھے یہ کہتا ہوں اور تو اس پر دلیل مانگتا ہے پھر اپنا دایاں ہاتھ بڑھایا پھر میں نے دیکھا کہ وہ اقطے مشرق تک بڑھا ہوا ہے پھر بائیں کو پھیلایا تو اس کو میں نے مغرب کے آخری حصہ تک بڑھا ہوا دیکھا پھر اس کو آہستہ قبض کر لیا اور وہ نور جس کو میں دیکھتا تھا اور ان اشیاء کو جن کو سجدہ کرتے ہوئے پاتا تھا۔وہ ایک دوسرے سے ملتی ہیں یہاں تک کہ ان کی ہتھیلی میں ایک گز کے برابر رہ گئی ہیں اور یہ نور اور جو کچھ اس میں تھا۔ایک انسان کی شکل پر ہو گیا پھر میں نے اس سے ایک بُری آواز سُنی۔وہ کہتا ہے کہ: (يَاسَيِّدِي اَلْغَوْثُ اَلْغَوْثِ لَااَرْجُوْاوَلَااَعُوْذُيَاسَيِّدِيْ)

"اے میرے سردار! فریاد اے میرے سردار! میں پھر کبھی رجوع نہ کروں گا اور نہ لوٹ کر آؤں گا۔"

اور جوں جوں اپنی دونوں ہتھیلیوں کو قریب کرتے ہیں۔ان کا چلانا بڑھتا جاتا ہے۔

تب شیخ نے "اللہ" کہا پھر میں نے ایک بجلی نور کی ان کے منہ سے نکلتی ہوئی دیکھی۔جس سے ہر شے روشن ہو گئی اور یہ شکل جو کہ شیخ کی دونوں ہتھیلیوں میں تھی۔سیاہ اور سخت بدبودار بن گئی اور ایسی خوفناک چلائی کہ عنقریب میری جان نکلنے لگی تھی پھر وہ دھواں بن گئی اور اوپر چڑھ کر گرد وغبار ہو کر اڑ گئی۔ [2]

تیرا شوق پورا ہو گیا

ابوالحسن علی بن یوسف قرشی مصری موذن رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے اپنے چچا شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد بن سنان قرشی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ

---

① بهجة الاسرار صفحه 416 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 417 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہ چکے تھے۔ان کے پاس ''قنا'' میں ایک مدت ٹھہرے تھے۔وہ فرماتے تھے کہ میں نے شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی قنا میں خدمت کی تھی۔اپنے اہل سے نو ماہ تک غائب رہا تھا۔وہ مصر میں تھے پھر ایسے وقت میں کہ میں'' قنا'' کی رباط میں کھڑا ہوا تھا اور ان کے ملنے کا شوق تھا کہ اچنے میں شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ اپنے گھر سے اترے اور مجھے کہنے لگے اے محمد! کیا تو اپنے گھر والوں کے دیکھنے کا مشتاق ہے؟ میں نے کہا نَعَمْ يَاسَيِّدِىْ ہاں اے میرے سردار۔آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک گھر میں مجھے اکیلے داخل کیا مجھ سے کہا ''زیق'' پس میں نے ایسا کیا پھر مجھ سے کہا اب تم سر اٹھاؤ میں نے سر اٹھایا تو اپنے آپ کو مصر میں اپنے گھر کے دروازہ پر پایا۔میں گھر میں داخل ہوا۔مجھے میرے گھر کے لوگ ملے اور مجھ کو انہوں نے سلام کہا لیکن میں حیران ہو گیا اور ان سے میں نے اپنے بھید کو ظاہر نہ کیا۔ان کے پاس اس دن ٹھہرا رہا۔دو دفعہ ان کے پاس میں نے کھانا کھایا۔میرے پاس بیس (20) درہم تھے وہ میں نے اپنی ماں کو دیئے اور جب مغرب کی اذان ہوئی تو میں گھر کے دروازہ سے نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ قنا میں رباط کے دروازہ پر ہوں اور شیخ کھڑے ہیں پھر انہوں نے مجھ سے کہا

(يَامُحَمَّدُ اَبَلَلْتَ شَوْقَكَ؟)

''اے محمد! کیا تم نے اپنا شوق ان سے پورا کر لیا؟''

میں نے کہا

نَعَمْ يَاسَيِّدِىْ

ہاں اے میرے سردار۔

پھر میں اس کے بعد ان کے پاس ایک مہینہ ٹھہرا اور سفر کی اجازت لی آپ نے اجازت دی پھر میں مصر کی طرف پندرہ (15) دن میں پہنچا اور جب انہوں نے مجھے دیکھا تو وہ بڑے خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ ہم تو تم سے ناامید ہو چکے تھے اور خیال کیا تھا کہ تم قتل کیے گئے یا کوئی اور واقعہ تم پر پیش آیا۔میں نے کہا کہ کچھ خوف نہیں۔میں نے اپنی ماں سے وہ بیس (20) درہم جو اس دن دیئے تھے لے لیے۔

وہ کہتا ہے کہ میں نے وہ واقعہ بیان نہ کیا۔حتیٰ کہ شیخ فوت ہوئے۔[1]

اژدھا کے منہ سے ایک شخص کو نکالنا

شیخ ابوالفتح رضوان بن فتح اللہ بن سعد اللہ تمیمی منفلوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن اپنے شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سمندر کے کنارہ پر تھا۔ان کے پاس ایک لوٹا تھا۔جس سے آپ وضو کیا کرتے تھے۔پس اپنے قریب میں لوگوں کی آواز سنی کہ چلا رہے ہیں آپ نے اس کی بابت پوچھا تو بتایا گیا کہ ایک اژدھا نے کنارہ پر سے ایک مرد کو پکڑ لیا ہے۔آپ نے وضو چھوڑ دیا اور جلدی اس جگہ کی طرف دوڑے جہاں لوگ جمع تھے دیکھا تو اژدھا ایک آدمی کو پکڑ کر سمندر کی بھنور میں لے گیا ہے۔آپ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 417,418 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

اژدھا پر چلائے کہ ٹھہر جا وہ وہیں ٹھہر گیا۔ دائیں بائیں کہیں حرکت نہ کرتا تھا۔ تب آپ پانی کے اوپر گزر گئے اور فرماتے تھے بسم اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ گویا کہ زمین پر چل رہے ہیں اور سمندر اپنی بڑی طغیانی میں تھا۔ یہاں تک کہ آپ اژدھا تک پہنچ گئے۔

پھر آپ نے اس سے کہا کہ مرد کو پھینک دے اس نے اس کو اپنے منہ سے پھینک دیا اور مرد کی ران اژدھا کے پکڑنے سے ماری گئی۔ تب آپ نے اپنا ہاتھ اژدھا پر رکھا اور کہا کہ مر جا۔ وہ اس وقت مر گیا اور شیخ نے مرد سے کہا کہ جنگل کی طرف چل اس نے کہا اے میرے سردار! میں اپنی ران نہیں اٹھا سکتا اور مجھے تیرنا بھی اچھی طرح نہیں آتا۔ آپ نے اس سے کہا کہ چل یہ راستہ نجات کا ہے اور جنگل کے راستہ کا اشارہ کیا پھر کیا دیکھا کہ سمندر اس مقام سے جہاں کہ شیخ اور وہ شخص تھے ایک سخت پتھر کی طرف ہو گیا پھر شیخ اور مرد چلے۔ یہاں تک کہ جنگل تک پہنچ گئے۔ لوگ یہ واقعہ دیکھ رہے تھے پھر سمندر اپنے حال پر ہو گیا جیسا کہ تھا اور لوگوں نے اژدھا کو مردہ کھینچ کر باہر کیا۔ ①

حیوانات ونباتات پر حکومت

شیخ علامہ مجد الدین ابو الحسن علی بن وہب قشیری ﷫ فرماتے تھے کہ شیر اور سانپ ہمارے شیخ ابو الحسن صباغ ﷫ کے پاس آکر ٹھہرا کرتے اور یوں کہا جاتا تھا کہ عالم میں سے ہر ایک چیز ان سے باتیں کرتی ہے۔ درخت ہوں، پتھر ہوں یا زمین کے مقامات وہ ان سے باتیں کرتے اور ان کو خبر دیتے جو کچھ انسان وجن نے اس میں عبادت وگناہ کیے ہیں۔ نباتات ان سے باتیں کرتی تھیں۔ اپنے خواص اور منافع بیان کرتی تھیں۔

اور فرمایا کرتے کہ جس کو اللہ ﷻ خطاب کرے اس کو ہر شے خطاب کرتی ہے۔ میں نے ان کو کئی دفعہ دیکھا کہ ہوا میں کسی سے باتیں کرتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں یہ کام کر یہ کام نہ کر اور میں کہتا تھا کہ یہ رجال الغیب ہیں جو کہ ان سے مخاطب ہوتے ہیں اور وہ ان سے مخاطب ہوتے ہیں۔

اور میں نے کئی دفعہ ان کو دیکھا کہ شیروں کے لعاب دہن کی وجہ سے اپنے پاؤں کو دھوتے ہیں۔ جب کہ وہ اپنے سروں کو ان کے پاؤں پر رکھتے ہیں۔

میں نے ان کو بارہا اکیلے بیٹھے ہوئے دیکھا ہے اور ان پر ہوا سے مردان غیب دو دو تین تین چار چار اترتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سے مردانِ غیب جمع ہو جاتے تھے۔

اولیاء اور غائبین جن ومشائخ ان کے حکم کی تعمیل کرتے تھے حتی کہ اگر شیر سے یہ کہتے کہ یہاں سے مت جا۔ وہ وہاں سے نہ ٹلتا اور کسی کو تکلیف نہ پہنچاتا یہاں تک کہ آپ اس سے کہتے چلا جا۔

ان کی قطبیت کا ذکر کیا جاتا تھا۔ میں نے ایک مدت ان کی خدمت کی ہے ظاہر وباطن میں میں نے کبھی نہ دیکھا کہ انہوں نے ادب ترک کیا ہو اور نہ کبھی کوئی ایسا کلام کیا جو شریعت کے منافی ہو اور نہ ایسا کام کہ جس پر انکار کیا جائے۔ ②

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 418 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان
② بھجۃ الاسرار صفحہ 419 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

پتھر پانی بن گیا

شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنے مریدوں کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے ان سے کہا کہ اے میرے سردار جو شخص انوار جلال الٰہی کا مشاہدہ رکھتا ہو اس کی نظر وجود میں کیسے ہوگی؟ آپ نے کہا سر کی نظر کے ساتھ جو کہ وجود میں قائم ہے۔ جس کے ساتھ ہر موجود کا وجود قائم ہے پھر وہ اگر عاصی کی طرف دیکھے تو اس کو زندہ کر دے۔ اگر بھولنے والے کی طرف دیکھے تو اس کو یاد دلائے اگر ناقص کی طرف دیکھے تو اس کو کامل کر دے۔ اس نے کہا۔

(یَاسَیِّدِیْ وَمَاعَلَامَۃُ مَنْ ھُوَمَوْصُوْفٌ بِھٰذَا؟)

"اے میرے سردار! جو شخص اس امر سے موصوف ہو اس کی علامت کیا ہے؟"

کہا کہ:

(ھُوَمَنْ نَظَرَاِلٰی ھٰذَالْحَجَرِ لَذَابَ مِنْ ھَیْبَتِہٖ)

"اگر وہ اس پتھر کی طرف دیکھے تو اس کی ہیبت سے گل جائے۔"

راوی کہتا ہے پھر آپ نے پتھر کی طرف جو کہ سخت اور بڑا تھا۔ دیکھا جو کہ آپ کے قریب تھا پس وہ پگھلا اور پانی بن کر زمین میں دھنس گیا۔ ①

میرے شہر سے نکل کر تمہارا "حال" تم کو ملے گا

راوی کہتا ہے کہ مصر میں ایک شخص کا حال جاتا رہا اور اس کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ تھا۔ وہ شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اس بات کی آپ کے پاس شکایت اور گریہ وزاری کی۔ اس شخص نے آپ کو اللہ تعالیٰ کی قسم دی کہ آپ اس کے رد کرنے پر قادر ہیں۔

آپ نے اس سے کہا کہ تم صبر کرو حتیٰ کہ تمہارے حال کے رد پر میں اذن لوں۔ وہ شخص آپ کے پاس تین (3) دن تک "قنا" میں ٹھہرا رہا پھر آپ نے اس کے ساتھ چوتھے دن شہد و دودھ کھایا۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ اس نے اپنا حال دگنا پالیا ہے۔

تب آپ نے اس سے کہا کہ میں نے تمہارے حال کے ردّ کے لیے اذن چاہا تھا۔ سو مجھے اجازت دی گئی ہے کہ تم میرے ساتھ دودھ پیو تو تمہارا حال لوٹ آئے گا۔ میرے ساتھ تیرے شہد کھانے سے تیرا حال دوگنا کر دیا گیا لیکن تم اس کی تصرف جب تک میرے اس شہر سے نہیں نکلو گے نہیں کر سکو گے۔

راوی کہتا ہے کہ اس مرد کا یہ حال تھا کہ اس نے اپنا حال اور اس کے ساتھ اتنا ہی اور حاصل کر لیا تھا۔ لیکن اس کو یہ طاقت نہ تھی کہ اس میں یا اس کے ساتھ تصرف کرے۔ حتیٰ کہ "قنا" سے باہر نکلا۔ ②

---

① بھجۃ الاسرار صفحہ 419 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

② بھجۃ الاسرار صفحہ 420-419 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

کھانے میں برکت کی دعا

ایک دفعہ آپ نے ایسے کھانے میں برکت کی دعا کی جو سات (7) آدمیوں کے کھانے کی مقدار تھا سو سے زائد (100)
آدمیوں کی مقدار نے کھایا اور جتنا پہلے تھا اس سے زیادہ بچ رہا۔
راوی کہتا ہے کہ شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ اپنے حال سے لوگوں کو مشغول رکھتے تھے اور مجہول رہنا چاہتے تھے۔ ①

شیخ کی برکت سے دل صاف ہو گئے

دو فقیر "قنا" کے بازار میں شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں جھگڑے ان کی لڑائی بڑھ گئی۔ یہاں تک کہ ایک نے
دوسرے کی آنکھ نکال ڈالی آنکھ جو دوسرے کے رخسار پر بہہ کر آ گئی۔ وہ اس کو قوال کے پاس لے گیا اس نے کہا کہ ان دونوں کا
معاملہ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ تک ہے۔ وہ دونوں آپ کے پاس آئے۔ آپ نے ان دونوں سے کلام نہ کیا اور دستر خوان بچھانے کا حکم
دیا۔ ان دونوں نے فقراء کے ساتھ کھانا کھایا اور قوال کو حکم دیا۔ اس نے کچھ پڑھا۔ وہ دونوں فقراء کے ساتھ اس میں داخل ہو گئے
اور جس شخص کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اس نے دوسرے کا سر کھول دیا اور استغفار کرنے لگا۔
تب آپ نے اس سے کہا کہ تم استغفار کس لیے کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ اے میرے سردار! میں اپنے اس بھائی کے لیے
استغفار کرتا ہوں کیونکہ اگر مجھ سے یہ قصور نہ ہوتا کہ جو زخم کو واجب کر دے تو وہ میری آنکھ نہ پھوڑتا۔
پھر اس شخص کہ جس نے اپنے ساتھی کی آنکھ نکالی تھی اپنا سر کھولا اور کہا خداوندا میری اس وقت ذلت اور ندامت اور اس کے غم
کے طفیل اس کی آنکھ کو درست کر دے پھر اس کی آنکھ درست ہو گئی جیسے پہلے تھی۔ حاضرین چلا اٹھے۔
راوی کہتا ہے کہ یوں کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے دل شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے صاف ہو گئے۔ ②

آپ نے اشعار پڑھے

شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ ایک سال ضحیٰ کے وقت "قوص" کے دو باغوں کے درمیان چلے رہے تھے۔ ایک کبوتری کو درخت
پر دیکھا کہ غمزدہ آواز سے بار بار بول رہی ہے آپ وہاں ٹھہر گئے اور اس کی آواز سنتے رہے پھر ان کو وجد آ گیا اور وجد میں مستغرق
ہو گئے اور اشعار پڑھنے لگے:
راوی کہتا ہے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور کبوتری زمین پر آپ کے سامنے گر پڑی اور دونوں پروں کو پھڑ
پھڑاتی رہی۔ یہاں تک کہ مر گئی پھر آپ نے مزید اشعار پڑھے:
پھر اپنی حالت میں مستغرق ہو کر چلے پھر ظہر کی اذان ہوئی اور وہ "قنا" میں شیخ ابو محمد عبدالرحیم بن حجون اور شیخ ابوالحجاج بن

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 420 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحه 420 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

یوسف بن سلیمان بن قاسم قلوسی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس تھے۔اس وقت میں یہ دونوں زندہ تھے قنا میں اکٹھے رہتے تھے۔ جب ان کو دیکھا تو اور اشعار پڑھے۔ شیخ ابوالحسن رحمۃ اللہ علیہ اشعار پڑھتے تھے اور وہ دونوں شیخ روتے تھے جب وہ اپنے اشعار سے فارغ ہو چکے تو شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مزید اشعار پڑھے۔ [1]

جب شیخ عبدالرحیم اپنے اشعار سے فارغ ہوئے تو شیخ ابوالحجاج رحمۃ اللہ علیہ نے اور اشعار پڑھے۔

آپ کا وصال

آپ ''قنا'' میں رہتے تھے جو کہ ایک شہر ہے۔مصر کے بالائی جانب کی زمین میں، وہیں نصف شعبان 612ھ میں فوت ہوئے اور'' قنا ''میں اپنے شیخ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کے مقبرہ کے پاس دفن کیے گئے۔ان کی قبر کی وہاں پر اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ ابوالحسن بن صباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ:

(لِلشَّيْخِ عَبْدِالْقَادِرِ خُصُوْصٌ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی لَمْ يدركه كَثِيْرٌ مِنَ الصِّدِّيْقِيْنَ)

''شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے لیے اللہ عزوجل کی طرف سے وہ خصوصیتیں ہیں کہ جن کو بہت سے صدیقوں نے نہیں پایا۔'' [2]

(34) شیخ ابوالحسن علی بن ادریس یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور مشہور عارفین وائمہ محققین کاملین سے ہیں صاحب کرامات ظاہرہ، احوال فاخرہ، افعال خارقہ، آپ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ عزوجل نے وجود کی طرف ظاہر کیا ہے اور موجودات میں تصرف دیا ہے عادات کو خرق کیا ہے۔ ان کے ہاتھوں پر خارقات کو ظاہر کر دیا ہے ان کو مغیبات کے ساتھ متکلم کیا ہے۔احوال نہایت کی ان کو قدرت دی ہے اسرار ولایت کا ان کو ہار پہنا دیا۔ ہدایت کی باگوں کا ان کو مالک بنا دیا۔ بصائر اور ابصار کے انوار میں ان کو حاکم بنا دیا ان کو مجاری حکمت اور تصاریف اقدار پر مطلع کر دیا۔ان کی زبان پر حکمتوں کو جاری کر دیا۔لوگوں کے دل ان کی محبت سے بھر دیئے ان کی ہیبت سے ان کے سینے بھر دیئے۔ان کو سالکین کا پیشوا مقرر کر دیا اور عارفین کی حجت بنا دیا ہے۔متقیوں کا امام بنایا ہے۔

اور وہ وہی ہیں کہ کہتے ہیں۔میرے لئے موجودات میں سے ابتداء سے لے کر نہایت تک ظاہر کر دیا گیا۔میرے لئے ترجمے حل کر دیئے اور جس کے لئے ترجمے حل نہ کئے جائیں وہ شیخ نہیں۔

اور یہ بھی کہا ہے کہ مجھ کو اللہ عزوجل نے اہلِ جنت اور اہلِ نار، اہلِ برزخ، اہلِ سما، اہلِ ارض کا واقف کر دیا ہے۔ [3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 420, 421, 422 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 422 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 423 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ جانوروں کی بولیاں جانتے تھے

ان کے وقت کے مشائخ کہا کرتے تھے کہ شیخ علی بن ادریس انسان، جنوں، ملائکہ، پرندوں، وحشیوں اور سانپوں کی بولی جانتے ہیں۔ ①

آپ فرشتوں کی تسبیحات جانتے تھے

اور یوں کہا جاتا تھا کہ وہ ہر آسمان کے فرشتوں اور ان کے مقام، ان کی تسبیحات اور ان کی بولیاں جو کچھ کہ خدائے ﷻ کی توحید میں کہتے ہیں جانتے ہیں۔

اور جب وہ شیخ عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تھے۔ وہ کھڑے ہو جاتے تھے اور ان کے لئے کئی قدم چلتے دور سے جا کر ان کو ملتے ان کی عزت واحترام کرتے ان سے معانقہ کرتے اور یہ شعر پڑھتے:

اشم مِنكَ نَسِيمًا لَستَ اَنكَرَهٗ
كَانَ لمياء جرت فِيكَ اَرْدَانَا

اور مشائخ کہا کرتے تھے کہ جب شیخ عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے تو عراق کے مشائخ ستاروں کی طرح تھے اور شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ ایک آفتاب طلوع شدہ تھے۔

شیخ ابوالحسن قریشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰ میدان کے رہنے والے ہیں۔ وہ شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں رہے تھے اور انہیں کی طرف منسوب تھے۔ ②

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

وہ شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں بھی رہے ہیں اور ان کی خدمت کی ہے۔ ان سے روایت بھی کی ہے۔ ان کے بڑے بڑے جلسے دیکھے ہیں۔ ان سے ان کو موارد نفیسہ حاصل ہوئے ہیں۔ ان کے لئے انہوں نے دعا مانگی ہے۔ ان کے حق میں کہا ہے کہ اس لڑکے کی شان عظیم ہوگی۔

ان کو یہ بھی کہا تھا کہ عنقریب ایک زمانہ آئے گا کہ تمہاری احتیاج پڑے گی (یعنی بلند مرتبہ) ہوگے۔

شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ کہا کرتے تھے کہ میں شیخ عبدالقادر رضی اللہ عنہ کی دعا ہوں۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 423 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 424-423 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 424 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

آپ مشائخ عراق سے ملے ہیں۔ جیسے شیخ عبدالرحمٰن طفسونجی رحمۃ اللہ علیہ شیخ بقابن بطو رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوسعد قیلوی رحمۃ اللہ علیہ شیخ احمد بقلی یمانی رحمۃ اللہ علیہ شیخ مطر باذرائی رحمۃ اللہ علیہ شیخ ابوالکرم معمر رحمۃ اللہ علیہ۔

ان کے شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ ان کی عزت کیا کرتے تھے اوران کو اوروں پر مقدم کیا کرتے تھے۔ان کی بڑی پرواہ کرتے ان کے بارے میں کہتے کہ ابن ادریس "حضرت قدس" کے ہم نشینوں میں سے ہیں۔ [1]

ہزاروں لوگ آپ سے فیض یاب ہوتے

ان کی طرف بہت سے صاحب حال منسوب ہیں۔ بہت سے صلحاء وعلماء کے مرید ہیں اوران کے ارادہ کے موافق بہت سی مخلوق جن کا شمار نہیں ہوسکتا قائل ہوئے ہیں ان کے نزدیک "یعقوبا" میں بہت سے فقہاء وفقراء جمع ہوئے تھے ان کے کلام وصحبت سے نفع حاصل کیا تھا ان کا ذکر زمانہ میں پھیل گیا تھا۔ان کی زیارت کا ہر طرف سے قصد کیا جاتا تھا ان کے دروازہ پر زائرین کی ایک بڑی جماعت تمام اطراف سے قصد کر کے آتی تھی اور اکثر ان کے دروازہ پر ہفتہ تک ٹھہرتے یہاں تک کہ ان کو دیکھتے اور بسا اوقات ان کا شمار سات ہزار(7,000) تک پہنچ جاتا تھا اور جب شیخ عمر بزار رحمۃ اللہ علیہ فوت ہوئے پھر مشائخ عراق ان کی زیارت کو دوڑ کر آئے۔ جیسے شیخ شہاب الدین سہروردی، شیخ ابوالطاہر خلیل بن احمد صرصری، شیخ بدرالدین خلیل معروف بہ فربہ، شیخ ابوالبدر بن سعید، شیخ ابومحمد عبداللطیف بغدادی المعروف معلرز، شیخ ابوالعباس احمد بن شریف بغدادی، شیخ ابوالحسن بغدادی المعروف موزہ دوز، شیخ ابوعمر عثمان بن سلیمان المعروف قصر، شیخ ابوالحسن علی بن سلیمان المعروف نانبائی، شیخ ابوالبدر بن یوسف المعروف تمامی رحمۃ اللہ علیہم اوران کے سوا اور علماء وصلحاء کی ایک جماعت نے فیض لیا۔ [2]

آپ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر آئے

آپ بغداد کی طرف شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ کی زیارت کو آیا کرتے تھے اوران کے مدرسہ میں باب ازج میں قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اترا کرتے تھے پھر ان کے پاس بغداد کے اکثر علماء مشائخ اور عام لوگ آیا کرتے تھے۔ اور مجھ کو یہ بات پہنچی ہے کہ ایک دفعہ انہوں نے بغداد میں مدرسۂ مذکورہ میں ایک جز،حدیث کی سنی ہے جس کو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کرتے تھے اورتین مجلسوں میں وہ لوگ جنہوں نے ان سے متفرق طور پر حدیثیں سنی ہیں ان کی تعداد دو ہزار 2,000 سے زیادہ تھی۔

ان کے قاری شیخ امام محی الدین ابوعبداللہ محمد بن علی بن محمد المعروف توحیدی بن ہمشیرہ قاضی القضاۃ ابوصالح نصر رحمۃ اللہ علیہ تھے۔خلفاء کا یہ حال تھا کہ جب ان پر کوئی بلا نازل ہوتی تو وہ ان کی طرف التجا کرتے اور عاجزی سے پیش آتے۔ [1]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 424 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه نمبر 325 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[1] بهجة الاسرار صفحه نمبر 325 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

کسی کو ہاتھ نہ چومنے دیتے

آپ بزرگ، باہیبت، بانشان، ادیب اور متواضع تھے کسی کو اپنے ہاتھوں کو چومنے نہ دیتے اور کوئی ان کو" یاسیدی "نہ کہہ سکتا تھا کیونکہ وہ اس کو مکروہ جانتے تھے وہ اشرف اخلاق، اکرم عادات، وافر عقل، کم گو، ہمیشہ بڑی حیا والے اتباع کتاب اللہ وسنت نبوی کے بہت پابند تھے، خوبرو بڑی ہیبت اور وقار والے تھے طریق سلف کے پابند تھے ان کا دستر خوان سوا رمضان شریف کے دنوں کے بند نہ ہوتا تھا مجلس کے صدر میں نہ بیٹھتے تھے اور جب وہ چلتے تو ان کے پیچھے سوائے ان کے حکم کے اور کوئی نہ چلتا۔ ①

آپ کی سادگی اور رعب

جس نے آپ کو کبھی دیکھا نہ ہو وہ آپ کو جب تک کہ کوئی بتائے نہیں پہچانتا نہ تھا لباس بھی دیہاتیوں کا سا پہنتے تھے۔ ان کے پاؤں میں ہمیشہ درد رہا کرتا تھا آخر میں حرکت سے عاجز ہو گئے تھے۔ اپنی جگہ پر بیٹھے رہتے کئی کئی دن تک مگر اوقاتِ نماز میں اٹھتے تھے اور کوئی شخص آپ کے پاس بغیر آپ کے حکم کے نہ بیٹھتا تھا۔ ②

آپ کے اقوال

ان کا حقائق میں کلام نفیس تھا ان میں سے یہ ہے:

⦿ "کرم" یہ ہے کہ دنیا کو اس کے لئے چھوڑ دینا جو اس کا محتاج ہے اور اللہ ﷻ کی طرف اس لئے متوجہ ہونا کہ تو اس کا محتاج ہے۔

⦿ "تصوف" تمام ادب کا نام ہے۔

⦿ ہر قوت کے لئے ادب ہے۔ ہر مقام کے لئے ادب ہے اب جو شخص کہ آداب اوقات کا التزام کرتا ہے وہ مردوں کے مقام تک پہنچتا ہے۔

⦿ جو شخص کہ ادب کو ضائع کرتا ہے وہ اس وجہ سے بعید ہے کہ قرب کا گمان کرتا ہے اور اس لئے مردود ہے کہ قبول کا گمان کرتا ہے۔

⦿ آداب ظاہر کا حسن آداب باطن کا عنوان ہے کیونکہ نبی ﷺ نے فرمایا: ہے کہ اگر اس کا دل نرم ہوتا ہے پھر اس کے اعضا بھی نرم ہوتے ہیں۔

⦿ "سخاوت" کے نام کا وہ شخص مستحق نہیں جو کہ بخشش کا ذکر زبانی یا دل کے اشارہ سے کرے۔

---

① بهجة الاسرار صفحه نمبر 325 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 325 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

⊙ جو شخص اپنے احوال وافعال کا ہر وقت کتاب وسنت سے موازنہ نہیں کرتا اور اپنے خطرات کو متہم نہیں کرتا تو اس کو مردوں کے دیوان میں مت گنو۔

⊙ جو شخص اپنے نفس کو دوام اوقات پر متہم نہیں کرتا تمام احوال میں اس کی مخالفت نہیں کرتا۔ تمام دنوں میں اس کو مکروہ کی طرف نہیں چلاتا تو وہ مغرور ہے۔

⊙ جو شخص اس کی کسی بات کو اچھی نگاہ سے دیکھتا ہے تو وہ اس کو ہلاک کر دیتا ہے۔

⊙ ولی وہ ہے کہ کرامات سے مدد دیا جائے اور ان سے غائب رہے

⊙ نفس کی عمدگی اور دل کی راحت سینہ کی فراخی آنکھ کی ٹھنڈک چار چیزوں میں ہے ① جنت کے لئے خدا کی طرف رجوع کرنا، ② دوستوں سے محبت، ③ سامان پر بھروسہ، ④ غایت کا معائنہ۔

⊙ بڑی عقل وہ ہے کہ تجھ کو خدا ﷻ کی وہ نعمتیں معلوم کرا دے جو کہ تجھ پر ہیں اور ان کے شکر کی تم کو مدد دے ہوس کے برخلاف قائم ہو۔

⊙ زیادہ نفع دینے والا اخلاص وہ ہے جو تجھ سے ریا وتصنع کو دور کر دے۔ زیادہ نافع اعمال وہ ہیں کہ جن کی آفات سے تو بچا رہے اور وہ مقبول ہوں

⊙ بڑا نافع فقر وہ ہے کہ جس سے تو بارونق وراضی ہو جائے۔

⊙ نافع تر تواضع وہ ہے کہ تجھ سے تکبر کو دور کر دے۔ تیرے غضب کو مار ڈالے۔

⊙ نافع تر معاملات وہ ہیں کہ دلوں کے خطروں کی اصلاح ہو۔

⊙ نافع تر خوف وہ ہے کہ تجھ کو گناہوں سے روکے اور تیرے غم کو بڑا بنا دے اور تجھ کو فکر لازم کر دے۔

⊙ آداب کا سردار یہ ہے کہ مرد اپنی قدرت کو پہچانے۔

⊙ جو شخص اس بات سے نہیں ڈرتا کہ اللہ ﷻ اس کے افضل اعمال پر اس کو سزا دے گا وہ ہلاک ہونے والا ہے۔

⊙ کوئی شخص اس سے بڑھ کر مصیبت میں مبتلا نہیں ہوتا کہ اس کا دل سخت ہو جائے اور دنیا سے وہ شخص کیسے فلاح پاتا ہے کہ اس کے نزدیک لوگوں کی محبت سے دنیا کی محبت زیادہ ہو۔

⊙ جو شخص کہ دنیا کی حاجت کو ترک کر دے وہ غم سے راحت پا گیا۔

⊙ جو شخص اپنی زبان کی محافظت کرتا ہے وہ عذر کرنے سے چھوٹ جاتا ہے۔

⊙ جو شخص کہ دنیا کے مصائب سے گھبراتا ہے اس کی مصیبت دین سے بدل جاتی ہے۔

⊙ مخلوق کی طرف متوجہ ہونا خواہش نفسانی کا سبب ہے۔ یہ مرید کو بٹھا دیتا ہے اور عاقل کو غافل بنا دیتا ہے پھر نہ تو عاقل اپنی بیماری کو پہچانتا ہے نہ مرید اپنی دوا کو طلب کرتا ہے۔ پس جو شخص خدا کے ساتھ تمسک کرتا ہے وہ بچ جاتا ہے اور جو اپنے نفس کے سپرد کرتا ہے وہ پردہ میں ہوتا ہے پس صحت ورع خوف کی علامات میں سے ہے حسن خلق حسب کی بزرگی میں سے ہے جو عقل رکھتا ہے اس نے یقین کیا۔ جو یقین رکھتا ہے ڈرتا ہے جو ڈرتا ہے صبر کرتا ہے جو صبر کرتا ہے وہ پرہیزگار ہے جو پرہیزگار ہے وہ شبہات سے

رک جاتا ہے۔ اس سے حرص ارغبت جاتی رہتی ہے۔ جس کی عقل کمی ہے اس کا یقین ضعیف ہے۔ جس کا یقین ضعیف ہے اس سے خوف جاتا رہتا ہے۔ جس کا خوف جاتا ہے۔ اس کی غفلت بہت ہوتی ہے جس کی غفلت بڑھ جائے اس کا دل سخت ہوتا ہے جس کا دل سخت ہوتا ہے تو اس کو نصیحت فائدہ نہیں دیتی۔ اس پر دنیا کی محبت غالب ہو جاتی ہے۔ اس کے اکثر اعمال حقیقت خوف خدا کے بغیر ہوتے ہیں۔

⊙ محروم وہ ہے کہ سوال سے محروم ہو سوال اجابت کی کنجی ہے۔ [1]

عالم کس وقت وعظ کرے؟

عالم کو لوگوں کو وعظ سنانا جائز نہیں مگر اس وقت کہ کسی انسان کا بدعت میں پڑ کر ہلاک ہو جانے کا خوف ہو اور اس بات کی امید ہو کہ اللہ ﷻ اس کو اس بدعت سے اس کی نیک نیت کی برکت کی وجہ سے نجات دے گا۔

''ابدال'' کی چار (4) خصلتیں ہیں ① پرہیز گاری ② کامل درجہ کی ارادت صحیح ہو ③ مخلوق کے لئے سینہ سالم ہو ④ خاص و عام کے لئے خیر خواہی۔

اور چار (4) خصلتیں ہوتی ہیں کہ جن سے اللہ ﷻ بندہ کو بلند کرتا ہے۔ ① علم ادب ② دین، ③ امانت، ④ بڑی قوت یہ ہے کہ تو اپنے نفس پر غالب آئے۔

جو شخص اپنا ادب کرنے سے عاجز ہے وہ اپنے غیر کے ادب سے زیادہ ہو گا جو اپنے بڑے کی اطاعت کرتا ہے تو اس کی اطاعت وہ کرے گا جو اس سے کم درجہ پر ہے۔

جو شخص اللہ ﷻ سے ڈرتا ہے۔ اس سے ہر شے ڈرتی ہے۔

پرہیز گاری یہ ہے کہ حد علم پر وقف ہو۔ ظاہر کی پرہیز گاری یہ ہے کہ سوا اللہ ﷻ کے (حکم کے) حرکت نہ کرے اور باطن کی پرہیز گاری یہ ہے کہ اس کے دل میں اپنے مولیٰ کے سوا اور کسی کا گزر نہ ہو۔ زہد ملک کی سخاوت کو پیدا کرتا ہے، محبت روح کی سخاوت پیدا کرتی ہے جس کی پرہیز گاری نہیں اس کو زہد نہیں اور جس کو زہد نہیں اس کو محبت نہیں۔

زہد کی تین (3) علامتیں ہیں ① عمل بغیر علاقہ، ② قول بغیر طمع ③ عزت بغیر ریاست اور آپ اشعار پڑھا کرتے تھے: [2]

شیخ ابو محمد علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں نے اپنے نفس کو دس (10) سال تک خواہش نفسانی سے روکا پھر میں نے قلب کو اپنے نفس سے دس (10) سال تک روکا پھر میں نے سر کو دل سے دس (10) سال تک روکا پھر مجھ پر منازل وارد ہوئے۔ میں نے ان سب کو محفوظ کیا اور اللہ ﷻ بہتر حافظ ہے۔ وہ ارحم الراحمین ہے۔ [3]

---

① بهجة الاسرار صفحه 426-425 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 427 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

③ بهجة الاسرار صفحه 427 مطبوعه مؤسسة الشرف پاكستان

آپ کے نارنگی پھینکنے سے بچہ کا گنٹھیا جاتا رہا

شیخ ابوالفضائل صالح بن یعقوب بن حمدون تیمی یعقوبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد نے کہا کہ میرا بیٹا "اسماعیل" بچہ تھا اس کو گنٹھیا ہو چکا تھا اس کی عمر پانچ (5) سال کی تھی وہ ایک جگہ بیٹھا رہتا اپنی جگہ سے حرکت نہیں کر سکتا تھا پھر میں نے اس کو اٹھایا اور شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لایا ان سے شفا کے لئے درخواست کی انہوں نے اس پر انکار کیا میں نے اس کو ان کے نزدیک چھوڑ دیا اور اس سے علیحدہ ہو گیا تب آپ نے اس کو ایک نارنگی جوان کے ہاتھ میں تھی پھینکی۔ وہ بچہ کے گھٹنوں پر پڑی تو اس نے اس نارنگی کو لے لیا اور سرائے میں دوڑنے لگا۔ ہم لوگوں نے "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ" پڑھا وہ بچہ میرے ساتھ تندرست ہو کر چلا آیا۔[1]

کیا میں تیر پھینکوں؟

شیخ ابوالمعالی عبدالرحیم بن مظفر بن مہذب قرشی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے سنا اپنے والد رحمۃ اللہ علیہ سے وہ شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے تھے کہا کہ ہمارے پاس ایک سال عامل آیا۔ جس نے ظلم کیا اور ہم سے برا معاملہ کیا میں شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور ان کے پاس یعقوبا میں تین راتیں ٹھہرا رہا۔ ان کی ہیبت کی وجہ سے ان سے اس بارے میں کلام نہ کیا پھر چوتھی رات مغرب کی نماز پڑھی اور ان کے مریدان کے گرد حلقہ کیے ہوئے تھے۔ آپ نے ایک مرید کے ہاتھ میں کمان اور تیر دیکھا تو فرمایا: کہ یہ مجھے دے دو۔ اس نے آپ کو دے دیئے پھر آپ نے تیر کو کمان کے جگر میں رکھ کر مجھ سے کہا کہ کیا میں پھینکوں؟

میں نے کہا کہ اے میرے سردار! اگر آپ چاہیں پھر کمان کو ہاتھ سے رکھ دیا اور پھر پکڑا اور کہا کہ کیا میں پھینکوں؟

میں نے کہا کہ اے میرے سردار! اگر آپ چاہیں پھر تیسری دفعہ کمان کو ہاتھ سے رکھ دیا اور کہا کہ کیا میں تیر پھینکوں؟

میں نے کہا اے میرے سردار! اگر آپ کی مرضی ہو۔

تب آپ نے تیر پھینکا وہ ایک درخت میں لگا جو آپ کے سامنے تھا آپ میں اور اس میں چار گز کا فاصلہ تھا آپ نے کہا کہ میں نے تیر پھینکا اور وہ ظالم عامل کی گردن پر کاری لگا۔ تب میں نے تکبیر کہی اور تمام لوگوں نے تکبیر کہی اور کمان و تیر کا مالک کھڑا ہو گیا اور دونوں کو لے لیا جب صبح ہوئی تو ہم کو خبر آ گئی کہ عامل اپنے مکان میں مغرب کے بعد فرش پر گھر کی چھت پر لیٹا ہوا تھا کہ اس کو غیبی تیر پہنچا معلوم نہیں کہاں سے آیا تھا اس کی گردن کو لگا جس سے وہ ذبح ہو گیا اور مر گیا۔[2]

بنجر باغ پھل دار ہو گیا

"یعقوبا" میں ایک باغ تھا جس کا پانی کڑوا تھا اس میں نہ کوئی پھل دار درخت ہوتا تھا نہ اس زمین میں کوئی کھیتی ہوتی تھی وہ باغ

---

① بهجة الاسرار صفحه 427 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان ② بهجة الاسرار صفحه 428 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بالکل بیکار پڑا تھا وہاں کے رہنے والے شیخ علی بن ادریس رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے اور آپ سے درخواست کی کہ ان کے لئے برکت کی دعا مانگیں۔ پس آپ اس میں آئے اور وہاں پر وضو کیا دو رکعت نماز پڑھی اور ان کی برکت کے لئے دعا مانگی پھر اس میں کھیتی اگ آئی اور درخت پھل دار ہو گئے اور عمدہ ہوئے اور برکت ہو گئی۔ ①

آپ کا وصال

روحا جو ایک گاؤں یعقوبا کے قریب ہے اور ادریس ان کے دادا ادریس کی طرف نسبت ہے آپ آخر ماہ ذیقعدہ 619ھ میں "یعقوبا" میں فوت ہوئے اور اگلے دن کی صبح کو اس کی رباط میں دفن کئے گئے۔ ②

(35) شیخ علی بن وہب سنجاری رحمۃ اللہ علیہ

آپ بڑے مشائخ اور بڑے عارف بڑے آئمہ صادقین زمانہ کے مشہور تھے۔ وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے موجودات میں تصرف دیا ہے ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ ان کے ہاتھ پر عادات کو بدلا ہے ان کو مخلوق کے لئے ظاہر کیا ہے۔ ان کے نزدیک ان کی بڑی مقبولیت اور ہیبت بڑھا دی۔ اہلِ طریقت کا ان کو پیشواء بنا دیا۔ مریدین مخلصین کی تربیت سنجار اور اس کے اردگرد میں ان تک پہنچی ہے بڑے بڑے لوگ ان کے شاگرد ہوئے ہیں جیسے ابوبکر بن عبدالحمید شیبانی خبازی، شیخ قیس شامی، شیخ جواب الکبر، شیخ سعد صفاکی رحمۃ اللہ علیہم وغیرہم، اہلِ مشرق کے بہت سے لوگ ان کی طرف منسوب ہیں، جو کثرت کی وجہ سے شمار میں نہیں آتے اور یہ ایسے وقت فوت ہوئے ہیں کہ ان کے چالیس (40) مرید تھے جو کہ سب کے سب اصحاب احوال تھے۔ ان سے بیان کیا گیا ہے کہ جب آپ فوت ہوئے تو وہ سب ایک باغ میں جمع ہوئے جو کہ ان کے حجرہ کے سامنے تھا ان میں سے ہر ایک نے اس باغ میں سے ایک مٹھی سبزی کی لی اس پر دم کیا پھر تمام سے پھول مختلف رنگ کے ظاہر ہوئے۔ کوئی زرد کوئی سرخ کوئی سبز کوئی ازرق کوئی سفید وغیرہ یہاں تک کہ ہر ایک نے ایک دوسرے کی قدرت وتصریف کا اقرار کیا۔

فرماتے تھے مجھ کو خدا تعالیٰ نے ایک خزانہ " سر بمہر " دیا ہے اور عنقریب اس کو سر بمہر اس کی طرف اس کی قوت سے لوٹاؤں گا۔ انہیں کا یہ نام ہے۔ ردُّالفائت یعنی فوت شدہ چیز کے لوٹانے والے۔ کیونکہ بات مشہور ہے کہ جس شخص کا حال فوت ہو جاتا اور وہ شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتا تو وہ اس پر اس کا حال زیادتی کے ساتھ لوٹاتے تھے۔ وہ ان دو مردوں میں سے ہیں کہ جنہوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے خواب میں خرقہ پہنا ہے۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 428 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه نمبر 428 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه نمبر 429-428 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ و خضر علیہ السلام و رسول اللہ ﷺ کی زیارت

شیخ ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ میں نے اپنے سردار شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ چالیس (40) سال تک نماز پڑھی ہے میں نے ان سے ان کے شروع حالات سے پوچھا تھا تو انہوں نے کہا تھا کہ میں علم پڑھا کرتا تھا ظاہر بدریہ کی مسجد میں عبادت کیا کرتا تھا۔ میں ایک رات سو رہا تھا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا

آپ نے کہا کہ اے علی! مجھ کو حکم ہوا ہے کہ تم کو یہ چادر پہناؤں۔ اپنی آستین میں سے طاقیہ نکالی اور اس کو میرے سر پر رکھ دیا جب میں بیدار ہوا تو وہ چادر بعینہ میرے سر پر تھی پھر چند روز کے بعد میرے پاس خضر علیہ السلام آئے اور مجھ سے کہنے لگے کہ اے علی! لوگوں کی طرف نکلو۔ وہ تم سے فائدہ حاصل کریں گے۔ تب میں اپنے معاملہ میں ثابت قدم ہو گیا پھر میں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خواب میں دیکھا۔ انہوں نے بھی مجھ سے خضر علیہ السلام والی بات کہی۔ میں بیدار ہوا اور ثابت قدم ہو گیا پھر میں نے رسول اللہ ﷺ کو دوسری رات دیکھا تو آپ ﷺ نے بھی مجھ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بات فرمائی پھر میں جاگا اور نکلنے کا پختہ ارادہ کیا اور اس رات کے آخر حصہ میں سویا۔ تب میں نے حق سبحانہ تعالیٰ کو دیکھا۔

اس نے فرمایا: اے میرے بندے! میں نے تجھ کو اپنی زمین میں پسند کیا ہے تجھ کو تمہارے تمام احوال میں اپنی روح سے مدد دی ہے اور تم کو اپنی مخلوق کی طرف رحمت بنایا ہے اب تم ان کی طرف نکلو اور ان میں وہ حکم لگاؤ جو میں نے تم کو اپنا حکم سکھایا ہے۔ ان میں وہ آیات ظاہر کرو جن سے میں نے تمہاری ان سے مدد کی ہے پھر میں بیدار ہوا اور لوگوں کی طرف نکلا تو وہ ہر طرف سے میری طرف دوڑ کر آئے۔

اور ہم کو یہ بات نہیں پہنچی کہ کسی شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نیند میں خرقہ پہنایا ہو اور جب وہ بیدار ہوئے تو جو خرقہ نیند میں انہوں نے پہنایا تھا وہ بیدار ہونے کے بعد ان کے سر پر تھا۔ سوائے شیخ ابو بکر بن ہوار اور شیخ علی بن وہب رضی اللہ عنہما کے اور مشائخ و علماء وغیرھم کا ان کی بزرگی و احترام پر اتفاق ہے۔

اطراف سے ان کی زیارت و نذروں کا قصد کیا جاتا تھا۔ ان کا ذکر زمانہ میں مشہور رہا۔ [1]

اللہ کہنے سے پتھر دو ٹکڑے ہو گیا

شیخ علی بن وہب، شیخ عدی بن مسافر اور شیخ موسیٰ زولی رحمہم اللہ ایک بڑے پتھر کے پاس جو کہ "کوسلو" بلاد مشرق میں تھا جمع ہوئے پھر ان دونوں نے شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ توحید کیا ہے؟ انہوں نے کہا اس طرح اور اپنے ہاتھ سے اشارہ اس پتھر کی طرف کیا اور کہا اللہ پھر وہ پتھر دو ٹکڑے ہو گیا اور وہ اب تک مشہور ہے لوگ ان دونوں کے درمیان نماز پڑھتے ہیں۔ [2]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 429,430 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 431 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ایک قدم میں زمانہ پھرو گے

ان کے زمانہ میں ایک مردِ اہلِ ہمذان میں سے تھا جس کو ''شیخ محمد بن احمد ہمذانی'' کہا جاتا تھا وہ اصحاب احوال و مقامات تھا لیکن اس کے احوال جاتے رہے تھے اور مقامات اس سے چھپ گئے تھے اس کے بعض حالات یہ تھے کہ ملکوت اعلیٰ کو عرش تک دیکھتا تھا وہ تمام شہروں میں مشائخ کے پاس پہنچا تھا مگر کسی نے اس کے حال کو لوٹایا نہ تھا پھر وہ شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آیا۔ آپ اس سے ملے اور اس کی عزت کی اس سے کہا کہ اے شیخ محمد! یہ تمہارا حال ہے جس کو تم نے گم کر دیا تھا اور کبھی میں تم کو اور دوگنا حال دوں گا پھر اس کو حکم دیا کہ آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کیں پھر اس نے ملکوت اسفل کو مقام بہوت تک دیکھا اور کہا کہ یہ ایک امر ہے اور دوسرا میں نے تم کو ایک قدم دیا ہے جس کے ساتھ تم زمانہ میں پھر سکو۔

راوی کہتا ہے اس نے اپنا ایک پاؤں اُٹھایا اس حال میں کہ وہ شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس سنجار میں تھا اور دوسرا پاؤں اٹھایا تو وہ "همذان" میں تھا۔ [1]

انار کے چھلکے حلوا بن گئے

ان کے پاس چند فقراء آئے۔ انہوں نے حلوے کی خواہش ظاہر کی آپ اپنے گھر میں داخل ہوئے اور انار کے چھلکے لیے پھر ان کو دستہ کاغذ پر رکھا اور اس کے نیچے آگ جلائی اور اس کو اپنے ہاتھ سے حرکت دی پھر اس کو برتن میں ڈال دیا اور ان کی طرف نکال کر لائے تو انہوں نے ایسا حلوا کھایا کہ دنیا کے حلووں سے زیادہ مزیدار اور عمدہ تھا۔ [2]

پچاس (50) دن تک ''بے وضو ہوئے'' نہ سوئے

ایک شخص جس نام شیخ احمد بن علی تھا عجم سے شیخ علی بن وہب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا وہ صاحب قدم و مشاہدہ تھا۔ اس نے آپ سے کہا میرا ارادہ ہے کہ میں اور آپ ایک گھر میں پچاس (50) دن تک رہیں اس میں نہ کھائیں نہ پئیں نہ سوئیں نہ وضو کریں۔

آپ نے کہا اے فرزند عزیز! میں اب بڑی عمر کا ہو گیا ہوں اور ہڈیاں ضعیف ہو گئی ہیں میری قوت ضعیف ہو گئی ہے

اس نے کہا کہ یہ ضرور کریں گے آپ نے کہا" بِسْمِ اللّٰه " دونوں کھڑے ہو گئے اور گھر میں داخل ہوئے آپ نے ہم سے کہا کہ میرے پاس کھانا اور پانی لاؤ پھر ہم ہر روز ان کے پاس طرح طرح کے کھانے اور پانی تربوز لاتے وہ رات دن اپنی عادت سے زیادہ کھاتے پھر وہ اس گھر میں پچاس (50) دن تک رہے۔ اس میں وہ کھانے اور گوشت تربوز پانی دودھ اس قدر کھاتے کہ جس کو اللہ عزوجل کے سوا اور کوئی شمار نہیں کر سکتا۔ باوجود اس کے نہ بول کرتے، نہ پاخانہ، نہ سوتے، نہ وضو کرتے اور اپنی مجلس سے رات دن نہ

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 431 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه نمبر 431 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

اُٹھتے۔ تب شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے شیخ علی بن وہب رضی اللہ عنہ کے پاؤں چومے اور ان سے کہا کہ "اَنْتَ الْاُسْتَاذُ" آپ استاذ ہیں[1] ان کی خدمت لازم کرلی یہاں تک کہ وہیں فوت ہوئے۔[2]

برتن سونے، چاندی کے ہوگئے

ان کے پاس ایک مغربی شخص بھی آیا جس کا نام "عبدالرحمٰن بن احمد اشبیلی" تھا۔ اس نے آپ کے سامنے ایک سونے کی ڈلی رکھ دی اور کہا اے میرے سردار! یہ میری ترکیب سے ہے فقراء کے لیے پیش کرتا ہوں پھر آپ نے حاضرین سے کہا کہ جس کے پاس تانبے کا برتن ہو۔ وہ میرے پاس لے آئے تب لوگ بہت سے تانبے کے برتن از قسم طشت طباق وغیرہ لائے۔ ان کو حکم دیا کہ حجرہ کے درمیان رکھ دو۔ آپ اٹھے اور ان کی طرف گئے پھر ان میں سے بعض سونے کے ہوگئے اور بعض چاندی کے بن گئے مگر صرف دو طشت باقی رہے

پھر آپ نے برتن والوں سے کہا کہ جس کا کوئی برتن ہو وہ لے لے پھر انہوں نے وہ برتن سونے چاندی کے لے لیے پھر عبدالرحمٰن سے کہا کہ اے فرزند عزیز بے شک اللہ عزوجل نے ہم کو یہ سب کچھ دیا ہے۔ مگر ہم نے اس کو چھوڑ دیا ہے۔ تمہارے ٹکہ زر کی ہم کو حاجت نہیں پھر ہم نے ان سے برتنوں کے اختلاف کا سبب پوچھا تو کہا کہ جب میں نے کہا تھا کہ جس کے پاس کوئی برتن ہو تو وہ ہمارے پاس لائے۔ اب جو شخص میرے کلام پر اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا برتن سونے کا اور جس کے دل میں کوئی شبہ پیدا ہوا۔ اس کا برتن چاندی کا بن گیا اور دو شخصوں کے دل میں مجھ سے بدظنی پیدا ہوئی تو ان کے برتن نہ بدلے۔[3]

بیل کا زندہ کردینا

آپ ایک وقت میں بیلوں کی جوڑی رکھا کرتے اور ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوتے تھے۔ جب ان سے فرماتے تھے کہ ٹھہر جاؤ تو وہ ٹھہر جاتے جب ان سے کہتے کہ چلو تو وہ چلتے تھے۔ بسا اوقات گیہوں کا بیج بوتے تو وہ فوراً اُگ آتی۔ ایک بیل آپ کا مرگیا۔ آپ آئے اور اس کے دونوں کانوں کو پکڑ کر کہا کہ "اَللّٰھُمَّ اَحْیَالِیْ" خداوندا! اس کو میرے لیے زندہ کردے تو وہ کھڑا ہوا اور کان جھاڑنے لگا۔[4]

آپ کا وصال

آپ ربعی شیبانی موسوی تھے۔ "بدریہ" میں رہتے تھے جو کہ "قنا" کی زمین میں "سنجار" کے علاقہ میں ایک گاؤں ہے۔ وہیں

---

① نوٹ: اس سے پتہ چلا کہ استاد کے ادباً پاؤں چومنے میں شرعی حرج نہیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بھجۃ الاسرار صفحہ 432 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان۔

③ بھجۃ الاسرار صفحہ 432 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

④ بھجۃ الاسرار صفحہ 432 مطبوعہ مؤسسۃ الشرف پاکستان

آپ فوت ہوئے۔ 80 سال کے قریب آپ کی عمر تھی۔ وہیں آپ کی قبر ہے جس کی ظاہر زیارت کی جاتی ہے۔ [1]

شیخ عبدالقادر کے بارے ارشاد

آپ عالم فاضل فصیح وانا متواضع تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہ کھاتے تھے اور جب قسم کا ارادہ کرتے تو فرماتے تھے۔

(اَلشَّیخ عَبْدُ القَادِرِ اَحَدٌ اَعیَانِ الدُّنیَا الشَّیخ عَبْدُ الْقَادِرِ اَحَدٌ اَفرَادُ الاَولِیَا، اَلشَّیخُ عَبْدُ الْقَادِرِ مِنْ تُحْفَالُوجُودِ مِنْ هَدَایَااللّٰهُ تَعَالٰی لِتَکُوْنَ طُوْبٰی رَاهُ طُوْبٰی جَالَسَهٗ طُوْبٰی لِمَنْ بَاتَ فِیْ خَاطِرَ الشَّیخ عَبْدِ الْقَادِرِ) [2]

(36) شیخ موسیٰ بن ماہین زولی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ بڑے مشائخ میں سے ہیں۔ صدر عارفین، آئمہ محققین میں سے ہیں۔ صاحب کرامات ماثورہ مناقب مشہورہ افعال خارقہ احوال نفیسہ، مقامات جلیلہ، حقائق روشنہ، کشف جلی ہیں۔

وہ ان میں سے ایک ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کے لیے ظاہر کیا ہے۔ ان کے مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔ عادات کو ان کے لیے بدلا ہے۔ دلوں میں ان کی ہیبت ڈال دی ہے۔ مخلوق کے نزدیک ان کی بڑی مقبولیت ہے۔ اس شان کی ریاست ان تک پہنچی ہے ان کی عزت وحرمت پر مشائخ وغیرہ کا اتفاق ہے۔ حل مشکلات موارد اور پوشیدہ امور میں ان کا قصد کیا جاتا تھا۔ سالکین کی تربیت اور مریدین کی تہذیب "ماردین" اور اس کے گرداگرد میں ان کے متعلق تھی۔ ان کی صحبت میں بہت سے مشائخ نے بلاد مشرق میں تخریج کی ہے۔ ایک جماعت صاحبان احوال روشنہ نے ان کی شاگردی اختیار کی ہے۔ ان کی طرف بہت سی مخلوق منسوب ہے۔ [3]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعریف کرتے

شیخ الاسلام محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ ان کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے۔ ان کی شان بڑھایا کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپ نے کہا تھا کہ اے اہل بغداد! عنقریب تم پر ایک آفتاب طلوع کرے گا کہ تم پر کبھی ایسا طلوع نہیں کیا۔ لوگوں نے کہا وہ کون ہیں؟ تب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: کہ ایک شخص ہے جس کو "موسیٰ زولی" کہا جاتا ہے۔

پھر لوگوں کو حکم دیا کہ ان کو دو دن کی منزل پر جا کر ملیں۔ جب وہ بغداد میں آئے تو وہ شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آئے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 432 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 432 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 433-432 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ نے ان کی بڑی تعظیم کی اور انہوں نے ان کا بڑا ادب کیا۔ وہ بغداد میں اس روز قصد کر کے آئے۔ [1]

لوہا ان کے ہاتھ میں نرم ہوجایا کرتا تھا

شیخ موسیٰ زولی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اکثر زیارت کیا کرتے تھے اور ان کے اکثر حالات حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وقوف پانے پر ہوا کرتے تھے۔ جب وہ لوہے کو اپنے ہاتھ سے چھوتے تو وہ نرم ہوجایا کرتا تھا۔ یہاں تک کہ لبان (ایک قسم کا گوند) کی طرح ہوجاتا تھا۔ [2]

جس کو میرے ہاتھ لگیں وہ نہ جلے گا

ایک دفعہ ماردین میں سخت آگ لگ گئی اور تمام شہر میں پھیل گئی لوگ آپ کی خدمت میں فریاد کرتے ہوئے آئے۔ آپ نے ان کو اپنا عصا دے دیا اور حکم دیا کہ اس کو آگ میں ڈال دو۔ وہ گئے اور اس کو آگ میں ڈال دیا تو وہ فوراً بجھ گئی گویا کہ کبھی لگی ہی نہیں۔ لوگ آئے اور اس عصا کو نکال لیا۔ دیکھا تو وہ بالکل جلا نہیں نہ سیاہ ہوا اور نہ گرم ہوا۔ آپ کے پاس اس کو لے آئے۔ آپ نے فرمایا: کہ اللہ عزوجل نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ جس کو تمہارے ہاتھ لگ جائیں اس کو آگ نہ جلائے گی۔ [3]

چار ماہ کا بچہ چلنے اور پڑھنے لگا

شیخ صالح ابوالفدا اسمٰعیل بن ابراہیم بن زرع بن ابوالحسن مندری مغربی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا مجھ کو میرے والد نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ شیخ موسیٰ زولی رحمۃ اللہ علیہ غیب کی باتیں بہت بتایا کرتے تھے اور جب کوئی بات کہتے تو وہ روشن صبح کی طرح اسی وقت اور اسی طرح جیسے خبر دی تھی واقع ہوجاتی۔ میں ایک دفعہ ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اتنے میں ایک عورت ایک بچہ کو لائی اور کہنے لگی کہ یہ میرا بچہ فلاں بن فلاں ہے۔ اس کی عمر چار ماہ کی ہے۔

آپ نے اس کو بلایا پھر وہ دوڑتا ہوا آیا پھر آپ نے اس سے کہا کہ پڑھ (قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد) اس نے سورہ اخلاص پوری پڑھ دی اور بچہ نے بزبان فصیح یہ سورت پڑھی۔ اس کے بعد وہ برابر چلتا اور باتیں کرنے لگا۔ یہاں تک کہ اس عمر تک پہنچ گیا جس میں کہ بچے چلتے اور باتیں کرتے ہیں اور میں نے اس کو شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے تیس (30) سال بعد دیکھا تو واللہ اس کی فصاحت اور گویائی کچھ اس وقت سے جب کہ وہ بچہ تھا اور آپ کے سامنے پہلی دفعہ بولنے لگا تھا زیادہ نہیں تھی۔ [4]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 433 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[2] بهجة الاسرار صفحه نمبر 434 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان
[3] بهجة الاسرار صفحه 434 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان یہ کرامت بھی درحقیقت معجزہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا پرتو ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ اپنا دسترخوان صاف کرنے کے لئے آگ میں ڈالتے اور آگ اس کو جلاتی نہ تھی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا: اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے چھوا تھا۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)
[4] بهجة الاسرار صفحه 434 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ کی دعا قبول ہوئی

راوی کہتا ہے کہ شیخ موسیٰ زولی رحمۃ اللہ علیہ مقبول الدعاء تھے۔ جس اندھے کی نظر کی دعا مانگتے وہ بینا ہو جاتا اور جس بینا کو اندھے ہونے کی دعا کرتے وہ اندھا ہو جاتا۔

جس فقیر کے غنی ہونے کی دعا مانگتے تو وہ غنی ہو جاتا اور اگر کسی غنی کے لئے بددعا کرتے تو فقیر ہو جاتا۔

جس بیمار اور مصیبت زدہ کے لیے دعا مانگتے تو اچھا ہو جاتا۔ جس شے میں برکت کی دعا مانگتے تو اس میں عجب برکت دیکھی جاتی اور جس کام کے لیے دعا مانگتے اس کا اثر فوراً ظاہر ہو جاتا۔ [1]

آپ کا وصال

آپ کی کنیت جہاں تک مجھے معلوم ہے "ابو مسادر تھی۔" "ماردین" آپ کا وطن تھا اور آپ وہیں فوت ہوئے۔ عمر آپ کی بڑی ہو گئی تھی۔ قبر بھی آپ کی وہیں ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ [2]

شیخ قبر میں نماز پڑھنے لگے

جب ان کو قبر میں داخل کیا گیا تو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے اور لحد ان کے لیے فراخ ہو گئی اور جو شخص قبر میں ان کے اتارنے کے لیے اترا تھا وہ بے ہوش ہو گیا۔

آپ خوبصورت بارونق ہیبت والے فاضل تھے۔ [3]

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرنا

ابوعلی حسین بن نجیم حورانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے شیخ ابوالفتوح یحییٰ بن سعداللہ بن حسین تکریتی رحمۃ اللہ علیہ سے سُنا وہ فرماتے تھے کہ جب شیخ موسیٰ زولی رحمۃ اللہ علیہ بغداد میں حج کر کے آئے تو میں اور میرے والد آپ کے ساتھ تھے اور جب شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جا کر ملے ہم نے شیخ موسیٰ رحمۃ اللہ علیہ کو ان کا ادب وغیرہ کرتے ہوئے دیکھا کہ کسی اور کے ساتھ ایسی عزت و احترام نہ کرتے تھے پھر جب ہم علیحدہ و تنہا ہوئے تو میرے والد نے ان سے کہا کہ آپ نے جیسی عزت "عبدالقادر" کی کی ہے میں نے اور کسی کی ایسی آپ کو عزت کرتے ہوئے نہیں دیکھا؟ انہوں نے کہا کہ

---

① بهجة الاسرار صفحه 434,435 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 435 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 435 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

(الشَّيْخُ عَبْدُالْقَادِرِ خَيْرُالنَّاسِ فِيْ زَمَانِنَا هٰذَاوَسُلْطَانُ الْاُوْلِيَاءِ وَسَيِّدُ الْعَارِفِيْنَ فِيْ وَقْتِنَاوَكَيْفَ لَااَتَاَدَّبُ مَعَ مَنْ تَتَاَدَّبُ مَعَهُ الْمَلَائِكَةِ السَّمَاءِ)

''شیخ عبدالقادر ہمارے زمانہ میں لوگوں سے بہتر ہیں اور ہمارے وقت میں سلطان الاولیاء وسید العارفین ہیں۔ میں ایسے شخص کا کہ جس کا ادب آسمان کے ملائکہ کرتے ہیں ادب کیسے نہ کروں۔''[1]

(37) شیخ ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے بڑے مشائخ اور صدر العارفین، اعیان المحققین، اعلام العلماء ہیں۔ صاحب کشف ظاہرہ، کرامات خارقہ، احوال نفیسہ، مقامات رفیعہ، انفاس صادقہ، معارف روشنہ ہیں۔

آپ ان میں سے ایک ہیں جنہوں نے مدرسہ نظامیہ میں درس دیا ہے اور وہاں کے مفتی بنے ہیں۔ شریعت وحقیقت میں مفید کتب لکھی ہیں۔ بغداد میں ان کی طرف طالب علم پڑھنے کو آتے تھے۔ مفتی العراقین ان کا لقب تھا۔ فریقین کے پیشواء تھے۔

ان کی صحبت میں بہت سے مشہور لوگوں نے تخریج کی ہے۔ جیسے شیخ شہاب الدین ابوعبداللہ عمر بن محمد سہروردی، شیخ ابومحمد عبداللہ بن مسعود بن مطر رومی رحمہما اللہ وغیرہما۔

ان کی طرف مشائخ صوفیہ کی ایک بڑی جماعت منسوب ہے ان کا ذکر زمانہ میں مشہور ہے۔ ہر طرف سے ان کا قصد کیا گیا تھا۔[2]

مرید کو اس کے حال کی پہلے سے خبر دیتے

فقیہ صالح ابومحمد حسن بن قاضی ابوعمران موسیٰ بن احمد خالدی صوفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں نے سنا شیخ امام شہاب الدین ابوعبداللہ عمر محمد سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے وہ فرماتے تھے کہ میرے چچا شیخ ضیاالدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ جس مرید کو رعایت کی نظر سے دیکھتے وہ نتیجہ پر پہنچتا اور بڑھ جاتا۔

جب کسی شخص کو خلوت میں بٹھاتے اور اس کے پاس ہر روز آتے اور اس کا حال معلوم کرتے اس سے کہتے کہ تجھ پر آج کی رات یہ واردات ہوں گے اور فلاں فلاں امر تجھ پر کھلے گا۔ فلاں فلاں حال تم پاؤ گے۔ فلاں مقام تم کو حاصل ہوگا اور عنقریب تمہارے پاس ایک شخص فلاں وقت میں اس صورت کا آئے گا اور یہ یہ کہے گا اس سے ڈرتے رہنا۔ کیونکہ وہ شیطان ہے پھر وہ شخص وہی باتیں پاتا جو شیخ نے جس وقت اور جس طرح کہی تھیں۔[3]

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 435 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 435 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 437 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

بچھڑے کا آپ کے سامنے بولنا

ایک دفعہ میں ان کے پاس تھا کہ ان کے پاس ایک دیہاتی بچھڑا لایا اور آپ سے کہا اے میرے سردار! یہ ہم نے آپ کی نذر کر دیا ہے۔ وہ شخص چلا گیا۔ وہ بچھڑا آیا یہاں تک کہ آپ کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ آپ نے ہم سے کہا کہ یہ بچھڑا مجھ سے کہتا ہے کہ میں وہ بچھڑا نہیں ہوں جو کہ آپ کی نظر ہے بلکہ میں شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کی نذر ہوں اور آپ کی نذر میرا بھائی ہے، پھر تھوڑی دیر گزری تھی کہ وہی دیہاتی آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک اور بچھڑا تھا جو کہ پہلے کے مشابہ تھا۔

دیہاتی نے کہا کہ اے میرے سردار! میں نے آپ کے لیے یہ بچھڑا نذر کیا تھا اور شیخ علی بن الہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے لیے وہ بچھڑا نذر کیا تھا۔ جو پہلے آپ کے پاس لایا ہوں۔ یہ دونوں مجھ پر مشتبہ ہو گئے تھے پھر اول کو لے کر چل دیا۔ [1]

دودھ پلا کر مسلمان کر دیا

ایک دفعہ ان کے پاس تین یہودی اور تین نصاریٰ آئے آپ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ لیکن انہوں نے سخت انکار کیا پھر آپ نے ہر ایک کے منہ میں ایک گھونٹ دودھ کا ڈال دیا۔ ابھی وہ اس کو نگل نہ چکے تھے کہ اسلام لے آئے وہ سب مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے کہ جب دودھ ہمارے پیٹ میں گیا تو ہم سے اسلام کے سوا سارے دین منسوخ ہو گئے۔

آپ نے فرمایا: عزت معبود کی قسم ہے کہ جب تک تمہارے شیطان میرے ہاتھ پر مسلمان نہیں ہوئے تم مسلمان نہیں ہوئے اور میں نے تم کو خدا عزوجل سے مانگ لیا ہے۔ اس نے تم کو مجھے دے دیا ہے پھر آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا ہاتھ پھیرا تو ان کو اپنے ہمنشینوں کا حال معلوم ہو گیا اور ان سے اسلام کے ساتھ مخاطب ہوئے۔ [2]

بکری کے گوشت کا آپ کے ساتھ ہم کلام ہونا

شیخ ابو محمد عبداللہ بن مسعود المعروف رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ایک دفعہ میں اپنے شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سلطانی بازار بغداد میں جا رہا تھا۔ آپ نے ایک بکری کی طرف نظر کی جس کی کھال اتری ہوئی ایک قصائی کی دکان پر لٹک رہی تھی۔ آپ اس کے پاس کھڑے ہو گئے اور قصائی سے کہا کہ یہ بکری مجھ سے کہتی ہے کہ میں مردار ہوں۔

تب قصائی بیہوش ہو گیا اور آپ کے ہاتھ پر اس نے توبہ کی اور آپ کی بات کی تصدیق کی۔ [3]

مجھے کس لیے خریدا ہے؟

راوی کہتا ہے کہ ایک دفعہ میں آپ کے ساتھ چل رہا تھا۔ آپ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ بہت سا میوہ اٹھائے ہوئے ہے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 437 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 437 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 437,436 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

آپ نے اس سے کہا کہ یہ میوہ ہے۔؟

اس نے کہا کہ کیوں (آپ پوچھتے ہیں) آپ نے فرمایا: کہ یہ مجھ سے کہتا ہے کہ مجھ کو اس کے ہاتھ سے چھوڑا یئے کیونکہ اس نے مجھے اس لیے خریدا ہے کہ شراب پر پیے۔ تب وہ شخص بے ہوش ہو گیا اور منہ کے بل گر گیا پھر آپ کے پاس آیا آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور کہا کہ واللہ! اس حال کو جو اس نے بتایا۔ سوائے اللہ ﷻ کے اور میرے اور کوئی نہ جانتا تھا۔ [1]

شرابی تائب ہو گئے

راوی نے کہا کہ ایک دن میں آپ کے ساتھ ''مقام کرخ'' میں جا رہا تھا اتفاقاً ایک گھر میں سے شرابیوں کی آواز آ رہی تھی اور بری بدبو ہم کو معلوم ہوئی پھر آپ گھر کی دہلیز میں داخل ہوئے اور نماز کی دو رکعتیں پڑھیں پھر جتنے لوگ گھر میں تھے وہ نیک بن کر نکلے اور ان کے پاس جو شراب برتنوں میں پڑی تھی وہ پانی بن گئی۔ ان سب نے شیخ کے ہاتھ پر توبہ کی۔ [2]

آپ کا وصال

آپ کا نام شیخ ضیاء الدین ہیں اور آپ کا لقب "نجیب الدین" بھی ہے۔ ابوالنجیب عبدالقاہر بن عبداللہ بن محمد بن عبداللہ المعروف بہ عمویہ بن سعد بن حسین بن القاسم بن نظر بن قاسم بن محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابوبکر صدیق رحمۃ اللہ علیہ

آپ بغداد میں رہتے تھے۔ یہاں تک کہ وہیں 563ھ میں انتقال کیا اور اپنے مدرسہ میں جو کہ ''دجلہ'' کے کنارہ پر پرانے پل کے پاس ہے دفن کیے گئے آپ کی وہاں قبر ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔

آپ عمدہ عادات والے خوبصورت زبردست تھے۔ احوال قوم کی تشریح کیا کرتے چادر اوڑھا کرتے۔ علماء کا لباس پہنتے خچر پر سوار ہوتے تھے ان کے سامنے پردہ (علم) اٹھایا جاتا تھا۔ شیخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب "عوارف المعارف" میں ان سے بہت کچھ نقل کیا ہے۔

شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے کلام

شیخ شہاب الدین ابو حفص عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ میں اپنے چچا اور شیخ ابوالنجیب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ 560ھ میں شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں گیا۔ میرے چچا نے ان کا بڑا ادب کیا اور ان کے سامنے کانوں کے ساتھ بغیر زبان کے بیٹھے جب ہم نظامیہ کی طرف لوٹے تو میں نے ان سے اس وقت شیخ کے ساتھ ادب کرنے کے بارے میں پوچھا

تو فرمایا: کہ میں ان کا کیسے ادب نہ کروں حالانکہ ان کا وجود تام ہے۔ عالم ملک میں ان کا تصرف ہے وجود ملک میں ان کے

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 438 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 438 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

ساتھ فخر کیا جاتا ہے۔عالم موجودات میں وہ اس وقت ایک فرد ہیں۔اور ایسے شخص کا کیسے ادب کیوں نہ کروں کہ جس کو اللہ ﷻ نے میرا مالک بنادیا ہے۔میرے دل اور میرے حال میں اور اولیاء کے دلوں اور ان کے احوال میں چاہے تو ان کے روک لے اور چاہے تو چھوڑ دے۔ ①

(38) شیخ احمد بن ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ

یہ شیخ عراق کے مشہور مشائخ اور بڑے عارفین اور بڑے محققین صدر مقربین ہیں۔صاحب مقامات عالیہ، وجلالۃ عظیمہ، کرامات جلیلہ، احوال روشنہ، افعال خارقہ، انفاس صادقہ، صاحب فتح روشن، چمکتے ہوئے قلب والے۔وہ ان میں سے ایک ہیں جن کے لیے اللہ ﷻ نے خرق عادات کیا ہے اعیان کو ان کے لیے بدلا ہے۔ان کے ہاتھ پر عجائبات کو اظہر کیا ہے ان کو مغیبات کے ساتھ گویا کیا ہے۔وجود میں ان کو تصرف دیا ہے۔ان کو مسلمانوں پر حجت بنایا ہے۔سالکین کا ان کو پیشوا بنایا ہے۔خاص وعام میں ان کو بڑا قبول دیا ہے۔ ②

آپ نے ایک مرید کو شقی سے سعید بنادیا

وہ ان میں ایک ہیں جن کی قطبیت کا ذکر ہوتا ہے۔وہ وہی ہیں جو کہ فرماتے تھے۔شیخ وہ ہے کہ اپنے مرید کا نام دیوان اشقیا سے مٹا دے۔کہتے ہیں کہ ایک شخص جنگل کے ایک شیخ کی خدمت میں گیا۔جب وہ نکلا تو جس شیخ کے پاس گیا۔اس نے حاضرین سے کہا کہ میں نے اس مرد کی پیشانی پر شقاوت کی تحریر دیکھی ہے پھر وہ شخص شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا اور ان سے خرقہ پہنا پھر وہ اس شیخ کی زیارت کے لیے آیا۔تب اس شیخ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ بیشک اس کے چہرہ سے شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی برکت سے شقاوت کی سطر مٹادی گئی اور اس کے بدلے سعادت کی سطر لکھ دی گئی۔

وہ وہی ہیں کہ جن طاقت ور مرد کی تعریف پوچھی گئی تو آپ نے کہا وہ ہے کہ اگر اس کے لیے زمین پر اونچی جگہ میں نیزہ گاڑ دیا جائے اور آٹھوں ہوائیں بھی چلیں تو اس کا ایک بال بھی حرکت نہ کرے۔ ③

چھ ماہ بعد کھایا کرتے تھے

ان کے پاس ایک شخص آیا۔اس کے لیے کھانا سامنے رکھا گیا۔اس نے کہا جب میرا وقت آئے گا تو کھاؤں گا۔آپ نے اس سے کہا کہ تمہارا کب وقت ہے؟ اس نے کہا مغرب۔کہا کب سے یہ عادت ہے؟ کہا چھ ماہ سے۔جب مغرب کا وقت آیا تو اس کے سامنے کھانا

---

① بهجة الاسرار صفحه 438, 439 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 438, 439 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 439 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

پیش کیا اس نے کھایا اور آپ سے کہا کہ میرے ساتھ آپ کھائیں۔ آپ نے کہا کہ جب میرا وقت آئے گا میں کھاؤں گا۔ اس نے پوچھا کہ آپ کا وقت کب آئے گا؟۔ آپ نے کہا چھ ماہ کے بعد۔

کہتے ہیں کہ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا تو آپ نے کہا کہ میں ایک دن اپنے گھر میں سخت گرمیوں میں داخل ہوا۔ مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے پانی پایا۔ جس میں گندھے ہوئے آٹے کی سفیدی ملی ہوئی تھی۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو پیوں پھر میرے نفس نے مجھ سے کہا کیا تم کوزہ میں ٹھنڈا پانی نہیں دیکھتے۔ تب میں نے پانی نہ پیا اور خدا سے عہد کیا کہ سال تک نہ کھاؤں گا اور نہ پیوں گا۔ [1]

مشائخ وعلماء وغیرھم نے ان کو بزرگی وعظمت کی آنکھ سے دیکھا ہے لوگوں نے ان کی عزت وحرمت کی گواہی دی ہے۔ چاروں طرف سے ان کی زیارت کا قصد کیا گیا ہے۔

ان کے عمدہ اخلاق واشرف صفات واکمل آداب تھے۔ ان میں اللہ ﷻ نے مختلف مناقب وفضائل جمع کر دیئے تھے۔ [2]

مچھلیوں کا آجانا

شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن (دجلہ) کے کنارہ پر بیٹھے تھے آپ کے مرید آپ کے چاروں طرف تھے۔ آپ نے کہا کہ آج ہم مچھلی بھنی ہوئی کھانا چاہتے ہیں۔

ابھی آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ دریا کا کنارہ طرح طرح کی مچھلیوں سے بھر گیا اور اس سے بہت سی مچھلیاں جنگل کی طرف کود پڑیں۔ اس میں ام عبیدہ کے کنارہ پر اس قدر مچھلیاں جمع ہوئیں کہ کبھی اس قدر دیکھی نہ گئی تھیں۔

آپ نے کہا کہ یہ تمام مچھلیاں مجھے کہتی ہیں کہ آپ کو اللہ ﷻ کے حق کی قسم ہے کہ ہم میں سے آپ کھائیں۔ جب فقراء نے ان میں سے بہت سی مچھلیاں لیں۔ ان کو بھونا اور ایک بڑا دسترخوان بھنی ہوئی مچھلیوں کا آپ کے سامنے رکھ دیا پھر سب نے کھایا حتیٰ کہ سیر ہو گئے۔ دسترخوان پر بھنی ہوئی مچھلیوں میں سے کسی کا سر کسی کی دم رہ گئی اور کسی کا کچھ حصہ۔ [3]

بھنی ہوئی مچھلیوں کا زندہ ہو کر دریا میں کود پڑنا

پھر ایک شخص نے آپ سے کہا کہ اے میرے سردار! اس شخص کی جو کہ متمکن اور قادر ہو کیا صفت ہے؟ فرمایا: یہ کہ تمام مخلوق میں اس کو عام تصرف دیا جائے

اس نے کہا اس کی علامت کیا ہے؟ آپ نے کہا کہ اگر ان مچھلیوں کے بقایا سے کہے کہ تم کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو تو وہ کھڑی ہو کر دوڑنے لگیں پھر آپ نے ان بھنی ہوئی مچھلیوں کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا اور کہا اے بھنی ہوئی مچھلیو! جو اس دسترخوان میں ہے۔

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 439,40 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[2] بهجة الاسرار صفحه 440 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

[3] بهجة الاسرار صفحه 441 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

اللہ عزوجل کے حکم سے کھڑی ہو جاؤ اور دوڑنے لگو۔ ابھی یہ آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بھنا ہوا مچھلیاں صحیح وسالم ہو کر دریا میں کود پڑیں اور جہاں سے آئیں تھیں وہیں چلی گئیں۔ [1]

جو چاہا وہ کھلایا

راوی نے بیان کیا مجھ سے آپ کے بھانجے شیخ ابوالفرج عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں ایک دن ایسی جگہ بیٹھا تھا کہ اپنے ماموں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا اور ان کے کلام کو سنتا تھا۔ وہ اکیلے بیٹھے ہوئے تھے پھر ان پر ایک شخص ہوا سے اترا ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

آپ نے اس سے کہا مرحبا "وتدالارض" کو اس شخص نے آپ سے کہا کہ مجھ کو بیس دن ہو گئے ہیں کہ میں نے کچھ نہیں کھایا اور نہ کچھ پیا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ آپ مجھے میری خواہش کے موافق کھلائیں۔ آپ نے کہا تمہاری کیا خواہش ہے؟ اس نے اوپر کو دیکھا تو پانچ مرغابیاں اڑی جاتی تھیں۔ کہا میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک مرغابی بھنی ہوئی ہو اور دو روٹیاں اور سرد پانی ہو۔

آپ نے کہا اچھا تمہارے لیے یہ ہے پھر آپ نے اس مرغابی کی طرف دیکھا اور کہا کہ مرد کی بھوک کے لئے جلدی کر۔ ابھی آپ کا کلام پورا نہ ہوا تھا کہ ان میں سے ایک مرغابی آپ کے سامنے بھنی ہوئی آموجود ہوئی پھر آپ نے دو پتھروں کی طرف ہاتھ بڑھایا جو کہ ان کی ایک طرف تھے ان دونوں کو اس کے سامنے دو روٹیاں بنا کر رکھ دیا جن میں سے دھواں نکلتا تھا جو کہ دنیا کی نہایت عمدہ روٹیوں میں سے دیکھنے میں تھیں پھر ہوا کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس میں ایک سرخ کوزہ سرد پانی کا تھا پھر مرد نے وہ مرغابی کھائی اور اس سے سوا اس کی ہڈیوں کے اور کچھ نہ چھوڑا دو روٹیاں کھائیں اور پانی پیا پھر ہوا میں جہاں سے آیا تھا وہیں چلا گیا پھر آپ کھڑے ہوئے۔ ان ہڈیوں کو لیا اور ان کو اپنے دائیں ہاتھ پر رکھا اور اپنا ہاتھ ان پر پھیرا اور کہا اے متفرق ہڈیو اور ٹکڑے شدہ جوڑو چلے جاؤ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پھر وہ مرغابی بھنی ہوئی زندہ ہو گئی اور ہوا پر اڑ گئی یہاں تک کہ میری نظر سے غائب ہو گئی۔ [2]

ایک ساعت میں بحر محیط میں آنا جانا

شیخ ابوالحسن علی بن ہمشیرہ سیدی احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ ایک دن میں اپنے ماموں شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بیت خلوت پر بیٹھا ہوا تھا۔ اس میں ان کے سوا اور کوئی نہ تھا پھر میں نے ان کے پاس آواز سنی اور دیکھا تو ان کے پاس ایک مرد ہے جس کو میں نے اس سے پہلے نہ دیکھا تھا دونوں دیر تک باتیں کرتے رہے پھر وہ مرد خلوت کی دیوار کے سوراخ میں نکلا اور ہوا میں اس طرح اڑا جیسے بجلی چمکتی ہوئی ہو پھر میں اپنے ماموں کے پاس گیا اور ان سے کہا کہ یہ کون شخص تھا؟ انہوں نے کہا کیا تم نے دیکھا تھا؟

---

[1] بهجة الاسرار صفحه 441 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان۔ یہ امر اللہ عزوجل کی طرف سے دی گئی قوت اور توفیق سے خدا جسے چاہے عطا کرے۔ (ابو حنظلہ محمد اجمل عطاری)

[2] بهجة الاسرار صفحه 441،442 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

میں نے کہا: ہاں! آپ نے کہا یہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب بحر محیط کے قطر کی حفاظت کرتا ہے وہ چار خواص میں سے ایک ہے مگر اتنی بات ہوئی کہ تین رات سے وہ چھوڑ دیا گیا ہے اور وہ نہیں جانتا۔ میں نے کہا اے میرے سردار! کس وجہ سے مجبور ہوا کہا کہ وہ بحر محیط کے جزیرہ میں مقیم ہے۔ تین رات سے اس جزیرہ میں بارش ہو رہی ہے۔ حتیٰ اس کے جنگل بہ نکلے اس کے دل میں یہ خطرہ پیدا ہوا کہ اگر یہ بارش آبادی میں ہوتی تو اچھا تھا پھر خدا سے استغفار کی لیکن وہ چھوڑ دیا گیا۔ اس لئے کہ اس نے اعتراض کیا تھا۔

میں نے ان سے کہا کہ آپ نے اس کو جتلا دیا؟ کہا کہ نہیں میں اس سے حیا کرتا ہوں میں نے ان سے کہا کہ کروں گا، انہوں نے کہا سر نیچا کر۔ میں نے نیچا کیا پھر میں نے ان کی آواز سنی کہ اے علی! اپنا سر اٹھا میں نے سر اونچا کیا تو دیکھتا ہوں کہ میں بحر محیط کے ایک جزیرہ میں ہوں تب میں اپنے معاملہ میں حیران ہوا اور اس میں اٹھ کر چلنے لگا کیا دیکھتا ہوں کہ وہ شخص وہاں پر ہے میں نے ان کو سلام کہا اور خبر دی تو انہوں کہا کہ میں تم کو خدا کی قسم دلاتا ہوں کہ جو میں تم سے کہوں وہی کرو۔ میں نے کہا ہاں کروں گا۔ کہا کہ میرے کپڑے کو میری گردن میں ڈالو اور مجھ کو میرے منہ کے بل گھسیٹو اور پکارو کہ یہ سزا اس شخص کی ہے کہ جو اللہ تعالیٰ پر اعتراض کرے۔ تب میں نے کپڑا ان کی گردن پر رکھا اور ان کے کھینچنے کا قصد کیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی مجھے پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اے علی! اس کو چھوڑ دے کیونکہ آسمان کے فرشتے اس پر روتے ہیں اور اس کی سفارش کرتے ہیں۔ بیشک اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو گیا پھر مجھ پر ایک ساعت تک غشی کا عالم طاری ہو گیا اور کیا دیکھتا ہوں کہ میں اپنے ماموں کے پاس خلوت میں ہوں اور خدا کی قسم! مجھے معلوم نہ ہوا کیسے گیا اور کیسے آیا۔ ①

آپ کا وصال

آپ کی پیدائش جنگل میں ہے گویا کہ آپ اس شخص کی طرف منسوب ہیں جس کا نام "رفاعیہ" تھا۔ "ام عبیدہ" میں رہتے تھے جو کہ جنگل کی زمین میں ایک قریہ ہے یہاں تک کہ وہیں 578ھ میں فوت ہوئے۔ آپ کی عمر اسی (80) سال کی ہو گئی تھی قبر بھی آپ کی وہیں ہے۔ جس کی اعلانیہ زیارت کی جاتی ہے۔ ②

میں سب کا شیخ لیکن "عبدالقادر" کا غلام

موت سے پہلے آپ نے کہا تھا کہ میں اس کا شیخ ہوں جس کا کوئی شیخ نہیں میں منقطعین کا شیخ ہوں۔ میں ہر مسافر بکری کا جو راستہ میں الگ پڑی ہے ٹھکانا ہوں آپ شافعی المذہب اور فاضل دانا تھے۔ مجلس کے صدر میں کبھی نہیں بیٹھتے تھے اور نہ کبھی سجادہ پر تواضعاً بیٹھتے۔ ان سے ذکر کیا گیا ہے کہ وہ فرماتے مجھ کو سکوت کا حکم ہوا ہے پھر وہ بہت تھوڑا بولتے تھے۔ ③

---

① بهجة الاسرار صفحه 443- 442 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 443 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

③ بهجة الاسرار صفحه 443 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان

شیخ ''عبدالقادر'' سیدالاولیاء ہیں

ابوعبداللہ محمد بن شیخ ابوالعباس الخضر بن عبداللہ حسنی موصلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ میں ایک دن سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا۔ میرے دل میں شیخ احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا خیال پیدا ہوا۔ تب مجھ کو شیخ نے فرمایا: کہ کیا تم شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں آپ نے تھوڑی دیر سر نیچے کیا پھر مجھ سے کہا اے خضر! یہ دیکھو شیخ احمد ہیں میں نے دیکھا تو میں ان کے ایک طرف ہوں۔ میں نے دیکھا شیخ بارعب ہیں۔ میں کھڑا ہوا اور ان کو سلام کہا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اے خضر! جو شخص کہ شیخ عبدالقادر جیسے سیدالاولیاء کو دیکھے وہ مجھ جیسے کی زیارت کی تمنا کرتا ہے؟ اور میں تو ان کی رعیت میں سے ہوں

پھر غائب ہو گئے۔ شیخ کی وفات کے بعد میں بغداد سے ''ام عبیدہ'' کی طرف آیا کہ ان کی زیارت کروں۔ جب میں ان کی خدمت میں آیا پھر وہی شیخ نظر آئے۔ جن کو کہ میں نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی ایک طرف اس وقت دیکھا تھا میرے نزدیک ان کی زیارت نے ان کی معرفت کو زیادہ نہ کیا۔ انہوں نے مجھ سے کہا اے خضر! کیا تم کو پہلی بات کافی نہ تھی؟ [1]

آپ نے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے منکر کو غصہ سے دیکھا تو وہ مر گیا

شیخ امام ابوعبداللہ بطائحی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: میں سیدی شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی میں "ام عبید" کی طرف گیا اور شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے صحن میں چند روز ٹھہرا۔ مجھ کو شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرے سامنے شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب و صفات بیان کر میں نے کچھ بیان کئے اثنائے گفتگو میں ایک شخص آیا اور کہنے لگا اس کو چھوڑ ہمارے پاس اس مناقب کے علاوہ اور مناقب بیان کر اور اشارہ شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ کے مناقب کا کیا۔ تب شیخ احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی طرف غصہ سے دیکھا۔ وہ شخص ان کے سامنے سے مردہ ہو کر اٹھایا گیا پھر کہا کہ کون شخص شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف کی طاقت رکھتا ہے اور کون شخص ان کے درجہ تک پہنچ سکتا ہے؟

آپ وہ شخص ہیں کہ ان کے دائیں طرف بحر شریعت ہے اور بائیں طرف بحر حقیقت ہے۔ وہ ان دونوں میں سے جہاں سے چاہیں چلو بھریں (لَا ثَانِيَ لَهٗ فِيْ عَقْرِنَا) ہمارے زمانہ میں شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی ثانی نہیں۔ [2]

بغداد جاؤ تو زیارت کرنا

راوی کہتا ہے کہ میں نے ان سے ایک دن سنا کہ اپنے بھائی کی اولاد اور اپنے اکابر اصحاب کو وصیت کرتے تھے اور ایک شخص آپ کے پاس رخصت لینے کو آیا اور بغداد شریف کے سفر کا ارادہ کرتا تھا تو آپ نے اس سے کہا کہ جب تو بغداد میں داخل ہو تو شیخ عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی

---

① بهجة الاسرار صفحه 443 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

② بهجة الاسرار صفحه 444 مطبوعه موسسة الشرف پاکستان

زیارت پر اور کسی کی زیارت کو مقدم نہ کرنا۔ اگر وہ زندہ ہوں اور اگر فوت ہو گئے ہوں تو پہلے ان کی قبر کی زیارت کرنا کیونکہ اللہ عزوجل نے ان سے عہد لیا ہوا ہے کہ جو شخص صاحبان حال میں سے بغداد میں داخل ہو اور ان کی زیارت نہ کرے تو اس کا حال سلب ہو جائے گا۔ اگرچہ موت سے کچھ پہلے ہو۔ [1]

پھر کہا کہ شیخ محی الدین عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ اس شخص پر حسرت کرتے ہیں۔ جو ان کو نہ دیکھے۔ [2]

الحمدللہ عزوجل کتاب پر انوار بهجة الاسرار ومعدن الانوار فی مناقب شیخ الاسلام قطب العارفین الشیخ سیدی محی الدین عبدالقادر کی تلخیص بنام امام الاولیاء رحمۃ اللہ علیہ مکمل ہوئی اللہ عزوجل قبول فرماتے ہوئے میری اور اس سے فائدہ اٹھانے والوں کی مغفرت فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم العلم والعلماء

ابوحنظلہ محمد اجمل قادری عطاری

15 رمضان المبارک **1431**ھ بمطابق **5** اگست **2011**ء

❁❁❁

① مزارات اولیاء پر جانے سے روکنے والے ان مبارک ارشاد کو بار بار پڑھیں اور سوچیں۔ (ابوحنظلہ محمد اجمل عطاری)

② بهجة الاسرار صفحه 444 مطبوعه مؤسسة الشرف پاکستان